بلوچستان
قدیم تاریخی تناظر

واحد بخش بُزدار

بلوچی اکیڈمی

عدالت روڈ کوئٹہ

www.balochiacademy.org

(c) All rights are reserved
جملہ حقوق بحق بلوچی اکیڈمی محفوظ ہیں

بلوچستان: قدیم تاریخی تناظر
(تحقیق)

واحد بخش بُزدار

2022

ISBN# 978-969-680-147-4

قیمت :500

بلوچی اکیڈمی نے یہ کتاب میراث پرنٹنگ پریس کراچی سے چھپوا کر شائع کی۔

فہرست

بلوچ تاریخ کے گمشدہ گوشے--- XXIX

حرف آغاز---------- XXXIII

1-بلوچ نسلی ماخذ: مختلف نظریات 1

2- قدیم میسوپوٹیمیا(ANCIENT MESOPOTAMIA) 4

2.1 سومیری تہذیب (Sumerian civilization) 4

عُبیدی(Al-Ubaidian) 5

2.2- اکاد سلطنت 8

2-3قدیم بابلی عہد..... 11

2-4- آشور (Assyria) 12

اکادی سلطنت یا نئی سومیری سلطنت 14

ابتدائی شہری بادشاہ 15

قدیم آشوری سلطنت..... 15

درمیانہ آشوری عہد (912-1380 ق م) 15

نئی آشوری سلطنت 16

2-5- سُوباری (Subarean) 18
2.6- حُری (Hurrians) 22
2-7- مِتنی/ متانی (Mitanni, Mittanni) 25
2-8- آرامی (Aramaeans) 27
2-9- کالدیہ/ کلدہ (Chaldea) 33

3. اناطولیہ (ANATOLIA) 37

3-1- حَتّی (Hattians) 38
3-2- حِطّی (Hittites) 40
3-3- اُرار تو (Uratri, Uruatari) 43
3-4- مئیو نیا اور لیڈیا سلطنت (Maeonian, Lydian) 45

4. قدیم ایران ---------- 47

4-1- ایرانی سطح مرتفع (Iranian Plateau) 47
4-2- ذاگروس (Zagros) 48
4-3- عیلام یا ایلام (Elam) 53
قدیم عیلامی سلطنت : 54
درمیانہ عیلامی عہد (1100-1500 ق م) 54
نئی عیلامی سلطنت (539-1100 قبل مسیح) 54
4-4- براحشی (Barahshi) 55

4-5-گوتی (Gutians)..... 57
4-6-کسائیٹ (Kassites)..... 60
4-7-منائی (Mannai/Mannea)..... 64
4-8-انڈو ایرانی (Indo-Iranians)..... 65
مغربی ایرانی لوگ..... 66
مشرقی ایرانی لوگ 66

5.بلوچستان : ماقبل تاریخ----- 68

5.1- مہر گڑھ اور سندھ تہذیب 72
5-2-ماگان اور ملوخہ یا ملوحہ کے قدیم باشندے---------..... 75
5-3- ہخامنشی عہد 78
5-4- یونانی عہد 80

6.بلوچ نسلی ماخذنظریات کا تنقیدی جائزہ..... 88

6-1- بلوص (Belus, Belos)..... 88
6-2:بلوص اور بلوچ-------- 94
6-3-بلوچ ہجرت کا مفروضہ اور حلب کا حوالہ---------- 105
6-4-شعری روایت-----..... 112
6-5- بلوچ کے دو ممکنہ توجیہہ 117
6-5-1- بلوچ : ملوحہ/ملوخہ (Meluhḫa)، بلوخو/ بلوحو(Baluhḫu) 121

6-6۔ براہوئی اور دراوڑی------ 125
6-7۔رند قبائل اور میر عمر میرواڑی کی لڑائی:------ 133
6-8۔ مجموعی بلوچ حافظہ اور تاریخی شواہد----- 134
شاہ سرگون 135
ماکان 135
گلمش 135
شاہ کنیش 136
زُم زم بادشاہ 136
شاہ متن 136
بلیچ 136
شاہ مانوس 137
شاہ ہلوک 137

7.بلوچ قبائل کا مطالعہ------ 138

بلوچ قباعلی نام 139
آدین زئی 148
ازغل زئی: 148
ارکانی اور الیاک قبائل: 149
بادینی: 149
باجائی، باجوئی، باجے زئی: 152

باران زئی: 152
باغاری: 153
بالیانی 153
بالیکانی: 153
برمانی (Birmani): 154
باصیرو (Bāseru): 154
بروگوئی (Barogoi): 154
بُزدار یا بوز دار (Buzdar, Bozdar): 155
بزنجو: 156
بگٹی: 157
بلفت (Bulfat): 158
بنروزئی: 158
بلیدی Buledi: 159
بنگل زئی 159
بھوتانی: 159
پتافی۔ (Pitāfi): 160
پرکانی: 160
پور (Pawar): 161
تال پور/ٹال پور(تالپر۔ٹالپر) 162
تامینی: 162

تلخ کوہی: 163
جام: 164
جت: 164
جاموٹ: 166
جتوئی: 166
جتک (Jattak): 166
جدگال: 167
جمالی: 168
چنال: 169
چنگوانی: 169
چچہ: 169
چانڈیہ / چانڈیو: 169
خاص خیلی: 170
دامنی: 170
دریشک: 171
سیاہ سوار: 171
دشتی: 172
دکرزئی: 172
دودائی/میرانی: 173
دگیانی (Degiani):دنگن زئی 174

ڈگارزئی: 174
ڈومکی: 174
رمدانی: 175
رند: 176
رئیس، رئیسی: 176
رئیسانی: 177
ریکی: 178
زِرکانی (Zirkani): 178
زرکان: 178
زشتخانی: 179
زہری: 179
ساکا: 180
ساہلانی: 180
سرمستانی: 181
سبگازئی (Sabaga Zai): 181
سرگانی: 182
سُری زئی (Suri Zai): 182
سورانی/سوران: 182
سُمالانی: 183
سیاہانی: 183

سنی: 184
سُہرانی۔ سُہروانی 184
سیاہ پاد: 184
سنگور: 185
شاہانی: 186
شاہ بُر (Shahbur): 186
شر: 186
شرکلانی: 187
شلیانی: 187
شمبہانی: 187
عیشانی: 188
شاہوانی: 188
قیصرانی: 188
قحطانی: 189
قوش: 190
کرملی زئی: 190
کلمتی : 190
کُبدانی/ خوب دین: 190
کُپچانی (Kupchani): 191
کُرد: 191

کُرش: 192
کسکانی (Kaskāni): 193
کلاچی: 193
کلپر: 193
کلغانی: 194
کلوہی: 194
کلول: 195
کشانی: 195
کمبرانی/قمبرانی: 195
کلیری: 196
کورائی: 196
کوتانی: 196
کورک Korak: 197
کھوسہ/کھوسگ: 197
کھیتران: 199
کینگ زئی: 199
گبول: 199
گادھی: 200
گچکی: 200
گدور (Gador): 201

گُرک: 201
گُرگنا ڑی: 201
گُرمانی / گورمانی (Gurmani): 202
گوپانگ (Gopāng): 202
گورانی: 203
گورچانی / گورشانی: 203
گولہ: 205
گہل (Guhl): 205
لاتی: 205
لاسی: 206
لاشاری: 207
لانگو (Langav): 207
لُنڈ (Lunḍ): 209
لوڑی: 209
لوہارانی (Luhārāni): 210
لوگار: 210
لانگھانی: 210
لہڑی: 210
لگور: 211
لوتری: 211

لیغاری / لغاری: 211
مادے زئی: 211
ماندائی: 212
مبارکی: 212
محمد حسنی: 212
محمد شہی: 212
مردان شئی: 213
مری: 213
مزاری: 216
مستوئی: 217
مسوری: 217
مغیری: 217
مگسی: 217
مُغل زئی: 218
ملانوجت: 218
ملغانی: 218
ملکانی: 219
مندوانی: 219
مہیری: 220
موتک: 221

موسیانی:..... 221
موندرانی:..... 221
میڈ (Med):..... 222
ناروئی / ناہوروئی Nāroi / Nahrui:..... 224
ناہڑ:..... 224
نکیب :..... 225
نمری/ نومری (Numri):..... 225
نوت۔ نوتک۔ نوتکانی۔ نوتی زئی..... 226
نوحانی:..... 227
ہینگل:..... 227
نہمری، نومردی:..... 228
نوکری(Nawkari):..... 228
نوہکانی / نوقانی:..... 228
ہوت:..... 228
یوسفزئی:..... 229

8. جغرافیائی اور علاقائی مقامات (TOPYNYMS) 230

آشال..... 232
امبی:..... 232
ارمابیل (Arma-bel) :..... 232

ارابہ: 233
اورماڑہ: 233
اسپی کہن: 235
انجیرہ : 235
اندرپڑ: 235
ایرکش: 236
(کوہ) باتل: 236
بادرہ: 236
باغبانہ: 237
باگاسیرا: 237
باگ زو: 237
بالگتر Balgatar: 237
بانبور: 238
باہو: 238
بدھا (Budha/Budhiya) : 238
بمپور: 239
بسیمہ: 239
بلیدہ: 240
پنجگور: 240
بلیلی : 240

بیروٹ: 240
بولان: 241
پب: 241
پتک: 242
پندران: 242
پیرعالی: 242
تل سر: 242
تراتانی: 243
تگران (Tagran): 243
تسپ (Tasp): 243
پیرکوہ: 243
تمپ (Tump): 244
تنبو: 244
توران: 244
ٹٹوماڑ (Taṭṭu Māṛ) 246
جگین (Jagin) 246
جتا ندر: 247
جیوا (Jīva): 247
جیونی: 248
حب (Hab): 248

خاران: 249
دمبولی: 249
خضدار: 250
دربل: 250
دراگل: 250
دلبند: 250
ڈگارو، ڈگاری کہن: 251
راغئی (Raghai): 251
دیبا: 251
زڑخو، زرد: 251
سنجاوی: 252
زوب/ژوب: 252
شاپک (Shāpuk): 252
کوچو: 253
کاہان: 253
سامان ءِ کلات (سامان کا قلعہ): 253
سارونہ: 253
کرخ: 253
رامدونی: 254
کرخسہ: 254

کپکپار (Kapkapār) : 254
کشاری: 254
سوراپ: 255
شہرک 255
کلاتک: 255
کنگری (Kingri): 256
کھرڑ (Khraṛ): 256
کوشقلات / کونشقلات: 256
کولواہ : 257
کوہلو (Kohlu): 257
کوئٹہ: 257
کیل کؤر: 258
کیکان / قیقان (Kaikanan, Kaikan): 258
گدر (Gidar): 258
دُرگ: 259
گنداواہ: 259
گوادر: 259
لدھا: 259
مشکاف: 259
ماراپ: 260

ملیر (Mallir): 260
کوہ ماران: 260
ماوند: 260
مستونگ / مُستنگ: 261
مشکے (Mashke): 261
منگوچر: 263
مہمہ: 263
منجھیل: 263
نال: 263
نیمرغ: 264
ناگ (Nāg)ناگی در (Nagidar): 264
زین: 264
نوشکی Noshki: 264
نورگامہ: 265
نمرودِ قلات: 265
ہپت تلار: 266
ہربوئی: 266
ہڑب: 267
واشک Washuk: 267
سبی: (Sibi): 267

وندر: 269
رونجھان: 269
روبدار: 269
سفے کوہ (سفیث کوہ) سفید کوہ: 269
سوران 269
کراچی/ کلاچی/ کلانچ: 270
کلچات: 270
کلگری : 270
اسپلنجی/اسپلنگی 270

9.بلوچی اسماء کا جائزہ (ONOMASTICS) 271

ازگل: 272
المش: 272
امریز: 273
ایدل: 273
باجی/باجھی: 273
ایلتیاز: 273
باغ علی: 273
بھاگو: 274
بالاچ: 274

باہر(خان)Bahir: 274

باہی /بائی: 274

بدل (خان) 275

بسی: 275

بشام: 275

بوہیر: 275

بشکیا: 275

بلخ شیر (Balkhsher): 276

بلیل /بلیلان: 276

پہردین: 276

پاندی (Pandi): 276

پلیا: 276

پنوں: 277

پیری/پیرک: 277

ٹوتا: 277

تور(خان): 278

توکلی: 278

جاڑو (Jāṛu): 278

جلّو(Jallū) 279

جلمب 279

جونگو/ جونگل: 279
حسو: 279
حمر(Hamar) : 279
دُرا: 280
دلیلان: 280
داد علی/ داز علی: 280
دودا: 280
رامین: 280
رحملی: 281
رگام: 281
زباد: 281
زر بانو: 281
سمائل : 282
سپر/سفر خان 282
سمند(خان): 282
سمی / سمو (Sami): 282
سنجر(Sanjar) : 282
سوبا / سوبان: 283
سوالی: 283
سونہارا/سوہارا: 283

سہتی: 283
سید (خان): 283
شادی/شادیہان: 284
شادین: 284
شامیر: 284
شاہلی: 285
شاہو: 285
شراتون: 285
شکل: 285
شلی: 285
شمائل: 286
شمبے (Shambe) : 286
شمس الدین: 286
شوعلی: 286
شہداد: 287
شیہک: 287
صابو: 287
صدو: 287
عالی/آلی: 287
علم دین: 288

علی شیر: 288
غیبی (خان): 288
کالو: 288
کٹے: 289
کلا/کلو: 289
گاجی: 289
گُدا: 289
گُرا: 290
گزین: 290
گُلاں / گِلو: 290
گہنا، گہنوں: 290
گیاندار: 290
لدھا: 291
للہ(Lallah): 291
لکمیر (Lakmir) : 291
مدی: 291
مزار: 292
مسو (Massu) : 292
مندو: 292
مینگلا (Mangla): 292

میر، میرا، میرو، میرانی:..... 292
نُوردین:..... 293
ننگر:..... 293
نہال:..... 293
نوشابہ: 294
نوناصر دین:..... 294
نوہک: 294
وہارو: 294
ہارو/ہارین: 295
حانی:..... 295
ہدے (Hade):..... 295
ہوتی (Hoti):..... 296
ہؤران (Hauran) ہؤری(Hauri) : 296
ہوی(Hawwi) : 296
ہلّو (Hallu): 296

10.مذہبی و ثقافتی مظاہر-------- 297

10-1: مذہبی خدوخال: 297
واژہ:..... 298
میر: 299

آشور(Ashur) : 299
Innana 300
دنگ (ding): 300
رپل: 301
لکمیر (Lakmir):..... 301
Bu ' idu:بھوت:..... 302
گلا۔ پروہت (Gala-Priest):..... 302
نرگل (Nergal): 302
گُدا (Guda) : 303
2۔10 ثقافتی مظاہر (Cutural Phenomenon):..... 303
بلوچ قومی ساخت:..... 303
راج: 303
سیال/ سیاد: 304
مار (Mār) 305
دیوان:..... 305
باوٹ/ باہوٹ:..... 305
جرگہ: 305
میل/میڑہ:..... 306
تورا:..... 306
دود: 306

باروٹی: 306

تپو (Tappu): 307

جنگی اصطلاحات: 307

لباس: 307

پاگ: 308

جنگی کُلاہ: 308

داڑھی: 308

سوگند: 309

نل / نڑ: 309

زبر (Zemar): 310

سنگڑ: 310

10-3: کیلنڈر: 310

10-4۔ دنوں کے نام: 312

10-5۔ سمتوں کے نام 314

10-6: سمندری اصطلاح (Sea Terms) 315

11.لسانی جائزہ---------- 317

11-1۔ سومیری۔ بلوچی 318

11-2۔اکادی۔بلوچی 331

11-3۔ حطی –بلوچی 344

11-4 حتی-(Hattian)-بلوچی 350
11-5- کسائیٹ- بلوچی 352

12.جینیاتی رپورٹیں---------- 353

13.ماحصل (CONCLUSION) 363

کتابیات---------- 379

جینیاتی رپورٹیں---------- 391

بلوچ تاریخ کے گمشدہ گوشے

یہ الگ بات ہے کہ اقوام کو تاریخ کے کسی ایک خاص مقام پر اس کی ضرورت پیش آئے گی کہ نہیں لیکن وقت جوں جوں سائنس اور ٹیکنالوجی کے بیڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھتا جائے گا، تاریخ کے گمشدہ اور پوشیدہ خزانوں (ابواب) کی پرتیں کھلتی جائیں گی۔ یہ بات اب اظہر من الشمس ہے کہ مستقبل میں ماضی کے دریچوں میں جھانکنے کے لیے بنی نوع انسان کو بہتر دید (ٹیکنالوجی کے ذریعے) میسر آسکے گی۔ اس تناظر میں واحد بزدار کی کتاب "بلوچستان: قدیم تاریخی تناظر" تاریخ اور تہذیب کے حوالے سے ایک ناقابل فراموش دریچہ ہے۔ بلوچ تاریخ، تہذیب، ثقافت، مطالعہ جغرافیہ اور بلوچ اونا میسٹکس (Onomastics)، ٹاپونمز (Toponyms)، اینتروپونمز (Anthroponyms) اور نومن کلیچر (Nomen clature) کے پس منظر میں نہ صرف ایک اضافہ ہے بلکہ ایک ایسی تحقیقی کاوش ہے کہ جس سے بلوچ تاریخ کے گمنام اور ٹیڑھے زاویوں کو جوڑنے اور سیدھا کرنے میں مدد مل سکے گی۔

اس وقت بلوچ کے مسکن کو لیکر تین تھیوریاں گردش کر رہی ہیں ایک یہ کہ بلوچ ایشیا کوچک سے آریائی امیگریشن کی صورت میں اپنی موجودہ سرزمین پہ وارد ہوئے۔ دوسرا یہ کہ بلوچ کالدیہ سرزمین سے ہجرت کر کے البُرز سے سیستان ہوتے ہوئے موجودہ بلوچستان میں آکر مقیم ہوگئے۔ جبکہ تیسری تھیوری یہ ہے کہ بلوچ قدیم ادوار ہی سے اسی موجودہ جغرافیہ کے اندر بود وبوش رکھتے رہے ہیں لیکن تیسری تھیوری میں مؤرخ اب تک بلوچ کی زمان ومکان کا تعین کرنے میں ناکام نظر آتا ہے۔ جبکہ واحد بزدار اس تناظر میں لکھتے ہیں کہ " بارہویں اور گیارہویں قبل مسیح میں مختلف بلوچ اور براہوئی قبائل آرامیوں اور کالدی قبائل کے اتحادیہ میں شامل تھے جو سندھ سرحد پر موجود مشرقی بلوچستان سے لیکر، ایک طرف میسوپوٹیمیا کے انتہائی جنوب کے دلدلی علاقوں خلیج فارس کے ساحل اور Uknu دریا تک آباد تھے تو دوسری طرف وہ دجلہ کے مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ اوپر زیریں ذاب (Lower Zab) یعنی ایران کے شمال مشرقی پہاڑیوں تک آباد تھے یا متحرک تھے"۔ اس سے اس نظریے کو تقویت ملتی ہے کہ بلوچ کہیں آئے یا گئے نہیں بلکہ میسوپوٹیمیا سے لیکر موجودہ بھکر، ہرات دریا سندھ اور میناب تک اس خطے

میں آباد تھے اور اسی خطے کے اندر سفر اور ہجرت کرتے رہے۔ اس نظریے پر تحقیقی کام اور حقائق سے پردہ ہٹانا مستقبل کے مؤرخ کا کام ہے۔

واحد بزدار چونکہ بلوچی شاعری، داستان، بلوچی کہانیاں اور بلوچی زبان وادب کے باقاعدہ محقق ہیں۔ چنانچہ وہ دیگر مورخین کی بہ نسبت تاریخ سے جُڑے مواد پر زیادہ دسترس رکھتے ہیں۔ اسی بناء پر ان کا کینوس بھی بڑا دکھائی دیتا ہے۔ البتہ وہ بلوچ تاریخ کو اگر کالدیہ اور میسوپوٹیمیا سے جاملانے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ کوئی نئی بات نہیں کرتے۔ یہ باتیں سردار خان گشکوری نے رالنسن کے توسط سے پہلے ہی بلوچ ریس اور دیگر کتب میں بیان کی ہیں لیکن واحد بزدار نے جو نئے اہم نقطے اٹھائے ہیں۔ اُنہیں حالیہ مورخین تحقیق اور تجزیے کی کسوٹی پر پرکھے بغیر آسانی کے ساتھ رد نہیں کرسکتے۔ حالانکہ نمروز یا نمرود نام اب بھی بلوچوں میں کثرت سے رکھنے کا رواج موجود ہے۔ اس پس منظر میں پروفیسر نے نہ صرف چند نئی باتیں طشت ازبام کردی ہیں بلکہ چند پرانی باتوں کو بھی وسعت دی ہے خاص طور پر انہوں نے کالدیہ زمانے کے انسانی نام، اشیا کے نام اور علاقوں کے ناموں کو موجودہ بلوچی نام اور علاقوں کے ناموں کے ساتھ جو مماثلتیں دریافت کی ہیں، اسے تحقیق کی روشنی میں ایک اہم پیشرفت کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں نہ صرف بلوچی نام بلکہ بلوچ علاقوں کے نام بھی قدیم کالدیہ علاقوں اور دریاؤں کے نام سے کافی مماثلت رکھتے ہیں اور موجودہ بلوچستان میں اب بھی ایسے علاقوں کے خاصے نام دست بردِ زمانہ سے بچ گئے ہیں۔ مثلاً ازگل، توکلی، بت، کن یا کہن:۔ اللہ بت، تربت، شے کہن، اپسی کہن وغیرہ جو کالدیہ اور اس زمانے کی دیوی دیوتاؤں کے اسماسے منسوب ہیں اور بزدار نے ان کی کافی مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ حالانکہ اس سلسلے میں ماضی میں بعض مؤرخین کا خیال تھا کہ سائرس کے کالدیہ پہ حملے کے وقت بلوچ وہاں موجود تھے جو اسی حملے کے دوران کالدیہ سے نکل کر ایران کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور اسی دوران اپنی اصل زبان گنوا بیٹھے۔ جبکہ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ بلوچ پہلے سے کالدیہ میں موجود نہ تھے بلکہ سائرس کے لشکر میں شامل ہوکر گئے تھے اور بعد میں چونکہ فاتحین بنے اس لئے وہیں بودوباش اختیار کرلی۔ اس لئے اگر کالدیہ علاقوں اور وہاں کے دریاؤں کے نام بلوچی اور بلوچ علاقوں سے مماثلت رکھتے ہیں تو اس کی ایک بڑی وجہ اسی حملے کے بعد وہاں قیام کی ہے۔ اگر اس بیانیے کو حقیقت تسلیم کرلیا جائے کہ ان ٹاپونمز اور نومن کلیچر نے یہاں سے ہجرت کی ہے تو ان کا صوتی یا

معنیاتی ماخذ موجودہ بلوچستان ہونا چاہئے تھا جبکہ ایسا نہیں ہے۔ تاہم دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہاں اشوری، آرامی اور کالدی اثرات بلوچستان تک سرایت کر چکے تھے اور کئی ایک جگہوں پر واحد بخش بزدار اس بات کی طرف اشارہ بھی کر چکے ہیں۔ واحد بزدار اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ بلوچ علاقوں کے نام اور بلوچی اسما اول تو اوستائی (زرتشتی) دکھائی نہیں دیتے یا بہت کم نام ایسے ہیں جو زرتشتی پس منظر سے تعلق رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ جن مورخین نے بلوچ کو مذہبی طور پر زرتشتی کہا ہے تو انہوں نے یہ تحقیق اور چھان بین کے بغیر کہا ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ " اگر بلوچ زرتشتی ہوتے تو وہ اپنے ہم مذہب اور ہم مشرب ساسانیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی حمایت کیونکر کرتے"۔ گو کہ ہم واحد بزدار کی اس بات کو رد تو نہیں کر سکتے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ کوئی ٹھوس جواز نہیں ہے کیونکہ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اقوام نے اپنے ہم مذہب حتیٰ کہ ہم نسل لوگوں یا اقوام سے بڑی بڑی جنگیں لڑی ہیں خود واحد بزدار اِسی کتاب کے اندر رند اور لاشاریوں کی 30 سالہ جنگی واردات کا ذکر کرتے ہیں جو ہم مذہب اور ہم نسل لوگ ہیں۔

بلوچ تواریخ میں موجود خلا کا ہمیشہ شکوہ کیا جاتا رہا ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ تاریخیں مکمل احوال بیان کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔ چنانچہ کچھ میں ابتدائی کڑیاں معدوم ہیں دیگر میں درمیانی اور آخری۔ جبکہ معلوم تمام تواریخ میں خلا موجود ہیں۔ کچھ کے ابتداء میں کچھ کے درمیان میں اور چند ایک کے آخر میں۔ لیکن اب قوی امکان ہے کہ اس کے لیے اس لیے بھی پریشانی کی ضرورت نہیں ہے کہ وقت گزرنے اور سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ خلائیں مزید وسعت اختیار کر جانے کے بجائے سمٹ کر سکڑ جائیں گی۔

موجودہ اکیسویں صدی میں بلوچ تاریخ دان کو صرف تاریخی شواہد پہ اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ آثار قدیمہ اور بلوچ قوم کی ثقافتی، اجتماعی اور انفرادی نفسیات سے بھی کماحقہ استفادہ کر کے ماضی میں جھانکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ شاعری مبالغہ آرائی ہی سہی لیکن چند تاریخی گوشوں کو پر کرنے کے لیے بلوچ قدیم شاعری اور کہانیوں سے بھی استفادہ بے سود نہ ہو گا شاید یہ بھی چند ایک خلائیں پُر کرنے میں مددگار ثابت ہو سکیں۔ اگر ہم اسی طرح تاریخی گمشدہ سروں کو ڈھونڈ کر نقطے ملانے کی کوشش کرتے رہے تو ہم زیادہ دیر تک ناکامیاب نہیں رہیں گے۔ بزدار کی یہ کاوش بھی چند ایک الگ زاویے ڈھونڈ

نکالنے کی ایک کوشش ہے ان کا کام اس لیے بھی اہم ہے کہ انہوں نے دیگر بلوچ (شوقیہ) مورخین کی طرح صرف انگریزی اور فارسی ٹیکسٹ سے سیاق اٹھا کر انہیں (Reproduce) کرنے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ چیزوں کو علمی، تحقیقی اور تنقیدی لٹمس پیپر پر پرکھ کر ان کا تجزیہ کیا ہے۔ اس کتاب کی اسی انفرادیت سے متعلق واحد بزدار رقمطراز ہیں" اس کے علاوہ بلوچ متھالوجی اور ثقافتی مظاہر کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ لسانیات کے تناظر میں بلوچی زبان میں موجود ان عناصر کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ غیر ایرانی یا قبل ایرانی ہیں۔ مزید لکھتے ہیں کہ " ان تمام شواہد کے علاوہ اس مطالعہ میں چند جینیاتی شواہد اور جائزے بھی شامل ہیں کہ بلوچ اور براہوئی آپس میں کتنے قریب ہیں یا کتنے مختلف ہیں"؟ ان جینیاتی رپورٹس کا مطالعہ قارئین کے لئے دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں بزدار نے میک الپن اور ساؤتھ ورتھ کے شواہد کی روشنی میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ براہوئی پروٹو دراوڑی کے بجائے پروٹو عیلامی سے زیادہ قریب ہے اور اس بات کے اشارے بھی دیئے ہیں کہ شاید براہوئی وہ زبان ہے جسے زیادہ تر ماہر لسانیات بلوچ کی گمشدہ زبان قرار دیتے ہیں۔

نیک خواہشات

سنگت رفیق

حرف آغاز

گذشتہ ڈیڑھ صدی سے بلوچ اور بلوچستان کی تاریخ کے حوالے سے مختلف خیالات و نظریات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جن میں ای۔ ماکلر، لانگ ورتھ ڈیمز، ہنس مین، لالہ ہیتورام، پروفیسر جارج رالنسن،، سرہنری رالنسن، سردار خان گشکوری، جسٹس خدابخش مری، ملک محمد سعید دہوار، میر گل خان نصیر، مولانانوراحمد فریدی، مولائی شیدائی، محمد حسین عنقا، ڈاکٹر میر عالم راقب، آغانصیر خان احمد زئی، بریگیڈیر محمد اسمعیل، میر عاقل خان مینگل، جان محمد دشتی، سید ظہور شاہ ہاشمی، سید محمود شاہ بخاری، عبدالقادر خان لیغاری، نصیر بروہی، پروفیسر اشرف شاہین قیصرانی، اُلفت نسیم، ڈاکٹر شاہ محمد مری، احمد خان قیصرانی، غلام علی ننکانی بلوچ، مظہر علی خان لاشاری، غلام رسول کورائی، ڈاکٹر نصیر دشتی، پروفیسر عزیز بگٹی، پروفیسر غلام فاروق بلوچ، ڈاکٹر حمید شاہوانی، ڈاکٹر حمید بلوچ، عرفان گبول، ڈاکٹر بدل خان وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔

بنیادی طور پر تاریخ کے اپنے منضبط طریق کار اور معیارات ہوتے ہیں جن کی روشنی میں کسی قوم کی تاریخ کو سمجھا اور پرکھا جاسکتاہے اور موجودہ عہد میں یہ تاریخ کا وہ اہم شعبہ ہے جسے Ethno-Archealogoy کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگرچہ مناسب مواد کی عدم دستیابی کے باعث بلوچوں کی تاریخ محققین کے لیے ہمیشہ سے ایک متنازعہ اور لاینحل مسئلہ رہاہے تاہم ایک طرف کچھ محققین محض کلاسیکی بلوچی شعری روایت کو بنیاد بناکر بلوچوں کو سامی النسل قرار دیتے ہیں۔ اور بلوچوں کی تاریخ کو محض میر چاکر رند سے اور دوسری طرف براہوئی تاریخ کی ابتداء کو میر عمر میر واڑی یا میر کمبر سے نتھی کرکے غیر دانستہ طور پر بنیادی غلطی کا ارتکاب کرتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف کچھ محققین بلوچی زبان کو بنیاد بناکر بلوچوں کو انڈوایرانی قرار دینے پر مصر رہے ہیں۔

اِس متنازعہ صورتحال کے باعث مختلف نظریات و مفروضات کے انبار لگائے گئے۔ تاہم ایسا بھی نہیں ہے کہ اِن مفروضات کی کوئی تاریخی و تحقیقی اہمیت وافادیت نہیں ہے اور انہیں بیک جنبشِ قلم مسترد کیا جائے۔ بلاشبہ تحقیق کے حوالے سے ان نظریات کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ کسی بھی محقق کے

کام کو مکمل طور پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ ہم کسی محقق کے نقطہِ نگاہ سے اختلاف تو کر سکتے ہیں لیکن اس کی تحقیقی کاوشوں سے بہر طور انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اِس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر محقق نے اپنے طور پر بہت سے نئے گوشوں اور نئے پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے، جس سے تحقیقی بحث و مباحث کے لیے اچھا خاصا اور قابلِ قدر مواد سامنے آیا ہے اور اِس طرح کی ہر کوشش نہ صرف قابلِ ستائش ہے بلکہ تاریخی اور تحقیقی افادیت کا حامل بھی ہے کیونکہ اِس سے بہت سے اہم سوالات اور نئے انکشافات جنم لیتے رہے ہیں۔ مستقبل کا محقق انہی مواد کی روشنی میں اپنے تحقیقی کام کو آگے بڑھائے گا اور اپنے لیے نئے راستے تلاش کرتا رہے گا۔ اس طرح سے مختلف تحقیقی کڑیاں بالاخر ایک تاریخی زنجیر کی شکل اختیار کر لیں گے، جس سے کوئی مناسب اور قابل قبول صورت سامنے آئے گی۔ مجھ سمیت پوری بلوچ قوم ان تمام محترم محققین کا احسان مند ہے کہ جنہوں نے اپنی کاوشوں کے ذریعے بلوچ شناخت کی صورت گری کی ہے اور بلوچ تاریخ کے مختلف خدوخال کو سنوارنے اور اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان تمام محترم محققین کی کاوشوں کو سامنے رکھتے ہوئے طریق کار کے طور پر یہاں بلوچ تاریخ کو پانچ حوالوں سے دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

پہلے مرحلے پر دستیاب مختلف قدیم ریکارڈ اور دستاویزات تک رسائی حاصل کرنے، اِسے کھنگالنے اور سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس میں تاریخی طور پر "بلوچ موجودگی اور اس کی شناخت" کے شواہد اور امکانات کیا ہو سکتے ہیں یا کیا نہیں ہو سکتے ہیں؟ جبکہ اِس کے ساتھ ساتھ اِس مطالعہ میں بلوچی اسماء (Onomastics) اور Anthroponym اور بلوچستان کا جغرافیائی مطالعہ (Topography) کا ایک تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے اور اِس جائزہ کی روشنی میں یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان میں سے بلوچ شناخت اور اس کی موجودگی کے بارے میں کیا نئے تاریخی حقائق اور نئے انکشاف سامنے آسکتے ہیں؟

اِس کے علاوہ بلوچ متھالوجی اور ثقافتی مظاہر کے سمجھنے کے ساتھ ساتھ لسانیات (Linguistics) کے تناظر میں بلوچی زبان میں موجود اُس عنصر کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ غیر ایرانی (Non-Iranian) یا ماقبل ایرانی (Pre-Iraninan) ہے۔ اور یہ کہ اس ماقبل ایرانی عنصر سے کیا مراد لیا جا سکتا ہے؟

ان تمام شواہد کے علاوہ اِس مطالعہ میں چند جینیاتی شواہد اور جائزے بھی شامل ہیں کہ بلوچ اور براہوئی آپس میں کتنے قریب ہیں یا کتنے مختلف ہیں؟

اگرچہ اس تحقیقی جائزے کے مطالعہ کے بعد ہی قارئین کوئی رائے قائم کرسکتے ہیں کہ یہ جائزہ کس حد تک منصفانہ ہے؟۔ کیونکہ یہ ان کا حق ہے جس پر کوئی قدغن لگایا نہیں جا سکتا۔ تاہم یہ تمام تاریخی، ثقافتی، لسانی اور جینیاتی شواہد اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ بلوچ اور براہوئی کوئی مختلف لوگ نہیں ہیں اور نہ ہی بلوچستان میں یہ کوئی باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں بلکہ یہ ماگان (مغربی مکران) اور ملوخہ / ملوحہ (گدروشیا۔ مہر گڑھ۔ مشرقی بلوچستان) کے قدیم ترین مقامی لوگ ہیں۔ اور یہی لوگ سندھ کے سرحد سے لیکر موجودہ ایرانی اور پاکستانی بلوچستان، خلیج فارس اور دجلہ دریا کے ساتھ اوپر زیریں ذاب تک آباد اور متحرک نظر آتے ہیں۔

زبان کے اعتبار سے اگرچہ بلوچی اور براہوئی دو مختلف زبانیں ہیں۔ تاہم شواہد بھی اِس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ موجودہ بلوچی جو کہ ایک ایرانی زبان ہے۔ شاید بلوچوں کی یہ پہلی زبان نہیں ہے اس لیے ایک امکان یہ بھی ہے کہ ان کی ابتدائی زبان ملوحہ سرزمین سے متعلق "ملوحی زبان" تھی۔ اِس کے علاوہ ممکنہ طور پر ہم براہوئی کو بھی بلوچوں کی ابتدائی زبان قرار دے سکتے ہیں۔ تاہم دوسری طرف براہوئی زبان کے مطالعہ سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ موجودہ براہوئی اپنی ابتدائی اور قدیم ہیئت و خصوصیات کی صورت میں موجود نہیں ہے۔ کیونکہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مختلف ہمسایہ زبانوں کے اثرات کے باعث بہت سی تبدیلیاں رونما ہوتی گئیں اور اِن تبدیلیوں کو براہوئی میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔

اس گنجلک صورتحال کے باوجود بھی بلوچی اور براہوئی ہر دو زبانوں میں بڑے پیمانے پر قدیم سومیری، اکادی، آشوری عناصر اور ان کے اثرات کی موجودگی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ بلوچ اور براہوئی اپنے ہمسایہ بڑی تہذیبوں کے اثرات سے اگرچہ ایک طرف مستفید ہوتے رہے ہیں تو دوسری طرف ان کی جبریت اور قبضہ گیریت کا شکار بھی رہے ہیں۔ اور یقیناً بلوچ اور براہوئی گذشتہ عہد میں انہی بڑی تہذیبوں کے زیر اثر رہنے کے باعث کبھی ایک قوت کے اتحادی تو کبھی دوسری قوت کے اتحادی یا مخالف رہے ہیں۔

ان بڑی طاقتوں کی جنگوں میں یہ کبھی فائدے میں تو کبھی نقصان سے دوچار رہے ہونگے۔ لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ بہر طور اپنی تاریخی تشخص اور شناخت کو بچانے اور برقرار رکھنے میں کامیاب رہے ہیں۔ جبکہ ان کے مقابلے میں سومیری، اکادی، آشوری، عیلامی، آرامی، کالدی، کیسائیٹ، حُری، گوتی، سوباری، حتی اور حِطی جیسے بڑی تہذیبوں کے وارث لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ماضی کا حصہ بن چکے ہیں۔

قدیم سومیری اور اکادی تحریروں میں اگرچہ ماگان (مغربی مکران اور عُمان کا ایک حصہ) اور ملوحہ (مہرگڑھ۔ مشرقی بلوچستان) کا حوالہ تو ملتا ہے تاہم تجارتی سامان اور دوسری اشیاء کے ذکر کے علاوہ یہاں کے لوگوں کی زبان اور ان کی شناخت کے بارے میں کوئی خاطر خواہ معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ البتہ ہمیں 2 ہزار قبل مسیح کے ایک اُر (ur) دستاویز میں ماگان سے تعلق رکھنے والے سن۔ گامل (Sin-gamil) اور 17 سو قبل مسیح کی ایک میسوپوٹیمیائی تحریر میں ماگان کے Na-du-be-li نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ دونوں نام بنیادی طور پر اکادی نام ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں ملوحہ علاقہ سے تعلق رکھنے والے چند اشخاص کے حوالے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ تاہم بعد کے اشوری عہد میں سوباریوں (Subarian)، آرامی اور کلدانی گروہوں کے خلاف آشوری جنگی سرگرمیوں کے نتیجے میں ہمیں متعدد بلوچ اور براہوئی قبائل کا تذکرہ ملتا ہے۔ آشوری تحریروں میں ہمیں بلوچ اور براہوئی قبائل کا حوالہ اکھٹے طور پر خلیج فارس، اکنو (Unknu) دریا، عیلام اور دجلہ دریا کے ساتھ ساتھ ذاگروس اور زیریں ذاب (lowr zab) یعنی ایران کا شمال مشرقی علاقہ اور بابل تک دیکھنے کو ملتے ہیں۔ قرین قیاس یہی ہے کہ یہ قبائل دوسری جانب انتہائی جنوب مشرقی جانب بلوچستان تک پھیلے ہوئے تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سومیری اور اکادی تحریروں کے مطابق ڈھائی ہزار قبل مسیح میں ماگان اور ملوحہ کے باقاعدہ طور پر قدیم میسوپوٹیمیا کے ساتھ تجارتی تعلق اور روابط تھے۔ تجارتی سامان کی حمل و نقل کے لیے بلوچستان کے مختلف مقامات پر تجارتی چوکیاں اور کوٹھیاں قائم تھیں جو تجارتی سامان اور دوسری اشیاء کو خلیج فارس میں کشتیوں کے ذریعے میسوپوٹیمیا تک پہنچاتے تھے جبکہ بعد کے ادوار میں میسوپوٹیمیا پر اپنی گرفت قائم کرنے کے بعد اکادی، بابلی اور آشوری طالع آزماؤں نے قدیم میسوپوٹیمیا کی چھوٹی شہری ریاستوں (City states) کو ختم کرکے بڑی سلطنتیں قائم کیں۔ ان ادوار میں بلوچستان کی نسبت سومیر، بابل، عیلام وغیرہ بہت بڑی

تہذیبی، معاشی اور ثقافتی مراکز کے طور پر اُبھر کر سامنے آئیں۔ قریبی ہمسایہ ہونے کے ناطے سے یقینی طور پر بلوچ انہی تہذیبوں کی طرف رجوع کرتے رہے اور یہاں کی سیاسی نشیب و فراز میں اپنا کردار ادا کرتے رہے، جس کا حوالہ ہمیں آشوری تحریروں میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔

یہاں اس بات کا اعتراف کرنا نہایت ہی ضروری ہے کہ بہت سے بلوچ شخصی ناموں، بالخصوص بلوچستان کے قبائلی اور علاقائی ناموں کی اشتقاقی ماخذ کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا نہایت ہی مشکل امر ہے کیونکہ ہمیں ہزاروں برسوں سے مستعمل قدیم ناموں(Anthroponym)اور اس کے نظامِ تسمیہ (Nomenclature)اور علاقائی ناموں (Toponyms) کے بارے میں ایک طرف مکمل جانکاری اور دسترس حاصل نہیں ہے اور دوسری طرف تاریخی تفصیلات میسر نہیں ہیں۔ اِس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے قدیم شخصی ناموں، قبائلی اور علاقائی ناموں میں فرق در آتا گیا۔ اِس لیے بہت سے ناموں کی باہمی مماثلت و مطابقت کے ضمن میں تجزیاتی اور تقابلی حوالوں میں یقیناً تحقیقی اور تجزیاتی غلطیوں کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ بہت سی مشابہتیں اتفاقی بھی ہو سکتی ہیں اور کچھ مشابہتیں سرسری اور غیر اہم بھی ہو سکتی ہیں۔ اِس لیے اس حوالے سے کوئی فتوی صادر نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم دستیاب مواد اور تاریخی حقائق کی روشنی میں بہت سے امکانات کو نہ تو مکمل طور پر رد کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی حتمی بات کی جا سکتی ہے کیونکہ تحقیق کے سلسلے میں امکانات کا دروازہ ہمیشہ کھلا رکھا جاتا ہے اور مزید تحقیق کے سلسلے میں رد و قبول کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اِس لیے بہت سی مشابہتوں کے حوالے سے محض ممکنہ اشتقاقی مطابقت اور پیش رفت کے امکانات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے تاکہ اس ضمن میں مزید کام کیا جا سکے اور نئے تاریخی حقائق کی روشنی میں نئے امکانات کو دریافت کیا جا سکے۔ تاہم ان تمام ترخدشات کو سمجھنے اور جاننے کے باوجود ہمیں قدیم بابلی اور آشوری دستاویزات میں بہت سے بلوچ قبائل کے بارے میں ایسے ٹھوس شواہد ملتے ہیں، جنہیں بہر طور نظر انداز یا رد نہیں کیا جا سکتا۔

اِس کے علاوہ یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ بابلی اور آشوری تحریریں کسی مقام اور شہر کا تذکرہ کرنے سے پہلے Uru(یعنی شہر، گاؤں ، قصبہ) Bit/Bet(مکان، ڈیرہ، بستی) Duru/Dur(قلعہ ،ڈیرہ، حصار) کا سابقہ استعمال کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات یہ سمجھنے

میں مشکل پیش آتی ہے کہ آیا وہ اس شہر کو جگہ ، علاقہ یا مقام کے نام سے منسوب کر رہے ہیں یا کہ خاندان /گھرانہ / قبیلہ کے نام سے موسوم کر رہے ہیں۔ نیز اکادی اور آشوری زبانوں میں معکوسی اصوات (Retroflex) نہیں ملتے اور نہ ہی اس طرح کے اصوات اوستا، قدیم فارسی اور بلوچی میں مستعمل تھے۔ لیکن موجودہ بلوچی میں نہ صرف بہت سے معکوسی الفاظ ملتے ہیں بلکہ قدیم فارسی اور اوستا کے بہت سے غیر معکوسی الفاظ بھی بلوچی میں معکوسی اصوات کی صورت میں مستعمل دیکھنے کو ملتے ہیں، جو ایک جدید پیش رفت ہے۔ اس طرح یقیناً آشوری Bukudu بعد میں Bugudi اور پھر بگٹی ، لہری (Lahiri) بعد میں لہڑی اور Dumuku بعد میں Dumuki اور پھر ڈومکی کی صورت میں سامنے آیا ہو گا۔ بہت سی آشوری تحریروں میں ناموں کے لکھنے اور ریکارڈ کرنے میں فرق بھی دیکھنے کو ملتا ہے جو یقیناً مختلف عہد میں مختلف کاتبوں کے اپنے انداز میں انہیں سمجھنے ، لکھنے اور ریکارڈ کرنے کی غمازی کرتا ہے۔

آخر میں ، میں یہاں چیئر مین بلوچی اکیڈمی پروفیسر سنگت رفیق کا انتہائی مشکور ہوں کہ جنہوں نے بلوچ متھالوجی کے حوالے سے نہ صرف میرے معلومات میں اضافہ کیا بلکہ بہت سی نئی جہتوں کی نشاندہی کرنے اور تاریخی گتھیوں کی تفہیم کرنے کے سلسلے میں میری رہنمائی کی۔ جس سے میں نے استفادہ کیا۔ میں جناب الیاس بلوچ کا بھی بے حد احسان مند ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ کے سلسلے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔

واحد بخش بُزدار

1

بلوچ نسلی ماخذ: مختلف نظریات

بلوچوں کی نسلی تاریخ اور بلوچستان میں ان کی موجودگی کے بارے میں گذشتہ ایک صدی سے اگرچہ بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، تاہم ان کے بارے میں یقینی اور ٹھوس شواہد دستیاب نہیں ہیں لیکن اس حقیقت کے باوجود بلوچ تاریخ عالم کے قدیم ترین لوگ متصور ہوتے ہیں (Encylo,Brit, 1971:62-63)۔

بلوچوں کی نسلی ماخذ کے بارے میں چند ایک دوسرے مفروضات کے علاوہ بنیادی طور پر سامی اور آریائی دو بڑے نقطہِ نگاہ سامنے آتے ہیں۔

1۔ بلوچ نسلی طور پر سامی ہیں اور یہ دیوتا بعلوص کی مناسبت سے پہلے بلوص، بعلوث یا بلوش کہلائے اور بعد میں یہ تاریخ میں بلوچ مشہور ہوئے۔ یہ نظریہ سب سے پہلے پروفیسر جارج رالنسن نے قائم کیا(Rawlinson 1,1873:44) اور اس کے بعد سردار خان گشکوری نے اِس نظریہ کو آگے بڑھایا۔ (Baluch 1958:16)سید محمود شاہ بخاری بھی اِسی نظریے کے قائل ہیں۔ (بخاری 136:1981) جبکہ مولانا نور احمد خان فریدی کے خیال میں بلوچ من الحیث قوم عربی النسل ہیں (فریدی 32:2014)۔

پروفیسر رالنسن کے مطابق لفظ بلوچ کا ماخذ بیلوص بابل کا بادشاہ تھا، نمرود بھی کہلاتا تھا۔ تاریخ میں وہ اسی نام سے معروف ہے(Rawlinson 1,44:1873)۔

سر ہولڈچ کے مطابق بھی بلوچ عرب یعنی سامی ہیں، کیونکہ بلوچ عربوں سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں(Holdich 1901:183)۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ بلوچ سامی النسل ہیں وہ دو ہزار قبل مسیح میں مغربی ایشیاء میں آباد تھے(Gankovsky 1973:29-31)۔

اس کے علاوہ بہت سے مورخین، بلوچی شعری روایت کے حوالے سے انہیں "حلب" کا باشندہ قرار دے کر ان کا تعلق سامیوں سے جوڑتے ہیں۔

2۔ عرب یا سامی نظریہ کے برعکس بہت سے محققین کی رائے یہ ہے کہ بلوچ نسلی طور پر ایرانی ہیں۔ لانگ ورتھ ڈیمز کے مطابق بلوچ ایران کے اصل خانہ بدوش قبائل سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا تعلق شمالی فارس کے لوگوں سے ہے۔ (Dames1904:21) سر۔ آر۔ برٹن کا بھی یہی خیال ہے کہ بلوچ نسلاً ایرانی ہیں۔ (Burton 1877:159) گنکوفسکی کی بھی رائے یہی ہے کہ بلوچ بحیرہ خزر کے جنوبی ساحل پر رہتے تھے (Gankovsky 1973:144)۔

ٹی۔ جے ایل مئیر، لانگ ورتھ ڈیمز کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بلوچ نسلی طور پر میڈین نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

> We may consider it proved that the Baloch is the remnant of the old Median (Mayer 1909:1)

نصیر دشتی کے مطابق بلوچ ایرانی سطح مرتفع سے Balashakan یا Balashagan میں آکر آباد ہوئے۔ بحیرہ خزر کے شمال میں ایک علیحدہ شناخت کے طور پر اُبھرے۔ اِس عہد میں یہ لوگ Balashchik کہلاتے تھے۔ اگلے مرحلے پر وہ بطور بلوچ، کرمان، سیستان، مکران اور توران میں پھیل گئے اور بلوچ کے نام سے مشہور ہوئے۔ (Dashti 2012:8) جان محمد دشتی بلوچوں کا تعلق ایران کے قدیم عیلامی لوگوں سے جوڑتے ہیں (Jan Mohammad 1982:15)۔

جنہوں نے 3 ہزار قبل مسیح کے آغاز میں (725-3225 ق م) ایران میں اپنی عیلامی نامی سلطنت قائم کی تھی۔ ہخامنشی کتبوں میں انہیں یوواجہ کہا گیا ہے۔ Risley بلوچ اور براہوئی کو ترک۔ ایرانی ٹائپ قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق براہوئی کو بلاوجہ مفروضیاتی طور پر دراوڑی بولنے والوں سے نتھی کیا جاتا ہے۔ مگر نسلی طور پر وہ قطعاً دراوڑی نہیں ہیں (Risley1999:33,50) جبکہ ہنری پوٹنگر انہیں وسطی ایشیاء کے تاتاری نسل سے جوڑتے ہیں (Pottinger 1976:268-9) کنیڈی نے اس خیال کا اظہار کیا کہ بہت ممکن ہے کہ بلوچ اُن ساکاؤں کی اولاد ہوں جو ژنگیانا میں آباد تھے۔ بیلو کے خیال میں بلوچ، راجپوت ہیں اور یہ راجپوتوں کے ایک قبیلہ "بل اوچھا" سے متعلق ہیں (Bellow 1891:171-2)۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں بلوچوں اور براہوئی کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے۔

> The Baloch and Brahui nomads long resisted settlement sedentary group include the descendants of old Iranian

stock, indian (Jat) and remnants of an ancient premitve group (Encylo.Brit.1,1985:850)

بلوچوں کے بارے میں سب سے اہم نظریہ مالکر کا ہے۔ ان کے مطابق بیشتر بلوچ قبائل مکران کے قدیم باشندے ہیں اور یونانیوں نے جس علاقے کو "گدروشیا" کہا ہے، وہیں سے ان کا تعلق ہے(Mockler 1885:36)۔

مولانا عبداللہ دیرمانی اور قاضی عبدالصمد سربازی بلوچوں کے وہ اولین محققین ہیں جن کا خیال بھی یہی ہے کہ زمانہ قدیم سے بلوچوں کا وطن مکران ہے۔ سندھ تک اس پورے ملک کا نام قدیم میں مکران تھا اور یہ ایک بڑی آزاد مملکت تھی جو بعد میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مختلف ناموں سے پکاری جانے لگی (بحوالہ فریدی:30:2014)۔

اِن مختلف اور متضاد نظریات کا ہم آگے تفصیل سے جائزہ لیں گے لیکن اس سے پہلے ہم 4 ہزار قبل مسیح سے لے کر تاریخی ادوار تک پس منظری مطالعہ کے طور پر بلوچستان کی قدیم ترین صورتحال سمیت مغربی ایشیاء (Western Asia) کی سیاسی، تہذیبی، ثقافتی اور لسانی صورتحال کا ایک مختصر جائزہ پیش کریں گے تاکہ قارئین کو تاریخی صورتحال کے سمجھنے میں آسانی رہے۔ کیونکہ بلوچستان کی قدیم تاریخ، جنوب ایشیائی برصغیر کی بجائے ایرانی سطح مرتفع (Plateau) سے منسلک ہونے کے باعث عہد قدیم ہی سے ایرانی سطح مرتفع اور مغربی ایشیاء سے وابستہ رہی ہے۔ جیسے کہ ہم جانتے ہیں کہ ماہرین آثار قدیمہ نے مہرگڑھ (7000-3300 قبل مسیح) میں یہاں بتدریج ابتدائی زرعی پیش رفت کو دریافت کیا ہے جو کہ بعد میں 3300-1300 قبل مسیح میں ایک وسیع کانسی تہذیب کی صورت میں وادیِ سندھ یا ہڑپا تہذیب کی شکل میں سامنے آیا۔

مہرگڑھ اور سندھ تہذیب کے خلیج فارس، وسطی ایشیا، میسوپوٹیمیا سے وسیع تجارتی تعلقات قائم رہے۔ ممکن ہے کہ اس کے تجارتی تعلقات مصر اور Minoan Crete تک قائم رہے ہوں گے۔

اس کے علاوہ جینیاتی حوالوں سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بلوچ اور براہوئی ہر دونوں میں جنوب ایشیائی نسلی عنصر کا شرح کم جبکہ کاکیشیائی اناطولیائی شرح سب سے زیادہ ہے۔

2

قدیم میسوپوٹیمیا(Ancient Mesopotamia)

آرمینیا کے بلند اور برفانی پہاڑیوں سے دو بڑے دریا دجلہ اور فرات جاری ہوتے ہیں۔ یہ دونوں دریا مخالف سمتوں میں بہہ کر آخر میں ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔ کوہستان سے باہر نکل کر فرات کی رفتار میں ٹھہراؤ آجاتا ہے۔ اس کی چوڑائی ایک سو سے ایک سو بیس میٹر تک ہو جاتی ہے اور نہایت سکون کے ساتھ غیر آباد اور ویران جنگلوں میں بہتا ہوا کسی قدر مشرق کی طرف مائل ہو کر صحرائے بے برگ وبیاہ سے گزرتا ہوا خلیج فارس میں جا گرتا ہے۔

دجلہ کی لمبائی فرات سے تقریبا ایک تہائی کم ہے لیکن اس کی گہرائی، تیز رفتاری اور پانی کی مقدار زیادہ ہے۔ یہ دریا تین ندیوں سے مل کر پہاڑوں سے باہر نکلتا ہے۔ پھر فرات کی ایک شاخ سے قریب تر ہوتا ہے جبکہ دونوں دریاؤں کے درمیان ایک پہاڑ حائل ہے۔ بغداد میں دونوں دریاؤں کے درمیان صرف چند فرسنگ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ یہاں دونوں دریا چھ فرسنگ تک برابر بہتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد الگ ہو جاتے ہیں اور ساٹھ فرسنگ طے کرنے کے بعد دونوں دریا آپس میں بالکل مل جاتے ہیں۔ ان دونوں کے ملنے سے جو دریا بنتا ہے اس کو شط العرب کہتے ہیں اور یہ آخر کار فاؤ کے قریب خلیج فارس میں جا گرتا ہے۔

دجلہ اور فرات ایک پست اور وسیع میدان میں باہم ملتے ہیں۔ جسے اب موجودہ عراق کہتے ہیں۔ زمین کا وہ تنگ حصہ جو دونوں دریاؤں کے درمیان گھرا ہوا ہے اور جہاں دجلہ و فرات برابر بہتے ہیں اس کو میسوپوٹیمیا یعنی بین النہرین کہتے ہیں۔

2.1 سومیری تہذیب(Sumerian civilization)

میسو پوٹیمیا کی تہذیب کے لیے سب سے پہلے 1930ء میں عُبید (Ubaid),اُروک (Uruk)اور جمدت نصر (Jamdat Nasr)جیسے اصطلاحات استعمال ہوتے رہے۔ اگرچہ یہ اصطلاحات مختلف طرز کے مقامات کے حوالے سے مستعمل رہے لیکن بنیادی طور پر یہ اصطلاحیں مختلف

طرز کے ظروف، مخصوص آثاراتی تہوں، زمانی حوالوں اور مشترک مادی کلچر کی مناسبت سے سامنے آئے جبکہ اُروک اور جمدت نصر کے اصطلاحات پروٹو تحریروں اور الواح کے حوالے سے مستعمل ہوئے (Petire2013:4)۔

عُبیدی(Al-Ubaidian)

اُر(Ur) کے قریب کوئی چار میل شمالی جانب ایک چھوٹا سا ٹیلہ ہے۔ جو Al-Ubuid کے کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں کے رہنے والے عُبیدی (Ubaidian) کے نام سے جانے جاتے ہیں (Kramer 1963:29)۔

ماری(Mari) شہر جو کہ وسطی فرات میں مغربی جانب واقع ہے، جیسے عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس شہر کے باشندے سامی لوگ سمجھے جاتے تھے جو ابتدائی عہد سے یہاں رہ رہے تھے۔ ماری شہر میں جو دستاویزات دریافت ہوئے ہیں، یہ اکادی زبان میں تھے لیکن انہیں بمشکل ہی سومیری شہر سے ممیز کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہاں سومیر جیسے ٹمپل، زیارت گاہیں اور مجسمے ملے ہیں اور یہاں تک کہ ایک گائیک کا مجسمہ برامد ہوا ہے۔ جس پر سومیری خداوند Ur-nanshe کا نام لکھا ہوا تھا جو لگش (Lagash) سلطنت کا ابتدائی بانی سمجھا جاتا ہے (kramer1963:30)۔

سومیر میں پہلی آبادی 4500 تا 1750 قبل مسیح تک رہی۔ اس کے بعد سومیری تہذیب اپنے اختتام کو پہنچی، سُومیر کی پہلی آبادی سومیری (Sumerian) لوگ نہیں تھے۔ کیونکہ کونیفارم تحریروں کے Idigalt (دجلہ) اور Buranun (فرات) سومیری الفاظ نہیں ہیں۔ اور نہ ہی سُومیر کے شہری مراکز کے نام مثلاً Eridu، Ur, Larsa, Isin, Adab, Kullab, Nippur اور Kish جیسے نام کوئی تسلی بخش سومیری اشتقاق کے حامل ہیں۔ اس لیے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں کے ابتدائی لوگ سومیری بولنے والے لوگ نہیں تھے (Kramer 1963:40)۔

اس علاقے کے ماقبل سومیری لوگوں کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ یہ تحریر کی ایجاد سے پہلے کے لوگ تھے اور انہوں نے اپنا کوئی ریکارڈ نہیں چھوڑا۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ان کے کچھ لوگ وہ تھے جو 3 ہزار قبل مسیح میں سوباری (Subarian) کے نام سے جانے جاتے تھے۔

Lands Berger کے خیال میں یہ وہی ماقبل سومیری لوگ تھے جنہوں نے دجلہ و فرات کے نام رکھے تھے۔ان کے کچھ الفاظ یہ ہیں۔

Udal :	چرواہا
Engar :	کاشتکار
Shuhadak :	ماہی گیر
Apin :	ہل
Aspsin :	"ہل کی لکیر" جو ہل چلانے کے بعد بنتا ہے۔
Nimbar :	پام(Palm)
Sulumb :	کھجور
Tibira :	دھات گر
Simug :	لوہار
Ashgab :	چمڑا بنانے والا
Pahar :	کمہار
Shidin :	معمار
Nangar :	ترکھان
Addub :	ٹوکریاں بنانے والا
Ishbar :	جولاہا
Damgar :	تاجر (یہ اصطلاح سامی زبان کا لفظ معلوم ہوتا ہے۔

یہ عبیدی لوگ تھے(Kramer 1963:41) جنہوں نے ایک دیہی معیشت کی ابتداء کی تھی۔(Kramer 1963:42) تاہم عُبیدی کوئی زیادہ عرصہ تک قدیم سومیر میں واحد طاقت نہ رہے۔ سومیر کے مغربی جانب شام کا صحرا اور جزیرہ نما عرب واقع ہے جو کہ ازمنہ قدیم سے سامی خانہ بدوشوں کا مرزبوم رہا ہے۔ جب عبیدی آباد کار ترقی یافتہ اور خوشحال ہوئے تو یہیں سے کچھ سامی لوگ پر امن طور پر اور یلغار ہر دو صورتوں میں یہاں آکر آباد ہوئے۔ اور یہ فرض کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ یہ

سامی آبادکاری 4 ہزار قبل مسیح میں وقوع پذیر نہ ہوا ہو۔ کیونکہ قدیم ترین سومیری دستاویزات میں کچھ سامی الفاظ ملتے ہیں اور سومیری دیوتاؤں میں چند ایسے دیوتا شامل ہیں جن کا ماخذ سامی الاصل ہے اور کچھ مستعار دیوتا انتہائی ابتدائی عہد سے متعلق ہیں۔ لیکن ان کا آبائی مرزبوم ابھی تک طے نہیں ہو سکا۔

کچھ ابتدائی رزمیہ کہانیاں جو کہ Enmerkar اور LugalBanda کے گرد گھومتی ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی سومیری حکمران ایک شہری ریاست Aratta سے قریبی تعلق رکھتے تھے جو کہ شاید بحیرہ خزر (Caspian) کے علاقے میں کہیں واقع تھا (Kramer 1963:42)۔

کش (Kish) اریک (Erech) اور اُر (Ur) کے حکمرانوں کے تین طرفہ باہمی جنگوں نے سومیر اور اسکی عسکری طاقت کو کمزور کیا۔ تاہم سومیر کے بادشاہوں کی فہرست کے مطابق پہلی اُر سلطنت کے بعد سومیر کی بادشاہت کو عیلامی شہری ریاست Awan کی راجدہانی منتقل کیا گیا جو سوسہ (Susa) سے زیادہ دُور نہیں تھا۔ سومیر کیسے اور کب اِس ابتلا سے نکلا، یہ واضح نہیں ہے۔ لیکن بادشاہی فہرست کے ریکارڈ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ Awan کو ہتھیاروں سے کچل دیا گیا اور اس کی راجدہانی کو Kish منتقل کیا گیا (Kramer 1963:50)۔ لیکن اِس سلطنت کے حکمرانوں اور دوسری کش سلطنت کا کوئی تحریر ابھی تک دریافت نہیں ہوا۔ دوسری کش سلطنت کے بعد ایک اور عیلامی سلطنت Hamazi سلطنت کے نام سے سامنے آیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ سومیری اپنی کھوئی طاقت کو اب تک بحال کرنے میں ناکام رہے تھے۔

بادشاہوں کی فہرست کے مطابق Hamazi سلطنت کے بعد دوسری اریک (Erech) سلطنت وجود میں آئی۔ ہمیں اس کے بعد بادشاہوں کی فہرست سے Adab کے بادشاہ Lugal-anne-Mandu کا نام دیکھنے کو ملتا ہے۔ جس نے کوئی 90 سال تک حکومت کی۔ اس نے زرخیز ہلال اور بحیرہ روم سے لے کر ذاگروس کے پہاڑیوں تک اپنی سلطنت کو وسعت دی۔

قبل مسیح میں Mesilim نامی حکمران سومیر میں منظر عام پر آیا، جنہوں نے کش کے بادشاہ کا خطاب پایا۔ Mesilim کے بعد Ur-Nanshe نامی شخص نے اپنے آپ کو لگش کے بادشاہ کے طور پر مستحکم کیا اور پانچ نسلوں تک اس کی بادشاہت قائم رہی۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ شخص کہاں سے آیا اور کس طرح طاقت ور بنا ممکن ہے یہ شخص سومیری نہیں بلکہ سامی شخص تھا جو سومیر کے مغرب میں

Tidnum نامی جگہ سے تعلق رکھتا تھا۔(Kramer 1963:53)Ur-Nanshe کے بعد ان کا ایک بیٹا Akurgal لگش کا حکمران بنا۔ اپنے حکمرانی کے ابتدائی سالوں میں اُن کا Umma کے لوگوں کے ساتھ تضادات سامنے آئے۔ اس کے بعد ان کا بیٹا Eannatum حکمران بنا۔ اپنے آپ کو "Kish کا بادشاہ" کے خطاب سے نوازا اور پورے سومیر پر اپنا سکہ جمایا۔

Eannatum کے بعد ان کا بھائی Enannatum لگش کا حکمران بنا لیکن انہیں Umma کی طرف سے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ Umma کے لوگ اپنے اتحادی Ur-Lumma کی سربراہی میں اس کے خلاف صف آرا ہوئے۔ Enannatum خود بوڑھے تھے اِس لیے ان کا بیٹا Entemena جنگ کی قیادت کر رہے تھے۔ اس جنگ میں اگرچہ Umma اور اس کے اتحادیوں کو شکست ہوئی۔ تاہم Entemena کو ایک نئے دشمن کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کا یہ نیا دشمن IL تھا جو حلب (Hallab) شہر کے ٹمپل کا پروہت تھا۔ حلب کا شہر مغرب میں Umma کے کہیں قریب واقع تھا۔ Ur-Lamma اور Entemena کی لڑائی کے بعد IL نے فاتح Entemena پر حملہ کیا اور لگش کے دور دراز علاقوں پر اپنی گرفت مضبوط کیا۔ اگرچہ جنوب میں وہ اُما لگش کے سرحد پر اپنی گرفت قائم رکھنے میں ناکام رہا تاہم وہ خود کو Umma کے Ensi یا Enshi کے طور پر منوانے میں کامیاب رہا (Kramer 1963:57)۔

بہر حال اس سلطنت کا آخری بادشاہ Lugal-Zaggesi تھا۔ اس کے بعد سرگون نے اکاد سلطنت کی بنیاد رکھی۔

2.2۔ اکاد سلطنت

سرگون نسلاً سامی تھا۔ اس نے اکاد سلطنت کی بنیاد رکھی۔ سرگون کِش (kish) کے حکمران Ur-Zababa کے اعلیٰ عہدیدار یعنی پیالہ بردار (Cup Bearer) تھے۔ سرگون کے دو بیٹے Rimush اور Manishtushu تھے۔ سرگون نے سب سے پہلے Lugal Zaggesi کے صدر مقام اریک پر حملہ کر کے اسے تباہ کیا۔ اس کے بعد اُس نے اُر پر حملہ کیا جو کہ انتہائی جنوب مغرب کی طرف واقع تھا۔ اس کے بعد اُس نے Eninmar کے علاقے پر حملہ کیا جو کہ لگش شہر سے لے کر بحیرہ فارس کے

ساحلوں تک پھیلا ہوا تھا۔ وہاں سمندر سے واپسی پر اُس نے Ummaپر حملہ کیا جو کہ LugalZaggesi کا مضبوط گڑھ تھا۔ اس طرح اُس نے پورے جنوبی سومیر پر قبضہ جما لیا۔(Kramer 1963:60)اس کے بعد وہ مغرب اور شمال کی طرف بڑھا اور Mariعلاقہ ، جرمتی (Jarmuti)اور (Ibla)سے Cedarجنگل اور Siliverپہاڑ کو زیر کر لیا جو کہ امانس (Amanus)اور تورس(Taurus)کا رینج تھا۔ پھر اُس نے سومیر کے مشرقی جانب عیلام اور اس کے قرب جوار میں واقع براحشی پر حملہ کیا(Kramer 1963:60-1)۔

سرگون کے بعد اُس کا بیٹا Rimushحکمران ہوا۔ جس نے Der, Lagash, Adab, Umma , Urاور Kazalluکو فتح کیا یا از سر نو ان کو فتح کیا۔ عیلام اور براحشی کو بھی زیر کر لیا (Kramer 1963:61)۔

Rimushکے بعد اُس کا بڑا بھائی Manishtushuحکمران ہوا۔ اس کے بعد ان کا بیٹا نرام سین حکمران بنا۔ نرام سین شمالی ذاگروس میں لولوبی سے لڑا اور انہیں زیر کر لیا۔ پھر اس نے عیلام پر قبضہ کیا۔ اور اسے جزوی طور پر سامی اثرات کا حامل بنایا۔ Maganسے بہت بڑا مال غنیمت حاصل کیا۔ اُس نے ماگان کے بادشاہ Maniumکو شکست دیا۔ بعض محققین ماگان کو مصر سے نتھی کرتے ہیں اور اس کے بادشاہ Maniumکو مصر کے حکمران Manesسے نتھی کرتے ہیں(Kramer:1963:62)۔

لیکن بد قسمتی سے نرام سین اور اس کی سلطنت اکاد کو مشرقی جانب کے پہاڑوں سے تعلق رکھنے والے بے رحم جنگجو گوتیوں (Gutiam)نے تباہ کیا۔ یہ تفصیلات ایک تاریخی نظم سے ملی ہیں جو کہ The curse of Agade: The Enkur Avengedکے نام سے موسوم ہے۔ یہ نظم ایک سومیری شاعر نے کہی تھی جو کہ اُس نے گوتیوں یلغار سے چند سو سال بعد اگاد کی تباہی اور ویرانی کے بارے میں لکھی تھی۔ اِس نظم میں ملوحہ کے لوگوں کا بھی ذکر ہے کہ جو نرام سین کے لیے سال نو کے موقع پر غیر ملکی سامان لاتے تھے اور ان لوگوں کو کالے سرزمین کے لوگ (The People of Black land)کہا گیا ہے(Kramer 1963:63)۔

اِس نظم میں گوتیوں کے ہاتھوں اکاد کی تباہی کو Enlil کی ناراضگی اور بد دعا کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ شاعر کے نقطہ نگاہ کے مطابق چونکہ نرام سین نے Nippur کو تاراج کیا اور Enlil کے معبد کی بے حرمتی کی تھی (krame 1963:62)۔

بہر حال گوتیوں کے ہاتھوں نرام سین کی قتل اور شکست نے سومیر میں انتشار پیدا کیا۔ نرام سین کی قتل کے بعد اُس کا بیٹا Sharkalisharri نے حالات کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی سلطنت صرف اکاد (Agade) تک محدود رہی۔ گوتیوں کی حکومت کے اختتام کے بعد لگش کے انشی (Enshi) نامی سلطنت قائم ہوئی۔ اِس سلطنت کی بنیاد گزار اُر۔ باؤ (Ur-Bau) تھا۔ اُر۔ باؤ کے تین داماد Urgar, Gudea اور Nammhani یا Namhani تھے۔ یہ تینوں لگش کے انشی (Enshi) بنے (Kramer 1963:66)۔

Namhani جو کہ Umma کے ساتھ ساتھ لگش کے بھی انشی بنے، گوتیوں کے حامی تھے۔ اس لیے انہیں سومیر کے غدار کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ بالاخر اریک کے Utuhegal نے گوتیوں کو شکست دی۔ اُتوہیگل کے بعد اُر۔ نمو (Ur-Namu) نے سومیر پر قبضہ کر لیا۔ اِس عہد کو تیسری اُر سلطنت کہا جاتا ہے۔ تیسری اُر سلطنت یا نئی سومیری سلطنت جس کا آغاز 2050 قبل مسیح میں ہوا تو نینوا کے سوا آشور کا بیشتر حصہ نئی سومیری سلطنت کے ماتحت رہا اور سومیریوں کا یہ غلبہ 2030 قبل مسیح تک جاری رہا۔

اُر۔ نمو نے زمامِ اقتدار ہاتھ میں لینے کے بعد لگش کے حکمران اُر۔ باؤ کے داماد Namhani کو قتل کر لیا جو کہ سومیر میں گوتیوں کے ایما پر دست اندازی کر رہا تھا۔ اُر نمو کے بعد اُن کا بیٹا Shulgi حکمران ہوا۔ شُلگی نے کوئی 48 برس تک حکومت کی۔ اس نے اپنی سلطنت کی سرحدیں مشرق کی طرف عیلام، انشان بلکہ ذاگروس میں رہنے والے خانہ بدوشوں تک وسیع کیا۔ اس کے علاوہ اُس نے اپنا کنٹرول سومیر کے شمال میں دور تک آشور اور سوباری (Subarian) کے علاقے اربیل (Arbil) تک بڑھا دیا۔ (Kramer 1963:68)۔

شُلگی کے بعد Warad-Sin, Gungunum, Lbi-Sin, Gimil-Sin, Bur-Sin اور Rim-Sin حکمران ہوئے۔

سومیریوں کے آٹھ بڑے اہم دیوتا یا خداوند تھے جن میں Ishkur , Ninurta, Enki, Nusku،Sin اور Nidaba شامل ہیں۔ جبکہ Innana محبت کی دیوی تھی اور اِس کے ٹمپل کا نام Ulmash تھا۔(Kramer 1963:63-4)۔

3-2قدیم بابلی عہد

پہلی بابلی سلطنت کی بنیاد Sumu-Abum نامی اموری سربراہ نے اپنے ہمسایہ شہری ریاست kazaullu سے آزادی حاصل کرکے 1894 قبل مسیح میں رکھی۔ اموری میسوپوٹیمیا کے مقامی باشندے نہیں تھے بلکہ یہ نیم خانہ بدوش سامی حملہ آور تھے جو غالباً مغرب کی جانب سے یہاں آئے تھے۔ اس کے بعد حمورابی (1750-1792ق م) نے یہاں ایک بڑی سلطنت قائم کی جبکہ اس سے پہلے بابلی آس پاس کے ایک مختصر علاقے پر اپنا کنٹرول رکھتے تھے۔

حمورابی کی وفات کے بعد بابلی سلطنت اگرچہ انحطاط کا شکار ہوئی تاہم یہ حطیوں (Hittites) کی قبضہ گیری تک قائم رہی۔ ایشیائے کوچک سے تعلق رکھنے والے حطی حملہ آوروں نے 1595 قبل مسیح میں بابلی سلطنت پر حملہ کرکے اس پر اپنا قبضہ جمالیا۔

اموریوں (Amorites) کی بابلی سلطنت حطیوں کی قبضہ گیری کے بعد ذاگروس پہاڑ سے تعلق رکھنے والے کسائیٹ (kassite) حملہ آوروں کے قبضہ میں چلی گئی۔ کسائیٹ لوگوں نے 1160 قبل مسیح تک مسلسل کوئی 435 برس یہاں حکومت کی۔ کسائیٹوں نے اپنے عہد حکمرانی میں بابل کا نام تبدیل کرکے اِسے Karanduniash کے نئے نام سے منسوب کیا۔ تاہم کسائیٹ مشرق کی جانب عیلامیوں اور شمال میں آشوری سلطنت کے زیر اثر رہی اور وقتاً فوقتاً یہ دونوں سلطنتیں کسائیٹوں کے بابل میں مداخلت اور دراندازی کرتی رہیں۔

بالاخر 1235 قبل مسیح میں میسوپوٹیمیا کے مقامی آشوری حکمران Tukulti-Ninurta اول نے میسوپوٹیمیا پر قبضہ کرکے کسائیٹ کی حکمرانی کا خاتمہ کیا۔ 1770 سے لے کر 1670 قبل مسیح تک بابل دُنیا کا سب سے بڑا شہر تھا۔ ایک اندازے کے مطابق اسکی آبادی دو لاکھ کے قریب تھی۔

نئ آشوری سلطنت (608-911ق م) کے عہد میں بابل براہ راست آشوریوں کے کنٹرول میں رہا۔ آشوری حکمران سناکریب کے عہد میں بابل مسلسل شورش کا آماجگاہ رہا۔ کالدی سربراہ مردوک بلدان (Merodach-Baladan) اپنے اتحادی عیلامیوں کے ساتھ اِس شورش کی قیادت کر رہا تھا۔ اس نے 689 قبل مسیح میں مکمل طور پر بابل کو تباہ و تاراج کیا۔ آشوری حکمران سناکریب اپنے ہی دو بیٹوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے بعد اسر حدون (Esarhaddon) نے اس شہر کو دوبارہ تعمیر کیا۔ اسر حدون کے بعد اس کا بیٹا بابل کا حکمران ہوا۔

2-4۔ آشور (Assyria)

اسیریا یا آشور کا نام قدیم شہر Aššur کی مناسبت سے سامنے آیا، یہ بنیادی طور پر شمالی عراق میں ایک اکادی شہری ریاست تھا۔ پچیس اور چوبیس قبل مسیح میں آشوری بادشاہ ایک چرواہار ہنما تھا۔ 24 سو قبل مسیح میں آشور اکاد کے سرگون کے کنٹرول میں آیا۔ آشور ایک شہری ریاست ہونے سے پہلے بعض اوقات سُبارتو (Subartu) اور Azuhinum کے طور پر بھی جانا جاتا رہا۔

اکادی بولنے والے سامی لوگ جنہوں نے شمالی عراق میں آشور کی بنیاد رکھی وہ کوئی 3500 یا 3 ہزار قبل مسیح میں میسوپوٹیمیا میں داخل ہوئے اور بعد میں وہ سومیری لوگوں کے ساتھ مخلوط ہوئے اور یہ لوگ بیک وقت دو لسانی خاصیت کے حامل ہوئے لیکن بتدریج سومیری زبان کی جگہ اکادی زبان نے لے لی۔ 2600 قبل مسیح سے پہلے آشور، نینوا، Gasur اور اربیلا (Arbela) اور کچھ دوسرے شہر موجود تھے۔ لیکن یہ آزاد ریاست ہونے کے برعکس سومیری حکمرانوں کے زیر انتظام میں رہے تھے۔

کچھ رومن اور یونانی قدیم تحریروں کے مطابق 2284 اور 2057 قبل مسیح کے درمیانی عہد میں یہاں Belus نامی ایک ابتدائی حکمران کا حوالہ ملتا ہے۔ لیکن آشوری روایت کے مطابق 2500 قبل مسیح میں یہاں کا پہلا حکمران Tudiya نامی شخص تھا۔ اور 2050 قبل مسیح میں ایک حکمران Ushpia کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے۔

26 سو قبل مسیح میں لگش کے سومیری حکمران Eannatum کے عہد میں آشور کو سبارتو (Subartu) کہا جاتا تھا۔ اِسی طرح 25 سو قبل مسیح کے سومیری حکمران Luga-Anne-Mundu اداب (Adab) ریاست کے فہرست میں سبارتو کو باج گزار بتاتا ہے۔

آشوری ریاست کے ابتدائی حکمرانوں کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ تاہم آشوری بادشاہوں کی فہرست کے مطابق پہلا حکمران Tudiya غالباً 2450 قبل مسیح میں یہاں کا حکمران تھا۔ اس کی تصدیق Ebla کے ایک تحریر سے بھی ہوتا ہے۔ فہرست کے مطابق Tudia کے بعد Adamu نامی ایک شخص حکمران ہوا (جو کہ پہلا معروف سامی نام آدم (Adam) کا پتہ دیتا ہے) اور اسکے بعد مزید 13 حکمرانوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ فہرست کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

Tudia	2450-2400ق م
Adamu	2400-2375
Yangi	2375-2350
Suhlamu	2350-2325
Harharu	2325-2300
Mandaru	2300-2275
Imsu	2275-2250
Harsu	2250-2225
Didanu	2225-2200
Hana	2200-2175
Zuabu	2175-2150
Nuabu	2150-2125
Abazu	2125-2100
Belu	2100-2075 (Belu کو Belus بھی لکھا گیا ہے۔)
Azarah	2075-2050

2050-2030 Ushpia

2030-2027 Apiashai

ان مذکورہ ناموں کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اگرچہ بعد کے ایک بابلی دستاویز میں بابل کے اموری بادشاہ حمورابی نے اپنے آبائی شجرہ سے متعلق ان مذکورہ ناموں کو Tudiya سے لے کر Nauba تک انتہائی مسخ شدہ صورت میں تحریر کیا ہے۔

اِس کے علاوہ تیسری صدی کے اوائل میں Julis Africanus نے ابتدائی 16 آشوری بادشاہوں کی فہرست مرتب کی تھی۔ جس میں Belus نامی شخص کو آشوریوں کا پہلا حکمران بتایا گیا ہے جس نے کوئی 55 برس تک حکومت کی۔ اس کے بعد Neenus نامی شخص نے 52 سال تک حکومت کی۔ اس کی فہرست کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ Belus(55 سال)، Ninus(52)، Semiramis(42)، Ninaus یا Ninyas جسے Zamis کہا جاتا تھا۔ یہ صاور رسمی رامس کا بیٹا تھا۔ جس میں 38 سال تک حکمرانی کی اس کے بعد Arius(30)، Aralius(40)، Xerxes(30)، Armanithres(38)، Beloches(35)، Sethos (50)، Mamuthes(30)، Aschalius(28)، Sphaerus(22)، Mamulus (30)، Spartheos نے (42) حکمرانی کی۔

اکادی سلطنت یا نئی سومیری سلطنت

اکادی سلطنت کے عہد(2154-2234ق م)میں آشوری ، میسو پوٹیمیا کے دوسرے سامیوں اور بشمول سومیریوں کے میسوپوٹیمیا کے مرکز میں اکاد سلطنت کے ماتحت آئے۔ اکادی سلطنت کا بانی سرگون یا سارگون تھا۔ ایک Nuzi تحریر کے مطابق آشوری حکمران سرگون کے ماتحت میں آئے۔ سومیری آشور کے علاقے کو سبارتو(Subartu) کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ 2154 قبل مسیح میں وحشی گوتیوں نے اکاد سلطنت پر حملہ کیا اور جنوبی عراق پر قبضہ کر لیا تو آشوری حکمران 2154 سے لے کر 2112 قبل مسیح تک ایک بار پھر آزاد ہوئے۔

ابتدائی شہری بادشاہ

2050 قبل مسیح تا 2030 قبل مسیح میں Ushpia آزاد اور خود مختار آشور شہری ریاست کا بادشاہ بنا۔ اس کے بعد بالترتیب Kikkiya, Sulili اور Akia بادشاہ ہے۔

قدیم آشوری سلطنت

خیال کیا جاتا ہے کہ 2 ہزار قبل مسیح میں Puzur-Ashur اول نے Akia کا تختہ اُلٹ کر آشوری سلطنت کی بنیاد رکھی اس کے بعد Shalim-Ahum (وفات 1900 ق م) حکمران ہوئے۔ Shalim-Ahum اور اِس کے بعد کے حکمران Iššiʼak یعنی آشور کے نائب حکمران اور Ensi کا خطاب رکھتے تھے۔

اِس عہد کے حکمرانوں کی ایک لمبی فہرست ہے تاہم اس عہد کے حکمرانوں میں نرام سین اول نمایاں حکمران ہے۔ 1450 قبل مسیح کے بعد متنی - حری تسلط کا آغاز ہوا۔ انڈو یورپی زبان بولنے والے متنی حکمرانوں نے مشرقی اناطولیہ میں مقامی حریوں پر حکومت کی۔ اِس عہد میں متنی بادشاہ نے آشور پر حملہ کر کے آشور شہر پر قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصے تک آشور ایک باج گزار ریاست کے طور پر ان کے قبضے میں رہا۔

درمیانہ آشوری عہد (912-1380 ق م)

درمیانہ آشوری عہد میں Ashur-Uballit اول Arik-Din-Ili، توکلتی نن اُرتا اول، تگلت پلیسر اول، جیسے عظیم حکمران آشور کو میسر آئے۔ اس عہد میں آشوریوں نے حُری - متنی سلطنت کا خاتمہ کیا۔ Arik-Din-Ili نے آشوری طاقت کو متحد کیا اور مشرق میں ذاگروس میں یلغار کیا۔ لولوبی اور گوتیوں کو زیر کیا۔ اِس کے بعد ادادـ، نراری اول نے Kalhu (بائبل Calah) کو اپنا صدر مقام بنایا۔ اِس کے بعد اِسی عہد کے حکمران توکلتی نن اُرتا اول نے سومیر - اکاد کے بادشاہ کا خطاب پایا۔ اس نے حطی کے بادشاہ Tudhaliya چہارم کو شکست دی۔ پھر اس نے بابل کو فتح کیا۔ یہ میسوپوٹیمیا کا پہلا مقامی اکادی بولنے والا حکمران تھا۔ اس نے عیلام کے علاوہ جنوبی سامی بادشاہت دلمون

(Dilmun)اور ملوحہ پر قبضہ کر لیا۔ بہت سے مورخین بشمول Julian Jaynes انہیں نمرود سے جوڑتے ہیں۔

شمشی اداد پنجم کے بعد ملکہ سمی رامس حکمران ہوئی۔، جب اُن کا بیٹا اداد-نراری سوئم بڑا ہوا تو وہ حکمران بنا۔ اسی عہد میں نئے مغربی سامی زبان بولنے والے لوگ آرامی، کالدی اور سُتی (Suteans) آشور کے مغرب اور جنوب میں بڑھے۔ انڈو یورپی بولنے والے ایرانی، مید، فارسی، سرگتی (Sargatians)، پارتھی آشور کے مشرقی جانب بڑھے اور وہاں سے مقامی کسائیٹ اور گوتی لوگوں کو بے دخل کیا اور عیلام اور منیا(Mannea) پر دباؤ بڑھایا۔

نئ آشوری سلطنت

نئ آشوری سلطنت ادانراری دوئم سے لے کر 612 قبل مسیح تک جاری رہی۔ اس کے بعد نینوا کا سقوط عمل میں آیا۔ اس عہد میں آشور کے بڑے شہر نینوا، آشور، Kalhu، Arbela یا Nuhadra, Kanesh, Harran, Karka, Arrapha, Erbil وغیرہ تھے۔

آشور بنی پال کی وفات کے بعد آشوری قوم اور اِس کے ریاست تین بادشاہوں Ashur-Etil-Illani، Sin-Shuma-lishir اور Sin-Shar-Ishkun کی باہمی خانہ جنگی کے باعث سکڑ کر رہ گئی۔

ایرانی لوگ مید، فارسی، پارتھی اور عیلامیوں کی اتحاد نے مل کر آشوریوں کی ماتحت سلطنت Mannea کو تباہ کیا اور جنوبی ایران کے عیلامی باقیات کو اپنے اندر ضم کیا۔ ذاگروس اور بحیرہ خزر کے گوتی، منائی، کسائیٹ کو ہمیشہ کے لیے اپنے اندر جذب کیا۔

بابل کے آخری بادشاہ Nabonidus جو کہ Harran کا آشوری تھا، نے اپنے بیٹے اور شریک حکمران Belshazzar کے ساتھ مل کر بابل میں مختصر عرصہ رہنے والی کالدی سلطنت کا خاتمہ کیا۔ اس کے بعد تاریخ میں کالدی، ہمیشہ کے لیے غائب ہوئے اور مقامی بابلی آبادی میں ضم ہو کر رہ گئے۔

آشوری دیوتاؤں میں طوفان اور بارش کا دیوتا Adad (Hadad)، زرخیزی کا دیوتا Dagan زرخیزی، محبت اور جنگ کی دیوی Ishtar یا Inanna، دانش اور تحریر کا دیوتا Nabu، طاعون

، جنگ اور سورج (تباہی کی طاقت کا دیوتا) Nisroch, Nergal سورج کا دیوتا، منصف دیوتا، رہگیروں کا محافظ دیوتا Shamsh یا Utu، چاند دیوتا Sin یا Nanna خوراک نباتات کا دیوتا Tammuz یا Dumuz تھا۔

آشوری لوگ بنیادی طور پر قدیم میسوپوٹیمیا کے مذہب کے حامل تھے جبکہ اُن کا اہم قومی دیوتا Ashur تھا۔

سٹڈنی سمتھ آشوریوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کی نسلی ماخذ کی دریافت کے لیے یہ ضروری ہے کہ کوئی ایسی جگہ تلاش کی جائے جہاں غیر سامی زبان بولنے والی آبادی ایک ایسی جگہ پر رہتی ہو جہاں کہیں آس پاس میں "مشرقی سامی" لوگ بھی رہتے تھے۔ اس طرح کی جگہ ممکنہ طور پر کسی دور دراز مغربی علاقے کی بجائے خابور اور بلیخ کی وادیاں ہو سکتی ہیں۔

اگرچہ یہ ایک امکانی بات ہے لیکن شاید یہ مفروضہ صحیح ہو کہ 2600 قبل مسیح سے بہت پہلے ایشیائے کوچک میں (سُباریوں اور مشرقی دجلہ سے مختلف) ایک آبادی خابور اور بلیخ کی وادیوں میں ایک ایسی آبادی کے ساتھ وسیع پیمانے پر شادی و بیاہ کرنے کے نتیجے میں خلط ملط ہوئی جو کہ بہت ہی ابتدائی اکادی بولنے والے لوگ تھے۔ اور ملاپ و جذب کا یہ عمل صدیوں پر محیط رہا ہو گا۔ آشوریوں کے بارے میں اس طرح سے خیال کرنا ہمیں دستیاب شواہد کی رُو سے یہ اجازت دیتا ہے کہ یہ مفروضہ درست ہے (Smith 1928:114)۔

ان وجوہات کی بنا پر ہم یہ گمان کر سکتے ہیں کہ آشوریوں کا ابتدائی مرزبوم دجلہ کے مغربی جانب، صحرا کے شمال اور ممکن ہے کہ فرات کے مغربی جانب تھا۔ اس محدود علاقے میں بہت سارے خطوں میں کسی ایک خطہ خابور دریا، وادی بلیخ اور حران (Harran) ساحلی علاقہ یا شمالی پہاڑیوں کو آشوری لوگوں کے مخصوص نسلی خصوصیت کی تعمیر کا ممکنہ خطہ فرض کیا جا سکتا ہے۔ (Smith 1928:111) جسمانی خدوخال اور ساخت کے اعتبار سے آشوری بعد کے عہد کے شام سے تعلق رکھنے والے آرامیوں سے قریبی مشابہت رکھتے تھے۔ مختصر موٹے پر گوشت، نتھنے بھرے بھرے گال اور چھلے دار بالوں کی کثرت کے باعث، یہ نسل موجودہ عہد میں بھی ملتا ہے تاہم یہ ٹائپ عرب سے بہت مختلف ہے۔ عرب جن خدوخال کے حامل ہیں وہ مکمل طور پر آرامی آشوری ٹائپ میں مفقود ہے،

(Smith 1928:111) خصوصیات کے علاوہ ناموں کی فرہنگ (Nomenclature) بھی اہم ہے۔ ابتدائی آشوریوں کے بہت سے نام سامی ماخذ سے تعلق نہیں رکھتے۔ جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آشوریوں کی زبان بنیادی پر سامی نہیں تھی۔ الفرض ابتدائی آشوری جو کہ دجلہ کے وادی میں آکر آباد ہوئے ایک مخلوط ماخذ کے لوگ تھے (Smith 1928:112)۔

2-5 سُوباری (Subarean)

پہلی بابلی سلطنت (2530 قبل مسیح) اور تیسری اُر سلطنت (2183-2290 قبل مسیح) کے تحریروں میں جن علاقوں میں سُوباریوں کے نام دیکھنے میں ملتے ہیں، ان میں ذاگروس پہاڑ، دجلہ کے شمالی جانب سے آرمینیاتک اور دوسری طرف جنوبی جانب عیلام (Elam) میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (Gelb1944:85)۔

حمورابی (1905-1947ق م) عہد کی تحریروں کے مطابق سوبارتو (Subartu) علاقہ، بابل کے شمالی جانب دجلہ سے لے کر ذاگروس کی پہاڑیوں تک پھیلا ہوا تھا (Gelb1944:85) بابلی تحریروں کے مطابق سوبارتو علاقہ دجلہ، ذاگروس پہاڑ اور دیالا (Diyala) کے درمیان ایک سیاسی اور جغرافیائی مقام تھا۔ (Gelb1944:88) تیسری اُر سلطنت کے تحریروں (Tablets) میں ذاگروس پہاڑ کے رہنے والے لوگوں کے کچھ ایسے نام بھی ملتے ہیں جو حُری، اکادی اور سومیری زبان سے تعلق نہیں رکھتے۔ مثلاً Shushuk, Sheba , Madatina, Lulu, Kuzuzu, Garadadu, Dashukاور Zurzura. (Gelb 1944:40)۔

ممکن ہے کہ ان کے کچھ نام مراحشی (براحشی) اور شمش (Shimish) زبانوں سے تعلق رکھتے ہوں۔ (Gelb1944:108) اور یہ بات باعث تعجب نہیں ہوگا کہ اگر مرحشی میں سوباری نام ملیں کیونکہ مراحشی کا علاقہ بنیادی طور پر سوبارتو (Subartu) اور عیلم کے درمیان واقع ہے۔ (Gelb1944:105) اور شمش کا علاقہ بھی سوباریوں کے نواح میں واقع تھا کیونکہ Ebarti نامی شخص شمش کا حکمران تھا۔ یہ نام سوباریوں میں عام ملتا ہے۔

Gelb کے مطابق سوباری ایک معلوم نسلی اور لسانی وحدت سے تعلق رکھتے ہیں جن کا سراغ وغیر واضح ہے۔ یہ لوگ مغربی جانب میسوپوٹیمیا کے شمال میں اور عیلم کے مشرق میں بود وباش رکھتے تھے۔(Gelb1944:108)۔

سوباری زبان کس طرح کی زبان تھی، اس کے بارے میں و ثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا (Gelb1944:89)۔

سوسہ (Susa) کے ایک تحریر سے سُباریوں کے شاہی نام E-ba-ar-ti کا حوالہ ملتا ہے۔ شمش اور عیلم کے بہت سے بادشاہوں کے نام E-ba-ar-ti سے مطابقت رکھتے ہیں(Gelb1944:102)۔

سڈنی سمتھ کے مطابق تیرہویں صدی قبل مسیح میں متنی (Mittani) بادشاہ Dushratta کا فرعون سوئم (Paroh Amenophis) کے ساتھ خط وکتابت کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے زیادہ تر اکادی زبان کو استعمال کرتا تھا۔ لیکن ایک خط میں ایک دوسری زبان استعمال کی گئی جسے عام طور پر متنی زبان کہا گیا اور اِسے متنی (Mittani) لوگوں کی مقامی زبان قرار دیا گیا۔ لیکن متنی کسی نسلی نام کی بجائے ایک سیاسی اصطلاح تھا۔ متنی بادشاہ اور اس کے حکمران بظاہر ایرانی۔ ہندی شناخت کے حامل تھے اور ان کے حری (Hurri) محافظ ایک مخلوط آبادی پر حکومت کرتے تھے۔ تاہم خط میں جو زبان استعمال کی گئی تھی وہ کوئی مختلف زبان تھی جو کہ نہ تو پروٹو حِطی (Hittite) یا حِطی یا لُوی (Luvian) یا حُری (Hurri) زبان تھی۔ گو کہ حُری زبان اِس سے لہجیاتی طور پر مختلف تھی۔(Smith 1928:71)۔

گمان یہی ہے کہ پندرہویں صدی قبل مسیح میں جہاں ایک طرف ایک ایسی آبادی، متنی ریاست سے لے کر کرکوک (Kirkuk) تک آباد تھی جو کہ ایک مختلف زبان کی حامل تھی۔ اس لیے یہ زبان بجا طور پر سُوباری زبان تھی اور کرکوک دستاویزات کے نام سوباری ماخذ سے تعلق رکھتے تھے۔

اُن کے خیال میں سُوباری زبان کو بعض اوقات غلط طور پر کاکیشائی (Caucasian) گروہ سے نتھی کیا گیا۔ اگرچہ یہ زبان کسی حد تک عیلامی اور اُرارتو (Urartu) زبان سے کچھ تعلق رکھتی تھی تاہم یہ تعلق نہایت ہی کمزور تھی اور اِسے کسی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا(Smith 1928:72)۔

جسمانی اور لسانی مشابہت کے حوالے سے سوباری، ذاگروس پہاڑ کے لوگوں سے مشابہت رکھتے تھے اور پندرہویں صدی قبل مسیح میں سُوباری آبادی میسوپوٹیمیا سے لے کر ذاگروس پہاڑ تک محیط تھی (Smith 1928:73) اور یہ آشوری (Assyrian) آبادی کا ایک اہم عنصر تھا۔ آشوری اور بابلی ہر دو روایات اِس بات پر متفق ہیں کہ اگاد (Agade) سلطنت کے عہد میں آشور (Assyria) کا شمالی اور مشرقی حصہ سوبار تو کہلاتا تھا۔ لیکن پندرہویں قبل مسیح میں اپنی منتشر آبادی کی وجہ سے یہ لوگ حملوں کے نتیجے میں یہاں سے نکال دیئے گئے۔

آشوری جوتشی (Astrologers) اور نوبابلی تاریخی دستاویزات سومیری عہد میں سوبار تو بشمول آشوری سرزمین کے بارے میں متفق نظر آتے ہیں اور موجودہ عہد کے مورخین کو یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیے اور یہ کہ تیسری صدی قبل مسیح کے آخر میں نمر (Namar) میں سوباری بادشاہت قائم رہی تھی جس کا حکمران Arisen تھا، اس بارے میں معلومات کم ہیں۔ (Smith 1928:73)۔

تاریخی شواہد سے یہ ثابت ہے کہ ابتدائی سومیری عہد میں آشور کی سرزمین میں سوباری رہتے تھے لیکن ان کی تہذیب سومیری اثرات کی حامل تھی (Smith 1928:73)۔

اربیلا (Arbela) کا شمالی میدان اور دجلہ وادی کے ساتھ ساتھ زیریں زاب (Lower zab) کی بنیادی آبادی سوباری تھی اور آشور کی سرزمین ایک قبائلی غلبہ کی حامل تھی جو کر کوک کے جنوب مشرق اور مغرب میں سنجر (Sinjir) پہاڑیوں حتی کہ خابور (Habur) وادی تک پھیلی ہوئی تھی (Smith 1928:74)۔

سُوباری لوگ مسلسل سومیریوں کے ساتھ مناقشے میں رہے۔ اِس لیے سومیری تہذیب کے ساتھ اُن کا ایک مسلسل واسطہ رہا اور اس کے نتیجے میں وہ سومیری تہذیب سے متاثر ہوئے۔ ان پر سومیری تہذیب کا غلبہ اِسی طرح رہا کہ جس طرح اُن کے ہمسایہ گوتی (Gutian) اور عیلام کے لوگ اثر پذیر رہے تھے۔ اگرچہ صرف آشور (Ashur) کے مقام پر سومیری اثرات کو بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ تاہم شمال کی جانب بھی اس کے اثرات کو خارج ازامکان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن اِس بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔

سُوباری لوگ جو کہ پہاڑیوں سے شمال اور شمال مشرقی آشور میں آئے تھے اور وہ اپنے ساتھ ایک مخصوص عنصر لائے تھے جو انہیں مغربی ایشائے کوچک کے لوگوں کے ساتھ نتھی کرتا ہے(Smith 1928:74)۔

کیونکہ آشور کے مقام پر ان کے مکانوں کا عجیب طرز تعمیر ممکن ہے کہ توُرس(Taurus) منطقہ کے علاقوں کی طرح ہو جیسے کہ یہ وسطی کپاڈوکیا(Cappadocia) میں دیکھنے کو ملتا ہے (Smith 1928:74)۔

سُوباریوں کے بارے میں Speiser، گیلب (Gelb)کی تحقیقی کتاب Hurrains and Subarians کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ 3 ہزار قبل مسیح میں سُوبار تو ایک جغرافیائی شمالی علاقہ تھا جو عیلام کے قریب واقع تھا۔(Speiser 1948:11)اور تیسری اُرسلطنت اور قدیم بابلی تحریروں میں سوباریوں کا ذکر ملتا ہے جو ایک جغرافیائی اصطلاح کے طور پر مستعمل نظر آتا ہے اور یہ علاقہ مختلف لسانی گروہوں کا حامل تھا(Speiser 1948:9)۔

سپائزر کے خیال میں دیئے گئے بہت سے شخصی نام جو اُنہیں وہ سُوباری قرار دیتے ہیں، ممکن ہے کہ یہ حُری ناموں سے مطابقت رکھتے ہوں۔ اُن کے خیال میں آشوری تاریخی دستاویزات میں سُوباری اصطلاح حُریوں کے لیے مستعمل تھا۔(Speiser 1948:11) سپائزر یہاں ایک دلچسپ مثال دیتے ہیں کہ Hašukنام حُری کے ḫaš "سُننا" سے متعلق ہے(Seiser 1948:5ft)جو بلوچی میں بعنیہ اَش(ash)+کنگ "سننا" کے طور پر مستعمل ہے۔

سڈنی سمتھ کے خیال میں حری اور سوباری لوگ اپنے ماخذ اور نسلی اعتبار سے بہت قریبی تعلق رکھتے تھے اور اُن کی زبان بھی بہت حد تک ایک تھی(Smith1928:212)سپائزر کی طرح اُن کا کہنا بھی یہی ہے کہ میسوپوٹیمیا میں حُریوں نے جو مِتنی ریاست قائم کی تھی، اِسے آشوری، سُوباری کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ کیونکہ وہ مشرقی اور مغربی شاخ میں فرق وامتیاز کرنے کے تذبذب میں مبتلا نہیں تھے (Smith 1928:214)۔

Zadokکے مطابق سپائزر اورDiakonoffکے خیال میں دو ہزار قبل مسیح میں سوباری اور حُری ایک ہی گردانے جاتے تھے۔ اور سوباریوں کی زبان جو کہ قدیم بابلی سکرپٹ میں ریکارڈ کیا گیا، غالبا

حُری تھی۔ سوباری جادوئی منتر جو کہ نپر (Nippur)، لگش، تلوہ (Telloh)، دیالا (Diyala) اور غالباً لارسا میں پائے گئے۔ اِن میں کچھ مشکوک نام بھی شامل ہیں۔ (Zadok 1987:21)۔

مثلاً۔ Ku-ur-wa-adad, Ribam-ili, Ib-ša-ili یہ دوغلی (اکادی-حری) نام ہے اور اس میں Kurwa لفظ غالباً حُری "طوفان کا دیوتا" سے متعلق ہے۔ (Zadok1987:22)۔

Zadok جس طرح سے Ib-ša-ili اور Ribam-ili کو مشکوک نام قرار دیتا ہے۔ یہاں تک اس کی بات درست ہے کہ یہ سوباری زبان سے متعلق نام نہیں ہیں۔ لیکن وہ ان کے ماخذ کے بارے میں کچھ کہنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں نام بالترتیب آشوری Ra- اور ša-,al-li ma-ilu کی بگڑی ہوئی صورت ہیں۔ حیران کن طور پر آج بھی بلوچوں میں شاعلی (šahili) اور (Rahmili) جیسے ناموں کی صورت میں مستعمل ہیں۔

2.6-حُری (Hurrians)

حُری یا خُری (Khurri) کانسی عہد کے لوگ تھے جو چار ہزار سے ایک ہزار قبل مسیح میں مشرق قریب (Near East) میں موجود رہے تھے۔ اگرچہ جغرافیائی اصطلاح میں ان کی سرزمین کی واضح حد بندی نہیں کی جاسکتی۔ تاہم حُری بولنے والے لوگ الائی خابور (Habur) اور دجلہ دریا سے تورس (Taursus) اور ذاگروس پہاڑیوں میں بالخصوص وان (Van) جھیل کے ارد گرد رہتے تھے۔

بائبل میں انہیں Horites کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کی ابتدائی اور سب سے اہم جگہ اُرکیش (Urkesh) تھی اور یہیں سے ان کی ابتدائی دستیاب تحریریں ملی ہیں۔ میسوپوٹیمیا کے دوسری شہری ریاستوں میں حریوں کے دیوتاؤں اور شخصی ناموں کی تصدیق ہوتی ہے جن میں Kharbe یا Harbe اور Nagar نمایاں ہیں۔ اغلب گمان یہ ہے کہ چار ہزار قبل مسیح کے ابتدائی عہد میں حُری بالائی میسوپوٹیمیا میں پھیل گئے تھے۔

قدیم تاریخی دستاویزات میں حُریوں کی نشاندہی 3 ہزار قبل مسیح میں ملتا ہے۔ قدیم تاریخی ذرائع کے مطابق وہ حُری کے طور پر جانے جاتے تھے۔ زبان اور کلچر کے حوالے سے انہیں سوبارتو (Subartu) یا سوباری (Subareans) سے منتھی کیا جاسکتا ہے۔ Zadok کے مطابق حُریوں

کا قدیم مرزبوم وسطی ذاگروس کے ایک حصے پر مشتمل تھا جو کہ اربیلا (Arbela)علاقہ اور ذاب (Zab)، اتوم (Utum) کے قریب کے علاقے پر مشتمل تھا۔ جو حمورابی حکومت (1905-1947ق م) کے زمانے میں بابل سے زیادہ دُور نہیں تھا۔ کچھ ایسے شخصی ناموں کے شواہد ملے ہیں کہ قدیم بابلی عہد میں Nuzi پر حری اثرات غالب آگئے تھے (Zadok 1987:21)۔

Gelb کے مطابق 1930 اور 1931ء میں Nuzi کے مقام پر کھدائی کے دوران قدیم اکادی کی ایک اور سطح دریافت ہوئی جو عام Nuzi (Tablets) سے مزید ایک ہزار سال قدیم تھا۔ اس کھدائی کے دوران 2 سو الواح یا تختیاں بر آمد ہوئیں جو قدیم اکادی کے ایک لہجے میں لکھی ہوئی تھیں۔ ان الواح پر 5 سو شخصی نام لکھے ہوئے تھے، جن میں زیادہ تر اکادی نام اور کچھ سومیری نام تھے۔ جن میں شاید بمشکل ہی سے کوئی حُری زبان سے متعلق تھا۔ اور حتی کہ یہ بات سامنے آئی کہ یہاں کی ابتدائی آبادی کا نام Nuzi کے بجائے Gasur تھی۔ اس لیے 2500 قبل مسیح میں Nuzi کے مقام یا اس علاقے میں حریوں کی آبادی خارج از امکان نظر آتا ہے اور ان شواہد سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حُری اس علاقے میں نئے آنے والے لوگ تھے جو نسبتاً بہت بعد میں یہاں آئے (Gelb 1944:8)۔

سڈنی سمتھ کے خیال میں حُری سرزمین یقنی طور پر پہاڑی منطقے میں واقع تھی جو فرات سے لے کر وان جھیل تک محیط تھی۔ تاہم اس کی صحیح اور معین مقام کے بارے میں محققین کا اتفاق نہیں پایا جاتا۔ کچھ محققین کے مطابق ان کی عملداری وان جھیل سے لے کر پونٹس (Pontus) کے سرحد اور مغربی جانب حطی (Hittite) سرحد تک تھی۔ اور Harran کے علاقے کو انہوں نے ہی یہ نام عطا کی۔ قرین قیاس یہ ہے کہ ان کا اصل وطن Ḫarri سرزمین تھی جو تگلت پلیسر اول (1115-1076ق م) کے دستاویزات کے مطابق پہاڑ کے دامن میں واقع تھی، جہاں فرات کا دریا میدانی علاقے میں آکر اپنا نفوذ کرتا ہے (Smith 1928:212)۔

Gelb کے مطابق قدیم اکادی عہد (2332-2528ق م) میں حریوں کی ابتدائی نفوذ دجلہ کے مشرق میں کچھ علاقوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ تیسری اُر سلطنت (2170-2277ق م) میں بتدریج اِس علاقے اور بابل میں ان کے نفوذ کو دیکھا جا سکتا ہے۔ حمورابی (1905-1947ق م) کے عہد میں

انہیں دجلہ کو پار کرتے ہوے میسوپوٹیمیا، شمالی شام اور کچھ کمتر تعداد میں اناطولیہ میں نفوذ کرتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے(Gelb1944:89)۔

سرگون اول (2279-2334 ق م) اور نرام سین (2224-2261 ق م) اور خاص طور پر اکاد حکمرانوں نے شمالی میسوپوٹیمیا میں توسیع پسندانہ عزائم کے سلسلے میں بہت سے حُری شہروں کو زیر کر لیا تھا، جن میں نگر (Nagar) شہر بھی شامل تھا جسے اکادیوں نے اپنا علاقائی دار الخلافہ بنایا تھا۔

جب 2190 قبل مسیح میں اکاد سلطنت زوال پذیر ہوا تو حری اور دوسری طاقتوں نے اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ یہاں حریوں کی کوئی سلطنت قائم نہ ہو سکی، تاہم کچھ آزاد شہری ریاستوں پر ان کی حکمرانی رہی جو کہ ایک ڈھیلے ڈھالے وفاق کی صورت میں منسلک تھے۔ اس عہد میں Urkesh اور Nagar حُریوں کے اہم مراکز تھے۔ ان کے حوالے سے کچھ، منتشر دستاویزات کے ذریعے ہمیں آگاہی ملتی ہے کہ 3 ہزار قبل مسیح کے آخری صدی میں حُری شہروں پر سومیریوں نے حملہ کرکے فتح پالی تھی۔ خاص طور پر اروک (Uruk) کے Utuhegal (1982-2029 ق م) اور اُر (ur) کے شُلگی حکمران (1982-2029 ق م) کے عہد میں اِن شہروں کو فتح کیا گیا تھا۔ لیکن حریوں کا مرکزی مقام Urkesh محفوظ رہا اور بادشاہ Tish-atal (2010 ق م) کا پایہ تخت نینوا حریوں کے کنٹرول میں تھا۔ شاید شمالی ایران میں Harhar بھی ان کے قبضے میں تھا۔

2 ہزار قبل مسیح کے دوسری چوتھائی میں حُری شمالی شام اور مشرقی اناطولیہ کی طرف ہجرت کرتے نظر آتے ہیں۔ بالائی میسوپوٹیمیا میں Hanigalbat کا مقام متنی سلطنت (1240-1500 ق م) کا مرکزی مقام تھا جہاں واضح طور پر حری کلچر کا غلبہ تھا۔ اور یہ متنی ریاست ایرانی پہاڑیوں سے لے کر شام تک محیط تھی۔

سولہویں اور پندرہویں قبل مسیح میں حطی سلطنت (1200-1700 ق م) اور متنی سلطنت کے درمیان مناقشہ بڑھتی رہی۔ 1700 قبل مسیح سے جاری یہ حری اور حطیوں کا مناقشہ شام کی قبضہ گیری کے حوالے سے تھا۔ اور حطیوں کی بڑھتی ہوئی پھیلاؤ کے باعث بہت سے حُری، حطی حکمرانی کے زیر اثر آگئے۔

اِس بڑھتے ہوئے دباؤ کے نتیجے میں تیرہویں صدی قبل مسیح میں متنی ریاست آشوریوں اور حطیوں میں تقسیم ہوگئی تاہم حری زبان اور کلچر حطیوں اور آشوریوں کے سیاسی کنٹرول کے ماتحت جاری رہی۔ اگرچہ بعد کے آشوری عہد میں حُری، اُرارتو قوم میں مکمل ضم ہوگئی۔ تاہم ان کے کلچر کے کچھ اثرات آنے والے ادوار میں در آتے گئے۔ مثلاً حریوں کا Tessub دیوتا اُرارتو تہذیب میں ہمیں Teisheba کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

اُرارتو تہذیب 9 سو قبل مسیح سے لیکر 6 سو قبل مسیح تک مشرقی ترکی، آرمینیا اور مغربی ایران میں قائم رہا تھا۔

Gelb کے خیال میں حُری زبان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اِس کا قریبی تعلق اُرارتو (Urartu) زبان سے ہے۔ اِس کے علاوہ ہمیں حُری زبان کے لسانی تعلق کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ عیلامی، کسائیٹ (kassite) وغیرہ یا کسی مفروضیاتی ایشیائی یا جافثی (Jephetic) گروہ سے اِس کا تعلق مکمل طور پر غیر قائل کن نظریہ ہے اور اِسی طرح جدید کاکیشیائی زبانوں سے بھی اس کے تعلق کو صحیح سائنسی طریقے سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ (Gelb 1944:91)۔

2-7۔ متنی / متانی (Mitanni, Mittanni)

مصری تحریروں میں متانی سلطنت کو Maryannau (Marianu)، Nahrim (Nahrin) لکھا جاتا رہا ہے۔ Narhin کا لفظ اکادی / آشوری میں دریا کے معنوں میں مستعمل ہے۔ حِطی انہیں Hurri کہتے تھے۔ جبکہ آشوری کونیفارم تحریروں میں انہیں Hanigalbat کے نام سے جانا جاتا ہے۔ متنی بادشاہ Tušratta اپنے اکادی خطوط میں عام طور پر خود کو "متنی بادشاہ" لکھتا ہے۔ لیکن وہ دو خطوط میں خود کو Hanigalbat کا بادشاہ لکھتا ہے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ملک کو Hanigalbat کہتے تھے۔ (Gelb 1944:72)۔

متانیوں کی تاریخ کے بارے میں کوئی مقامی ماخذ یا ذرائع دستیاب نہیں ہیں۔ ان کے بارے میں صرف آشوری، حطی اور مصری ذرائع سے معلومات ملے ہیں۔ البتہ بوغاز کوئی کے مقام پر دریافت

ہونے والے ایک اکادی تحریر میں متی وزا(Mattiwaza) کے حوالے سے ایک تحریر ملتا ہے۔ جو اپنے آپ کو حُری کہلاتا ہے۔

مثلا anāku Mattiwaza mār šarri u (nenu) mārē Hurri یعنی میں، متنی وزا، بادشاہ کا بیٹا اور (ہم) حُری ہیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ متنی کے لوگ یعنی شرفا اپنے آپ کو حری کہتے تھے۔(Gelb 1944:72,74) یہ اکادی تحریر برا ہوئی زبان سے بہت حد تک ملتا ہے۔

Ungnad کے مطابق 2 ہزار قبل مسیح کے لسانی شواہد کے مطابق مغربی جانب میں متانی اور اس سے پرے خابور دریا کے بالائی دہانے کے ارد گرد جہاں Tušratta کا دار الخلافہ Waššukkani ،سوباری کلچر کا مرکز تھا(Gelb 1944:9-10)۔

Gelb کے مطابق ُمتنی ایک سیاسی اصطلاح تھی جو کہ جغرافیائی اصطلاح کے طور پر بہت کم استعمال ہوتی تھی۔ متنی سرزمین شمالی میسوپوٹیمیا میں واقع تھی جس کا مرکز بالائی خابور(Khabur) علاقہ تھا۔ لیکن مختلف اوقات میں اس کا پھیلاؤ متنی ریاست سے پرے دجلہ کے مشرقی جانب Arrapha اور شمالی شام Mukiš تک بھی رہی۔ لیکن بعد میں متنی وزا کے ماتحت اس کی سرحدیں سُکڑ کر شمالی میسوپوٹیمیا تک محدود ہو گئیں۔

متنی ریاست کا دار الخلافہ وشوکانی تھا جو شاید خابور دریا کے بالائی دہانے واقع تھا۔ بعد میں وشوکانی کی جزوی تباہی کے بعد Mardin کے قریب وجوار میں Taida کا مقام، متنی ریاست کا وارث Hanigalbat کا دار الخلافہ قرار پایا (Gelb 1944:71-2) متنی شہروں کی فہرست میں شُتو، وشوکانی، Kahat, Taida, Irrite اور حرّان شامل ہیں(Gelb 1944:71)۔

متنی ریاست جہاں حری لوگوں کا غلبہ تھا مگر ان کے حکمران انڈو یورپی لوگوں سے متعلق تھے۔ ان کے شرفا Marrianiکہلاتے تھے۔(Gelb 1944:107) ان کے ناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حری تھے۔۔ متنی لوگوں کے بارے میں تمام معلومات اکادی تحریروں کے ذرائع سے ملتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متنی ریاست کی سرکاری زبان حُری تھی۔ اور متنی کے رہنے والے لوگ حری تھے۔ (Gelb 1944:75)۔

متنی سلطنت 15 سو قبل مسیح سے لے کر تیرہویں قبل مسیح تک شمالی اور جنوب مشرقی اناطولیہ پر محیط ایک حُری بولنے والی ریاست تھی۔ حطی بادشاہ Murshilish اول کے ہاتھوں اموری بابلی سلطنت کی تباہی اور کسائیٹ حملوں اور آشوری بادشاہوں کی اپنی کمزوریوں کی وجہ سے متنی شمالی میسوپوٹیمیا میں حُری جنگجوؤں اور شہری ریاستوں کے متحد ہونے کے باعث ایک علاقائی طاقت کے طور پر سامنے آئی جنہوں نے مل کر متنی سلطنت کا قیام عمل میں لایا۔

اپنی ابتدائی تاریخ میں متنیوں کا بڑا حریف مصر تھا، جہاں Thutomose کی حکمرانی تھی تاہم حطیوں کی بڑھتی ہوئی طاقت اور خوف کے باعث مصری اور متنیوں نے اپنے مفاد کی خاطر اتحاد کیا۔ 14 سو قبل مسیح میں اپنے عروج کے زمانے میں متنیوں کا صدر مقام و شُکانی تھا۔ ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق اس کا محل وقوع خابور دریا کا بالائی منبع تھا۔ 1475 تا 1275 قبل مسیح میں متنی سلطنت شمالی فرات۔ دجلہ کے علاقے پر محیط تھی۔ حطیوں اور آشوریوں کے حملوں کے باعث بالاخر متنی سلطنت بعد میں آشوری سلطنت میں ضم ہوگئی اور س کی حیثیت محض ایک صوبے کی رہ گئی تھی۔

سڈنی سمتھ کے مطابق متنی ایک نسلی نام کی بجائے ایک سیاسی اصطلاح تھی۔ ریاست کے بادشاہ ایرانی۔ ہندی تھے اور ان کے حُری نگران ایک مخلوط آبادی پر حکومت کرتے تھے (Smith 1928:71-2)۔

Speiser حریوں اور متنیوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں ان کے خیال میں سوبارتو 3 ہزار قبل مسیح میں ایک جغرافیائی شمالی علاقہ تھا جو عیلام کے قریب واقع تھا۔ تیسری اُر سلطنت اور قدیم بابلی تحریروں میں سُوباریوں کا ذکر ملتا ہے۔ جو ایک جغرافیائی اصطلاح کے طور پر مستعمل نظر آتا ہے اور یہ علاقہ مختلف لسانی گروہوں کا حامل تھا (Speiser 1948:9) جبکہ Speiser کے برعکس Gelb سُوباریوں اور حری لوگوں کو علیحدہ لوگ سمجھتے ہیں اور انہیں جُدا جدا زبانوں کا حامل سمجھتے ہیں۔

2-8۔ آرامی (Aramaeans)

آرامی وسطی یا جنوبی عرب صحرا سے براہ راست نہیں آئے بلکہ وہ وسطی وادی فرات اور شام سے بابل میں آئے (Smith 128:109) آرامی سے منسوب سُتو (Sutu) قبیلہ آشور کے سرحدوں

اور مصر کے درمیانی علاقے میں رہتے تھے جبکہ احلمو (Ahlamu) حطی (Hittiti) کے انتہائی سرحدوں اور بابل کے درمیان میں آباد تھے۔ ان کا جغرافیائی محل وقوع بہتر طور پر یوں واضح ہو سکتا ہے کہ اگر ہم کہیں کہ Sutu، خابور دریا اور جبل دروسہ (Durse) کے درمیان جبکہ احلمو، حلب (Aleppo) سے لے کر اناہ (Anah) تک شمالی شام کے صحرا میں آباد تھے (Smith 1928:222)۔

سُتو اور احلمو کو عام طور پر آرامی خیال کیا جاتا رہا ہے۔ اگرچہ احلموں کے بارے میں یہ بات درست ہے کہ جس طرح تاریخی دستاویزات میں انہیں ظاہر کیا گیا ہے۔ تاہم سُتو لوگوں کو آرامی نہیں کہا جا سکتا، چونکہ وہ احلمو لوگوں سے بہت ہی جُڑے ہوئے تھے۔ اگر ان میں اصل النسل یا زبان کے بارے میں کوئی فرق و اختلاف تھا تو وہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ختم ہو گیا تھا۔ تاریخی اعتبار سے انہیں ایک ہی گروہ کے دو شاخ کہا جا سکتا ہے کہ جن کی ابتدائی نمود Ḫabiru اور ان دوسرے قبیلوں کے تحت ہوئی، جنہیں آرامی کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے (Smith 1928:224)۔

Rim-sin (1917-1977 ق م) کے عہد اور اس کے بعد کے عہد میں بابل میں جو لوگ Ḫabiru کہلاتے تھے۔ بادشاہ کے ماتحت جنگی دستوں اور کاروائیوں کا کام سر انجام دیتے تھے۔ ان میں سے کچھ کو Ridu کہا جاتا تھا، جو ایک طرح کی پولیس اور ماتحت ملٹری آفیسر تھے۔ بعد کے عہد میں وہ اسی طرح شاید سپاہیوں کے طور پر حتیوں کے لیے خدمات سر انجام دیتے تھے، جنہیں Ḫabiru کہا جاتا تھا۔

چودھویں صدی قبل مسیح میں یہ Ḫabiru دیوتا کے طور پر ایک اہم سیاسی فیکڑ کے حامل تھے اور اس عہد کے دستاویزات میں انہیں مدد کے لیے پکارا جاتا تھا Ḫabiru دیوتا اشوریوں کی Adad ٹمپل میں دس دیوتاؤں میں سے ایک تھا۔ کونیفارم تحریروں میں انہیں "ڈاکو" کے مفہوم میں بھی برتا گیا۔ اور کچھ کے مطابق Ḫabiru ایک نسلی نام نہیں ہے بلکہ ایک لقب ہے۔ قدیم بابلی دستاویزات میں Ḫabirai کا مطلب تھا Ḫabir کے علاقے کے رہنے والے لوگ۔ اور زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ یہ نام ایک مقام کے لیے مستعمل ہوا ہے جو کہ بابل کے شمال میں صحرا میں واقع تھا (Smith 1928:192)۔

اِس نام کا "ب" (b) عربی میں "ف" (f) سے تقلیب ہوا ہے۔ ساتویں صدی قبل مسیح کے ایک آرامی دستاویز میں بابل کے انتہائی جنوب میں صحرا میں ایک Hafiru بستی کا تذکرہ ملتا ہے۔ یاقوت نے اسے موجودہ بصرہ کے مغرب میں ایک مقام قرار دیا ہے۔ تو یہ ممکن ہے کہ Ḫabiru کا نام بابل کے

قریب مغرب کی طرف صحرا میں ایک چھوٹے سے علاقے سے لیا گیا ہو۔ Ḫabiru ایک ہئیت ہے اور اِسے Habirai لکھنا شاید کتابت کی غلطی ہو اور Ḫabiru کا یہی ممکنہ تشریح ہے (Smith 1928:193)۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آرامیوں کی پہلی پیش قدمی سولہویں قبل مسیح میں شمالی جانب فرات اور مغربی جانب شام کی طرف ہوئی۔ جبکہ ان کی دوسری پیش قدمی تیرہویں صدی قبل مسیح میں دجلہ اور آشور کے شمالی یا جنوبی جانب ہوئی (Smith 1928:305) آرامیوں کی پہلی ہجرت اور پیش قدمی کی وجہ شاید عرب زرخیز صحرا میں بے چینی اور مصر میں ہائیکوس کی بڑھتی ہوئی مداخلت تھی۔

تیرہویں صدی قبل مسیح کے حوالے سے Sippar کے مقام پر ایک لوح برامد ہوئی، جس پر Tukulti-Mer حنا (Hana) کا بادشاہ اور Ilu-Iqisha بادشاہ حنا تحریر تھا۔ لیکن ممکن ہے کہ یہ حنا کا بادشاہ نہیں تھا بلکہ ایک پرنس تھا اور یہ Qurti کے خلاف برسرپیکار رہا تھا۔ (Smith 1928:308) اور تُکلتی میر اِس عہد میں یقیناً آرامیوں کے حملوں کے باعث سرگرم تھا (Smith 1928:308)۔

سڈنی سمتھ کے مطابق Hana نامی چھوٹی سی سلطنت جس کا دار الخلافہ Tirqa جو بعد میں Sirqu کے نام سے موسوم ہوا، جو موجودہ اشراہ (Asharah) کہلاتا ہے متنی بادشاہ Dushratta (1370 ق م) کے عہد میں یہ سلطنت ختم ہوئی اور اِسے متنی بادشاہ نے Ashtata کے وسیع علاقے میں ضم کیا۔ اِس علاقے کی اکثریتی طاقت واضح طور پر آرامی بدوؤں کی تھی (Smith 1928:241)۔

1064 قبل مسیح میں مردوک شاپک۔ زیر۔ متی (Marduk-shapik-zer-Mati) جو کہ بابل کا بادشاہ تھا۔ اور آشور بیل۔ کلا (Ashur-bel-kala) کا ہم عصر تھا۔ جس کا ایک آرامی Adad-apal-iddinam کے ساتھ لڑائیوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ (Smith 1928:307) جس میں مردوک شاپک زیر متی آشوریوں کی مدد حاصل کرنے میں ناکامی کے بعد آرامیوں کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔ اس کے بعد آشوری اپنے آپ کو بچانے کی خاطر اداد اپال ادینم کے ساتھ رشتہ وبیاہ کے ذریعے ایک نیا سیاسی اتحاد بناتے ہیں۔ اِس عہد میں آرامی شمالی بابل اور آشور کے جنوبی جانب دجلہ کے زرخیز علاقوں پر کئی دہائیوں تک اپنے آپ کو مستحکم کرتے نظر آتے ہیں اور بابلی تہذیب، بابلی نام اور بابلی عادات و آداب اپناتے ہیں (Smith 1928:308-9)۔

بابل میں آرامی کبھی بھی بڑی فوجی قوت اور سیاسی طاقت نہ بن سکے۔ یہاں انہیں وقتی اور جزوی کامیابی، بابلی حکومت کی کمزوریوں کی وجہ سے ملی۔ کیونکہ اِس عہد میں بابل کے حالات انتہائی دگر دگوں تھے۔ آشوری تحریروں کے مطابق گیارہویں صدی قبل مسیح کے اختتام پر آرامیوں Bit-Adini کے مقام پر Carchemish کے نیچے دریائے فرات کے دونوں کناروں پر اپنی ریاست قائم کی اور اناطولیہ اور شمالی شام کے علاقوں پر اپنی گرفت مظبوط کی۔

تگلت پلیسر اول (1076-1115 ق م) کے قتل کے بعد آشوری حکمران بہت حد تک کمزور ہوئے تو آرامی حملے ایک بار پھر سے تیز ہو گئے کیونکہ اس سے قبل تگلت پلیسر نے آرامیوں کے متعدد حملوں کو ناکام بنایا تھا۔ اداد نراری دوئم 912 قبل مسیح میں جب آشوری تخت پر براجمان ہوئے تو اُس نے ایک بار پھر اپنی طاقت کو مجتمع کیا اور آرامیوں کے حملوں کو ناکام بنایا۔ اِس ناگفتہ بہ صورتحال میں کوئی ایک سو سال بعد پہلی بار ایک آرامی بادشاہ بابل کی تخت پر براجمان ہوا۔ شمالی بابل اور دجلہ کی مشرقی وادی میں موجود آرامی اس قابل ہو گئے تھے کہ انہوں نے بابلی آٹھویں سلطنت کے اولین بادشاہ Nabu-Mukin-apli (937-972 ق م) سے جنگ کی (Smith 1928:310)۔

آٹھ سو قبل مسیح میں Eriba-Marduk کے زمانے میں ایک نامعلوم علاقہ Shigiltu سے آرامی اور سُوبار تو (Sbubartu) وادی دجلہ میں سامرا (Sāmarra) سے تھوڑے نیچے Utuàte میں آباد تھے، جنہوں نے بابلی اور بورسپا (Borispa) کے کچھ رہنے والوں کی زمینوں پر قبضہ کیا۔ اور اِس زمانے میں نہ صرف بابل، آرامیوں کی چڑھائی کا شکار ہوا جبکہ وادیِ فرات اور سمندری علاقہ (Sea land) کلدانی قبیلوں کے حملے کا شکار ہوا جو اِس عہد میں مغرب کی جانب سے یہاں آئے تھے۔

کلدانیوں (Chaldaeans) کا ماخذ اور آرامیوں سے ان کا تعلق کے بارے میں زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم جب وہ تاریخ میں پہلی بار نمودار ہوئے تو وہ مکمل طور پر بابلی مذہب، زبان اور کلچر کے حامل تھے۔ لیکن ان کی جنگوں کا طریقہ کار واضح طور پر آرامیوں جیسا تھا (Smith 1928:310)۔

نویں صدی قبل مسیح میں بابل میں آرامی اور کلدانی قبیلے دجلہ کے ساتھ ساتھ آباد تھے۔ آرامی قبائل جن میں گُرمو (Gurmu)، اُبُولو (Ubulu) دامنو (Damunu) گمبولو (Gambulu) ہندارو (Hindaru), Ru' ua اور پُکدُو (Puqudu) اُکنو (uknu) دریا کے ساحلی علاقوں میں آباد تھے۔

جبکہ دوسرے آرامی قبائل Rihihiu, Malihu, Tu'muna, Li' tau, Sutu, utu' ate, Itua دجلہ کے Hamranu, Hagranu, Nabatau, Rasani, Ubadu, Yadakkau, kaprie ساتھ آباد تھے۔ ان کے علاوہ ان کے ساتھ یہاں کالدی قبیلے Bit sa'alli, Bit yakin, Bit Amukkani, Bit Dakkuri اور Bit shalani اور اُلائی (Ulai) دریا کے علاقوں میں سکونت پذیر تھے (Smith 1928:309)۔

جیسے عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ زرخیز صحرائے عرب سے آرامیوں کی پہلی پیش قدمی سولہویں صدی قبل مسیح میں شمالی جانب فرات اور مغربی جانب شام کی طرف ہوئی۔ جبکہ ان کی دوسری پیش قدمی تیرہویں صدی قبل مسیح میں دجلہ اور آشور کے شمالی یا جنوبی جانب ہوئی، جس کا ذکر آچکا ہے۔

بعض مورخین کے مطابق شمالی شام کے اُس خطے میں یہ لوگ نمودار ہوئے۔ جسے آرام (Aram) کہا جاتا ہے اور شاید اِسی وجہ سے وہ آرامی مشہور ہوئے۔ عہد نامہ عتیق کے مطابق آرامی سولہویں قبل مسیح میں شمالی شام میں Harran کے آس پاس رہتے تھے۔ بائبل کے مطابق آرام وسطی شام بشمول حلب شہر اور اس کے اوپر مشرقی جانب لبنان کی پہاڑیوں سے لے کر فرات تک پھیلا ہوا تھا۔ جن میں شمالی مغربی میسوپوٹیمیا کی جانب اسیریا کی سرحد تک دریائے خابور وادی تک پھیلا ہوا تھا۔ تاہم ان مفروضات سے قطع نظر Nippur کے مقام پر دریافت ہونے والے ایک مجسمہ پر اِس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ نرام سین (2160-2196 ق م) نے آرام (Aram) اور ام (Am) کے بادشاہ Hurshamatki کو تبر (Tibar) کے مقام پر شکست دے کر فتح پائی تھی۔ آرام کے بارے میں بہت پہلے کا یہ حوالہ انتہائی منفرد اور جداگانہ ہے (Smith 1928:98)۔

جیسے کہ ذکر کیا گیا ہے کہ عہد نامہ عتیق میں آرام کا حوالہ ایک جغرافیائی اصطلاح کے طور پر مستعمل ہے جو Harran کے علاقے سے منسوب ہے۔ سڈنی سمتھ کے خیال میں یہ ناممکن نہیں ہے کہ نرام سین کی یہ پیش قدمی اِسی علاقے میں ہوئی ہو۔ تاہم وہ اِس خدشے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ اگر آرامیوں نے اپنا نام اِسی Aram سے لی ہو۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے اتنے دور شمال میں موجود تھے۔ اُن کے خیال میں نرام سین کی یہ پیش قدمی جس آرام (Aram) کی طرف ہوئی

تھی تو ممکن ہے وہ وسطی عرب کا زرخیز صحرا ہو۔ وہ آگے مزید لکھتے ہیں کہ اس بارے میں شواہد تسلی بخش نہیں ہیں اور سر دست یہ معاملہ شک وشبہ کا حامل ہے (Smith 1928:98)۔

جبکہ اِس ضمن میں اغلب خیال یہی ہے کہ یہ آرام نامی جگہ Harran کا ہی وہ علاقہ ہے جو نینوا کے قدرے جنوب مغربی جانب اور Carchemish کے درمیان واقع تھی، جہاں نرام سین نے اِس عہد میں پیش قدمی کی تھی۔

اور اِسی Aram نامی جگہ سے آرامی بعد میں شام کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ اور بعد میں یہ اصطلاح شام کے لیے بھی مستعمل رہا۔

اِسی طرح Sutu لوگوں کو بھی آرامیوں سے نتھی کیا جاتا ہے۔ تاہم بعض مورخین کے خیال میں Sutu لوگ آرامی نہیں تھے۔ نیز ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ Sutu لوگ اٹھارہویں صدی قبل مسیح میں اسیریا کی سرحدوں اور مصر کے درمیان میں رہتے تھے۔ لیکن 2600 قبل مسیح میں Adab کے حکمران لوگل انی مندو (Lugal-anni-mundu) کی ایک تحریر سے پتہ چلتا ہے جو کہ بعد کے پہلی بابلی سلطنت کے نقول کی صورت میں محفوظ ملا ہے جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ انہوں نے Cedar پہاڑ، عیلام، مراحشی (براحشی)، گوتیم، سوبر (Su-bir) مارتو (Martu)، Su-ti-um وغیرہ کے حکمرانوں سے خراج وصول کی۔ (Gelb 1944:33)

Gelb کے مطابق سوبارتو (Subartu) کا علاقہ میسوپوٹیمیا کے مشرقی حصے میں مراحشی اور گوتیوں کے درمیان میں واقع تھی جبکہ Amurru (اموری) اور Sutium (Sutu) کا علاقہ میسوپوٹیمیا کے مغربی حصے میں واقع تھا (Gelb 1944:33-4)۔

اِس صورتحال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اٹھارہویں صدی قبل مسیح میں زرخیز صحرائے عرب سے آرامیوں کی پیش قدمی کی بات کچھ زیادہ درست نہیں ہے کیونکہ وہ بائیسویں صدی قبل مسیح کے نصف میں Harran کے علاقے ارم (Aram) میں موجود تھے۔ جبکہ دوسری طرف Sutu لوگ 26 سو قبل مسیح میں میسوپوٹیمیا کے مغربی علاقے میں موجود تھے۔

اِس سے قبل ہم نے سڈنی سمتھ کے حوالے سے نویں صدی قبل مسیح میں دجلہ دریا کے ساتھ ساتھ بسنے والے آرامی قبائل مثلاً Damunu, Hindaru, Gambulu, Rihiḫu, Hamranu,

Rasani, Li'tau , Malihu, Tumuna, GurmuPuqudu وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف آشوری بادشاہ Sennacherib (681-705 ق م) نے اپنے عہد حکمرانی کے پہلے دو سالوں کی فتوحات کو ایک دستاویز میں محفوظ کیا تھا۔ جسے عام طور پر The Inscripition of Bellino کہا جاتا ہے۔ جس کا ترجمہ ہنری رالنسن نے کیا۔ رالنسن، سڈنی سمتھ کے Ubudu, Mlihu, Hamranue Li'tau, Hindaru, Rihi̯hi Ubulu, ,rua̯ Puqudu کی بجائے انہیں بالترتیب Lihutahu, Khaindaru, Rikiku, Hubulu, Ruhua, Hubudu, Maliku, Kamranu, Buqudu, لکھتے ہیں (Rawlinson 1861:78)۔

اِسی طرح Luckenbill نے آشوری بادشاہ سناکریب کی پیش قدمی کے حوالے سے سمتھ کے Puqudu کو Bukudu لکھا جو کہ رالنسن کے Buqudu سے مطابقت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے سمتھ کے Rasani کو Reseni لکھا جبکہ مذکورہ دیگر ناموں کے سلسلے میں اُس نے سمتھ کی پیروی کی (Luckenbill 1924:25,43)۔

اصل میں Hamranu اور Hindaru میں ابتدائی |H| کو کونیفارم تحریروں میں |U| سے لکھا گیا ہے جو زیادہ تر |خ| کی آواز دیتا ہے۔ بعض محققین نے اِس |خ| کو |ح| اور بعض نے اِسے |K| سے تعبیر کیا۔ کیونکہ جس طرح سے کونیفارم تحریروں میں خُری (Ḫurri) تحریر کیا ہوا ملتا ہے۔ لیکن بعد میں یہ حری (Hurri) کے طور پر مستعمل کیا جانے لگا۔

اِسی طرح بعینہ کونیفارم کے Rihi̯hi̯u کے درمیانی |خ| کو بعض نے |ح| اور رالنسن نے اِسے |K| یعنی Rikiki لکھا۔ اور کونیفارم کے ملیخو (Malihu̯) کو Luckenbill نے Malihu اور رالنسن نے Maliku لکھا ہے۔

9-2۔ کالدیہ / کلدہ (Chaldea)

کالدی سامی لوگ تھے۔ جو دسویں قبل مسیح تک چھ سو قبل مسیح تک موجود رہے۔ اس کے بعد وہ بابلی لوگوں میں ضم ہو گئے۔ کلدہ سرزمین میسوپوٹیمیا کے جنوب مشرق میں ایک دلدلی علاقہ تھا۔ یہ

لوگ ایک مختصر عرصے کے لیے بابل پر حکمرانی کرتے رہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بابل میں مشرقی سامی بولنے والے لوگوں کی سلطنت جب کمزور ہوئی تو یہ مغربی سامی بولنے والے لوگ Levant(شمالی شام، لبنان) سے گیارہویں اور نویں قبل مسیح میں یہاں آئے۔

گیارہویں صدی قبل مسیح میں ابتدائی آنے والے لوگ سُتی (Suteans)اور آرامی تھے۔ جبکہ ان سے ایک صدی بعد کا لدو (kaldu)لوگ یہاں آئے جو بعد میں کالدی (Chaldeeans یا Chaldees)مشہور ہوئے۔ انہوں نے 6 سو قبل مسیح میں بابل میں اپنی ایک سلطنت قائم کی جسے مورخین کالدی سلطنت کے نام سے منسوب کرتے ہیں جبکہ ان کے آخری حکمران Nabonidusاور اس کا بیٹاBelshazzar آشوریوں سے تعلق رکھتے تھے۔

یہ خانہ بدوش لوگ بابل کے جنوب مشرقی حصے خاص طور پر فرات کے دائیں کنارے پر آباد ہوگئے تھے۔ اگرچہ ایک مختصر عرصے کے لیے عبرانی لٹریچر میں تمام جنوبی میسوپوٹیمیا کو کلدہ کہا گیا لیکن یہ ایک طرح کی غلط منسوبیت تھی۔ حقیقت میں کلدہ بہت دور جنوب مشرق کے میدانی علاقے پر محیط تھا۔

ابتدائی عہد میں 9 سو قبل مسیح سے لے کر ساتویں قبل مسیح تک نئی آشوری سلطنت (605-911 ق م) کے ماتحت یہ ایک آزاد علاقہ تھا جو خلیج فارس کے مغربی ساحل تک محیط تھا۔ اور یہ علاقہ کالدی لوگوں کے آباد ہونے کی وجہ سے مت کالدی (Mat Kaldi)یعنی کالدیوں کی سرزمین کے نام سے مشہور تھا۔ مت کالدی کے ساتھ ساتھ اِسے Bit Yakin یا Bit Jakin بھی کہا جاتا تھا۔ کیونکہ بت یاکن اس علاقے کا مرکزی یا صدر مقام تھا۔ کلدہ کے بادشاہ کو بھی "بت یاکن کا بادشاہ" کہا جاتا تھا۔ اور اِسی طرح خلیج فارس کو بھی بعض اوقات "بت یاکن کا سمندر" یا "کالدی سرزمین کا سمندر" بھی کہا جاتا تھا۔

کالدی لوگ مغربی سامی زبان بولتے تھے جو کہ آرامی زبان سے مشابہہ تھی لیکن انہوں نے بابلی اور آشوریوں کی اکادی زبان اختیار کی تھی۔ آشوری بادشاہ تگلت پلیسر سوئم کے عہد میں مشرقی آرامی زبان آٹھویں صدی قبل مسیح کے نصف میں یہاں کی Lingua Franca کی حیثیت اختیار کر چکی تھی اور اِس نے مکمل طور پر اکادی زبان کی جگہ لے لی تھی اور کالدیوں نے بھی یہی زبان اختیار کر لی تھی۔

بائبل میں حضرت ابراہیم کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ کالدیوں کے اُرسے آئے۔ اگر اِس شہر کو سومیریوں کے شہر اُر (Ur) سے شناخت کی جائے تو کالدی لوگ کئی صدیوں کے بعد فرات کے جنوب میں آکر آباد ہوئے تھے۔ لیکن ابھی تک کوئی ایسا آثار قدیمیائی شواہد سامنے نہ آسکا کہ حضرت ابراہیم کے زمانے (1700-1800 ق م) میں میسوپوٹیمیا میں کوئی کالدی لوگ رہتے تھے کہ جس طرح سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس عہد میں حضرت ابراہیم یہاں موجود تھے۔ سوائے اِس کے بہت بعد کے زمانے میں کالدی لوگ بابل میں آئے۔

غالباً یہ لوگ پہلی بار Levant (موجودہ شام اور لبنان) سے خلیج فارس کے دہانے پر جنوبی بابل میں 940 قبل مسیح میں آکر آباد ہوئے۔ کالدی لوگوں کا پہلا تذکرہ 852 قبل مسیح میں آشوری بادشاہ شلمانصر سوئم کے عہد میں ملتا ہے، جس میں وہ بابل کے انتہائی جنوب مشرق میں Amukani قبیلے کے کالدی سربراہ Mushallim-Marduk کو زیر کرنے کی بات کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ ایک اور Bet-Dakkuri قبیلے کے کالدی سربراہ Adini سے خراج وصول کرنے کا تذکرہ کرتے ہیں۔

بابل کے جنوب مشرق میں کالدو علاقے میں بت یاکن (جو کالدیوں کا اصل علاقہ تھا جو خلیج فارس میں واقع تھا)، Bet-Amukkani, Bet-Adini, Bet-Dakuri اور Bet-Shilani کالدی قوم کی آبادیاں تھیں۔ کالدی سربراہوں نے اِس عہد میں آشوری اور بابلی نام، زبان، مذہب اور رسم ورواج اختیار کیے تھے اور وہ بڑے پیمانے پر اکادی اثرات کے زیر اثر آگئے تھے۔

780 قبل مسیح میں ایک غیر معروف کالدی جس کا نام Marduk-Apla-Usur تھا جس نے بابلی بادشاہ Marduk-bel-zeri کو شکست دے کر بابل پر قبضہ کیا۔ بعد میں شلمانصر چہارم نے اس پر حملہ کرکے اس کو شکست دی تھی۔ اس کے بعد ایک اور کالدی Eriba-Marduk حکمران بنے، جسے ایک مقامی بابلی بادشاہ Nabonassar نے 748 قبل مسیح میں شکست دے کر مقامی بابلی حکمرانی کو بحال کیا۔

بہر حال ایک مختصر عرصہ رہنے والی کالدی سلطنت کو بالاخر سائرس دوئم نے 539 قبل مسیح میں ختم کیا اس کے بعد کالدی بطور قبیلہ اور ایک امتیازی نسلی شناخت کے طور پر تاریخ میں مستعمل نہیں رہا۔ کیونکہ یہ لوگ مکمل طور پر جنوبی میسوپوٹیمیا کی عام آبادی میں ضم ہو کر رہ گئے۔

اِس مذکورہ صورتحال کے برعکس پروفیسر جارج رالنسن کالدی لوگوں کو ایک مختلف حوالے سے دیکھتے ہیں۔ اُن کے مطابق قدیم یا پروٹو کالدی میں جس عنصر نے جسمانی خدوخال پر اچھا خاصہ اثر کیا وہ کوش (Cushite) اثر ہے۔ اور یہ کہ کوش نسل کسی دور دراز نیگرو سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ سوسہ (Susians) میں کوش خون ایک بہتر انداز میں عیلامی اور Kissians میں موجود تھا۔ جو کہ پہلو بہ پہلو رہ رہے تھے لیکن ایک دوسرے میں ضم نہ ہوئے تھے (Rawlinson, vol.3,1873:164)۔

ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں کہ کالدی قوم کی ابتدائی آبادی مخلوط نسل کی حامل تھی۔ تحریروں کے مطابق ابتدائی بادشاہت کے رعایا چار اقوام (Kiprat-Arbat) یا چار زبان (Arba-Lisun) بولنے والے لوگ تھے۔ کالدیہ نام کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ بلا شبہ پہلی بار نویں صدی قبل مسیح میں آشوری تحریروں میں کالدیہ ملک اور بابل میں کالدی قوم کا حوالہ ملتا ہے (Rawlinson, vol.1,1873:47)۔

کالدی لوگ مصر، Abyssina، جنوبی عرب اور مکران کے باشندوں سے کافی نزدیکی رکھتے ہیں۔ جبکہ بالائی میسوپوٹیمیا ، شام، فونیقی اور فلسطین کے لوگوں سے یہ مختلف ہیں (Rawlinson,vol.,1873:40)۔

3

اناطولیہ(Anatolia)

اناطولیہ (ایشیائے کوچک) موجودہ عہد میں ترکی کے ایشیائی حصے پر مشتمل ہے۔ کیونکہ یہ ایشیاء اور یورپ کے سنگم پر واقع ہے اناطولیہ، عہد تہذیب کے آغاز میں دوسرے علاقوں سے آنے والوں کا سنگم بنا رہا۔ اناطولیہ میں حطی (Hittites) حتی(Hattians)اور دوسرے مقامی اناطولیہ آبادی، آرمینائی، کاکیشیائی اور ماقبل ہیلنی ایجئین(Hellenic Agean)لوگ آباد تھے۔

اناطولیہ جغرافیائی اعتبار سے شمال میں بحیرہ اسود (Black Sea)، مشرق اور جنوب میں Taurusکے جنوبی مشرقی پہاڑیوں اور بحیرہ روم ، مغرب میں Aegeanسمندر اور مرمرا (Marmara)کے سرحدوں کے اندر واقع تھا۔ ماقبل تاریخی عہدیں اناطولیہ کا جنوب اور مغربی علاقہ شام اور بلقان کے زیر اثر رہا تھا۔

اناطولیہ کی تاریخ کو ماقبل تاریخ، قدیم مشرق قریب (Near East)یعنی کانسی اور لوہے کا عہد، کلاسیکی اناطولیہ، Hellenisticاناطولیہ، Bazanitineاناطولیہ اور سلجوک عثمانی سلطنت اناطولیہ میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

24 سو قبل مسیح میں سرگون اول کے عہد میں اناطولیہ اکادی سلطنت کے زیر اثر آیا۔ بعد میں موسمی تبدیلیوں اور افرادی قوت کی کمی کے باعث اکاد سلطنت کی اقتصاد اور تجارت متاثر ہوئی جو بالاخر 2150 قبل مسیح میں گوتیوں کے ہاتھوں اس کے زوال کا سبب بنی۔

درمیانہ کانسی عہد میں Kaneshکے مقام پر دریافت ہونے والے کونیفارم ذرائع سے آشوریوں اور اناطولیہ کے مابین تجارتی سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے، جہاں 1950 قبل مسیح سے لے کر 1750 قبل مسیح تک آشوری تجارتی کالونیاں قائم رہیں تھیں۔ درمیانہ کانسی عہد کے اختتام پر 1700 قبل مسیح میں Hattusaکو فتح کرنے کے بعد یہاں حطیوں کی قدیم بادشاہت قائم ہوئی۔

1400 قبل مسیح میں یہ سلطنت اپنے عروج پر پہنچی۔ اِس عہد میں حطی سلطنت کا پھیلاؤ وسطی ذاگروس، شمال مغربی شام اور اس سے پرے Ugaritاور بالائی میسوپوٹیمیا تک تھی۔

جنوبی اناطولیہ میں Kizzuwatna بادشاہ، حتی کو شام سے جدا کرنے والے علاقے پر کنٹرول رکھتا تھا۔ Kizzuwatna سلطنت 1650 سے لے کر 1450 قبل مسیح تک برقرار رہا۔ دو ہزار قبل مسیح کے اختتام پر اناطولیہ کے مغربی ساحل پر یونانی (Ionian) آکر آباد ہوئے۔ آنے والے صدیوں کے دوران یونانیوں نے اناطولیہ کے ساحلوں پر اپنے بہت سے شہری ریاستیں قائم کیں۔ 12 سو قبل مسیح میں حطی (Hittites) سلطنت کے حصے بخرے ہونے کے بعد Phrygian سلطنت وجود میں آئی جو سات سو قبل مسیح تک برقرار رہی۔

3-1۔ حتی (Hattians)

حتی قدیم لوگ تھے جو وسطی اناطولیہ میں حتی (Hatti) علاقے میں آباد تھے۔ بعد میں یہ لوگ بتدریج انڈو یورپی حطیوں (Hittites) میں ضم ہو گئے۔ انہیں میسوپوٹیمیا کے کونیفارم تحریروں میں اکاد سلطنت (2150-2350 قبل مسیح) کے حکمران سرگون اول کے ابتدائی عہد میں Hatti Matu کے نام سے ریکارڈ کیا گیا۔

بعد کے حِطی (Hittites) دستاویزات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سرگون بادشاہ نے Luwian کے بادشاہ Nurdaggal سے جنگ کی۔ سرگون کے بعد نرام سین حکمران نے حتی (Hatti) بادشاہ Pamba اور اِس کے سولہ وفاقی اکائیوں سے لڑائی لی۔ یہاں اِس بات کا خیال رہے کہ Proto- Hittite کا اصطلاح Hattians سے منسوب کرنا غلط ہے۔ حطی مقامی طور پر Nesa زبان کی وجہ سے Nesili کے نام سے جانے جاتے تھے۔ یہ Nesa زبان بنیادی طور پر انڈو یورپی زبان تھی جو کہ Hattians کی زبان سے مختلف تھی۔ حطی (Hitties) اپنی نئی سلطنت کے لیے Hatti سرزمین کا نام استعمال کرتے رہے کیونکہ انہوں نے حتی (Hatti) سرزمین کو قبضہ کرکے یہاں اپنی حکمرانی قائم کی تھی۔

حتی لوگ (Hattians) بتدریج انڈو یورپی زبان بولنے والے لوگوں مثلاً Luwian, حطی (Hittites) اور Plalaic لوگوں میں ضم ہوتے رہے۔ حتی شہری ریاستوں اور چھوٹی راجدھانیوں کی صورت میں منظم تھے اور ان شہروں پر پروہت رہنما حکمرانی کرتے تھے۔ حتی لوگ ایک

Hattic زبان بولتے تھے جس کے یقینی تعلق کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ تاہم کچھ محققین کے مطابق حتی زبان شمال مغربی کاکیشیائی گروہ سے متعلق ہے۔

حتی لوگ وسطی اناطولیہ کے مقامی لوگ تھے جو سب سے پہلے Kizil Irmak دریا کے آس پاس دیکھے گئے۔ اگرچہ انہیں مقامی تصور کیا جاتا ہے تاہم ایک رائے یہ بھی ہے کہ وہ 2400 قبل مسیح میں اِس علاقے میں ہجرت کر کے آئے تھے۔ 2350 سے لے کر 630 قبل مسیح تک یہ علاقہ حتی (Hatti) سرزمین کے نام سے جانا جاتا تھا۔ انہوں نے 2700 قبل مسیح میں سومیر کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم کر رکھے تھے۔ 1500 سے 1200 قبل مسیح کے دوران وہ حطیوں کے زیر اثر رہے اور بتدریج ان کی زبان اور کلچر کا خاتمہ ہوا۔

حطیوں کے زیر اثر آنے سے پہلے 2500 قبل مسیح میں حتی لوگوں نے Hattusa میں ایک بلند پہاڑی پر اپنا صدر مقام بنایا۔ 2279–2334 قبل مسیح اکاد سلطنت کے حکمران سرگون نے جب 2330 قبل مسیح میں اُر (ur) پر حملہ کیا تو اس کے بعد اُس نے اپنی توجہ Hattusa پر مرکوز کر لی تھی۔ لیکن وہ اس کو قبضہ کرنے میں ناکام رہے۔ اس کے بعد سرگون کے پوتے نرام سین (2224–2261ق م) نے حتی لوگوں کے ساتھ جارحیت کی پالیسی کو جاری رکھا اور انہوں نے 23 سو قبل مسیح میں حتی بادشاہ Pamba سے جنگ کی لیکن اُسے کوئی بڑی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

اکادیوں کے جارحیت کے باوجود حتی آرٹ اور ان کی تہذیب پروان چڑھتی رہی اور 2 ہزار قبل مسیح میں انہوں نے Hattusa اور Kanesh شہروں کے درمیان تجارتی کوٹھیاں قائم کر کے میسوپوٹیمیا کے ساتھ تجارتی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ 1700 قبل مسیح میں حتی سلطنت پر Kussara سے حطی (Hattite) کے بادشاہ Anitta نے حملہ کر کے ان کے عظیم شہر Hattusa کو تاراج کیا۔ اِس کے بعد یہ شہر دوبارہ نئی حطی Kussara سلطنت کے بادشاہ Hattusili نے آباد کیا۔ Van De Mieroop اِس حوالے سے لکھتے ہیں کہ حطی بادشاہ جو اپنے آپ کو Hattusili کہلاتا تھا۔ انہوں نے سترہویں صدی قبل مسیح کے اوائل یا درمیان میں Hittite کو اپنا دار الخلافہ بنایا (Mieroop2006:121)۔

Trevor Bryce کے مطابق حِطی (Hittite) آثار قدیمہ کے ذرائع سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حتی (Hattic) تہذیب ایک غیر انڈو یورپی تہذیب تھی۔ حتی زبان میں لکھے ہوئے دستاویزات میں یہ زبان Hattili کے نام سے ریکارڈ کی ہوئی ملتی ہے۔ ان متنوں میں چند Hattic لہجوں اور شخصی ناموں اور مقامات کا حوالہ بھی ملتا ہے (Bryce 2005:12)۔

Petra Goedegebuure کا خیال ہے کہ حطیوں کی فتح سے پہلے یہاں ایک انڈو یورپی زبان مستعمل تھی اور غالباً یہ Luwian زبان تھی جو کہ حتّی زبان کے ساتھ ساتھ ایک بڑے عرصے تک مستعمل رہی تھی Hattian نئی حطی عہد میں زیادہ Ergative ہوئے۔ اِس پیش رفت سے یہ بات س امنے آتی ہے کہ حتی لوگ 14 سو قبل مسیح کے اختتام پر یہاں باقی رہے تھے (Goedgebuure 2008.)۔

حتی لوگ پتھر کے زمانے میں زمین کی پرستش کرتے تھے جسے وہ اپنا ماتا دیوی تصور کرتے تھے۔ کیونکہ وہ اسے اپنے فصلات کی شادابی اور اپنے فلاح و بہبود کے تصور سے جوڑتے تھے Taru ان کا طوفان دیوتا (Storm-God) تھا جس کی نمائندگی وہ بیل سے کرتے تھے۔ سورج دیوی جس کی نمائندگی وہ چیتے کے حوالے سے کرتے تھے۔

3-2۔ حِطی (Hittites)

حِطی لوگ خود کو Nesili کہتے تھے اور ان کا یہ حِطی نام عبرانی تحریروں کے ذریعے سامنے آیا۔ ممکن ہے کہ یہ لوگ کہیں سے ہجرت کر کے یہاں پر آئے تھے۔ یا زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ یہ لوگ حتی (Hattians) لوگوں کے ساتھ ساتھ ایک بڑے عرصے سے یہاں رہتے آرہے تھے۔ اس کے بعد ان کے درمیان مخالفت جنم لینے لگے۔ 1650 قبل مسیح میں حطیوں نے Hattusili اوّل کی زیر قیادت حتی (Hattians) لوگوں کو شکست دے کر ان پر مکمل غلبہ حاصل کر لی۔ تاہم انا طولیہ کا حتی (Hatti) علاقہ 630 قبل مسیح تک "حتی سرزمین" کے نام سے جانا جاتا تھا (Mieroop 2006:121)۔

سڈنی سمتھ کے مطابق حِطیوں (Hittites) کا ابتدائی مسکن kushshar کے نام سے جانا جاتا ہے۔ لیکن اِس مقام کا صحیح تعین نہیں کیا جا سکتا۔ اِن کا اولین سربراہ Tabarnash تھا۔ ایشیائے کوچک میں اپنی زوال کے بعد انہوں نے شام میں اپنی چھوٹی چھوٹی راجدہانیاں قائم کیں (Smith 1928:211)۔

حِطی قدیم انڈویورپی لوگ تھے جو 2 ہزار قبل مسیح کے اوائل میں اناطولیہ میں نمودار ہوئے۔ حِطیوں کی آمد سے پہلے وسطی اناطولیہ میں غالب آبادی حتی اور حُری لوگوں کی تھی جو ایک غیر انڈویورپی زبان بولتے تھے۔ حتیوں (Hattains کی) کی زبان Hattic شمال مغربی کاکیشیائی گروہ سے تعلق رکھتی ہے تاہم یہ نظریہ حتمی اور یقینی نہیں ہے۔ جبکہ حُری زبان ایک الگ تھلگ زبان تھی جسے حرو۔ اُرارتو خاندان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

1700 قبل مسیح میں حطیوں سے شمالی۔ وسطی اناطولیہ میں Hattusa کے مقام پر اپنی سلطنت کی بناڈالی۔ اور 1340 قبل مسیح میں حِطی لوگ مشرق وسطی میں ایک غالب طاقت کے طور پر اُبھر کر سامنے آئے۔ اغلب خیال یہ ہے کہ یہ لوگ بحیرہ اسود کے مغربی علاقے سے یہاں وسطی اناطولیہ میں آئے اور انہوں نے Hattusa (موجودہ بوغاز کوئی) کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔ حطیوں کی زبان قدیم پروٹو۔ انڈویورپی زبان تھی جو کہ بعد میں اناطولیہ میں جُزوی طور پر محفوظ ملی ہے۔

حِطی بادشاہت دو بڑے ادوار پر مشتمل ہے۔ ان کی پہلی اور قدیم سلطنت 1650 سے لے کر 1500 قبل مسیح تک برقرار رہی جبکہ نئی حطی سلطنت 14 سو قبل مسیح سے لے کر 1193 قبل مسیح تک جاری رہی۔

Hattusili اوّل (عہد حکمرانی 1620-1650 ق م) نے حطیوں کو متحد کیا اور انہوں نے اپنی گرفت کو انا طولیہ کے ایک بڑے حصّے اور شمالی شام تک مضبوط کیا۔ Hattusili کے پوتے Mursilis اوّل نے فرات دریا کے نیچے سے بابل پر حملہ کیا اور 1590 قبل مسیح میں اموری (Amorite) سلطنت کا خاتمہ کیا۔ Mursilis کی وفات کے بعد اقتدار حاصل کرنے کی خاطر کشمکش شروع ہوئی اور بالاخر 1530 قبل مسیح میں Telipinus تخت پر براجمان ہوئے۔

Telipinus کے بعد تاریخی ریکارڈ تفصیل سے دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم 1200-1400 قبل مسیح کی حطیوں کی نئی سلطنت Suppiluliumas اوّل (1346-1380 ق م) کے ہاتھوں وجود میں آئی۔

1500 سے 1300 قبل مسیح کے دوران مشرق قریب (Near East) پر کنٹرول حاصل کرنے کیلئے حطیوں کا مصری سلطنت، درمیانہ آشوری سلطنت اور متنی (Mitanni) سلطنت کے ساتھ

مناقشہ جاری رہا۔ تاہم اِس عہد میں آشوری بالاخر ایک بڑی سلطنت کی صورت میں اُبھر کر سامنے آئے اور انہوں نے حِطی سلطنت کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کیا۔ جبکہ بقیہ علاقے اِس عہد میں نئے آنے والےPhrygianلوگوں کے ہاتھوں میں چلے گئے۔

حِطی سلطنت 1193 قبل مسیح میں انحطاط کا شکار ہوئی البتہ چند نسلی حطی سلطنتیں بعد میں چھوٹی سلطنتوں کی صورت میں شام، لبنان اور اسرائیل میں قائم رہیں۔ ایک متحدہ قوت کے طور پر خود کو بر قرار نہ رکھنے اور اتفاق و یگانگت نہ ہونے کے باعث ان کے لوگ بالاخرLevent(موجودہ لبنان اور شام) ترکی اور میسو پوٹیمیا کی نئ آبادیوں میں ضم ہوگئے۔ حطیوں کا آخری بادشاہ Suppililumasدوئم تھا۔ ان کی حکمرانی کے دوران آشوری دباؤ اور بڑے پیمانے پر سمندری لوگوں (Sea Peoples)کی ہجرت اور Kaskaقبیلے کے متواتر حملوں کے باعث ان کی سلطنت کمزور ہوتی گئی اور بالاخر 1993 قبل مسیح میںHattusaکی سلطنت کوKaskaلوگوں نے تباہ و تاراج کیا۔

حِطی سوسائٹی ایک فیوڈل اور زرعی سوسائٹی تھی۔ یہ لوگ بہت سے دیوتاؤں پر یقین رکھتے تھے۔ جن میں ان کے مقامی دیوتاؤں کے علاوہ شامی اور حُری دیوتا بھی شامل تھے۔ حطیوں کے اصل ماخذ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لسانی حوالوں سے کچھ محققین کا پہلے یہ خیال تھا کہ شاید یہ لوگ بحرہ اسود کے مغربی علاقے سے یہاں آئے لیکن بعد میں آثار قدیمائی شواہد اور اِس نظریہ سے مطابقت نہ ہونے کے باعث یہ رائے زیادہ قابِل یقین نہیں رہا۔

بہر حال اناطولیہ میں اپنی پہلی رونمائی اور مقامی لوگوں میں آزادانہ طور پر خلط ملط ہونے کی وجہ سے ان کیNesiteزبان نے حتی زبان(Hattic)کو بے دخل کیا۔

یہ نظریہ کہ اناطولیہ انڈو یورپی لوگوں کی اصل جگہ تھی اور 7000 قبل مسیح میں یہ لوگ بتدریج مغرب اور مشرق کی طرف پھیلنا شروع ہوئے اور اپنی زبان کو متعارف کرانے کے ساتھ ساتھ انہوں نے زراعت کی بنیاد ڈالی۔ اس نظریہ کو رد کرنے کے سلسلے میں مضبوط دلائل موجود ہیں۔

بوغاز کوئی کے مقام پر ان کے چند تختیاں دریافت ہوئی ہیں اگرچہ انہیں 1700 قبل مسیح سے پہلے کا الواح قرار دیا جاسکتا ہے۔ تاہم اس عہد کے تاریخی ٹیکسٹ جو بعد میں چودہ اور تیرہ قبل مسیح میں

اکادی میں لکھے گئے نقول کی صورت میں محفوظ ملے ہیں، شاید اتنے زیادہ قابل اعتبار نہیں ہیں کیونکہ ان ٹیکسٹ اور آثار قدیمہ کے شواہد میں مطابقت پائی نہیں جاتی۔

3-3۔ اُرارتو (Uratri, Uruatari)

اُرارتو سلطنت کو وان (Van) سلطنت بھی کہا جاتا رہا ہے جو کہ آرمینیائی سطح مرتفع میں وان جھیل کے ارد گرد واقع تھی۔ Urartu کا لفظ آشوری Urashtu یعنی "سلطنت" سے ماخوذ ہے اور اس کا لغوی مطلب "اونچی جگہ" ہے۔ بابلی اِسے Uruatri جبکہ عبرانی میں اِسے Ararat کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اُرارتی خود کو Biaina اور اپنی سلطنت کو Biainili یا Nairi کی سرزمین کہتے تھے۔

اُرارتو کی سلطنت ایک وفاق کے طرز پر 14 سو یا 13 سو قبل مسیح میں وجود میں آیا۔ تاہم نویں قبل مسیح میں شاید آشوریوں کی جارحیت کے باعث یہ چھوٹی سلطنتوں کے متحد ہونے کی صورت میں ایک قابل شناخت اور آزاد سلطنت کے طور پر اُبھر کر سامنے آیا۔ اِس کا دار الخلافہ Tushpa وان جھیل کے مشرقی جانب واقع تھا۔ Tushpa کو بعد میں Van کے نام سے جانا جاتا تھا۔

شلمانصر اوّل (1234-1263 ق م) کے زمانے میں اُرارتو ایک بادشاہ کے حکمرانی میں تھے۔ تاہم یہ چھوٹے چھوٹے راجدہانیوں پر مشتمل ایک طرح کی وفاق تھی جنہوں نے مل کر اُرومیہ جھیل کے قریبی آشوری علاقوں پر حملے کیے۔

شلمانصر اوّل (1274 ق م) کے ایک دستاویز سے پتہ چلتا ہے کہ اُرارتو 1300 سے لے کر 1100 قبل مسیح میں آرمینی سطح مرتفع میں Nairi سلطنت کی ایک ریاست تھی، جسے اُس نے فتح کیا تھا۔ اُرارتو خود وان جھیل کے ارد گرد واقع تھا۔ آنے والے برسوں میں خاص طور پر توکلتی نن اُرتا اوّل (1240 ق م) تگلت پلیسر اوّل (1100 ق م)، آشور بیل۔ کلا (1070 ق م)، اداد نراری دوئم (900 ق م) اور توکلتی نن اُرتا دوئم (890 ق م) اور آشور نصر پال دوئم (859-883 ق م) کے عہد میں اُرارتو سلطنت مسلسل آشوری حملوں کی زد میں رہی۔

Nairi ریاستیں اور قبیلے Aramu یا Arame (843-860 ق م) کی قیادت میں متحد ہوئیں، جس کا دار الخلافہ Arzashkun تھا۔ جسے شلمانصر سوئم نے قبضہ کیا۔ 776 قبل مسیح میں

Argishti اوّل (760-785) نے ایک نیا شہر اُرارتو کے میدانی علاقے میں تعمیر کیا جو بعد میں اِس سلطنت کے دوسرے بڑے شہر کی صورت میں سامنے آیا اور اس شہر کو بعد میں Aramavir کا نام دیا گیا۔

اُرارتو تہذیب 9 قبل مسیح سے لے کر چھ سو قبل مسیح تک مشرقی ترکی، آرمینیا اور مغربی ایران میں قائم رہا تھا۔ (Gelb 1944:91) اور یہ سلطنت 778 سے 750 قبل مسیح تک ترقی کے عروج تک پہنچی اور اس عہد میں اس کا حکمران Argisti اوّل تھا۔ جنہوں نے دوردراز کے شمالی میسوپوٹیمیا کے علاقوں کو اکٹھا کر کے ایک مستحکم حکومت قائم کی تھی۔ کیونکہ درمیانہ آشوری سلطنت 8 سو قبل مسیح کے ابتدائی نصف میں چند دہائیوں تک انحطاط کا شکار ہوئی تو اُرارتو کی طاقت میں اضافہ ہوا اور ایک مختصر وقت کے لیے یہ مشرق قریب میں اور شمال میں آشوریوں کے لیے ایک طاقت ور حریف کے طور پر سامنے آیا۔

714 قبل مسیح میں اُرارتو سلطنت کمریوں (Cimmrians) کے حملوں اور سرگون دوئم کی جنگی پیش قدمیوں کا شکار ہوئی۔ ساتویں قبل مسیح میں اُرارتو سلطنت سکیتھین اور ان کے اتحادی میدوں کے حملوں کا شکار ہوئی اور بالاخر 585 قبل مسیح میں اُرارتو کا دار الخلافہ وان پر میدوں نے قبضہ کر کے اس سلطنت کا خاتمہ کیا۔

اُرارتو سلطنت کی تحریری زبان جو اس کا سیاسی اشرافیہ استعمال کرتا تھا۔ اسے اُرارتی زبان کہا جاتا تھا جو کہ کونیفارم سکرپٹ میں آرمینیا اور مشرقی ترکی سے برامد ہوئے ہیں تاہم یہ معلوم نہیں ہے کہ سلطنت کے وجود پذیر ہونے کے عہد میں اُرارتو کے لوگ کونسی زبان بولتے تھے۔ لیکن پروٹو آرمینی (Proto-Armenion) زبان اور ابتدائی عہد یعنی 3 ہزار قبل مسیح میں مستعمل اُرارتو زبان کے درمیان لسانی تعلق اور روابط کا پتہ چلتا ہے۔

اُرارتی زبان جو کہ کونیفارم سکرپٹ میں مستعمل رہی تھی۔ اس کے علاوہ اِسے خالدی (Khaldian) یا Haldian یا نئی حری (Neo-Hurrian) بھی کہا جاتا تھا۔ اُرارتو زبان، حری۔ اُرارتو خاندان سے متعلق تھی جو غالبا شمال۔ مشرقی کاکیشائی سے تعلق رکھتی تھی۔

4-3۔ مئیونیا اور لیڈیا سلطنت (Maeonian, Lydian)

لیڈیا قدیم Ionia کے مشرق میں موجودہ مغربی ترکی صوبے Manisa, Usak اور Izmir کے علاقے پر محیط تھا۔ لیڈیا کے لوگ Maiones یا Maeonian کہلاتے تھے۔

سات سو قبل مسیح میں Phrygian سلطنت کے زوال کے بعد 687 قبل مسیح میں لیڈیا سلطنت قیام عمل میں آیا جو کہ مغربی اناطولیہ کے ایک بڑے حصّے پر محیط تھا۔ بارہ سو قبل مسیح میں حطی (Hittite) سلطنت کے زوال کے بعد Maeonian سلطنت کی ابتدا ہوئی۔ حطی عہد میں اِس علاقے کا نام Arzawa تھا۔ یونانی ذرائع کے مطابق لیڈیا کا اصل نام Maeonia/Maionia تھا۔ بعد میں Meiones کا نام Atyes کے بیٹے Lydus کے نام پر لیڈیا سے بدل دیا گیا۔ (Herodotits 1.7) 13 سو قبل مسیح کے لگ بھگ اس کی ابتداء Atyad سلطنت سے شروع ہوئی۔ اِس کے بعد Heraclids سلطنت وجود میں آئی جو 1185 قبل مسیح سے لے کر 687 قبل مسیح تک کامیابی سے جاری رہی۔ اس کے بعد یہ ریاست روز بہ روز کمزور ہوتی گئی۔ اور اس کا آخری بادشاہ Candaules اپنے دوست Gyges کے ہاتھوں مارا گیا اور یہ خود تخت پر براجمان ہوا۔ آشوری Gyges کو Luddu کا Gugu کہتے تھے۔ Gyges کے اس ریاست کو Mermnads بھی کہا جاتا ہے (Rawlinson 1883:70) اس عہد میں سمریوں (Cimmerians) کے حملے شروع ہوئے اور انہوں نے بہت سے شہروں کو تاراج کیا۔

Gyges کے بعد بالترتیب Ardys (652-603 ق م)، Sadyattes (603-591 ق م) اور Alyattes (591-560 ق م) لیڈیا کے تخت پر براجمان ہوئے۔ Sadyattes نے اپنے عہد میں سمریوں کو زیر کر کے اسیریا سے نکال باہر کیا تھا۔ اس نے میدوں (Medes) کے ساتھ بھی کئی لڑائیاں لڑیں۔ لیڈیا کے آخری حکمران Croesus یا Kroisos (560-546 ق م) کی حکمرانی بالاخر پارس کے حکمران سائرس دوئم (Cyrus) کے ہاتھوں اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے بعد یہاں ایرانیوں کا قبضہ عمل میں آیا۔

ہیروڈوٹس اپنی تاریخ میں لیڈیائی حکمرانوں کی فہرست میں بالترتیب سب سے پہلے ہراکلس (Herakles)، Alkaios، بلوص (Belos)، Ninos، Agron جیسے حکمرانوں کا ذکر کرتا

ہے۔ ان کے مطابق اگرون لیڈیائی دارالخلافہ Sardis کا اولین ہراکلی (Heraklid) حکمران تھا۔ اس کے بعد اگرون سے لے کر Myros اور Candaules تک بائیس نسلوں نے وہاں کوئی 505 برس تک حکومت کی (Herodotus 1.6.4) ہیروڈوٹس کے علاوہ تاریخی طور پر مذکورہ بالا حکمرانوں کی کوئی تصدیق اور تفصیل نہیں ملتی۔ اس کے بعد تاریخی اور کونیفارم تحریروں کے ذرائع سے Gyges سے لیکر Croesus تک لیڈیائی حکمرانوں کے حوالے ملتے ہیں۔ لیڈیا کے حوالے سے ہیروڈوٹس کے بیان کردہ حکمران Ninos اور Belos جیسے بادشاہوں کا تذکرہ آشوری کہانیوں میں بھی ملتا ہے۔

4

قدیم ایران

4-1۔ایرانی سطح مرتفع(Iranian Plateau)

ایرانی سطح مرتفع اور اِس کی پہاڑیاں اور اس کے ڈھلوان مجموعی طور پر مغربی ایشیاء کے اہم جغرافیائی خدوخال کی تشکیل کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر ایرانی سطح مرتفع وہ کلیدی جغرافیائی اکائی ہے۔ جو مغربی ایشیاء کو جنوب ایشیائی برصغیر سے اور وسطی ایشیاء کے مختلف علاقوں سے ملاتا ہے۔ لیکن موجودہ ایران تمام ایرانی سطح مرتفع کے سرحدوں میں محدود نہیں ہے۔ یہ افغانستان ، پاکستانی بلوچستان ، ترکمانستان تک پھیلا ہوا ہے۔ اگر اس کی تعریف پر زیادہ زور دیا جائے تو یہ شمال مشرقی عراق کو بھی اس میں شامل کیا جاسکتا ہے(Petire 2013:4)۔

مغربی جانب سے ہلال زرخیز (Fertile Crescent)کا ایک بازو، ذاگروس کے ساتھ حد بندی کا کام دیتا ہے، جو مجموعی طور پر شمال میں Taurus رینج سے خلیج فارس تک اور مزید یہ جنوب مشرق اور مشرق میں جہاں یہ خلیج فارس کے شمالی ساحل اور خلیج عمان تک مشرق سمت میں پھیلا ہوا ہے۔ ذاگروس کے مشرقی انتہا کی ناہموار پہاڑی چوٹیاں شمال، جنوب میں پھیلے ہوئے قائن، بیر جند کے پہاڑی علاقوں سے جاملتے ہیں جو البرز پہاڑیوں اور شمال میں کوپٹ داگ(Copet Dag) سے جاملتا ہے۔

ایرانی سطح مرتفع کا مرکز زیادہ تر یا تو پہاڑیوں پر مشتمل ہے یا یہ مختلف صحراؤں مثلاً دشتِ کویر، دشتِ لوط اور سیستان طاس پر مشتمل ہے۔ جبکہ بالائی پہاڑی علاقہ قائن، بیر جند، دشتِ لوط کو سیستان کے طاس سے جدا کرتا ہے۔ مزید جنوب مشرق کی جانب مکران اور پاکستانی بلوچستان کی ناہموار پہاڑی چوٹیاں جو کہ شمال کی جانب مڑ کر اسے سلیمان رینج سے ملاتے ہیں جو کہ عظیم سطح مرتفع کے انتہائی کنارے کی تشکیل کرتا ہے۔ اِس سطح مرتفع کا شمال مشرقی حصہ جو کہ شمالی افغانستان میں واقع ہے کوہ ہندوکش کی تشکیل کرتا ہے، جسے ہلمند صحرا کا طاس مکران سے جدا کرتا ہے۔

کوہ ہندوکش کے شمال میں قراقرم صحرا میں باختریا(Bactria)اور Margianواقع ہیں۔ ہندوکش کے مغرب اور شمال میں قائن، بیر جند کا بالائی پہاڑی علاقہ کوپت داگ کی تشکیل کرتے ہیں۔ کوپت داگ کا شمالی اوپری علاقہ البرز کے پہاڑیوں سے جاملتا ہے۔ اپنے مغربی جانب کے آخری سرے پر البرز کوہ،ذاگروس رینج سے جاملتا ہے اور یہ قفقاز پہاڑیوں کے جنوبی جانب واقع ہے(Petire 2013:6)۔

4-2۔ ذاگروس(Zagros)

ذاگروس پہاڑ ایران کے شمال مغرب اور جنوب مشرق میں واقع ایک پہاڑی سلسلہ ہے۔ عام طور پر اِسے دو حصّوں یعنی شمالی ذاگروس اور جنوبی ذاگروس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ شمالی ذاگروس مغربی آذربائیجان، کردستان، ہمدان، کرمانشاہان، عیلام، لُرستان، اصفہان، خوزستان، چہار محل اور بختیاری علاقوں پر مشتمل ہے۔ جبکہ جنوبی ذاگروس Kohgliuye اور بویراحمد(Buyerahmad)فارس بُوشہر(Bushehr)اور ہُرمزان علاقوں پر مشتمل ہے، جبکہ کچھ اِسے شمالی، وسطی اور جنوبی ذاگروس کے حوالے سے بھی تقسیم کرتے ہیں۔

ذاگروس کی پہاڑیاں دو طرح کی ہیں۔ ایک جسے ایستادہ(Elevated)ذاگروس اور دوسرے کو Foldedذاگروس کہتے ہیں۔ ایستادہ ذاگروس شمال مشرقی پہاڑیوں پر مشتمل ہے جبکہ Folded ذاگروس جنوب اور مغربی ایستادہ ذاگروس پر محیط ہے۔ مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے ایستادہ ذاگروس اندرونی سطح مرتفع کے ذاگروسی پہاڑیوں سے جا ملتا ہے جو کہ سنندج (Sanadej) ، سرجان (Sirjan)کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جبکہ Foldedذاگروس جنوب میں بحیرہ فارس، جنوب مغرب میں خوزستان اور مغرب میں میسوپوٹیمیا پر ختم ہوتا ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ میسوپوٹیمیا کے ہموار سطح اور ایرانی سطح مرتفع کے مابین رکاوٹ کا کام دیتا ہے۔

ابتدائی قدیم زمانے میں ذاگروس میں کسائیٹ، گوتی، عیلامی اور متنی لوگ آباد رہے ہیں اور وقتاً فوقتاً یہ لوگ میسوپوٹیمیا پر حملہ آور ہوتے رہے ہیں۔

Cameron کے خیال میں ابتدائی تاریخی عہد میں ذاگروس پہاڑ کے رہنے والے لوگ کا کیشیائی تھے۔ اِس گروپ میں عیلامی، کسائیٹ، گوتی اور بالائی پہاڑیوں میں دوسرے خود مختار لوگ رہتے تھے اور اِس عہد میں بلکہ ایران کی تمام تر آبادی کا کیشیائی تھی (Cameron 1936:138)۔

ان لوگوں کے علاوہ Turukku لوگ بھی مغربی میڈیا میں کہیں رہتے تھے۔ Zadok کے مطابق ان لوگوں کا ذکر کئی دفعہ قدیم بابلی تحریروں میں آیا ہے۔ یہ لوگ اگرچہ حُری ناموں کے حامل تھے۔ تاہم اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ حُری تھے۔ ایک تُرکُو شخص اکادی نام کا حامل تھا (Zadok 1991:21)۔

2 ہزار قبل مسیح میں ترکستان کے مرغزاروں سے کاکیشیا اور بحیرہ خزر (Caspian) کے شمال کے جانب سے انڈو ایرانی لوگوں کا ایک دھڑا مغربی ایران میں داخل ہوا۔ اِسی دھڑے سے کسائیٹ لوگوں نے سورج دیوتا سوریا (Suri) اور ہوا کا دیوتا ماروت (Marut) اور آندھی کا دیوتا Bury سیکھا۔

مغربی شاخ کے حملہ آور ایرانی، ذاگروس منطقہ میں رُکے بغیر جنوبی جانب فرات کی طرف بڑھے، جہاں متنی (Mitanni) میں انہوں نے حکمرانی کیا۔ ان کا ایک دھڑا اٹھارہویں صدی قبل مسیح میں مصر میں داخل ہوا۔ اور ایک دھڑے نے اناطولیہ پر قبضہ کیا اور بوغاز کوئی کے مقام کو اپنا مرکز بنالیا، جو حطی سلطنت کا دار الخلافہ تھا۔

1850 قبل مسیح میں ہائیکوس (Hykos) کا مصر پر کنٹرول ختم ہو گیا۔ تاہم انڈو یورپی حطی بادشاہوں کا کنٹرول تیرہویں صدی قبل مسیح تک برقرار رہا۔ جبکہ اِس کے بعد سمندری لوگوں (Sea Peoples) نے ان کی سلطنت کا خاتمہ کیا اور یہ لوگ مصر کے لیے خطرہ کا باعث بنے۔

متّی انڈو ایرانی سلطنت اپنے اناطولیہ کے عم زادوں کی سلطنت کے خاتمہ سے ایک صدی پہلے آشوریوں کے ہاتھوں ختم ہو گیا (Cameron 1936:140)۔

یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ سطح مرتفع ایران میں مید اور فارسی لوگ کوئی پانچ سو سال بعد قابض ہونا شروع ہو گئے۔ جبکہ کاکیشیائی لوگ صرف ذاگروس علاقے میں اپنی خود مختیاری برقرار رکھنے میں کامیاب رہے۔ کیونکہ آشوریوں نے جب 9 سو قبل مسیح میں ذاگروس کے پہاڑیوں پر اپنی گرفت مضبوط کرلی تھی تو اِن کے تاریخی دستاویزات میں انڈو ایرانی نام نہیں ملتے۔ اِس عہد میں کچھ نئی جگہوں کے نام کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

9 سو قبل مسیح میں عیلام کے شمالی سرحد پر Ellipi کا علاقہ واقع تھا۔ یہ علاقہ Der کے شمال مشرق میں پہاڑی وادیوں تک اور غالباً موجودہ نہاوند اور شمال میں بغداد، کرمانشاہ، ہمدان کی پگڈنڈیوں تک محیط تھا۔ اور اِس کے قدرے شمال میں گوتی اور کسائیٹ کے باقیات آباد تھے اور جیسے کہ ابتدائی عہد میں لولوبی کے نام سے موسوم لوگ اب تک شہر زور کے ذرخیز علاقے میں آباد تھے۔

کسی عہد میں ایک علاقہ Namri کے نام سے جانا جاتا تھا جو کہ Bit Hamban سے منسلک بتایا جا تا تھا یہ پہاڑیوں سے دیالا (Diyala) دریا کے خروج پر واقع تھا (Cameron 1936:141) بِت ہمبان موجودہ الوند (Alwand) اور دیالا دریا کے سنگم پر واقع تھا جو کہ زیادہ تر بابل میں آتا تھا (Cameron 1936:180)۔

لولوبی کا قدیم علاقہ Zamua یا Mazamua تھا۔ اِس علاقے کے شمالی جانب اور جھیل اُرومیہ کے جنوب اور جنوب مشرقی جانب منّائی (Mannai) لوگوں کا علاقہ تھا(Cameron 1936:144) جبکہ جھیل اُرومیہ کے مغرب میں Parsua کا علاقہ تھا جو پارسی لوگوں کا پہلا پڑاؤ رہا تھا اور یہاں سے یہ لوگ پہلے Parsuamash اور پھر پارس (Parsa) میں آباد ہو گئے۔

Ellipi، Zamua (بشمول نمری اور لولوبی کا علاقہ)، منائی اور پرسواش وہ مشکل گزار علاقے تھے جو آشوریوں کے واسطے ذاگروس پہاڑیوں میں قبضہ کرنے کے لیے رکاوٹ بنے رہتے تھے (Cameron 1936:142)۔

آشور نصرپال (860-885 ق م) کے عہد میں ذاگروس کے علاقے میں جن لوگوں کے ساتھ اُن کا سامنا ہوا، اِن میں ایک سامی نام کا حامل شخص Nur-Adad تھا۔ باقی دوسرے لوگ مثلاً Musasina، Kirtiara، Arashtua، سبینی (Sabini) اور Ata جیسے نام واضح طور پر کاکیشیائی گروپ کے زبانوں سے متعلق ہیں۔ اس سے واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہاں ذاگروس میں مقامی لوگوں کے ساتھ اگر کوئی انڈو ایرانی لوگ بھی تھے تو نو سو قبل مسیح میں ان کا کوئی نشان باقی نہ رہا ہو گا (Cameron 1936:143)۔

شلمانصر سوئم (856ق م) کے عہد میں ایرانی لوگ ذاگروس میں قابض ہونا شروع ہو گئے۔ تگلت پلیسر سوئم (728-746 ق م) کے دوسرے سال میں آشوریوں نے حلپی (Halpi) کے Mikiاور Sumurzu کے تُنی (Tuni) اور بت ہمبان کے لوگوں کو مغلوب کیا۔

اِس کے علاوہ آشوریوں نے Bit zatti کے بادشاہ Kakiاور Bit Abdadani کے تُنکو (Tunaku) اور بِت کپسی (Bit kapsi) کے Battanu، Mitakiوغیرہ کو زیر کر لیا تاہم اِن علاقوں کو واضح طور پر نشان زد نہیں کیا جا سکتا تاہم بیشتر نام کا کیشیائی ماخذ سے تعلق رکھتے ہیں (Cameron 1936:147)۔

737 قبل مسیح میں آشوریوں نے Bitkapsi کے Upash پر چڑھائی کی اُپش (Upash) Abirus پہاڑ کی طرف فرار ہوا۔ شاید یہ پہاڑی موجودہ حمدان کے شمال مغرب میں پنجہ داغ علی کی ایک چوٹی تھی۔ دوسرے قبائلی سربراہ Bur-dada، Ushuruاور Tanus نے بھی بھاگنے میں عافیت محسوس کی۔ اور Outarshi (جو کہ ایرانی نام کا حامل ہے) Rua علاقہ کی طرف بھاگ نکلا جو کہ صحرائے نمک تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ آشور نصرپال نے پر سوا کا علاقہ اور طاقت ور میدوں کے شہر Zakurtiاور Nishai علاقے پر چڑھائی کی (Cameron 1936:148)۔

Zikurti شہر کے بارے میں و ثوق سے کچھ کہا نہیں جاتا سکتا ہم بعض محققین اِسے Sagartioi سے جوڑتے ہیں اور اِسے پارسی قبیلہ قرار دیتے ہیں۔ ہیروڈوٹس نے ایک ایسے Sagartioi قبیلے کی نشاندہی کی تھی اور Nishai علاقہ اپنے اعلیٰ نسل گھوڑوں کی وجہ سے مشہور تھا (Cameron 1936:149)۔

سرگون دوئم (705-722 ق م) کے عہد میں ذاگروس میں مقامی اور ایرانی لوگ یکساں طور پر ملتے ہیں۔ ان کے سر کے بال پیچھے گردن سے کٹ ہوا کرتے تھے۔ اگرچہ عام طور پر ان کے سر کے بال خمدار اور چھلے دار ہوتے تھے، جنہیں سُرخ پٹی یا سر بند سے باندھا جاتا تھا۔ چھوٹے داڑھیوں کو بھی چھلے دار کیا جاتا تھا (Cameron 1936:152)۔

714 قبل مسیح میں جب سرگون نے منّائی علاقے میں پیش قدمی کی جہاں Ulusunu نے ان کا استقبال کیا۔ میدوں کے علاقے پرسومش (parsumash) میں Namri کے گورنروں نے فوری

طور پر سرگون کی اطاعت قبول کی اور ان کو تحائف پیش کیے۔ اگرچہ عام پڑھنے والے لوگوں کے لیے ان سربراہوں کے نام زیادہ دلچسپی کے حامل نہیں ہیں لیکن انہیں اگر بغور سے دیکھا جائے تو ان ناموں میں ایرانی ماخذ کو بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔

Ellipiعلاقے کے تلتا (Talta)لوگ جو ایک قدیم نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اِس علاقے میں شہر زور کے جنوب اور مشرق میں زیریں علاقوں کے تین سربراہوں کے نام ایرانی ہیں۔ مثلاً Uksatar(پہلے Cyaxares)، دُریسی(Durisi)اور Satareshu(Cameron 1936:153)۔

اِسی طرح Bagbararnaکی طرح Bit Bagaiaجو شاید سامی Bait Illi"خداوند کا گھر" کے ترجمہ کی کوئی صورت ہے۔ کیونکہ Bagaکا لفظ کسائیٹ کے زمانے سے متعارف ہوا تھا۔ اسی طرح Khshathra جو کہ قدیم فارسی میں بطور "بادشاہت " مستعمل رہا ہے۔ آشوری طرز تحریر میں Satareshu لکھا ہوا ملتا ہے۔

آشوری یلغار کرنے والے حکمران کا کیشیائی اور ایرانی لوگوں کی شناخت، لباس اور زبان میں فرق و امتیاز کرنے میں زیادہ جھنجٹ نہیں کرتے تھے۔ اِس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ میڈیا میں رہنے والے Madaiلوگ آشوری تحریروں میں ایرانی گروپ سے منسوب کیے جاتے ہوں گے (Cameron 1936:154)۔

Gelbکے مطابق تیسری اُر سلطنت (2300ق م) کے تحریروں میں ذاگروس پہاڑ میں رہنے والے لوگوں کے جو نام دیکھنے کو ملتے ہیں وہ حُری، اکادی اور سومیری زبان سے تعلق نہیں رکھتے (Gelb 1944:40)مثلاً Šušuk, Šebba, Madatina, Lulu, Kuzuzu, Garadadu, Dašukاور Zaanzaniاور Zurzura جو ذاگروس پہاڑ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ واضح طور پر سُوباریوں لوگوں کا مرکزی علاقہ ہے (Gelb 1944:108, 105f)میرے مطابق سُوباری ایک نسلی اور لسانی وحدت سے تعلق رکھتے ہیں، جس کا سراغ گو کہ غیر واضح ہے۔ یہ لوگ میسوپوٹیمیا کے شمال میں اور عیلام کے مشرق میں بود و باش رکھتے تھے (Gelb 1944:108)۔

4-3۔ عیلام یا ایلام(Elam)

سوسہ جو کہ ذاگروس کے پہاڑی دامن اور میدان میں موجودہ صوبہ خوزستان میں واقع ہے۔ ایک عرصہ تک محققین اِسے عیلام خیال کرتے رہے۔ حالانکہ سوسہ (Susa)اور عیلام دو مختلف اور الگ مقام تھے۔ حقیقت یہ ہے سینکڑوں برسوں کے دوران مختلف ادوار میں عیلام کی سرحدیں نہ صرف بدلتی رہیں بلکہ مختلف تاریخی شخصیات اِسے اپنے طور پر بیان کرتے رہے۔

تین ہزار قبل مسیح کے اختتام پر میسوپوٹیمیا کے دستاویزات عیلام سے مراد تمام ایرانی سطح مرتفع کو لے لیتے ہیں جو میسوپوٹیمیا سے لے کر کویر نمک اور دشتِ لوط تک اور بحیرہ خزر (Caspian)سے خلیج فارس تک پھیلا ہوا تھا۔ سیاسی معنوں کے بجائے ثقافتی طور پر اِس عہد میں عیلامی کلچر اِن سرحدوں سے پرے وسطی ایشیاء، افغانستان، پاکستانی بلوچستان اور خلیج فارس کے جنوبی ساحلوں تک اپنا اثر و نفوذ رکھتی تھی۔

تین ہزار قبل مسیح کے آخری برسوں میں سوسہ ایک حد تک میسوپوٹیمیائی سیاسی ماتحتی میں آگئی تھی۔ سرگون کا بیٹاRimushکا یہ دعویٰ تھا کہ اُس نے عیلام اور براحشی کو فتح کیا۔ ان کا یہ دعویٰ درست لگتا ہے کیونکہ بابل میں دریافت ہونے والی ایک تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ اُس زمانے میں عیلام کے بادشاہAbalgamashاور براحشی کے گورنرSidgauتھے(Cameron 1936:30)۔

Rimushکے بعد نرام، سین نے اس تمام علاقے کو قبضہ کیا اور عیلامیوں اور براحشی لوگوں کو شکست دی۔ نرام، سین کے عہد میں سوسہ، بابلی تہذیب کے زیر اثر آگیا اور یہاں کی ہر چیز اکادی سے اثر پذیر ہوئی اِس عہد میں اکادی زبان عیلام میں جگہ پا رہی تھی اور شخصی نام اکادیوں کی طرح تھے۔ (Cameron 1936:33) اکادی تحریروں میں Awal, Shurrppak اور براحشی کے علاقے کا تذکرہ ملتا ہے۔ تاہم عظیم عیلام کے دوسرے علاقوں میں زبان اور اُن کا کلچر اُسی طرح برقرار تھا۔ (Cameron 1936:34)۔

سوسہ ایک مختصر عرصہ کے لیے عیلامی وفاق کا حصہ بھی بنا رہا، جس میں غالباً ذاگروس میں Awanبادشاہت، سمتکی جو کہ غالباً کرمان سے بحیرہ خزر تک محیط تھے۔ اور انشان (فارس کا موجودہ صوبہ) علاقہ شامل تھا۔ حقیقت میں ایرانی سطح مرتفع کے Awanاور سمتکی لوگ انشان کے علاقے کو

عیلام کہتے تھے۔ اور فارس میں تلِ ملیان (Malyan) کا علاقہ انشان سلطنت کا قدیم مرکز تھا۔ جب عیلامیوں نے سوسہ کے لوگوں کے ساتھ اتحاد کیا۔ تو انہوں نے مل کر 2004 قبل مسیح میں اُر سلطنت پر چڑھائی کر کے اس کا خاتمہ کیا اور عیلامیوں نے سوسہ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اِس اتحاد کے بعد سمشکیوں نے Eparti یا Sukkalmah سلطنت قائم کی۔

قدیم عیلامی سلطنت:

بنیادی طور پر قدیم عیلامی سلطنت اوان، شمشکی اور اپرتی یا Sukkalmah سلطنت پر مشتمل رہی تھیں۔ اپرتی سلطنت 1970 قبل مسیح سے 16 سو قبل مسیح تک جاری رہی۔ تقریباً کوئی تین سو سال کے ایک طویل عرصہ تک قائم رہنے والی سلطنت کا شاہی خاندان بتدریج سامی اثرات کے زیر اثر آتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس عہد میں عیلامیوں نے سوسہ پر اپنی زبان تھونپنے کی کوشش نہیں کی۔ بہت سے دستاویزات جو سوسہ سے ملے ہیں یہ زیادہ تر تجارتی اور قانونی ہیں جو اکادی میں لکھے گئے ہیں۔

اِسی طرح سوسہ کے لوگ اپنے سوسہ اور میسوپوٹیمیائی دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے جن میں سب سے بڑا خداوند Inshushinak تھا۔ جو شہر کا محافظ یا سرپرست خداوند تھا۔ اس عہد میں "انشان اور سوسہ کا بادشاہ" کا لقب ترک کر کے میسوپوٹیمیائی ٹائٹل Sukkalmah اختیار کیا گیا۔

درمیانہ عیلامی عہد (1100-1500 ق م)

درمیانہ عیلامی عہد ایک طرح سے واپسی کا عمل تھا۔ اس عہد میں سوسہ کو عیلامی بنانے کے عمل کا آغاز کیا گیا۔ اس عہد میں Sukkalmah کا ٹائٹل ترک کر کے ایک بار پھر پرانا "انشان اور سوسہ کا بادشاہ" کا لقب اختیار کیا جانے لگا۔

نئی عیلامی سلطنت (539-1100 قبل مسیح)

نئی عیلامی عہد میں جو بڑی پیش رفت دیکھنے کو ملتی ہے کہ اِس عہد میں بڑے پیمانے پر ایرانی لوگ ایرانی سطح مرتفع میں داخل ہوئے۔ آشوری دستاویزات میں پارسی لوگوں کے علاوہ میدوں کے دو گروہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ ایک جنہیں "طاقت ور مید" کہا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے گروہ کو "دُور کے مید" کہا

گیاجوBikni پہاڑ کے آس پاس رہتے تھے جسے لاجورد کا پہاڑ" کہا گیا۔ بکنی پہاڑ کو پہلے دماوند کا پہاڑ قرار دیا گیا(Cameron 1936:149)۔

Lavine نے اِسے Alvad پہاڑ کے ساتھ نتھی کیا (Lavine1974:118-9)جبکہ Vallat اسے بدخشان قرار دیتے ہیں۔ میدوں اور پارسیوں کی بتدریج مداخلت کے باعث عیلامی انشان کے علاقے سے سوسہ کی طرف دھکیل دیئے گے اور انشان کا علاقہ پارسیوں کے قبضے میں آگیا۔ جبکہ سوسہ عیلامیوں کے حوالے سے مشہور ہوا۔

اِس عہد کے بیشتر ذرائع بالخصوص میسوپوٹیمیائی تحریریں سوسہ کو عیلام قرار دیتے تھے۔ تاہم تلِ ملیان کے الواح سے پتہ چلتا ہے کہ گیارہ سو سے لے کر 770 قبل مسیح کے دوران انشان جزوی طور پر عیلامی تھا اور جن افراد کے ناموں کا ذکر کیا گیا ہے وہ تقریباً سب عیلامی نام تھے۔ہخامنشی عہد میں عیلام کی آزادی کا خاتمہ ہوا اور یہ علاقہ ایرانیوں کے تیسرے صوبے کی صورت میں سامنے آیا۔

4-4- براحشی(Barahshi)

براحشی جنہیں مراحشی(Marahshi) بھی لکھا جاتا تھا۔ اکادی دستاویزات میں انہیں براخشی (Baraḫshi)کے نام سے جانا جاتا تھا اور یہ علاقہ عیلام کے شمال میں واقع تھا (Cameron 1936:23,45)۔ جبکہ بعد کے دستاویزات میں اسے مراحشی لکھا جاتا رہا ہے(Gelb1944:35f)۔

Zadok کے مطابق مراخشی یا مراحشی(Maraḫši)یا(Para(ḫ)Ši، عیلام کے مشرق میں واقع تھا۔ ان کی سرزمین کو Ma-ar- ḫa-aš-ši-um یعنی مراحشی مرزبوم کہا جاتا تھا۔ یہ لفظ لارسا سلطنت میں مراحشی سکونت کے بارے میں ایک دستاویز میں ملتا ہے۔ مراحشی لوگوں کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ نسلی طور پر عیلامی تھے ہمیں اِس ضمن میں معلومات میسر نہیں ہیں تاہم دو بڑے مراحشی شخصوں کے نام شاید کسی حد تک عیلامی سے تعلق رکھتے ہوں۔ قدیم اور درمیانہ بابلی عہد میں مراحشی لوگوں کے کسی بھی فرد کا تذکرہ کسی دستاویز میں نہیں ملتا(Zadok 1987:16)۔

Gelb کے خیال میں اکاد سلطنت کے چوتھے حکمران نرام سین(2160-2196ق م) کے ایک دستاویز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود کو تمام عیلام سے لے کر براحشم(Barahšum)اور شبارتم

(Šubartum) سے Cedar جنگل تک کا حکمران بتاتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیلام کہیں مشرق سے براحشُم یعنی براحشی کے مغرب تک، سوبارتم مغربی جانب براحشم سے لے کر Cedar جنگل تک محیط تھا۔ اگرچہ براح شُم یا براخشم کے صحیح مقام کا تعین نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ عیلام کے شمال مغربی پہاڑیوں اور دیالا دریا کے مشرق میں کہیں واقع تھا (Gelb1944:35)۔

قدیم اکادی بادشاہوں کے ریکارڈ کے مطابق اِس عہد میں جنوب مشرقی جانب دیالا دریا کے قریب براحشم اور شمال مغربی جانب اناطولیہ کے سرحدوں کے درمیان کہیں واقع تھا (Gelb1944:37)۔

سُوباری ناموں کی فہرست میں سے بہت سے نام نہ صرف مراحشی ناموں سے متعلق ہیں بلکہ شمشکی سے بھی متعلق ہیں۔ یہ بات باعث تعجب نہیں ہوگا کہ سُوباری میں مراحشی نام ملیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ مراحشی کا علاقہ عیلام اور سوبارتو کے درمیان کہیں واقع تھا (Gelb1944:105f)۔

جبکہ Bryce کے مطابق ابتدائی کانسی عہد میں ایران میں Barahshum ایک سلطنت تھی، جس کی سرحدیں اوپر عیلام سے ملتی تھیں۔ ان کا ممکنہ علاقہ موجودہ مشرقی فارس اور کرمان تجویز کیا جاتا ہے۔ تاہم انتہائی مشرقی اورانتہائی شمالی علاقہ یعنی موجودہ بلوچستان کو بھی ان کا مرزبوم گردانا جاتا ہے (Bryce 2009:449) میسوپوٹیمیا کے اکادی تحریروں میں انہیں Parahshum / Barahshum لکھا گیا ہے۔ Potts کے مطابق براہ۔ شی (Barah-shi) جنہیں بعض تحریروں میں براہ۔ خی (Barah-khi) بھی لکھا گیا ہے۔ شاید یہ لوگ بمپور کے علاقے میں آباد تھے (Potts 1996)۔

Barahshi کا حوالہ سب سے پہلے حوالہ سرگون اوّل (2279-2334ق م) کے عہد میں ملتا ہے۔ اُن کے مطابق اُس نے مغربی ایران کے سطح مرتفع میں پیش قدمی کی تھی۔ سرگون کا دعویٰ ہے کہ اُس نے براہِ شم اور عیلام کے شہروں کو فتح کر کے اکادی سلطنت میں شامل کیا۔ سرگون کے بیٹے Rimush (2270-2278ق م) کے زمانے میں Barahshum کو عیلام اور Zahara (جو کہ اس کا ایک دوسرا ہمسایہ تھا) جو اکادی مخالف اتحاد یہ میں شامل تھا۔

Rimush نے اس علاقے کو تاراج کیا۔ Barahshum کے بادشاہ Abalgamash کو شکست دینے کے بعد رمش نے Zahara اور عیلام کی متحدہ فوج کو جہاں Barahshum کے علاقے

میں ان کا آمنا سامنا ہوا تھا، شکست دی۔ Barahshum کے جنرل Sidgau کو گرفتار کیا اور عیلامی بادشاہ Emahsini ور Zahara کے حکمران Sargapi کو بھی بعد میں گرفتار کیا تاہم کچھ عرصہ بعد Barahshum نے پھر سے اپنی آزادی کو بحال کیا(Bryce 2009:449)۔

بعض محققین موجودہ بمپور کو براحشی لوگوں کا مرزبوم قرار دیتے ہیں۔ اور عیلام کے نیچے جنوب میں سمشکی لوگوں کو آباد بتاتے ہیں۔تپہ یحی کے آثارات یہیں پر واقع ہیں۔ جبکہ شہر سوختہ کے قدیم آثارات سیستان میں واقع ہیں۔Possehl کے خیال میں ملوحہ کا علاقہ بلوچستان کے مرکزی پہاڑی علاقہ میں کہیں واقع تھا۔ جو ابتدائی انڈس تہذیب کے قریب تھا۔ ممکن ہے کہ براہ۔ شی (Barah-shi) زبان ملوحہ کے علاقے کی زبان تھی(Possehl 1996:133-208)۔

میں نے اپنی کتاب براہوئی۔ دراوڑی اور سندھ تہذیب میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ براہوئی لوگ غالباً انہی قدیم براخشی یا براحشی لوگوں سے متعلق ہیں۔(بُزدار 45:2017)۔

سومیری تحریروں کے علاوہ ہمیں آشوری اور بابلی تحریروں میں باقاعدہ طور پر براہو(Ba-ra-a-hu) بریہو(Ba-ri-hu) بروہی (Ba-ru-hi(Ilu) اور بُراہو(Ba-ru-a-hu) جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔(Tallqvist 1914:52) تو یہ بھی ممکن ہے کہ "براہوئی" کا ماخذ ان جیسے ناموں کی اشتقاق سے تعلق رکھتا ہو۔

4-5۔ گوتی(Gutians)

Cameron کے مطابق گوتیوں(Gutians) وحشی لوگ تھے، جنہوں نے 25 سو قبل مسیح میں بابل پر قبضہ کر لیا۔ گوتیوں کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ زیریں ہموار سطح (Low land) میں داخل ہونے سے پہلے اُن کا کوئی حکمران نہیں تھا۔ بابل پر حکمرانی کرنے کے حوالے سے گوتیوں کے بارے میں زیادہ تفصیلات نہیں ملتے۔ ایک ریکارڈ کے مطابق یہ حملہ آور کوئی 124 سال تک بابل پر حکمرانی کرتے رہے۔ جبکہ دوسرے ریکارڈ کے مطابق وہ 125 سال اور چالیس دن حکومت کرتے رہے(Cameron1936:45)۔ لیکن زیادہ قرینِ قیاس یہی ہے کہ وہ 90 سال اور چالیس دن تک حکومت کرتے رہے ہیں۔

سڈنی کے خیال میں آشوری سر زمین شرگلی شری (Shargalisharri) کے عہد حکومت کے اختتام پر گوتیوں کے زیر اثر آیا۔ مجموعی طور پر گوتیوں کی حکومت 2370 سے لے کر 2280 قبل مسیح تک 90 سال اور چالیس دن رہی۔ (Smith 1928:99) گوتیوں کی حکومت کا خاتمہ اریک (Erech) کے اتوہیگل (Utu- ḫegal) کے ہاتھوں ہوئی جس نے گوتیوں کے آخری بادشاہ تریگن (Tirigan) کو شکست دی۔

ابتدائی عہد میں عیلام اور عیلام کے شمال میں (Gutti) اور Lullumei یا لولو بو (Lullubu) رہتے تھے۔ اور ان کی زبانیں اپنے اصل النسل کے اعتبار سے ایک دوسرے سے متعلق تھیں۔ تاہم یہ مفروضہ قطعی اور حتمی نہیں ہے۔ تاریخی دستاویزات کے حوالے سے گوتی اور سُبار تو کا علاقائی تعلق، جغرافیائی حوالے سے رہا تھا۔۔ تاہم یہ نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ سُباری اور گوتی جسمانی خدوخال کے اعتبار سے مماثلت رکھتے تھے۔ لیکن وہ واضح طور پر سومیری "کالے سروں" سے مختلف لوگ تھے جو مکمل طور پر ایک مختلف زبان بولتے تھے (Smith 1928:72)۔

Cameron ذاگروس پہاڑ کے لوگوں کو کاکیشیائی (Caucasian) قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق اِس گروپ میں عیلامی، کیسائی (Kassite) گوتی اور سطح مرتفع کے دوسرے خود مختار آبادی شامل ہیں۔ (cameron1936:138) شمالی اور وسطی ذاگروس میں لولوبی (Lullubi) اور گوتیم (Gutium) رہتے تھے۔ لولوبی پہاڑی منطقہ کے اندر شہر زور کے زرخیز میدانوں کے مالک تھے۔ جبکہ ممکن ہے کہ گوتی موجوہ شہر زور کے شمال میں رہتے تھے (Cameron1936:35)۔

اداد نراری اول (1274-1305 ق م) (Adad-Nirari) نے وسطی ذاگروس پر یلغار کیا۔ گوتی اور لولوبی کی باقیات کو زیر کیا (Cameron1936:98)۔

Zadok کے مطابق گوتی لوگوں کو مغربی میڈیا کے لوگ کہا جاتا ہے۔ جن کا یقینی اور صحیح سرحد کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم کم از کم یہ زیریں زاب (Lower Zab) کے اُوپری بہاؤ تک محیط تھا۔ گویتوں کو 1802 قبل مسیح میں Malgium علاقے میں ریکارڈ کیا گیا۔ W.B.Henning کا خیال تھا کہ گوتیم اور تکرش (Tukrish) دجلہ کے مشرقی پہاڑیوں یا ممکن ہے کہ لُرستان سے ہجرت کرنے

والے بعد کے انڈو یورپی توخاری (Tocharians) لوگوں کے آباؤ اجداد تھے جو کہ سنٹرل ایشیاء میں جاکر آباد ہو گئے تھے (Zadok 1987:21)۔

بیروسس (Berossus) اپنی کتاب Babyloniaca میں لکھتے ہیں کہ میدوں نے بابل پر قبضہ کرکے وہاں کوئی 224 سال تک حکومت کی۔ مورخین اس عہد کو 2370 قبل مسیح کا زمانہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن وہ اس قبضہ گیروں کو مید کی بجائے گوتی قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ایک ہزار قبل مسیح کے کونیفارم ٹیکسٹ میں بعض اوقات گوتیوں کو Madai یعنی مید بھی کہا جاتا رہا ہے۔ (Burstein 1978:22 f) کمرون کے مطابق آشوری پیش قدمی کرنے والے حکمران کاکیشائی اور ایرانی لوگوں کی شناخت اُن کی زبان اور لباس کے فرق کو محسوس کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ میڈیا میں رہنے والے Madai لوگ اشوری تحریروں میں ایرانی گروپ سے منسوب کیے جاتے ہوں گے (Cameron1936:154)۔

سموپرپولا کے مطابق آشوری شاہی داستانیں ایرانی آبادی کے حوالے کے لیے گوتی کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ وگرنہ وہ منائی (Mannaeans) یا مید (Meds) کے طور پر جانے جاتے تھے (Parpola 1970:138) پرپولا نے شاید یہ استدالال Schnabel سے لی تھی۔ جبکہ Burstein کے مطابق Schnabel نے جس طرح سے ان کو مید سمجھا ہے جنہوں نے بابل پر قبضہ کیا تھا۔ تاہم انہیں مید سمجھنے کی بجائے گوتی سمجھا جائے اور یہ کہ انہوں نے پہلی بابلی سلطنت (2225 ق م) پر چڑھائی نہیں کی تھی کہ جس طرح سے Lehmann-Haupt سمجھتے ہیں (Burstein 1978:33)۔

بُرسٹین، بیروسس کی تاریخ کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعد از طوفان پہلی بابلی ریاست میں 65 بادشاہوں نے 33 ہزار سال حکومت کی۔ اِس کے بعد 21 غاصب گوتیوں / میدوں نے 91 سال تک حکومت کی۔ جبکہ دوسری بعد از طوفان بابلی ریاست پر 8 بادشاہوں نے 224 سال تک حکومت کی (Burstein 1978:33-34)۔

گوتی زبان کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ گوتی لوگ کونسی زبان بولتے تھے۔ کمرون کے مطابق وہ ایک کاکیشائی زبان بولتے تھے جو عیلامی سے فرق و امتیاز رکھتی تھی۔

تاہم میسوپوٹیمیا کے کونیفارم تحریروں میں شمال بعید اور شمال مشرق کے تمام لوگوں کی نسلی اور لسانی پس منظر کے حوالے سے تفصیل سے کوئی وضاحت نہیں ملتی۔ یہ تحریریں زیادہ تر عمومی اصطلاحوں میں مستعمل ہوتی تھیں۔

اگرچہ کونیفارم تحریروں میں گوتی، مید اور کمری (Cimmerians) لوگوں کا حوالہ ملتا ہے۔ تاہم Mieroop کے مطابق گوتی اصطلاح کسی خاص گروہ کا احاطہ نہیں کرتا۔ یہ اصطلاح ذاگروس پہاڑ میں رہنے والے لوگوں کے لیے مستعمل تھا۔ جنہیں وہ وحشی اور گنوار لوگ سمجھتے تھے اور کوئی بھی مخالف گروہ اُن کے لیے گوتیم ہو سکتا تھا۔ پہلی ہزاریہ قبل مسیح میں گوتی ایک جغرافیائی اصطلاح کے طور پر سب کے لیے مستعمل تھا یا یہ اصطلاح عیلام کے شمالی جانب ذاگروس کے ایک حصے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

4-6۔ کسائیٹ (Kassites)

کسائی یا کسائیٹ لوگ غالباً ذاگروس میں نمودار ہوئے۔ جنہوں نے سولہویں قبل مسیح سے لے کر بارہویں قبل مسیح تک بابل پر حکمرانی کی- اکادی میں ان کو Kassu کہا جاتا تھا جو غالباً کسائیٹی ہیئیت G/kalž سے مشتق ہے۔ درمیانی بابلی Nuzi دستاویزات میں ان کو (Ku-uš- šu(-hē کے نام سے ریکارڈ کیا گیا ہے۔ ان کے نام کے ساتھ hē- کا صفتی اختتامیہ حُری ḫḫe- سے مشتق ہے۔ اور انہیں Kunšu بھی لکھا جاتا رہا ہے۔ یہ ہیئیت بعد کے یونانی تحریروں کے Kossaioii اور لاطینی Cossiaei, Coss(a)ei سے مطابقت رکھتا ہے یعنی "Kassites" ور ان کے ملک کو Kissia کہا جاتا تھا۔

کسائی لوگوں کے اصل مرزبوم کے بارے میں یقین سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ تاہم عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بابل کے مشرق میں ذاگروس پہاڑیوں سے نمودار ہوئے۔ یہ مفروضہ اِس لیے قائم کیا گیا ہے کہ بابل پر قبضہ کرنے سے پہلے یہ لوگ یہیں تھے اور بابل کے قبضہ کے بعد انہیں یہیں پر دیکھا گیا ہے۔ یہ لوگ اور بعد کے قدیم بابلی عہد میں وسطی ذاگروس سے براستہ نشیبی دیالا (Diyala) علاقہ سے شمالی بابل اور خاص طور پر Sippar علاقہ میں داخل ہوئے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ اِس علاقے میں آئے ہوئے نسبتاً نئے لوگ تھے۔ کیونکہ سرگون اور تیسری اُر سلطنت کے دستاویزات میں وسطی اور جنوبی ذاگروس میں رہنے والے لوگوں کے ساتھ ان کا ذکر نہیں ملتا۔ اور نہ ہی کسائیٹی نسلی اور جغرافیائی نام اِن دستاویزات میں ملتے ہیں۔ جنوبی بابل میں بہت سے مشکوک کسائیٹی نام ہمیں تیسری اُر سلطنت کے اقتصادی دستاویزات میں ملتے ہیں۔ لیکن ہمیں اِس بات کا سراغ نہیں ملتا کہ یہ منفرد لوگ اصل میں کہاں سے آئے تھے(Zadok 1987:16)۔

ایک اور جگہ Zadokلکھتے ہیں کہ بہت سے کسائیٹ نام تیسری اُر سلطنت کے تجارتی دستاویزات میں ملتے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ لوگ کہاں سے آئے تھے۔ ممکن تھا کہ ذاگروس ان کے مرزبوم کے حوالے سے مضبوط حوالہ ثابت ہوتا اگر سوسہ کے قدیم بابلی دستاویزات محدود اور غیر معلوم تاریخ نہیں ہوتے اوران میں شامل کچھ نام تشریح طلب نہ ہوتے۔ کسائیٹ1742 یا1741 قبل مسیح سے پہلے بابل میں سیاسی اثر کے طور پر دیکھنے میں نہیں ملتے(Zadok 1987:16-17)۔

Amaud Fournetکے مطابق کسائیٹ مشرق قریب (Near East)کے قدیم لوگ تھے لیکن ان کے متعلق کچھ زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم انہوں نے سولہویں قبل مسیح سے لیکر بارہویں صدی تک بابل پر قبضہ کرکے وہاں حکومت کی۔ انہیں ذاگروس پہاڑ کے لوگ قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ بابل پر حکمرانی کرنے سے پہلے اور اس کے بعد وہیں پر رہتے تھے۔Brinkman اور De Smetکے مطابق کسائیٹوں کے ابتدائی شہادت شمالی بابل اور اِس کے مغرب میں وسطی فرات اور الالہ (Alalah)میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ بعد کے ادوار میں پہلی ہزاریہ قبل مسیح کے نصف میں انہیں میڈیا میں ریکارڈ کیا گیا ہے۔

2 ہزار قبل مسیح کے نصف اور درمیانی عہد کا زمانہ سیاسی اور نسلی خلفشار کا زمانہ تھا۔ اِس خلفشار کو جنم دینے میں شاید اِن کا بھی کردار تھا۔ اِسی عہد میں انہوں نے بابل کو فتح کیا اور اِسے Karanduniašکے نئے نام سے منسوب کیا اور یہاں اپنا قلعہ Dur kurigalzuکے نام سے تعمیر کیا۔

بابلی بادشاہوں کی فہرست جو کہ پہلی ہزاریہ میں لکھی گئی۔ اس میں بابل پر کسائیٹ حکمرانوں کے دور اقتدار کو طویل ترین قرار دیا گیا، جن میں 36 کسائیٹ حکمرانوں نے مسلسل 576 سال اور نو

مہینے حکومت کی۔ اور یہ فہرست 1150 قبل مسیح تک اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اِس فہرست میں حکمرانوں کے علاوہ ان کے آباؤ اجداد کے ناموں کو بھی شامل کیا گیا ہے جو کہ خود کبھی بادشاہ نہیں رہے تھے۔ کیونکہ ان کو شمار کرنے کے نقطہ نگاہ سے ان کی عہد حکمرانی 1800 قبل مسیح تک پیچھے جاتی ہے لیکن 1800 قبل مسیح میں تو حمورالی، بابلی سلطنت پر حکمرانی کرتے تھے۔

سولہویں صدی قبل مسیح میں بابل دو سلطنتوں پر تقسیم تھی۔ کسائیٹ سلطنت شمال اور جنوب میں سمندری علاقہ (Sea land) جس میں اُروک (Uruk)، اُر اور لارسا شامل تھے۔ چودھویں صدی قبل مسیح میں کسائیٹ پورے بابل پر کنٹرول رکھتے تھے۔ جس میں دیالا علاقہ بھی شامل تھا۔ بحیرہ فارس میں دلمون (Dilmun) موجودہ بحرین پر بھی کسائیٹ گورنر حکومت کرتے تھے۔

کسائیٹ جنوبی میسوپوٹیمیا میں نسبتاً نئے آنے والے لوگ تھے۔ سرگون اوّل (2530ق م) اور تیسری اُر سلطنت (2118-2290ق م) کے دستاویزات میں وسطی اور جنوبی ذاگروس پہاڑیوں میں ان کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اِس کے علاوہ ابتدائی ماخذات اور ذرائع میں ان علاقوں میں کسائیٹ نسلی نام اور جغرافیائی نام کا حوالہ نہیں ملتا۔ جنوبی بابل میں تیسری اُر سلطنت کے اقتصادی دستاویزات میں مشکوک کسائیٹ نام ملتے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ لوگ کہاں سے آئے تھے۔ کسائیٹ کسی زمانے میں کچھ انڈو یورپی لوگوں کے ہمسائے میں رہے تھے۔ کیونکہ اُن کے کچھ دیو تاؤں کے نام انڈو ایرانی سے مطابقت رکھتے ہیں اور ان پر ہجرت کرکے آنے والے انڈو ایرانیوں کے کچھ اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کسائیٹ زبان کو عام طور پر ایک علیحدہ (Isolated) زبان کہا جاتا ہے (Fournet 2014:1-2)۔

Reade اپنے مضمون "Kassites and Assyrians in Iran" میں لکھتے ہیں کہ کسائیٹوں نے سترہویں صدی قبل مسیح سے لے کر 1155 قبل مسیح تک بابل پر حکومت کی۔ جبکہ انفرادی کسائیٹ اور Karduniash لوگ 850 قبل مسیح تک بابل کی سلطنت میں اہم پوزیشن میں برقرار رہے۔ یہ لوگ اٹھارہویں قبل مسیح میں نمودار ہوئے۔ ان لوگوں کی نسلی ماخذ غیر واضح ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وسطی ایران میں یہ لوگ شمال مشرق کی طرف سے آئے۔ اِن کی زبان کے متعلق بھی شواہد غیر فیصلہ کن ہیں۔ بارہویں صدی قبل مسیح میں انہوں نے بابل کے شمال مشرقی پہاڑیوں میں قبضہ جمالی تھی۔

دو جغرافیائی علاقے Namriاور Bit Hambanان سے منسوب کیئے جاتے ہیں۔ Brinkmanبارہویں صدی قبل مسیح سے لے کر نویں قبل مسیح کے دوران ان علاقوں کو کسائیٹ کے مرزبوم کا ایک حصہ تصور کرتا ہے۔ 843 قبل مسیح میں نمری اور بت ہمبان، بابل سے جُدا کر لیے گئے اور تقریباً ایک صدی بعد یہ علاقے جدید آشوری سلطنت کا حصہ بنے۔

یہ سوال کہ کسائیٹ کے سلطنت کی سرحدیں کہاں تک تھیں؟ Lavineکے مطابق نمری، دیالا کے مشرق میں کہیں غیر معین دوری پر واقع تھا۔ Herzfledکے خیال میں نمری ایرانی سطح مرتفع میں کرمانشاہ کے مغربی جانب ماہی دشت میں واقع تھا۔ اور ان کا یہ محل وقوع نہایت ہی مناسب اور موزوں تصور ہوتا ہے۔ نیز نمری کے اِس محل وقوع سے نمری اور Tupliashکے درمیان دیگر جغرافیائی تعلق کو بھی واضح کرنے میں مدد دیتا ہے۔

Tupliashعلاقہ بذاتِ خود بشمول مندالی (Mandali)اور بادرا (Badra)یعنی قدیم Dērعلاقوں کے دیالا(Diyala)کے مشرقی جانب واقع تھا۔

Lavineکے مطابق Tupliashکا علاقہ اِلپّی(Ellipi)کی جانب ذاگروس پہاڑ میں واقع تھا۔ اور Ellipiخود بھی عیلام (موجودہ خوزستان) کی جانب واقع تھا۔ Forrerکے مطابق بت ہمبان کا مرکز کرمانشاہ کے قریب واقع تھا(Reade 1978:137-8)۔

Cameronکے خیال میں بابل کے مشرق اور شمالی مشرقی پہاڑی منطقہ میں قدیم زمانے سے کسائیٹ کا نام Kissianاور Kosseanقبیلوں کے حوالے سے نتھی کیا جاتا ہے۔ تاہم یہاں اِس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ ایک منفی شہادت ہے۔ کیونکہ 24سو قبل مسیح میں عیلام کے شمالی جانب Kashshenنامی جگہ کسائیٹ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یہ انتہائی ممکن ہے کہ اِس عہد میں اصل کسائیٹ یہاں پہنچے تھے اور یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنا نام اِسی جگہ یعنی Kashshenکی مناسبت سے حاصل کی اور انہوں نے بہت پہلے یہاں پر قبضہ کر لیا تھا۔(Cameron 1936:92)۔

Cameronکی یہ بات کہ کسائیٹ لوگوں نے اپنا نام Kashshenنامی جگہ کی مناسبت سے حاصل کی بلا شبہ نہ صرف نہایت ہی موزوں اور مناسب ہے بلکہ اکادی تحریروں میں بھی انہیں Kassuلکھا جاتا رہا ہے جو Kashshenکی ہیئیت کے عین مطابق ہے۔ نیز ان کے وطن کو

Kissean کہا جاتا رہا ہے۔ یہ بھی Kashshen سے مطابقت کا حامل ہے۔ جبکہ اِس کے بر عکس Kossean نام کو بھی کسائیٹ سے نتھی کرنا ایک عجیب بات ہے کیونکہ یہ Kissean قبیلہ سے الگ ایک اور قبیلہ ہے۔ اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ قدیم Kossean قبیلہ موجودہ بلوچ قبیلہ کھوسہ (Khosa) ہو سکتا ہے جو کہ کرد قبائل میں بھی کوسہ Kosa کے طور پر موجود ہے۔ دوسری طرف بلوچستان میں موجود کاسی قبیلہ یقینی طور پر Kassu یا کسائیٹ کی باقیات سے متعلق ہے۔

4-7۔ منّائی (Mannai/Mannea)

دسویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح کے درمیانی عہد میں اُرومیہ جھیل کے جنوب مشرق میں منائی سر زمین کے علاقے میں منّائی سلطنت قائم تھی۔ ارومیہ جھیل کے مغرب میں Parsu یا Parsuash واقع تھا جو کہ ایرانی لوگوں کی Parsumash اور پارس کی طرف پیش قدمی کرنے کے سلسلے میں پہلا پڑاؤ رہا تھا۔

لولوبی کا قدیم علاقہ Zammua یا Mazamua تھا۔ اِس علاقے کے شمال میں اور کچھ قدرے جنوب اور جنوب مشرق میں اُرومیہ جھیل واقع تھا۔ منّائی سلطنت ایک طرح کا ڈھیلا ڈھالا وفاق تھی جس میں Sonbi, Suri kash, Missi , Andia اور Uishdis خود مختار علاقے شامل تھے۔ ان مقامات کی دریافت سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثریتی آبادی جھیل اُرومیہ کی جنوبی جانب موجودہ مہاباد (Mahabad) اور حسنلو (Hasanlu) کے ارد گرد آباد تھی۔

مختصر عہد کی منائی بادشاہت اپنے عہد میں اکثر و بیشتر اپنے شمالی ہمسایہ آشوری، شمال مغربی جانب اُرارتو اور شمالی جانب سکیتھین (Scythian) کے حملوں کے زد میں رہی۔ سکیتھین کی قبضہ گیری کے کچھ عرصہ بعد 593 قبل مسیح میں منائی سلطنت میڈی سلطنت میں ضم ہوئی۔

Iranzu (720-725ق م) عہد میں منائی سلطنت اپنے عروج کو پہنچی۔ Iranzu کا بیٹا Azu کی حکومت اُرارتو کی مدد سے Ullusunu نے ختم کی۔ 716 قبل مسیح میں سرگون دوئم (705-722ق م) نے ارارتو کی کمک کے باعث Mannea پر حملہ کیا تھا اور اس کے دار الخلافہ Izirtu پر قبضہ کر لیا تھا۔ اِس پیش قدمی کے دوران سرگون نے Parsua پر بھی قبضہ کر لیا۔ اِس کا علاوہ انہوں نے

مشرقی جانب میڈیا سرزمین کو بھی قبضہ کرکے وہاں اپنی فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ بالخصوص Harhar (موجودہ کرمانشاہ) کے مقام پر اپنی فوجی چھاؤنی بنا کر اِس مقام کو Kar-Sharrukin کے نام سے منسوب کیا۔

Zadok کے مطابق نو آشوری عہد میں منیّا اور اس کے ارد گرد، اُرارتو سرحد پر حری۔ اُرارتو آبادی دوسری کثیر الجماعتی آبادی تھی۔ منیا کی نسلی خاصیت صرف ان کے حکمرانوں کے ناموں کی وجہ سے تھی۔ جبکہ عام لوگوں کے نام تحریری ذرائع میں جگہ نہ پا سکے۔ Boehmer کے خیال میں 843 تا 600 قبل مسیح کے دوران منیا (Mannea) کی آبادی نسلی اور لسانی اعتبار سے ایک حُری گروپ تھی۔ جس میں کسائیٹ لوگوں کا بھی ایک مختصر عنصر شامل تھا۔ اس عہد میں منیا کا علاقہ کوئی خاص نسلی اور لسانی وحدت نہیں تھی۔ کیونکہ ایرانی سطح مرتفع کے دوسرے علاقوں کی طرح منائی بھی ایرانیوں کی بڑھتی ہوئی نفوذ کی وجہ سے مخلوط ہو گئے تھے (Zadok 2002:140)۔

4-8۔ انڈوایرانی (Indo-Iranians)

3 ہزار قبل مسیح میں انڈو یورپی لوگ جنوبی روس کے میدانوں (Steppes) سے مختلف ادوار میں موسمی اور آبادیاتی وجوہات کی بنا پر وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ قرین قیاس یہ ہے کہ کچھ قبیلے سنٹرل ایشیاء سے مشرقی یورپ کی طرف نکل گئے۔ ان کا ایک مشرقی شاخ جسے عام طور پر پروٹو۔ انڈوایرانی کہا جاتا ہے۔

یہ دھڑا 2 ہزار سے اٹھارہ سو قبل مسیح کے دوران دو حصوں میں یعنی ایک انڈوایرانی اور دوسرا پروٹوایرانی میں تقسیم ہوا۔ جیسے کہ ہم جانتے ہیں کہ انڈوایرانی لوگوں کی ہجرت اور ان کی آمد کا زمانہ اور راستہ یقینی اور تصدیق شدہ نہیں ہے۔ تاہم 12 سو قبل مسیح میں ہمیں ایرانی سطح مرتفع میں ایرانی لوگوں کی موجودگی کا ثبوت ملتا ہے۔

ایرانیوں کی آمد سے قبل 2 ہزار قبل مسیح کے عہد میں ایران کی صورتحال کے بارے ہمیں میسوپوٹیمیا کی دستاویزات سے یہ آگہی ملتی ہے کہ خوزستان کے جنوبی میدانوں میں عیلامی رہتے تھے جو کہ مشرق میں شاید سیستان اور شمال میں ممکن ہے کہ البرز کی پہاڑیوں تک پھیلے ہوئے تھے۔ عیلام کے

اوپر شمالی اور مغربی جانب ذاگروس تک اور اس سے پرے رہنے والوں لوگوں کو میسوپوٹیمیائی ذرائع مبہم طور پر گوتی قرار دیتے تھے۔ شمال میں کاسپی (Caspians) اور دوسرے قبائل البرز کی پہاڑیوں میں بود باش رکھتے تھے۔ بحیرہ خزر کا جنوبی ساحل نسبتاً علیحدہ اور آزاد صورتحال کا حامل تھا۔

شمال مغربی ایران کے آذربائیجان اور اناطولیہ تک غالباً تاریخی عہد کے لوگوں کے آباو اجداد رہتے تھے۔ ذاگروس اور جھیل اُرومیہ میں منائی لوگ رہتے تھے۔ منائی لوگ شاید تین اور دو ہزار قبل مسیح کے حری لوگوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اُرارتی لوگ جو کہ ایک ہزار قبل مسیح میں قفقاز کے غالب لوگ تھے۔ جنہوں نے نئے آنے والے ایرانیوں پر اپنے اثرات مرتب کیئے تھے۔

ایک ہزار قبل مسیح کے آغاز میں بہت سے ایرانی زبان بولنے والے لوگ جو شمال مشرقی جانب سے آئے اور ایرانی سطح مرتفع میں پھیل گئے اور مقامی لوگوں میں جذب ہونے کی بجائے اُن پر بتدریج اپنی زبان اور کلچر مسلط کرتے رہے۔

2 ہزار قبل مسیح میں مشرقی ایران اور افغانستان کی آبادی کے بارے میں زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم یہاں کے لوگ ممکن ہے کہ جنوب مغرب میں رہنے والے عیلامیوں جیسے لوگ تھے۔ شمالی پاکستان کے دری بولنے والے لوگوں کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ انڈو آریائی لوگ سب سے پہلے برصغیر میں داخل ہوئے اور مقامی آبادی سے خلط ملط ہو گئے یا انہیں اپنے اندر جذب کر لیا۔

مغربی ایرانی لوگ

پہلی ہزاریہ کے ابتدائی صدی میں قدیم فارسیوں نے ایرانی سطح مرتفع کے مغربی حصّے پر خود کو مضبوط کیا۔ اور ان کا واسطہ اور تعلق عیلامیوں اور بابلیوں سے رہا۔ اِس کے علاوہ میدلوگ آشوریوں کے ساتھ ربط و تعلق میں رہے۔ ہخامنشی سلطنت کے ابتدائی باشندوں نے زرتشت کے مذہب کو قبول کیا۔

مشرقی ایرانی لوگ

مشرقی ایرانی لوگوں کا ذکر بہت سے سنسکرت متن میں ملتا ہے۔ جن میں ساکا، پارادس (Paradas)، کمبوجہ (Kambojas)، بہلیکا، Uttaramadras، Mardas، لوہا (Lohas)،

Tukharas, Rishikas, Parama Kambojas وغیرہ شامل ہیں۔ جنہیں وسطی ایشیاء، شمالی پاکستان میں ہندوکش رینج کے ارد گرد Uttaraphata(یعنی شمال۔ مغرب) ڈویژن میں آباد ظاہر کرتے ہیں (Rashidvash 2016:188)۔

لسانی اعتبار سے فارسی۔ لُری (Luri/lori)، کردی، گیلکی، مازندرانی اور بلوچی ایرانی زبان کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ جبکہ آذری، ترکی، عربی اور ترکمانی غیر ایرانی زبان ہیں جو ایران میں بولی جاتی ہیں۔ اِس کے لاری (Lari) زبان، لارستان (Larestan) جبکہ کرمان اور بلوچستان کے ساتھ مشرقی سرحد پر بشکردی بولی جاتی ہے۔

لُر شمالی فارس اور جنوبی ذاگروس رینج میں رہتے ہیں۔ لُروں میں بختیاری لوگ معروف ہیں۔ جو لُر بزرگ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ یہ اصفہان کے مغرب میں رہتے ہیں اور لُری لہجہ بولتے ہیں۔ اِس لہجیاتی گروہ کا ایک حصہ ماماسنی (Mamasani) اور کوہگی لُوا (Kuhgilua) کہلاتا ہے۔ لُروں کے شمال میں کُرد ذاگروس پہاڑ میں آرمینیا اور آذربائیجان کے سرحدوں تک آباد ہیں (Rashidvash 2016:188-9)۔

5

بلوچستان: ماقبل تاریخ

قدیم سومیری (Sumerian)اور اکادی (Akkadian)تحریروں میں ماگان (Magan)اور ملوحہ (Meluhha)علاقوں کا ذکر ملتا ہے۔ اگر سومیریوں کے ماگان کو مکران تسلیم کیا جائے، جیسے محققین کی ایک بڑی اکثریت کا خیال ہے کہ ماگان کا لفظ موجودہ مکران کی صورت میں آج بھی محفوظ اور مستعمل چلا آرہا ہے۔ تو ایک اعتبار سے بلوچستان کی تاریخ کوئی اڑھائی ہزار قبل مسیح پیچھے چلی جاتی ہے۔ کیونکہ نرام سین (2255-2291ق م)، لگش کے حکمران گودیا (2124-2143ق م) اور دوسری سومیری اور اکادی تحریروں میں ملک ماگان کا تذکرہ ملتا ہے۔ اکادی تحریروں کے مطابق اسی علاقے کو بابلی قادے (Qade) کہتے تھے۔

ہرزفیلڈ (Herzfeld) کے مطابق ماگان خلیج عمان کے دونوں اطراف پر مشتمل تھا۔ اور اُن کا خیال ہے کہ ماگان کا نام مکران کی صورت میں آج بھی موجود ہے اور یہ ایک جغرافیائی اصطلاح اور ترکیب ہے جو جنوب مشرقی ایران اور جنوب مغربی پاکستان کے ساحلی علاقوں کے لیے مستعمل تھا۔ جبکہ ان کے خیال میں ملوحہ کو بحیرہ احمر کے مصر کا ساحل مراد لیا جائے (Herzfled 1968:63-64)۔

فریا سٹارک (freya stark) کے مطابق سومیری ماگان خلیج فارس کے لیے مستعمل ہوا ہے۔ (Stark 1937:207) لینڈز برگر (Landsberger) کے مطابق ماگان خلیج فارس کے نشیب میں عرب کا علاقہ تھا۔ اور ملوحہ ماگان کے مشرق میں کہیں واقع تھا (Hansman 1973:554)۔ Gelb خلیج فارس پر واقع عرب کے جنوبی ساحل کو ماگان کا علاقہ قرار دیتے ہیں جو ان کے خیال میں سومیر سے مشرق کی طرف بشمول عمان تک محیط تھا۔ جبکہ ملوحہ خلیج فارس کے جنوبی جانب اور قدیم ایران کے عیلام اور انشان کے علاقوں سمیت اور اِن کے مشرق میں تمام علاقوں اور وادیِ سندھ تک مشتمل تھا (Gelb 1970:5)۔

ہنس مین (Hansman) ایرانی بلوچستان میں جنوبی کرمان کے مشرقی علاقہ کو ماگان اور مشرقی مکران کو ملوحہ قرار دیتے ہیں (Hansman 1973:557-8) اگرچہ کچھ محققین 1500 قبل مسیح کے

بعد کی اکادی تحریروں کے حوالے سے ماگان کو مصر اور ملوحہ کو اتھوپیا کا علاقہ بھی قرار دیتے ہیں۔ لیکن زیادہ اغلب خیال یہی ہے کہ ماگان بنیادی طور پر موجودہ مغربی مکران سمیت عمان پر مشتمل علاقہ تھا جبکہ ملوحہ سندھ سے متصل موجودہ مشرقی بلوچستان کے وسیع علاقے پر محیط تھا۔

ملوحہ کے بارے میں Witzel لکھتے ہیں کہ کچھ ایسے اِشارے ملے ہیں کہ دراوڑیوں کی ہجرت سے پہلے سندھ میں ایک اور زبان مروج تھی۔ سومیر اور بعد کے میسوپوٹیمیا (Mesopotemia) اور سندھ تہذیب کے درمیان ہونے والی تجارت کے نتیجے میں کچھ ایسے الفاظ ملتے ہیں جو دراوڑی نہیں ہیں۔ اِس لیے بہتر ہو گا کہ اِس زبان کو "ملوحی زبان" کہا جائے، جسے سومیریوں نے ملوخہ / ملوحہ مُلک کہا ہے۔ یہ زبان سومیری یا عیلامی (Elamite) زبان سے بہت حد تک مختلف تھی۔ کیونکہ ملوحہ سے ایک ترجمان جس کا نام شوالشو (Shu-ilishu) تھا، کی ترجمانی کی ضرورت پڑی۔ حقیقت میں مغربی ایرانی بلوچستان کا علاقہ بمپور کی براحشی (Barah-shi) زبان (جسے Ideographic کی صورت میں (Marahshi) لکھا جاتا تھا)۔

تپہ یحیٰ کی جنوب مرکزی ایرانی زبان سمشکی (Simishkian) سے مختلف تھی جو کہ جزوی طور پر عیلامی سے تعلق رکھتی تھی۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں کہیں موجودہ ایران اور پاکستان کا سرحدی علاقہ اور کسی قدر جنوب کی طرف ایران اور افغانستان کے سرحد کے ساتھ ساتھ لسانی سرحد تھی (Witzet 1999:24)- Possehl کے مطابق ملوحہ کا علاقہ بلوچستان کے مرکزی پہاڑی علاقہ میں کہیں واقع تھا، جو ابتدائی انڈس تہذیب کے قریب تھا۔ ممکن ہے کہ براحشی زبان ملوحہ کے علاقے کی زبان تھی (Possehl 1996:133-208)۔

سومیری عہد کے بعد مکران کا دوسرا تاریخی حوالہ ہخامنشی بادشاہوں کے عہد میں ملتا ہے۔ جہاں مکران کو ماکا کے نام سے موسوم کیا جاتا رہا ہے۔ داریوش اوّل (486-522 ق م) کے عہد میں ماکا یعنی مکران چودھویں صوبے کے طور پر ان کی سلطنت کا ایک حصّہ تھا۔ بیستون کے تین زبانی کتبوں یعنی بابلی کتبوں میں اسے Ma-ak اور قدیم فارسی میں اِسے ماکا (Maka) کہتے تھے۔

ہیروڈوٹس داریوش اوّل کے ماتحت چودھویں صوبے میں رہنے والے ماکا لوگوں کا ذکر سیگارتی۔ سارنگی، تھامنینی اور یوتی (Outio) جسے قدیم فارسی میں یوتیا (Yutia) کہا جاتا تھا، کے ساتھ کرتے ہیں (Herodotus III,93) اِس کے علاوہ وہ یونانیوں سے لڑنے کے لیے ایرانی فوج میں ماکالوگوں کا ذکر بڑی صراحت سے کرتا ہے۔ (Herodotus vII,68) جس کا ذکر آگے آئے گا۔ ہخامنشی دور میں اگرچہ ملوحہ نام کا تذکرہ نہیں ملتا۔ لیکن ان کے عہد میں ماکا بنیادی طور پر سندھ کی سرحدوں سے لے کر مشرقی اور مغربی مکران پر مشتمل تھا اور جس کا صدر مقام مغربی مکران تھا۔

مکران کی وجہ تسمیہ کے بارے میں متضاد خیالات پائے جاتے ہیں۔ ایک تاریخی روایت کے مطابق ھیتال بن از فخشد بن سام بن نوح کے دو بیٹے کرمان اور مکران تھے۔ اور انہی کے نسبت سے ان علاقوں کے نام معروف ہوئے، جنہیں انہوں نے خود آباد کیا تھا (بلوچ 13:2009)۔

بعض مورخین کا خیال ہے کہ سکندر اعظم کے عہد میں یونانیوں نے مکران کے ساحل پر رہنے والے لوگوں کو اچتائیوفگی (Ichthyophagi) کہا تھا۔ یونانی میں اس کے معنی ہیں "ماہی خور"۔ بعد کے ایرانی مورخین نے اِس حوالے سے انہیں "ماہی خوران" لکھا۔ اور یہی ماہی خوران کا لفظ رفتہ رفتہ بگڑ کر "مکران" کی صورت میں سامنے آیا۔

سندھ تہذیب کی دریافت کے بعد مفروضیاتی طور پر جب اِسے دراوڑیوں کے نام سے موسوم کیا گیا تو ایک فیشن کے طور پر بہت سی جگہوں اور قبیلوں کے ناموں کو مختلف طریقوں سے دراوڑیوں کے ساتھ نتھی کیا جانے لگا۔ جیسے کہ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا رہا ہے کہ انڈس تہذیب کے خالق دراوڑی تھے۔ لیکن نئے لسانی شواہد و حقائق کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ سندھ تہذیب کے خالق دراوڑی نہیں تھے۔

Southworth کے مطابق ابتدائی رگ وید میں زرعی الفاظ کی ایک متعدد تعداد جن کی دراوڑی میں کوئی توجیہ نہیں ملتی، اکیلے طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ انڈس کے لوگ دراوڑی نہیں تھے۔ (Witzel 1999:13) اُن کے خیال میں دراوڑی چرواہے تھے۔ جنہوں نے سندھ میں آکر مقامی لوگوں سے کاشت کاری کے طور پر طریقے اپنا لیے (Witzel 1999:23)۔

Fairservisکے مطابق 3500/4000 قبل مسیح میں دراوڑی لوگ مشرقی ایران کے پہاڑی علاقوں سے وادی سندھ میں داخل ہوئے اور وہ بنیادی طور پر چرواہا معشیت سے تعلق رکھتے تھے (Fairservis 1997:61-68)۔

Witzelکے مطابق دراوڑی ایرانی سطح مرتفع سے جنوبی ایشیاء میں داخل ہوئے۔ اُن کے قدیم ترین ذخیرہ الفاظ کسی زرعی گروہ کی بجائے انہیں نیم خانہ بدوش چرواہا گروہ ثابت کرتے ہیں۔ دراوڑیوں کے ہاں نہ تو "چاول" کے لیے اپنا کوئی لفظ تھا اور نہ ہی سندھ تہذیب کا خاص خوراک "گندم" کے لیے اُن کے پاس اپنا کوئی لفظ تھا (Witzet 1999:23)۔

بہر حال دراوڑی مفروضے کے پیش نظر وراہامہیرانے اپنی کتاب Brihat Sanhitaمیں مکران کو ہندوستان کی دراوڑی قبیلہ موکرا (Mokara) یا ماکرا (Makara) سے جوڑنے کی کوشش کی (Encylo Brit, vol.7,1985:44) لیکن Eggermont، ایلرز (Eilers) کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

> Eilers in his opinion the designations is derived from New persian Mak-kiran, or"Coast of the Maka". The tribe of Maka is identical with the Maciya, mentioned in the Old Persion inscriptions, and maka itself represents the Iranized form of Sumerian Ma-gan. Perhaps the present fishermen, the Meds, are descendants of the Ikhtyophagi or "Fish eaters" mentioned by Nearchus.(Eggermont 1975:64)

زیادہ اغلب خیال یہی ہے کہ موجودہ مکران کا نام دو مرکب لفظوں Makaاور kiranپر مشتمل ایک جغرافیائی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے ماکا کا ساحلی علاقہ۔

سکندر اعظم (325 ق م) کے عہد میں ماکا یا مکران کی بجائے اس علاقہ کو یونانی مورخین گدروشیا (بعض اسے جدروشیا" بھی لکھتے ہیں) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جب 325 قبل مسیح میں سکندر اعظم کا لشکر ایران واپس ہونے کے لیے سندھ سے مغرب کی طرف روانہ ہوا تو وہ مکران سے گزرے۔ سکندر کے مورخین نے اپنی تحریروں میں اس علاقے کو گدروشیا اور یہاں کے رہنے والے

قبیلہ کو "گدروش" لکھا۔ Strabo ایک جگہ اِس قبیلہ کو گدروسی (Gedrossi) لکھتے ہیں۔ جبکہ ایک اور جگہ گدروشیا کے لوگوں کے لیے گدروسنی (Gedroseni) کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں (Strabo, xv, ii,9)۔

گدروشیا کے محل وقوع کے بارے میں پٹولمی (Ptolemy) لکھتے ہیں کہ گدروشیا کے مغرب میں کرمان (Karmania) شمال میں ڈرنگیانہ (Drangiane) یعنی شمالی ایران اور آراکوسیا (Arakhosia) یعنی افغانستان جبکہ مشرق میں ہندوستان کی سرحدیں ملتی ہیں۔ (بلوچ:105:2009) یہاں یہ یاد رہے کہ Strabo ڈرنگیانہ (Drangiane) کو مکران کہتے ہیں یہ اصل میں موجودہ سیستان ہے۔ جسے ایرانی زرانکا (Zaranka) کہتے تھے۔

Strabo کے مطابق گدروشیا کی سرحدیں مغرب میں کرمان اور مشرق میں سندھ تک ملتی ہیں۔ (Strabo, xv, ii,9) جبکہ اِس کے برعکس ارین (Arrian) گدروشیا کو صرف اندرونِ مکران کا حصہ بتاتے ہیں۔ (بلوچ 105:2009) Arrian کے مطابق پُرا (Pura) گدروشیا کا دارالخلافہ تھا۔ Pura سے گذر کر سکندر اعظم کرمان میں داخل ہوئے۔ ہولڈچ اور ٹرن (Taran) کے مطابق یہ Pura موجودہ ایرانشہر "فہرج" ہے۔ (جسے بلوچ "پہرہ" کہتے ہیں۔) جو بمپور کی وادی میں جاز موریہ کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ (Hansman 1973:571) جبکہ Hansman کے خیال میں Pura اصل میں "بمپور" ہے۔ جو 25 کلومیٹر کے فاصلے پر ایرانشہر کے مغرب کی جانب واقع ہے۔ جسے یونانیوں نے صرف Pura لکھا ہے (Hansman 1973:571)۔

5.1۔ مہر گڑھ اور سندھ تہذیب

ماہرین آثار قدیمہ نے مہر گڑھ (3300-7000 ق م) میں بتدریج ابتدائی زرعی پیش رفت کو دریافت کیا ہے جو کہ بعد میں 1300-3300 قبل مسیح میں ایک وسیع کانسی (Bronze) تہذیب کی صورت میں وادی سندھ یا ہڑپا تہذیب کی صورت میں سامنے آیا۔ اِسی طرح آمری کلچر جس کا پھیلاؤ کیر تھر پہاڑی سلسلے سے لے کر سندھ کے کوہستانی علاقے پر محیط تھا، سندھ کے کوٹ ڈیجی سے نہ صرف مختلف تھا بلکہ آمری کلچر، کوٹ ڈیجی کا حصہ ہونے کی بجائے مہر گڑھ کلچر کا ہی ایک پھیلاؤ تھا۔ جبکہ کوٹ

ڈبیجی اور سوتھی کلچر علیحدہ کلچر کے حامل تھے۔ اور بہت بعد میں ان کے باہمی میل جول ہی سے انڈس کلچر وجود میں آیا تھا اور یہ اقتصادی فیکٹر کے باعث ہوا۔

اِسی طرح نال کلچر جسے عام طور پر آمری کلچر سے مشابہہ سمجھا جاتا ہے اور اِسے بعض اوقات آمری۔ نال کلچر کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ تاہم بہت سے معاملات میں یہ دونوں کلچر ایک دوسرے سے فرق بھی رکھتے تھے۔ مثلاً آمری ظروف ہلکا سرخ یا بھورا مائل زرد رنگ کے حامل ہوتے تھے۔ اور ان کو سیاہ رنگ سے پینٹ کیا جاتا تھا۔ ان پر جیومیٹریکل اشکال اور قوس دار لکیروں سے ڈیزائن کیا جاتا تھا۔ جن کو سرخ رنگ سے بھرا جاتا تھا۔ جبکہ دوسری طرف نال ظروف گلابی رنگ کے حامل ہوتے تھے اور انہیں ہلکا بھورا مائل زرد رنگ یا پتلی سرخ تہہ سے کور کیا جاتا تھا۔ جو برصغیر میں سب سے خوبصورت ترین ظروف کی دریافت ہے۔ اس کلچر کے حامل لوگ چرواہے تھے جو گرمیوں میں کوہستان کے بالائی علاقوں میں اور سردیوں میں وادی سندھ کی طرف نکل جاتے تھے (Possehl 2003)۔

اِسی طرح کُلی (کولواہ) کلچر سندھ سے متعلق ہونے کی بجائے تپہ یحیٰ (قدیم شمشکی علاقہ، شہر سوختہ) ایران سے مماثلت رکھتا ہے۔ اور اسی طرح دوسری طرف شاہی تمپ کلچر 4 ہزار قبل قبل مسیح سے تعلق رکھتا ہے جو سندھ تہذیب سے بھی ایک ہزار سال پُرانا کلچر ہے۔

مہر گڑھ تہذیب کے جہاں ایک طرف خلیج فارس اور میسوپوٹیمیا سے وسیع تجارتی تعلقات قائم رہے تو دوسری طرف کسی قدر وسطی ایشیاء سے بھی اِس کے تجارتی تعلقات قائم رہے تھے۔

قدیم سومیری اور اکادی تحریروں میں اگرچہ ماگان (مغربی مکران اور عمان کا ایک حصہ) اور ملوحہ / ملوخہ (گدروشیا۔ مہر گڑھ۔ مشرقی بلوچستان) کا حوالہ تو ملتا ہے۔ تاہم تجارتی سامان اور دوسری اشیاء کے ذکر کے علاوہ یہاں کے لوگوں کی زبان اور ان کی نسلی صورتحال کے بارے میں کوئی خاطر خواہ معلومات کا حوالہ نہیں ملتا۔ تاہم دو ہزار قبل مسیح کے ایک اُردستاویز میں ماگان سے تعلق رکھنے والے Sin-Gmail اور 1700 قبل مسیح کی ایک میسوپوٹیمیائی تحریر میں ماگان کے Na-du-be-li نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ دونوں نام اکادی نام معلوم ہوتے ہیں۔

جبکہ ملوحہ کے حوالے سے Witzel فاضل سکالر Possehl کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قدیم میسوپوٹیمیا میں ملوحہ شخصی نام کے علاوہ اِسی ملوحہ علاقہ سے وابستہ بہت سے لوگ ہمیں دیکھنے کو ملتے

ہیں۔ جن میں Urkal اور Ur lama نامی دو شخص ملوحہ کے بیٹے کہلاتے تھے۔ اِس کے علاوہ ہمیں یہاں "ملوحہ گاؤں" کا حوالہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ Nin-ana نامی ایک شخص اِسی گاؤں سے تعلق رکھتا تھا۔ (Witzel 1999:24)۔

سومیری اور اکادی تحریروں کے مطابق ڈھائی ہزار قبل مسیح میں ماگان اور ملوحہ کے باقاعدہ طور پر قدیم میسوپوٹیمیا کے ساتھ تجارتی تعلق اور روابط تھے۔ تجارتی سامان کی نقل وحمل کے لیے بلوچستان کے مختلف مقامات پر تجارتی چوکیاں قائم تھیں جو تجارتی سامان کو خلیج فارس میں کشتیوں کے ذریعے میسوپوٹیمیا تک پہنچاتے تھے۔

مہر گڑھ تہذیب کے اگرچہ وسطی ایشیاء سے بھی چھوٹے پیمانے پر تجارتی روابط تھے۔ تاہم تہذیبی اور ثقافتی طور پر مہر گڑھ جنوبی ایشیاء کے ساتھ منسلک نہیں رہا۔ مہر گڑھ جغرافیائی طور پر ایرانی سطح مرتفع کا حصہ ہونے کے باوصف ابتدا ہی سے ایرانی سطح مرتفع (Iranian Plateau) اور مغربی ایشیاء کے ساتھ منسلک رہا ہے۔ مجموعی طور پر ایرانی سطح مرتفع وہ کلیدی جغرافیائی اکائی ہے جو مغربی ایشیاء کے اہم جغرافیائی خدوخال کی تشکیل کے ساتھ ساتھ افغانستان، ترکمانستان، پاکستانی بلوچستان اور اس کے شمالی جانب مڑ کر کوہ سلیمان کے پہاڑیوں تک پھیلا ہوا ہے۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ بعض محققین جنوبی ایشیاء کے تناظر میں بلوچوں کو باہر سے یعنی ایران سے آئے ہوئے لوگ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ بلوچ جغرافیائی طور پر عہد قدیم ہی سے یہاں ایرانی اور پاکستانی بلوچستان میں رہ رہے ہیں جو ایرانی سطح مرتفع کا حصہ ہے۔

دوسری طرف حالیہ جینیاتی مطالعہ (Genomes study) اور آثاراتی و ثقافتی انکشافات کے بعد یہ بات اب پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ وادی سندھ کی تہذیب کے خالق بنیادی طور پر ایرانی (ذاگروس / مشرق وسطی) کے زراعت کار (Iranian Agriculturiest) تھے، جو بعد کے حجری عہد (Neolithic) یعنی 4500-6000 قبل مسیح کے درمیانی عرصے میں یہاں آئے اور انہوں نے سندھ تہذیب کی بنیاد رکھی۔

1300 قبل مسیح میں انڈس تہذیب کے زوال کے بعد ان کے اخلاف جنوبی ہندوستان میں آکر مقامی شکار جمع کرنے والے (Hunter gatherers) لوگوں میں مخلوط ہوئے۔ یہ مقامی انڈمن

جزائر(Andaman Islanders)کے لوگ تھے۔ جو خلیج بنگال کا درمیانی علاقہ انڈیا اور برما(موجودہ میانمار) میں آج سے کوئی 26 ہزار سال پہلے یہاں آباد تھے۔ یہ لوگ سیاہ رنگ (Dark Skin)کے حامل نیگرو ٹائپ کے لوگ تھے۔ تاہم یہ افریقہ کے نیگرو سے متعلق نہیں تھے۔ اس مخلوط آبادی نے جنوبی ہندوستانی اسلافی (Ancestral South Indian)پاپولیشن کی بنیاد رکھی۔ جبکہ دوسری طرف یوریشیئن سٹیپ (Eurasian Steeps)سے 3000 تا 2600 ہزار قبل مسیح کے درمیانی عہد میں Yamnaya چرواہے برصغیر کے شمالی علاقے میں آئے اور انڈس کے باہری حدود میں آکر آباد ہوئے اور بعد میں مخلوط ہوئے۔ جس کے نتیجے میں شمالی ہندوستان کی اسلافی آبادی(Ancestral North Indian)وجود میں آئی۔

جبکہ اِس سے قبل سندھ تہذیب کے بارے میں پرانا اور روایتی مفروضہ یہ تھا کہ اس کے تخلیق کرنے والے دراوڑی لوگ تھے۔ لیکن اب یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سندھ تہذیب کے خالق دراوڑی لوگ نہیں تھے۔ اور حالیہ جینیاتی نتائج کے مطابق دراوڑی زبان کا تعلق بھی مغربی ایشیاء سے ہے(Palanichamy et al. 2015)۔

2-5۔ ماگان اور ملوخہ یا ملوحہ کے قدیم باشندے

پچھلے صفحات میں سومیری ماگان اور ملوخہ یا ملوحہ کے جغرافیائی محل وقوع کا ذکر آچکا ہے۔ لیکن سومیری تحریروں میں ماگان کے قدیم باشندوں کے بارے میں کوئی خاص تفصیل نہیں ملتی کہ یہ لوگ کون تھے اور ان کی زبان کیا تھی؟ تاہم 2 ہزار قبل مسیح کے ایک اُر دستاویز میں Damu-Magānیعنی ماکان سے تعلق رکھنے والے Sin-Gāmilنامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ اُر میں اس کی آمد ممکن ہے کہ اِس جنوبی شہر اور خلیج کے علاقے کی باہمی تجارت کا نتیجہ ہو۔(Zadok1987:16)یہ نام اُرسے متعلق ناموں کی ایک صورت ہے۔ اِس کے علاوہ 17 سو قبل مسیح کے لگ بھگ ایک میسوپوٹیمیائی تحریر میں ماکان کے Na-du-be-li, Ensiنامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ ایک اکادی نام ہے۔ (Zadok 1991:228)ان دونوں ناموں سے پتہ چلتا ہے کہ اِس عہد میں مغربی مکران میں اکادی نام مستعمل تھے جبکہ ملوحہ کے حوالے سے Witzelفاضل سکالر Possehlکا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں

کہ ملوحہ شخصی نام کے علاوہ اِسی ملوحہ علاقہ سے وابستہ بہت سے لوگ ہمیں قدیم میسوپوٹیمیا میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جن میں Urkal اور Ur Lama نامی دو شخص ملوحہ کے بیٹے یا ملوحہ قوم سے متعلق تھے۔ اس کے علاوہ ہمیں "ملوحہ گاؤں" کا حوالہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ Nin-Ana نامی ایک شخص اِسی گاؤں سے تھا۔ (Witzel 1999:24) ملوحہ لوگ یا ملوحہ قوم کی یہ بستیاں ڈھائی ہزار قبل مسیح میں میسوپوٹیمیا میں لگش شہر کے علاوہ غالباً دوسرے شہروں میں بھی موجود تھیں۔ قدیم عیلام میں بھی ملوحہ دستکاروں کا ایک گاؤں موجود تھا۔ (Vidale 2004: 261, 266) اِس کے علاوہ ماگان اور ملوحہ سرزمین کے قریبی علاقہ عیلام اور اس کے قرب وجوار کے علاقوں میں جغرافیائی حوالے سے بہت سے شخصی نام مثلاً انشان (Anshan)، شمشکی (Shimashki)، زاب شلی (Zabshali)، براخشی (Barakhshi) یابراحشی (BaraHshi)، سپم (Sapum)، ہرشی (Harshi)، شگی ارش (Shigirish)، زتانو (Zitanu)، اِت نگی (Itnigi) اور کمش (Kimash) دیکھنے میں آتی ہیں۔ لیکن ان ناموں کا عیلامی زبان میں کوئی اشتقاقی توجیہہ نہیں ملتا (Potts 1999:4)۔

عیلام کی آبادی بھی یک نسلی نہیں تھی۔ عرب قبیلے جو سامی گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ میدانوں میں رہتے تھے جبکہ ایرانی شہروں اور پہاڑوں کے دامن میں رہتے تھے۔ ڈی مورگن (De Morgan) کے مطابق اصلی آبادی نیگرو تھے جو عربوں میں ضم ہو کر مکمل طور پر مخلوط ہو چکے تھے۔ اور عرب قبیلے عہد قدیم سے یہاں آباد تھے۔

ماگان کے حوالے سے نرام سین (2255-2291ق م) سے متعلق ایک تحریر میں یہ وضاحت ملتی ہے کہ اُس نے ماگان کے حکمران منوئی (Manui) کو قتل کر کے اُس کے علاقے سے ایک خاص قسم کے پتھر نکال کر لے گئے جو مجسمہ سازی کے کام آتا تھا۔ (Hansman 1973:555) ہنس مین کے خیال میں خلیج عمان کی بجائے "بمپور" کا مقام ہی ماگان کے بادشاہ منوئی (Manui) کی رہائش گاہ تھی جو مغربی مکران میں واقع ایک بڑا شہر تھا۔ (Hansman 1973:572)۔

جبکہ اس کے برعکس مولانا ابوالجلال ندوی منوئی بادشاہ کو معون اور اس کے مقام کو جدور قرار دے کر "جدور" کو گندارواح یعنی قندہار سے جوڑتے ہیں۔ اور "موہنجودڑو کی وجہ تسمیہ کو "معون جدور" کا مرکب لفظ خیال کرتے ہیں۔ (ندوی 71:2004) اگر تاریخی طور پر یہ بات درست ہو تو قرین قیاس

یہی ہے کہ یہ "معون جدور" ہمارا گدور یعنی گدروشیا ہے جسے بعض تحریروں میں "جدروشیا" بھی لکھا جاتا رہا ہے۔ اسکے علاوہ ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ آواران سے 50 کلومیٹر کے فاصلے پر جکرو درمانی گاؤں میں واقع ایک پہاڑ "کندہار" کے نام سے موسوم ہے[1] تاہم سومیری تحریروں میں اس خطے کے حوالے سے ماگان اور ملوحہ کے علاوہ کسی اور مقام کا تذکرہ نہیں ملتا۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ ان دو بڑے خطوں میں دیگر سینکڑوں ایسے جغرافیائی مقام تھے جو سومیری تحریروں میں بوجوہ جگہ نہ پاسکے۔ ممکن ہے کہ گدروشیا کا نام عہد قدیم سے مستعمل چلا آرہا ہو۔

لیکن ہنس مین کے خیال میں گدروشیا ایک ایرانی اصطلاح ہے جو مکران میں آریائی حملوں سے پہلے مستعمل نہ تھی۔ یونانیوں نے کسی قدیم ایرانی نام کے حوالے سے اس علاقے کو گدروشیا کا نام دیا اغلب خیال یہ ہے کہ مشرقی مکران کا قدیم ملوحہ اور اس سے متعلق لوگ یونانیوں کے عہد میں ایرانی ترکیب گدروشیا کے نام سے موسوم ہونے لگے۔

ملوخہ یا ملوحہ علاقے کے حوالے سے سومیری تحریروں میں مراحشی (Marahshi) یا مراخشی (Marakhshi) لوگوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ جسے وہ Ideographic کے طور پر مراحشی یا مراخشی تحریر کرتے تھے۔ براحشی یا براخشی کا علاقہ عیلام اور انشان کے مشرق میں کِرمان میں کہیں واقع تھا۔ اس علاقے کا حوالہ سب سے پہلے 2500 قبل مسیح میں ادب (Adab) کے حکمران لوگل انی۔ مند (Lugal-Anne-Munda) کی تحریروں میں ملتا ہے۔ اس کی علاوہ سرگون (2316-2371 ق م) کے عہد میں اس علاقہ کا تذکرہ کبھی پراخ شم (Parakhshum) کے حوالے سے ملتا ہے (Derakhshani 2001:18)۔

مشہور ایرانی ماہرین لسانیات جہان شاہ درخشانی ایرانی "پارسو" یعنی موجودہ پارس یا پرشیا کا ماخذ اِسی براخشی کو قرار دیتے ہیں (Derakhshani 2001:18)۔

---

[1] اِس معلومات کے ضمن میں، اورنگ زیب کمبرانی کا مشکور ہوں۔

3-5۔ہخامنشی عہد

ہخامنشی عہد میں ماکا بنیادی طور پر سندھ کی سرحدوں سے لے کر مشرق اور مغربی مکران پر مشتمل تھا۔ اور ان سے آگے Hinduیعنی سندھ تھا جو داریوش اوّل کے بیسویں صوبے پر مشتمل تھا۔ جو کسی بھی کے عوام سے کہیں زیادہ جزیہ دیتے تھے۔(Herodotus III, 94)۔

ہیرو ڈوٹس نے اپنی کتاب "تاریخ" میں داریوش اوّل (486-522ق م) کی سلطنت میں ماتحت ماکا سرزمین اور ماکی (Mykian)قبیلے کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کا تعلق اُس ٹیکس دینے والے چودھویں صوبے سے تھا، جہاں ڈرینگی یاسارنگی(Drangians)، تھامنینی(Thamanaeni)، یوتی (Utians)اور سگارتی(Sagartians)رہتے تھے(Herodotus III, 93)۔

ڈرینگیا / سارنگیا موجودہ سیستان ہے کہ اسے قدیم فارسی میں زرانکا(Zranka)کہا جاتا رہا ہے کہ جس میں شمالی بلوچستان بھی شامل ہے۔ جسے Strabo نے مکران کہا ہے۔ (بلوچ105:2009) تھامنینی اصل میں "دامنی" ہیں جو کہ بلوچوں کا ایک معروف قبیلہ ہے اور یہ لوگ موجودہ عہد میں افغانستان، ایران اور بلوچستان میں خاران میں آباد ہیں۔ جبکہ یوتی(Utians)بلوچوں کا معروف قبیلہ "ہوت" سے تعلق رکھتا ہے۔ مارقورت (Marquart)نے زت(Zut)یعنی بلوچوں کے موجودہ "جت" قبیلہ سے ان کا تعلق جوڑا ہے(Hansman 1973:557)جو کہ غلط ہے اغلب گمان یہ ہے کہ زت یا "جت "لوگ Bit-zatti(یعنیZatti لوگوں کا گھر) سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو عظیم خراساں شاہراہ کے شمال میں واقع تھا(Zadok 2002:99,111)۔

بعض محققین جت اور جاٹ کو ایک ہی لوگ سمجھتے ہیں لیکن زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ جت اور جاٹ دو علیحدہ قومیں ہیں۔ جاٹ شاید بنیادی طور پر سکیتھیئن لوگوں سے تعلق رکھتے تھے۔ مارقورت کے مطابق یوتی(Yutia)جنوبی کرمان میں رہتے تھے جو عہد قدیم سے لے کر عرب عہد تک یہیں آباد تھے۔(Herodotus 1973:557)یوتی لوگ چھ سو قبل مسیح میں حرمز کے دہانے پر حرمزی لوگوں سے اوپر موجودہ تاریخی مقام تپہ یحیی اور کرمان کے قرب وجوار میں آباد تھے۔ بہر حال یوتی موجودہ عہد کے ہوت اور Bit-Zatti یاZaotaلوگ آج کے زت یا جت ہیں۔ جو موجودہ عہد میں پاکستان کے

دوسرے علاقوں میں رہنے کے علاوہ ایران میں باہو دشتیاری علاقے میں کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ ابتدائی عہد کے عرب مورخین کے مطابق زت اور میدایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

جبکہ سگارتی لوگ زاگروس کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔ اگر چھ سو قبل مسیح کے قدیم مشرقی سلطنتوں کی تاریخ اور ان کی جغرافیہ کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یوتی، سگارتی، درنگی اور تھامینی خلیج فارس کے شمالی علاقوں میں آباد تھے۔ اور ان قبیلوں کے علاوہ فارسیوں کی خانہ بدوش قبیلہ پسر گادے (Pasargade) بھی خلیج فارس کے قرب وجوار میں رہتا تھا۔ لیکن 6 سو قبل مسیح کے حالات و واقعات اور جغرافیائی صورتحال کے اعتبار سے یہ واضح نہیں ہے کہ ماکی (Mykian) لوگوں کا صحیح محل وقوع کہاں تھا۔ لیکن اغلب خیال یہ ہے کہ یہ لوگ ایران کے جنوب مشرقی علاقہ یعنی ایرانی و مکرانی بلوچستان میں آباد تھے۔

جبکہ یوزی (Uxian) اور کوسی (Cossean) قبیلہ سوسہ کے علاقے میں آباد تھے۔ قدیم فارسی میں یوزی لوگوں کو یوواجہ (Uvja) کہا جاتا تھا۔ بنیادی طور پر موجودہ خوزی اور خوزستان کا علاقہ اِسی "یوزی" قوم کے نام سے اپنی شناخت رکھتا ہے کہ جنہیں عیلامی بھی کہا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ داریوش کے عہد میں گدروشیا کے علاقے میں پریکانی (Paricanians) آباد تھے۔ پریکانی بلاشبہ آج کے "پرکانی" ہیں۔ ہیروڈوٹس کے مطابق یہ داریوش سلطنت کے دسویں صوبے میں رہتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگباتانہ (موجودہ ہمدان) اور میڈیا کے دوسرے خطوں کے علاوہ "پریکانی" اور "اور تھوکوری بانیتس "450 ٹیلنٹ ٹیکس دیتے تھے (Herodotus III 92)۔

یونانیوں کے خلاف ایرانیوں کی جنگ کے حوالے سے ایک اور جگہ ہیروڈوٹس لکھتے ہیں کہ یوتی، ماکی (مائشی) اور پریکانی پکتیوں کی طرح مسلح تھے۔ اوّل الذکر دونوں قبیلوں کا کمان داریوش کا بیٹا ارسامینس کے پاس تھا جبکہ پریکانی قبیلہ اوبازس کے بیٹے سیرومیستریز کے کمان میں تھا (Herodotus iii, 68)۔

ہیروڈوٹس کے مطابق اگرچہ پریکانی داریوش کے دسویں صوبہ جبکہ ماکی چودھویں صوبے میں رہتے تھے۔ لیکن اس عہد کی جغرافیائی صورتحال کے مطابق پریکانی گدروشیا میں آباد تھے۔ اور ماکی لوگ بھی ان کے قرب وجوار میں رہتے تھے۔ داریوش کے سترہویں صوبے میں متانی، ایلاروڈی کے علاوہ ساسپیرہ آتے تھے (Herodotus iii, 94)۔

میر عاقل خان مینگل کا خیال ہے کہ موجودہ سرپرہ قبیلے کے لوگ قدیم ساسپیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہیروڈوٹس کے مطابق ساسپیرہ کولکس اور میڈیا کے درمیانی علاقے میں رہتے تھے۔ (Herodotus 1,104)ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں کہ اہلِ فارس جنوبی یا ایریتھرئیسن یعنی خلیج فارس کے اوپر والے ملک میں رہتے ہیں۔ ان سے اوپر شمال میں میڈی ہیں۔ میڈیوں سے آگے ساسپیرہ، پھر شمالی سمندر (جس میں فاسس گرتا ہے)تک کولکی ہیں۔ ایک ساحل سے لے کر دوسرے ساحل تک کا سارا علاقہ ان چار اقوام سے آباد ہے(Herodotus iv,37)۔[2]

4-5۔یونانی عہد

یونانیوں کے عہد میں مغربی مکران سے لے کر موجودہ مشرقی بلوچستان تک کا تمام علاقہ گدروشیا کہلاتا تھا۔ جبکہ بمپور گدروشیا کا صدر مقام تھا۔ گدروشیا کے باشندوں کے حوالے سے یونانی مورخین ارین (Arrian)نیرکس (Nearcus)، سٹریبو (Strabo)، پلنی(Pliny)اور پٹولمی (Ptolemy)وغیرہ کے مختلف تاریخی حوالے دستیاب ہیں۔ جن میں گدروشی، اوریتائی، سویرا، ملان دائی، مندالی، مندرالی، عربی تائی، رھمانائی، اچتائیوفگی یعنی میید، مونائی دس، پارادس یا پروتائی، پارسی رائی یا پارسی دائی اور پَسیری قبیلوں یا لوگوں کا ذکر ملتا ہے۔

مکران کے قدیم باشندوں کے بارے میں سب سے پہلے تاریخی حوالہ ارین(Arrian)کا ہے۔ اُن کے مطابق مکران کے ساحلی علاقوں میں اچتائیوفگی (Ichtyophgoi)، عربی(Arabii)یا عربی تائی رہتے ہیں جبکہ اندرونی علاقوں میں اور یتائی (Oritae)اور گدروشیا میں گدروشی رہتے ہیں (Minchin 1986:46)۔

اچتائیوفگی(Ichtyophagai)یعنی میید مکران کے ساحلی علاقوں، اراوا(Arava)جنہیں یونانی مورخین نے عربی تائی لکھا ہے۔ کراچی اور لسبیلہ کے درمیان میں پورالی ندی میں رہتے ہیں جبکہ دیگر قبیلوں سمیت اوریتائی اور گدروشی، عربی تائی لوگوں سے دور رہتے تھے۔ اغلب خیال یہی ہے کہ

---

[2] Iranian People ; source : http://en. Wikipedia. Org/wiki/Iranian peoples, , 10/9/2009.

موجودہ "حب ندی" عربی نامی لوگوں یا جگہ کی وجہ سے پہلے Arab اور پھر "ر" کے حذف ہونے کے باعث Ab اور پھر Hab کے نام سے موسوم ہونے لگا۔

لیکن Didorus انہیں اِبری تائی (Abritae)، ہبری تائی (Habritae) اور کبھی امبری تائی (Ambritae) لکھتے ہیں۔ اِس لیے کچھ محققین نے اس قبیلہ کو ہندوستانی قبیلہ ابھرا (Abhira) سے جوڑنے کی کوشش کی ہے اِس حوالے سے ائیگر مونٹ (Eggermont) لکھتے ہیں۔

> These facts make it probable that in Alexander's time the Hab river was called "Abires" after the Indian Abhira tribe which occupied Coast of the Indus delta and the neighbouring district of Karachi . Therefore, I shall henceforward replace the designation "Arabeans" by "Abereans (Eggermont 1975:49).

لیکن مورخین کی ایک اکثریت نے انہیں عربی (Arbies) یا عربی تائی (Arbitae) لکھا ہے۔ اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ Didorus نے انہیں غلط طور پر ابری تائی (Abritae) لکھا ہے کہ جس کے باعث کچھ محققین نے ان کا تعلق "ابھرا" سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ جبکہ ولیم ونسنٹ (William Vincent) ان کا تعلق بلوچ قوم سے جوڑتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> The Arabitae are mentioned by Arrian as and independent tribe, like the Balootches (Baloches) of the present day; as in fact all the inhabitants of mountains either in Persia or Hindostan have generally been. (Vincent 1807:217)

ولیم و نسنٹ (Wilam vincent) کے خیال میں Arabah کا جزیرہ بھی Arabitae لوگوں سے متعلق ہے۔ اور وہ Arabah کو موجودہ "اورماڑہ" خیال کرتے ہیں۔ قرین قیاس بھی یہی ہے کہ Arabah پہلے Aurabah یا Hurabah پھر /b/ کا /m/ میں تبدیل ہونے کے بعد Uramarah یا Huramarah کی صورت میں سامنے آیا۔ ویسے عام طور پر باگسیرا (Bagisara) کو موجودہ "اورماڑہ" خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن تاریخی طور پر درست یہی ہے کہ موجودہ اورماڑہ، باگسیرا کے

نزدیک اِسی Arabah نامی جگہ کے سبب ہور ماڑہ یا اور ماڑہ مشہور ہوا کہ جس میں کوئی فرق و تفاوت نہیں ہے۔

یونانی مورخین نے گدروشیا میں آباد ایک اور قبیلہ اور یتائی کا ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے سکندر اعظم کی فوج کی مزاحمت کی۔ ارین (Arrain) نے انہیں نسلی طور پر ہندوستانی ظاہر کیا ہے۔ لیکن ونسنٹ (vincent) کے مطابق وہ ہندوستانیوں سے مختلف لوگ تھے۔ وہ اِس ضمن میں لکھتے ہیں۔

> The Oritae, who inhabit this coast, Arrian discribes as dressed and armed like the Indian tribe; but their customs, manners and Language make them as a different race. (Vincent 1807;181)

جبکہ J.R.Hamitton اپنے مضمون "Alexander among the Oritae" میں واضح طور پر انہیں ایرانی نسل کے لوگ بتاتے ہیں۔ (Hamilton 1972:603f) جبکہ لس بیلہ گزیٹر میں انہیں موجودہ "ہوت" خیال کیا گیا ہے۔

> It has been suggested that the Oritae are now represented by the Hots of makran, while the Godrosi have been identified with the Gador(Minchin 1986:45)

سردار محمد خان گشکوری کا خیال ہے کہ اوریتائی بنیادی طور پر حری (Hurrian) تھے۔ ممکن ہے کہ کُشائی نسل کی یہ شاخ خلیج فارس سے ادھر آئی ہو اور ایران پر یونانیوں کے حملوں سے پہلے یہ لوگ بلوچستان کے ساحلی علاقوں میں آکر آباد ہو گئے ہوں۔ ڈاکٹر حمید بلوچ کے مطابق اورتی قبیلے کے لوگ ہخامنشی فوج میں بھی شامل تھے۔ (بلوچ 116:2009)

اغلب خیال یہی ہے کہ یہ لوگ "حری" تھے۔ کیونکہ یونانی مورخین نے بعض اوقات اِن کو حوری یا حری تائی (Horitae) بھی لکھا ہے یونانی میں لاحقہ tae سے غالباً مراد گروہ، قوم، جماعت لیا جاتا ہے جو بلوچی کے "زئی" کے مترادف ہے۔ "حُری" موجودہ عہد میں بھی پنجگور، مشکے اور کولواہ میں آباد ہیں۔ اس کے علاوہ "میند" قبیلے کا ایک شاخ بھی "حُری میند" کے نام سے مشہور ہے۔

مشہور سنسکرت گرائمر دان پانینی نے ان کو ورتیا(Varteya) لکھا ہے۔ ورتیا بنیادی طور پر اوریتائی قبیلے سے متعلق ہے۔ جسے پانینی نے اپنے انداز میں لکھا ہے۔ لیکن ڈوبن کے مطابق " مہابھارت " میں انہیں ویرامس(Vairamas) اور ایک اور جگہ پر انہیں سویرا (Sauvira) لکھا ہے(بلوچ 116:2009)۔

غالباً ویرامس(Vairamas) اور سویرا(Sauvira) ایک ہی لفظ ہے کہ جہاں Sauvira کی ابتدائی "S" کے حذف ہونے کے باعث یہ نام Vaira(mas) کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ قیاس یہی ہے کہ Sauvira وہی قدیم سوبیری (Subarian) ہیں جو عہد قدیم سے میسوپوٹیمیا کے شمالی علاقوں میں آباد تھے۔ اِس ضمن میں نامور مورخ سڈنی سمتھ (S.Smith) اپنی کتاب Early History of Assyria میں لکھتے ہیں کہ "آشور کے مقام پر ماقبل تاریخی آشوریوں (Assyrian) کے دارالخلافہ کی کھدائی سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ابتدائی عہد میں یہاں سوباری (Subaraen) لوگ رہتے تھے، جو سومیری کلچر سے وابستہ تھے۔ اور یہ شہر عظیم آتش زدگی کے باعث تباہ ہوا۔ اور یہ قدیم دارالخلافہ آشوریوں کے ہاتھوں تباہ ہوا"(Smith 1928:163)۔

خیال کیا جاتا ہے کہ بابل کی ماقبل سومیری (Pre-Sumerian) اور اسیریا کی ماقبل سامی (Pre-Semitic) آبادی ایک ہی نسل کے لوگ تھے۔ جو کہ حُری یا سوبیری کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کا ملک سوبیر (Subir) یا سوبارتو (Subartu) کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اور ان لوگوں کا دارالخلافہ بلتیلہ (Baltila) تھا لیکن نوزی (Nuzi) کتبات میں "حُری" نام کے حوالے سے ان کا تذکرہ نہیں ملتا۔ بلکہ نوزی کتبات میں انہیں گسور (Gasur) کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے جو کہ حُریوں (Hurrian) کا نام تھا(Shendge 1997:47)۔ Speiser کے خیال میں قدیم بابلی تحریروں میں سوباریوں کا ذکر ملتا ہے جو ایک جغرافیائی اصطلاح کے طور پر مستعمل نظر آتا ہے۔ اُن کے مطابق آشوری دستاویزات میں سوباری اصطلاح حری لوگوں کے لیے مستعمل تھا(Speiser 1948:9-11)۔ مہابھارت میں بھی ورتیا یعنی اوریتائی لوگوں کو سویرا لکھا گیا ہے۔ تو پھر یہ ممکن ہے کہ یہ ایک ہی لوگ ہوں۔ تاہم اِس بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

اس تاریخی صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے بلاشبہ یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ بلوچستان کے حری تائی یا اوریتائی انہی قدیم حُری لوگوں کی باقیات ہیں اور دوسری طرف ممکن ہے کہ سویرا(Suvaira)لوگ قدیم میسوپوٹیمیا کے سوبیری باقیات ہیں۔ کیونکہ بلوچوں میں "حُری" لوگوں کے علاوہ "سویرا" قبیلہ کے لوگ آج بھی اپنا وجود رکھتے ہیں۔ اور جیسے کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ حُری یا حری میڈ موجودہ عہد میں پنجگور، کولواہ اور ماشکیل میں اپنا وجود رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہنگول دریا کے مغرب میں رہنے والے لوگوں کو بعض مورخین نے پری رائی (Parirae)لکھا تھا۔ یہ لوگ اور "پسی رائی" ایک ہی لوگ ہیں۔

ڈاکٹر حمید بلوچ نے اپنی کتاب "مکران" میں اسی جگہ کو "اورماڑہ" لکھا ہے۔ اُن کے بقول اِس کا پُرانا نام باگسیرا(Bagisara)تھا۔ (بلوچ 119:2009)اغلب خیال یہی ہے کہ پسیرا(Pasira)اور باگسیرا(Bagisara)دو مختلف مقامات ہیں کہ ارین نے جن کی نشاندہی کی تھی پلنی (Pliny)پسی رائی (Pasirae)لوگوں کو تومرس (Tomerus)یعنی ہنگول دریا کے قرب وجوار میں رہنے والے لوگ بتاتا ہے۔ جبکہ نیرکس "پسیرا" نامی جگہ کو ہنگول دریا سے نوسوسٹڈیا کے فاصلے پر واقع ایک جگہ بتاتا ہے۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ پارسیکی (Parsici)پہاڑوں کا ایک سلسلہ ہے جو اربریس (Arbires)یعنی موجودہ حب ندی سے اُس طرف گدروشیا کے شمال میں واقع ہے۔ Forbigerاِسے موجودہ "بشکرد" کا پہاڑ خیال کرتے ہیں۔ بلاشبہ اسی پہاڑی سلسلے میں رہنے والے لوگ وہی ہیں جنہیں پٹولمی نے Persis لکھا ہے۔[3]

ایک اور قبیلہ جسے پٹولمی نے پارسی رائی (Parsirae)یا پارسی دائی (Parsidae)لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام لوگ اصل میں وہی ایک ہی لوگ ہیں جنہیں ارین نے پسی رائی (Pasirae)لکھا ہے[4]۔

---

[3] . Smith, William ; Dictionary of Greek and Roman Geography, Vol. 2.

[4] . Smith, William ; Dictionary of Greek and Roman Geography, Vol. 2

یہ لوگ بنیادی طور پر ایرانی نسل کے لوگ تھے۔ اس لیے یہ نام پارس یا پارسی جیسے الفاظ کے گرد گھومتا ہے یہاں یہ بھی یاد رہے کہ عیلامی تحریروں میں پارسی لوگوں کو ہمیشہ پسیر (Pasir) لکھا گیا ہے[5]۔

پلنی نے اپنی تاریخ میں سئوری (Sauri) قبیلہ کا ذکر کیا ہے اور انہیں "میلان" "پہاڑ میں آباد بتایا ہے (بلوچ 117:2009)۔

پلنی نے سئوری (Sauri) قبیلے کے علاوہ "میلان" پہاڑ میں رہنے والے تین قبیلوں اورٹی، مونائی دس (Monaedes) اور پارادس (Paradas) کا بھی ذکر کیا ہے۔

اورٹی کے بارے میں تو وثوق سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ "حُری" تھے۔ جنہیں ارین نے اوریتائی (Oritae) لکھا ہے۔ جبکہ مونائی دس (Monaedas) اور پارا دس (Paradas) کے بارے میں مورخین متفق ہیں کہ یہ لوگ اپنے خدوخال کے اعتبار سے ایرانی نسل کے لوگ تھے۔ (بلوچ۔ 118:2009) جن کا ذکر آگے آئے گا۔ جبکہ پٹولمی اس علاقے کے لوگوں کو مندرالی (Mandralae)، مندالی (Mandalae) اور ملان دائی (Malandae) تحریر کرتے ہیں۔ مندالی اور مندرالی لوگوں کے بارے میں یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ مادیامید تھے۔ کیونکہ ان لوگوں کو بعض اوقات "مند" بھی لکھا جاتا رہا ہے۔ ایلیٹ اور ڈوسن ابن حوقل کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ۔

> Ibn Haukal notiecs them under the name of Mand (P.38), and though, with out the diacritical point, the word might be read Med, yet as all the MMS. , few as they are, concur in this reading, it must be retained. (Elliot & Dowson 1979 : 523).

جبکہ مَلان دائی (Malandae) کے بارے میں یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ میلان کے پہاڑی سلسلے میں رہنے کے باعث "میلان دائی" مشہور ہوئے۔ اس کے علاوہ کردوں میں ایک قبیلہ "ملان" کے نام سے بھی مشہور ہے۔ کردوں اور بلوچوں کے بہت سے قبیلے مشترک نام رکھتے ہیں۔ کیونکہ

---

[5] . http//01. Uchicago. Edu/01/proj/Ari/html.

تاریخی طور پر کُرد اور بلوچ ایک دوسرے کے قریب رہے ہیں۔ اوران دونوں قوموں کی زبانوں میں بھی کافی مشابہت پائی جاتی ہے۔ بعض محققین کرد اور بلوچوں کو ایک ہی نسل گردانتے ہیں۔

پلنی نے جس پارادس (Paradas) قبیلے کا ذکر کیا ہے۔ اور اِسے محققین ایرانی نسل کے لوگ قرار دیتے ہیں۔ اسی پارادس کو بعض اوقات پروئے تائی (Paruetae) اور پاراتا (Parata) بھی لکھا گیا ہے۔ (Rapson 1987:77-78) ایک اور جگہ اس کو Paravata shrayi بھی تحریر کیا گیا ہے۔ پانینی نے اس کا مطلب "پہاڑوں میں رہنے والا" لکھا ہے (Qureshi 1988:86)۔

خیال کیا جاتا ہے کہ Paradas نسلی طور پر پارتھی (Parthian) تھے۔ اور اس کا لفظی مطلب "پہاڑیا کوھستان" ہے یعنی "پہاڑی لوگ" زند (Zend) زبان میں انہیں پاردو (Pardu) اور سنسکرت میں انہیں پارادا (Parada) کہا گیا۔[6]

اِسی پارادا (Parada) یا پاراتا (Parata) قبیلے کو پریدرس (Parydres) بھی کہا جاتا رہا ہے۔ گنکوفسکی اِسی پاراتا قبیلے کو براہوئی قبیلے کا جدامجد قرار دیتے ہیں (گنکوفسکی 81:2000)۔

پٹولمی نے اِسے پاروتائی (Parutae) لکھا ہے اور انہیں اریا (Aria) یعنی "ہرات" میں آباد ظاہر کیا ہے۔ (Rapson 1987:77-8) جبکہ مونائی دس (Monaedes) قبیلے کے بارے میں وثوق سے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ بلوچوں کا موجودہ ماندائی قبیلہ اِسی سے متعلق ہے۔ اِس کے علاوہ پٹولمی نے گدروشیا میں رھمانائی (Rahmanai) قبیلے کا ذکر کیا تھا اور انہیں دراوڑی خیال کیا تھا (ندوی 85:2004)۔

لیکن تاریخی حوالوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی دراوڑی قبیلہ نہیں تھا کیوں کہ اصطخری نے فارس میں راھمائی (Ramahai) قبیلے کے ساتھ "رامانی" نامی قبیلے کا بھی ذکر کیا تھا۔ کردوں میں بھی ایک قبیلہ "رامانی" کے نام سے مشہور ہے۔ آیت اللہ مردوخ کا خیال ہے کہ فارس کا رامانی قبیلہ کردوں کی "رامانی" سے تعلق رکھتا ہے (مردوخ ندارد:66)۔

---

6. Smith , William; Dictionary of Greek and roman Geography, vol 2

Source : http:/www.ebooksread. com/outhors-drayton-griffin-and-smith/dictionary – of – greekand-4/6/2010.

بہر حال ہخامنشی اور یونانی ذرائع سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ از منہ قدیم ہی سے یہاں کے بسنے والے بیشتر قبائل بلوچ اور براہوئی لوگوں سے متعلق تھے۔ اِس حوالے سے لانگ ورتھ ڈیمز نے بجا طور پر کہا تھا کہ بیشتر بلوچ قبائل مکران کے قدیم باشندے ہیں، جنہیں یونانیوں نے گدروشیا کہا تھا اور بلوچوں کا تعلق اِسی سرزمین سے ہے (Mockler 1895:36)۔

مکران کے قدیم باشندے مید، یوتی (ہوت) پریکانی (پرکانی)، تھامنی (دامنی)، مونائی دس (ماندائی)، ماکیا (مکران کے لوگ)، Bit-Zatti لوگوں کی باقیات (جت) اور مغربی مکران میں رہنے والے براحشی (براہوئی) تھے۔ "مکران کے میدوں کے بارے میں یہ طے ہے کہ یہ لوگ میڈیا سلطنت کے میدوں سے متعلق ہیں"۔ (Minchin 1986:58) جبکہ میڈی (Median) قوم کے بارے میں کچھ محققین کا خیال ہے کہ یہ لوگ نسلی طور پر ایرانی نہیں تھے ہیروڈوٹس کے مطابق میدوں کا لباس اور اسلحہ ایرانی لوگوں سے مختلف تھا۔ ایرانی اشرافیہ نے بعد میں میڈیوں کا لباس اپنا لیا۔

میدوں کے بارے میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ پیچھے اُن کا سلسلہ حُریوں سے جا ملتا ہے۔[7] جبکہ حریوں کے بارے میں سڈنی سمتھ کا خیال ہے کہ غربی دجلہ کے سوبیری، حُری کے نام سے جانے جاتے تھے۔ جبکہ سپائزر کے بقول حری اور سوبیری ایک ہی لوگ ہیں۔ اور سوبار تو ایک جغرافیائی شمالی علاقہ تھا جو عیلام کے قریب واقع تھا (Speiser 1948:11)۔

ہخامنشی اور یونانی مورخین کے ان ذرائع کے بعد ہم اگلے صفحات میں قدیم آشوری ریکارڈ کی روشنی میں مزید بلوچ قبائل کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالیں گے، جو اِس سے قبل مورخین کے احاطہ علم میں نہیں آسکے تھے۔

---

7 .Hamori, Fred; Meds and Scythian links.

Source: Http//users. Cwnet. Com/millennia/medscyth. Html.

6

بلوچ نسلی ماخذ نظریات کا تنقیدی جائزہ

6-1۔بلوص(Belus, Belos)

کلاسیکی یونانی اور لاطینی تحریروں میں بیلوص (Belus)یا بلوص (Belos)کا ذکر آشوری افسانوی بادشاہوں کے طور پر ملتا ہے۔ جسے عام طور پر Ninusکا باپ بتایا گیا ہے۔ بعض محققین Belusکو بابلی دیوتا بعل مردوک(Bel-Marduk)کے اساطیر سے نتھی کرتے ہیں۔

اِس کے علاوہ ہیروڈوٹس، نینوس بن بلوص کا ذکر سلطنتِ لیڈیا کے ہراکلی (Heraclid) سلطنت کے اخلاف کے طور پر کرتے ہیں جہاں وہ بلوص کو ہراکلس (Heracles)کا پوتا قرار دیتے ہیں۔

الیگزنڈر ہسلوپ (Alexander Hislop)اپنی تحریر The Two Babylonمیں نینوس کو بلوص کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق وہ ایک فاتح تھے۔ نینوس کی وفات کے بعد اُس کی بیوی Semiramisنے Ninusکو سورج دیوتا اور Cush(Belus)کو خداوند دیوتا اور خود کو ماتا دیوی اور اپنے بیٹے Tammuzکو محبت کا دیوتا قرار دیا تاکہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد اپنی رعایا پر بہتر کنٹرول حاصل کر سکے اور اپنے نوزائیدہ بیٹے کی جگہ پر حکمرانی کر سکے(Hislop1857:36)۔

Ovidاپنے Metamorphosesمیں اور کاموس(Orchamus)نامی بادشاہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جنہوں نے ہخامنشی شہروں کے پرشیا(Persia)پر حکومت کی جو کہ اس سلطنت کے بانی حکمران Belusکی فہرست میں ساتواں حکمران تھا(Ovid, Varro and Castor 2004:355-422)۔

بہر حال ہم Belusنامی شخصیت کا جائزہ لینے کے لیے ہیروڈوٹس کے لیڈیائی اور Ovidکے پرشیا کے حوالوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے پہلے آشوری تاریخ کا جائزہ لیں گے۔ کونیفارم تحریروں سے پہلے ہمیں آشوری بادشاہوں کے بارے میں جو معلومات دستیاب ہیں۔ ان میں Ctesias، رہوڈس کے Castor،Cephalionاور جولیس افریکانس(Julis Africanus) کی تحریریں شامل ہیں۔

Ctesias تین سو قبل مسیح میں ایرانی بادشاہ Artaxerxes دوئم کے شاہی طبیب تھے اور ان کا یہ دعویٰ تھا کہ انہیں شاہی تاریخی ریکارڈ کے بارے میں رسائی حاصل تھا۔ Ctesias کے آشوری بادشاہوں کی فہرست ان کی کتاب Persica میں شامل ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر پارس کی تاریخ کے بارے میں ہے۔ لیکن اس کے تین ابتدائی حصے یا تین کتاب ما قبل آشوری تاریخ کے بارے میں ہے۔ جنہیں انہوں نے "آشوریوں کی تاریخ" کا عنوان دیا ہے۔

اکثر محققین کے مطابق آشوری بادشاہوں کی یہ فہرست زیادہ تر روایتی داستانوں پر مشتمل ہے جس میں حقیقت کا عنصر نہایت ہی کم ہے۔ جبکہ کلاسیکی سکالر Robert Drews کے مطابق اُن کی یہ فہرست بابلی الواح یا تختیوں سے ماخوذ ہیں اور انہوں نے یہ معلومات انہی ذرائع سے حاصل کی ہیں (Drews 1965:129-142)۔

اگرچہ Ctesias کی کتاب زمانے کی دست بُرد سے محفوظ نہ رہ سکی۔ تاہم اس کے کچھ حصے ہمیں سسلی (Siculus) کے Diodorus، دمشق کے Nicolaus اور Photius کے ہاں محفوظ ملتے ہیں۔ ان کے حوالوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ Ctesias آشوری بادشاہت کی تاریخ کو 2166 قبل مسیح میں بادشاہ نینوس (Ninus) سے شروع کرتے ہیں جو کہ ملکہ سمی رامس کا خاوند تھا اور اس کے بعد تیس آشوری بادشاہوں نے Sardanapalus (806 ق م) تک مسلسل تیرہ سو سال تک حکمرانی کی۔ لیکن نینوس کے بعد سردانا پلس تک ان تیس بادشاہوں کی فہرست محفوظ نہ رہ سکی۔

Ctesias اگرچہ نینوس کو آشوریوں کا پہلا بادشاہ قرار دیتے ہیں تاہم ان کی تحریروں میں ان کے باپ بلوص (Belus) کا ذکر شامل نہیں ہے جیسے کہ عام طور پر نینوس کو بلوص کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے۔ Castor نے پہلی صدی قبل مسیح میں آشوری بادشاہوں کی فہرست ترتیب دی جو Caesarea کے Eusebius کے آرمینین (Armenian) ترجمے میں محفوظ ہے۔ اگرچہ ان کی فہرست Ctesias کی فہرست کے مطابق ہے۔ تاہم وہ Belus سے آشوری بادشاہت کا آغاز کرتے ہیں۔ اور اس کی عہد حکمرانی کا زمانہ 2123 قبل مسیح قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق بلوص کی حکمرانی کے بعد نینوس نے 52 سال تک حکومت کی۔

تیسری صدی کے اوائل میں Julis Africanus نے 16 آشوری بادشاہوں کی فہرست مرتب کی تھی جس میں Belus نامی شخص کو آشوریوں کا پہلا حکمران بتایا گیا ہے جس نے کوئی 55 سال تک حکمرانی کی۔ ان کے بعد Neenus نے 52 سال تک حکمرانی کی تاہم ان یونانی اور لاطینی داستانوں کے علاوہ کونیفارم تحریری ذرائع سے بھی ایک فہرست ملی ہے۔ جس کا ذکر بھی گذشتہ صفحات میں آچکا ہے۔ کونیفارم تحریروں کے مطابق ابتدائی آشوری 17 بادشاہ خیموں میں رہتے تھے۔ بعد کے ایک بابلی دستاویز میں بابل کے اموری بادشاہ حمورابی نے اپنے آبائی شجرہ سے متعلق ان مذکورہ ناموں کو Tudiya سے لے کر Nauba تک مسخ صورت میں بھی تحریر کیا ہے۔ یہ فہرست بھی گذشتہ صفحات میں دی جاچکی ہے۔ تاہم ان کی فہرست میں Sethos، Arius، Mamuthos اور Belus جیسے حکمرانوں کا حوالہ ملتا ہے۔ حیران کن طور پر Sethos نامی آشوری حکمران ہیروڈوٹس کے بیان کردہ لیڈیائی حکمران Sadyattes سے مشابہت رکھتا ہے۔ اِس کے علاوہ مذکورہ روایتی داستانوں اور ان کی مماثلت سے قطع نظر دوسری طرف کونیفارم تحریروں میں آشوری بادشاہوں کی جو تین فہرستیں ملی ہیں جن میں کچھ شکستہ تختیاں بھی شامل ہیں جن کا حوالہ تفصیل سے پیچھے آچکا ہے۔ ان میں چند دوسرے ناموں کے علاوہ بالخصوص Harsu، Tudiya، Imsu اور Belus حکمرانوں کے نام بھی شامل ہیں۔ کونیفارم کا آشوری حکمران Harsu یقینی طور پر آشوری داستانوں کے بادشاہ Arius اور کونیفارم تحریروں کا Tudiya یقینی طور پر افسانوی بادشاہ Sethos سے مشابہت کا حامل ہے۔ اِسی طرح Mamuthos غالباً ابتدائی "M" کے حذف ہونے کے باعث افسانوی بادشاہ Imsu سے مماثلت رکھتا ہے۔ جبکہ کونیفارم Belu شاید Belus سے مشابہت کا حامل ہے۔

اِس کے علاوہ کونیفارم تحریروں کا Abazu اور Suhlamu نامی آشوری حکمران بالترتیب تاریخی دور کے آشوری حکمران Bazaya (1618۔1644 ق م) اور Shalimahum (وفات 1946 ق م) سے مکمل مشابہت اور مطابقت رکھتے ہیں۔ اِس مماثلت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کلاسیکی سکالر Drews نے Ctesias کی فہرست کے بارے میں جس طرح سے یہ کہا تھا کہ یہ بابلی تختیوں سے ماخوذ ہیں تو ان کی یہ بات شاید کچھ غلط نہیں ہے۔

اگرچہ جولیس افریکانس کی آشوری بادشاہوں کی فہرست اور ہیروڈوٹس کے بیان کردہ لیڈیائی بادشاہوں کے ناموں کے بارے میں مکمل طور پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم ان کے اور کونیفارم تحریروں کے چند ناموں کی مماثلت سے یہ واضح ہے کہ ان روایتی داستانوں کو مکمل طور پر رد بھی نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ممکن ہے کہ ان کی ابتدائی آشوری بادشاہوں کی فہرست کی زمانی ترتیب (Chronology) درست نہ ہو یا کچھ ناموں میں کمی بیشی ہو تاہم انہیں مکمل طور پر مسترد کرنا شاید نا انصافی ہو۔ ممکن ہے کہ کلاسیکی داستانوں کی یہ شخصیتیں کسی نہ کسی حوالے سے اپنا وجود رکھتی تھیں۔

یونانی داستانوں کے مطابق آشوریوں کا پہلا بادشاہ Ninus تھا جنہوں نے Nineveh کی بنیاد رکھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعد کے عہد میں آشوریوں کا پایہ تخت Nineveh بنا۔ اِس لیے یونانی یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ نینوا کا شہر اس کے حکمران نینوس کی وجہ سے مشہور ہوا۔ اور بہت سے محققین کی رائے ہے کہ ممکن ہے کہ Ninus شاید Tukulti-Ninurta اوّل (1197-1233 ق م) کی دلالت کرتا ہو۔ اس لیے یونانی کہانیوں کے Ninus اور عبرانی افسانوی کردار Nimrod ایک ہی شخص ہو سکتا ہے (تاہم کچھ محققین نمرود کو سومیری گلگمش سے منتھی کرتے ہیں) نینوس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے تمام مغربی ایشیاء کو زیر کر لیا تھا اور انہوں نے ایک خاتون Semiramis کے ساتھ شادی کی تھی۔ اِس کہانی کے مطابق نینوس کی وفات کے بعد سمی رامس تخت نشین ہوئی جس نے 42 سال حکمرانی کی اور اس نے بابل شہر کی بنیاد رکھی۔

لیکن معلوم ہوتا ہے کہانی کا یہ حصہ بعد کے عہد کی Samu-rammat کی دلالت کرتا ہے جس نے کوئی آٹھ سال حکومت کی۔ کیونکہ ہمیں کونیفارم ذرائع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شلمانصر سوم کی حکومت کے آخری سال میں ان کے بڑے بیٹے نے ان کے خلاف بغاوت کی۔ 824 قبل مسیح میں ان کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے بیٹے نے اِس بغاوت کو فرو کیا اور خود تخت پر براجمان ہوئے۔ 810 قبل مسیح میں ان کا چھوٹا بیٹا بھی وفات پا گیا تو اس کے پس ماندگان میں ان کا کم سن بیٹا اور بیوہ Sammu-rammat شامل تھے۔ بیٹے کی کم سن ہونے کی وجہ سمو۔ رامت خود تخت نشین ہوئے۔

توکلتی۔ نن اُرتا اوّل (1197-1233 ق م) آشور۔ دان (Ashur-dan) کا بیٹا تھا جس نے جنوب کی طرف کسائیٹ کو شکست دی اور انہیں اپنا باج گزار بنایا۔ اِسکے بعد انہوں نے عیلام پر حملہ

کر کے اِسے قبضہ کیا۔ یہ عظیم فاتح چالیس سال حکمرانی کرنے کے بعد اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس نے اپنی زندگی میں بے پناہ شہرت حاصل کی جن کا شاید کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے رزمیہ نظمیں تخلیق کی گئیں۔ ممکن ہے کہ اصل میں یہ وہ شہنشاہ ہے جس کا ذکر بائبل میں نمرود کے طور پر آیا ہے جسے شنعار (Shinar) کا بادشاہ بتایا جاتا ہے (Asimov 1968)۔

Gensis یعنی کتاب پیدائش میں لکھا ہے کہ "کوش (Cush) نے نمرود کو جنم دیا اور یہ روئے زمین پر ایک بڑی طاقت کے طور پر اُبھرا۔ وہ ایک عظیم شکاری تھا اور شنعار کی سرزمین پر ان کی سلطنت بابل، اریک اور اکاد پر محیط تھی۔ اس خطے سے باہر وہ آشور چلا گیا وہاں انہوں نے نینوا اور کالاہ (Calah) شہروں کو تعمیر کیا (Genesis 10:08-11)۔

Issac Asimov اپنی کتاب Near East میں یہ سوال اُٹھاتے ہیں کہ آیا یہی Tukulti-Ninurta اوّل، نمرود نہیں تھا؟ ان کے مطابق Ninurta کے آٹھ سو سال بعد بائبل میں اس کا ذکر اور اس کی داستانوں کو ترتیب دیا گیا۔ اور کتاب پیدائش کے یہ اقتباس کہ " And cush begot Nimrad" سے بعض محققین یہ مراد لیتے ہیں کہ نمرود کوش کا بیٹا اور حام کا پوتا تھا۔ لیکن یہاں Cush بہتر طور پر بابلی تحریوں کے Koshshi یا کسائیٹ کی نمائندگی کرتا نظر آتا ہے۔ کیونکہ بابل میں پہلے کسائیٹ لوگوں کی حکمرانی تھی۔ بعد میں آشوریوں کی سلطنت قائم ہوئی Cush یا کسائیٹ لوگوں کے بعد Nin-Urta یعنی نمرود سامنے آیا۔ جس نے مشرقی جانب ذاگروس کے پہاڑیوں میں کسائیٹ پر کامیاب حملے کیئے اور شمال کی جانب قفقاز میں انہوں نے حریوں کی طرف پیش قدمی کی تھی جسے بائبل میں ارارتو یا ارارت (Ararat) کے نام سے جانا جاتا ہے (Asimov 1968)۔

اس کے علاوہ ہمیں بابل میں ایک Nin-Urta نامی دیوتا۔ خداوند کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ (Gelb1944:102)۔ لیکن ہمیں اس کے ماخذ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔

پروفیسر جارج رالنسن کے مطابق Chorene کے عظیم آرمینی مورخ Moses، بلوص (Belus) کو بابل کا عظیم بادشاہ نمرود قرار دیتا ہے۔ وہ بیک وقت کتاب پیدائش سے کچھ فرق کے ساتھ اس کا شجرہ نسب نمرود سے ملاتا ہے اور اِسے کوش (Cush) کا پوتا قرار دیتا ہے اور نمرود کو بلوص کے

ساتھ نتھی کرتا ہے۔ بعد کے بابلی بلوص کی پرستش ایک بانی ہیرو کے طور پر کرتے تھے۔ (Rawlinson, vol.1, 1873:43)۔

پروفیسر رالنسن کے خیال میں کالدیوں کا Bil-Nipru ممکن ہے کہ بائبل کا نمرود ہو۔ کالدیوں کا بعل نپرو پہلے گروپ کا دوسرا خداوند ہے۔ لیکن یہاں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ آیا اِسے یونانی مورخوں کے بلوص سے شناخت کیا جائے؟ جو یقینی طور پر "مردوک خداوند" کا حوالہ بنتا ہے۔ جبکہ بلوص کو پہلا حکمران یا بابل کا بنیاد گزار کہا جاتا ہے۔ یہ خیال کرنا ضروری ٹھہرتا ہے کہ بلوص کو Bil-Nipru یا Bil-Nimrod کے زمانے میں اِس کے اندر اور باہر کی دفاعی دیواریں اِسی خداوند نمرود کے نام سے جانے جاتے تھے جو کہ یقیناً سلطنت کا بانی تھا۔ اس لیے اگر Bil-Nipru اِس کی نمائندگی کرتا ہے تو اِس توجیہہ کی بنا پر وہ بلوص ہو گا۔ Bel-Nimrod کی مرکزی زیارت گاہ بلاشبہ Nipur (Niffer) یا Calneh تھا۔ بعل نمرود کو Nipra کا خداوند کہا جاتا تھا۔ جو نمرود کو Niffer کے ساتھ جوڑ دیتا ہے (Rawlinson, vol.1, 1873:83)۔

اِس کے علاوہ ہمیں Bellino Cylinder میں آشوری بادشاہ سناکریب (681-705 ق م) کے اولین دو جنگی پیش قدمیوں کے حوالے سے ایک تحریر ملتی ہے۔ جس کا ترجمہ میجر جنرل سر ہنری رالنسن نے کیا تھا۔ رالنسن نے کو نیفارم Bil-ki نامی جگہ کا ترجمہ Belus شہر سے کیا تھا۔ اس کے متعلقہ حصے کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔ "اپنی (سناکریب) حکمرانی کے آغاز میں، میں نے Kurduniash کے بادشاہ مردوک بلدان کی فوج اس کی اتحادی سوسہ کو Cush کے شہر کے میدان میں تباہ کیا------ عین جنگ کے دوران وہ اپنی فوج کو چھوڑ کر فرار ہو گیا اور میں بڑے فخر کے ساتھ اس کی تخت بابل پر براجمان ہوا------میں نے 80 بڑے شہروں اور کلدہ سرزمین کے پایہ تخت کو تباہ کیا اور 820 چھوٹی بستیوں کو میں نے قبضہ کر کے تاراج کیا اور مال غنیمت کو اپنے قبضے میں لیا۔ آرامی اور کالدی دونوں کے کارکنوں کو جو کہ اریک، Belus، Cush، Karrishum اور Tigga کے شہروں میں رہتے تھے۔ حتی کہ ان شہروں کے شہزادے جو کہ باغی ہو چکے تھے-------ان کو گرفتار کر کے مال غنیمت کے طور پر تقسیم کیا-------بابل سے واپسی کے بعد میں نے درج ذیل باغی قبیلوں کو زیر کر لیا۔ جس میں Tumuna، Ruhua, khindaru, Gambulu, Damunu, ،Kipri،Hubudu، Yadakku ،Rikiku

Nabatu, Hagranu, Kamranu, Bukudu ،Hubuli, Gurumu, Maliku, اور Lihutahu شامل ہیں۔ یہ سب باغی آرامی ہیں۔ 2 لاکھ 8 ہزار مرد و خواتین، سات ہزار دو سو گھوڑے اور گھوڑیاں اور خچر، پانچ ہزار دو سو اونٹ، بیس ہزار ایک سو بیل اور 8 لاکھ بھیڑیں اور ایک بڑی مال غنیمت آشور لے آیا(Rawlinson 1861 :78)۔

جبکہ سناکریب کی پہلی پیش قدمی کے حوالے سے ایک دوسری کونیفارم تحریر بھی دستیاب ہے جس کا ترجمہ Luckenbill نے کیا۔ سناکریب کے اس تحریر میں Belus شہر کا حوالہ نہیں ملتا۔ اور کچھ جگہوں پر انہوں نے تحریر کا مکمل ترجمہ بھی نہیں کیا۔

اِس کے متعلقہ حصّے کا ترجمہ کچھ اِس طرح سے ہے۔

"عرب، آرامی، کالدی جو Harsagkalamma, kish, Nippur, Uruk باغیوں کو میں نے لایا اور مال غنیمت کے طور پر تقسیم کیا------واپسی پر Tu'muna, Damunu, Ubula, Gambulu ،Gurumu, Malihu, Kipre, Ubudu, Yadakku, Rihihu، اور Li'tau, Nabatu, Hagaranu, Hamranu,Bukudu,Ru'ua, Hindaru آرامی جو کہ اطاعت پذیر نہیں تھے۔ میں نے ان کو پکڑا اور بطور مال غنیمت لے آیا(Luckenbill 1924:54)۔

بہر حال اِن روایتی داستانوں کے برعکس ہمیں مستند کونیفارم تحریروں میں کسی بلوص کا حوالہ نہیں ملتا۔ اور نہ ہی بیان کردہ "بلوص" کے مباحث کے حوالے سے کوئی حتمی بات کی جا سکتی ہے۔ بالخصوص یونانی مورخین اپنے انداز میں Bel کو Belus لکھتے رہے ہیں۔ اور اِسی طرح وہ Hindu کو Indus لکھتے رہے ہیں۔

2-6: بلوص اور بلوچ

سب سے پہلے پروفیسر George Rawlinson نے اپنی کتاب The Seven Great Monarchies of the Ancient Eastern World میں یہ نظریہ پیش کیا کہ بلوچ کا لفظ بلوص (Belus) سے متعلق ہے جو بابل کا بادشاہ تھا۔ جسے نمرود بن کوش (Cush) کے حوالے سے جانا جاتا تھا۔ اُن کے مطابق Belus اور Cush ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ دجلہ کے نزدیکی مشرقی خطے کو

یونانی Cissia یا Cossaea کے طور پر جانتے تھے۔ یہ عیلام ہے۔ کرمان کا مشرقی علاقہ ساسانی عہد تک Kusan کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہ موجودہ بلوچستان کا علاقہ ہے جو بلوچ لوگوں (Belooches) یا بلوص (Belus) کا ملک ہے جو مشرق میں Cuth یا kooth سے ملحق ہے۔ یہ Cutch، کوش (Cush) ہے جبکہ بلوص (Belus)، بلوچ (Belooch) ہے۔ اور اِسی طرح Cissia یا Cossaea موجودہ خوزستان یا Khuz ہے۔ جو کہ Cush سے مماثلت میں اتنا مختلف نہیں ہے۔ تاہم یہ محض ایک اتفاقی مشابہت ہے۔ (Rawlinson, vol.1, 1873:44) پروفیسر جارج رالنسن کے مطابق ہنری رالنسن کی تحریروں میں بلوص ٹمپل اور بابل میں بلوص ٹاور کا حوالہ ملتا ہے۔ نیز Babil کا ٹیلہ اور Bel کا عظیم ٹمپل جسے بعض لوگ Belus کا مقبرہ کہتے ہیں۔ اسے پارسیوں نے تباہ کیا تھا اور الیگزینڈر اسے دوبارہ تعمیر کرنا چاہتے تھے (Rawlinson iii, 1880: 173,183)۔

بعد میں محمد سردار خان بلوچ نے اس نظریہ کو آگے بڑھایا۔ وہ جارج سمتھ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ نمرود حضرت نوح کا پڑپوتا تھا جو نشیبی کالدیہ کا بادشاہ تھا اور Izdubar کے نام سے مشہور تھا۔ یعنی Hea-Bani کا ساتھی یا آگ کا بیٹا۔ اِزدوبر یا نمرود کا اصل مطلب "آگ بردار" ہے ازدوبر یا نمرود نے عیلام کے بادشاہ Humbaba کو قتل کر کے کالدیہ سلطنت کی بنیاد رکھی جبکہ Richard Sayce اِسے "مرودک دیوتا" سے نتھی کرتے ہیں۔ (Baluch1958:16) کالدیہ کا عظیم دیوتا بلوص تھا۔ اِس لیے وہ خود کو بادشاہ نمرود بلوص کہتا تھا اور اِس کے پیروکار خود کو Belusis کہتے تھے۔ درمیانہ عہد کے عرب مورخین بلوچوں کو Balos لکھتے رہے۔ جبکہ آج بھی پٹھان بلوچوں کو بلوص کہتے ہیں (Baluch 1958:16)۔ بہر حال پروفیسر جارج رالنسن جارج سمتھ اور سر ہنری رالنسن کے تحریروں کے علاوہ ہمیں قدیم کونیفارم تحریروں میں نہ تو کسی بلوص کا حوالہ ملتا ہے اور نہ ہی کسی نمرود کا۔ تاہم ہم یہاں نمرود اور بلوص کی بحث سے ہٹ کر پروفیسر جارج رالنسن کی ایک اور نقطہ نگاہ کی طرف آتے ہیں۔ اُن کے بقول ایتھوپیا جو مصر کے جنوب میں موجودہ Abyssinia میں واقع ہے۔ اِس ملک کے بالخصوص ایتھوپی لوگ موجودہ Abyssinia کے اکثریتی لوگوں کے اسلاف ہیں اور بلاشبہ یہ خطہ اور لوگ عبرانی تحریروں میں Cush کے اصطلاح کے زمرے میں آتے تھے۔ لیکن ایک اور اقتباس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عبرانی کا یہ اصطلاح جغرافیائی اور نسلی حوالے سے کہیں وسیع مفہوم کا حامل تھا۔ جنتی کوش

(Cush)جو دریائے Gihon سے سیر اب ہوتا تھا۔ (Genii. 13)اِسے افریقہ کی بجائے ایشیاء میں واقع ہونا چاہیے۔ بائبل کی تحریروں میں اکثر و بیشتر ایک ایشیائی Cush کا حوالہ جیسے کہ Ezekiel میں "کوش" کو پرشیا کے ساتھ جوڑا گیا ہے(Ezek. xxxvii.5)۔ جبکہ Isaiah اِسے عیلام سے نتھی کرتا ہے۔ (xi.11)یہ ایشیائی Cush، عرب کا ایک حصّہ، میسو پوٹیمیا اور مزید مشرقی جانب محیط ہے (Rawlinson 1883:193)۔

ان کے بقول قدیم یا پروٹو۔ کالدی میں جس عنصر نے جسمانی خدوخال پر اچھا خاصہ اثر ڈالا وہ Cushite ہے۔ اور یہ کہ Cushite نسل کسی دور دراز نیگرو سے متعلق نہیں تھا۔ بلکہ سوسہ (Susians)میں کوش خون ایک قابلِ قدر انداز میں عیلامی اور kissians میں موجود تھا جو کہ پہلو بہ پہلو رہ رہے تھے۔ لیکن وہ ایک دوسرے میں ضم نہیں ہوئے تھے۔ (Rawlinson, vol.4.,1885)یہاں یہ یاد رہے کہ قدیم سوسہ میں Cosseans اور Uxians رہتے تھے۔ Uxian لوگوں کو قدیم فارسی میں Huja, Huza درمیانہ فارسی میں Khuz یا Khuzi کہا جاتا تھا۔ پروفیسر رالنسن ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ افریقی ایتھوپیا کا مخصوص جسمانی خدوخال کالے رنگ کا حامل تھا اور ان کے بال گھنگریالے تھے جبکہ ہیروڈوٹس کے مطابق ایشیائی ایتھوپی انہی کی طرح کالے تھے لیکن ان کے بال سیدھے تھے، گھنگریالے نہیں تھے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ ایشیائی ایتھوپی اِس طرح کالے نہیں تھے کہ جس طرح اُنہیں سمجھا گیا ہے۔ بلکہ ان کا رنگ قدرے کالا سرخ بھورا یا تانبے جیسا تھا جو غالباً موجودہ Abyssinian, Gallas Cha'b اور Montefik عرب اور بلوچوں کی طرح تھے۔ بلاشبہ ایتھوپی بہت بالوں کے حامل تھے لیکن اُن کے اونی جیسے بال نہیں تھے جو نیگرو کے ہوتے ہیں۔ نیگرو اور ان ایتھوپی لوگوں کے بالوں میں بہت واضح فرق ہے۔ ایتھوپی لوگوں کے بال بعض اوقات سیدھے اور بعض اوقات گھنگریالے ہوتے تھے لیکن وہ اون جیسے بالوں کے حامل بالکل نہیں تھے۔ ان کی پیشانی سیدھا اور مناسب انداز میں اونچا، ناک لمبا اور سیدھا اور خوبصورت تھا۔ جو بالکل یورپی لوگوں کی مانند تھا (Rawlinson, vol.1, 1873:45)۔

اس ضمنی بحث کے بعد ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ مولانا نور احمد فریدی بلوچ لوگوں کو بلوص نمرود سے جوڑنے کی بجائے انہیں وادی البلوص سے جوڑتے ہیں جو حلب اور رقہ کے

درمیان واقع ہے۔ جہاں دو عرب قبائل بلوص اور بلوط کے نام سے سکونت پذیر ہیں اور عربی زبان بولتے ہیں (فریدی 51:2014)۔

اُن کے مطابق بلوط قبیلہ بھی بلوص سے متعلق ہے جو کہ کسی عہد میں وادی البلوص سے ہجرت کر کے ایران آئے تھے اور یہاں وہ ایرانی اثرات کے باعث بلوص کی بجائے بلوچ مشہور ہوئے اور پھر نوشیرواں کے زمانے میں جب بلوچوں پر یلغار کی گئی تو یہ لوگ وہاں سے ہجرت کر کے ایک بار پھر واپس اپنے اصل وطن آ گئے۔ جہاں ان کے بھائی بند "چ" کا صحیح تلفظ ادا نہ کرنے کے باعث انہیں بلوط کے نئے نام سے پکارنے لگے (فریدی 52:2014)۔

اس طرح کا ایک اور حوالہ محمد سردار خان نے دیا تھا کہ لبنان کے پہاڑی علاقے میں بلوص (Balus) نامی ایک قبیلہ بود باش رکھتا ہے۔ (Baluch 1958:237)۔

بلوص کے بحث سے قطع نظر نصیر دشتی کے مطابق بلوچ ایرانی سطح مرتفع میں Balashakan یا Balashagan میں آکر آباد ہوگئے۔ بحیرہ خزر کے شمال مغربی علاقے میں ایک علیحدہ شناخت کے طور پر اُبھرے۔ اس عہد میں یہ لوگ Balashchik کہلاتے تھے۔ اگلے مرحلے پر Balashagan کے Balashchik کرمان، سیستان، مکران اور توران میں پھیل گئے اور بلوچ کے نام سے مشہور ہوئے (Dashti 2012:8)۔

آٹھویں صدی عیسوی کے ایک پہلوی ٹیکسٹ " شہر ستان ہائے ایران شہر " میں Markwart، ایک تحریر کو بلوچان (Balochan) تلفظ کرتے ہیں اور اِسے بطور جمع " بلوچ" سے منسوب کرتے ہیں (Markwart 1931:15) جسے Spooner بلوچوں سے متعلق ابتدائی تحریری حوالہ قرار دیتے ہیں (Spooner 1989:606) جبکہ Daryee اسے "بلوچاں" کی بجائے بروزان (Barōzan) نامی جگہ سے نتھی کرتے ہیں جو بحیرہ خزر کے علاقے مازندران اور گیلان میں واقع ہے۔ Neberg اسے خانلنجان کے ایک گاؤں "بارجان" قرار دیتے ہیں۔ (Badal khan 2013:33, 114) اب تک کی دستیاب مواد کی روشنی میں بلوچوں کے متعلق پہلا بیان مشہور عرب مورخ احمد بن یحیٰی بلاذری (892-815ء) کا ہے۔ جنہوں نے اپنی کتاب "فتوح البلدان" غالباً نویں صدی عیسوی کے نصف میں لکھی (Marri Baloch 1974:49) اس کے بعد ابنِ حوقل (950ء) وہ دوسرے

مورخ ہیں جنہوں نے ایک طرف اپنی تحریروں میں کوچ اور بلوچ کا تذکرہ ایک ساتھ کیا ہے جبکہ دوسری طرف وہیں پہ اُس نے براہوئی لوگوں کا تذکرہ زم بروحی (Zem Berouhi) کے نام سے بھی کیا ہے (Hankal 1800:92)۔

بلاذری اور ابن حوقل کے علاوہ دوسرے عرب مورخین بیہقی، اصطخری، البیرونی، یعقوبی، مولانا منہاج سراج اور حدود العالم کے مصنف جابجا اپنی تحریروں میں بلوچوں کو Biloj, Baylos, Bilos, Balos, Al-Balos اور کوچ لوگوں کو koj, kufj, Al-qufus, kof, Qufs, کے نام سے ان کا تذکرہ کرتے رہے۔ (Marri Baloch 1974:50) اور بطور جمع صیغہ وہ کوچ لوگوں کو کوفچان، کوفجیان، کوفیان لکھتے رہے (Badal khan 2013:119)۔

مولانا منہاج سراج کی کتاب "طبقات ناصری" کی ترتیب و حاشیہ نگاری عبدالحیی حبیبی نے کی تھی۔ اس میں لکھا ہے کہ "بیہقی نے باوالس، بالُس، والشتان کے نام سے مکران، قصدار (یعنی موجودہ خضدار) و طوران کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے۔ مقدسی نے بالُش لکھا ہے۔ حدود العالم میں بالش ہے۔ البیرونی نے قانونِ مسعودی اور صیدلہ میں بالش اور والشتان لکھا ہے۔ اور یعقوبی نے بھی اِسی طرح لکھا ہے۔ اس سے شبہ میں نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ:

والشتان، بالس، بالش، بلوچستان اور سندھ میں تھے۔ اور اب سیوی سے سیوستان (یعنی موجودہ سہون) کو جو سندھ میں ہے۔ البیرونی نے قانون مسعودی میں سیوی و مستنگ (یعنی موجودہ مستونگ) کو جو بلوچستان میں ہیں۔ اور سیوان (یعنی موجودہ سہون) کو جو سندھ میں ہے۔ والشتان کے شہر بتایا ہے۔ طبقات (ناصری) کے بعض خطی نسخوں میں والشتان کو والیان بھی لکھا ہے۔ اور یہ لکھنے والوں کی غلطی ہے۔ والیان ایک علیحدہ شہر تھا جسے وائین بھی لکھ دیا ہے (منہاج سراج 2004:381-382)۔

اِس ضمن میں سردار خان بلوچ لکھتے ہیں کہ درمیانہ عہد میں قندھار کا علاقہ بشمول وسطی سطح مرتفع قلات اور سیستان کا ایک حصہ Balyūs کے نام سے جانا جاتا تھا۔ Balyūs یا Balūs کا نام، کرمان، سیستان، مکران اور افغانستان کے شوراوک کے علاقوں میں بلوچوں کی آمد کی وجہ سے سامنے آیا (Baluch 1958:16f)۔

کوچ اور بلوچ لوگوں کے حوالے سے ہمیں بلاذری اور ابن حوقل کے بعد شاہنامہ فردوسی میں جابجا کوچ اور بلوچ کا حوالہ ملتا ہے۔ جس کا تذکرہ آگے آئے گا۔ تاہم عرب مورخین اور فردوسی سے بہت پہلے ہمیں ہخامنشی بادشاہ Xerxes،(480-486) قبل مسیح کی Daiva تحریروں میں اکوفاسیہ Akofačia(یعنی قفص) کے لوگوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ جو موجودہ جنوبی لارستان(Larestan)اور کرمان میں آباد تھے۔اس تحریری کتبے میں ایک اور نسلی گروہMačiaکا حوالہ بھی ملتاہے(Herzfled 1963-365)یعنی ماکا کے لوگ جو موجودہ مکران سے متعلق ہے۔ ہیروڈوٹس نے انہیں Mykians لکھا ہے۔ یعنی Maka کے لوگ جو کہ ہخامنشی سلطنت کے مشرقی حصے میں رہتے تھے۔ سکندر اعظم نے عمانی حصے کے ماکا کوMeketa کہا ہے۔

اگرچہ بلوچ اور بلوچستان کے حوالے سے عرب مورخین کے یہ حوالے بلاشبہ انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ تاہم وہ اپنی تحریروں میں بلوچستان اور سندھ کے لوگوں کو عمومی انداز میں مید اور زُط(Zutt) قرار دے کر کسی تفصیل میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں جو سب سے بڑا مغالطہ سامنے آیاوہ یہ کہ عربوں کے بیان کردہ "زُط" کو عمومی طور پر جٹ یا جاٹ تصور کیا گیا۔ یہاں سب سے بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کن بنیادوں پر عربوں کے زُط کو جٹ یا جاٹ تصور کیا جائے۔ حالانکہ قدیم تحریروں میں کوئی ایک بھی ایسا حوالہ نہیں ملتا کہ ابتدائی عہد میں یہاں بلوچستان میں کوئی جاٹ آباد تھے۔ جب مسلمان پہلی بار ساتویں صدی عیسوی کے اواخر میں بلوچستان اور سندھ کی طرف آئے تو اُن کے بقول یہاں Zath اور مید اکثریت میں آباد تھے (Elliot &dowsen 1979:508)۔ بعض محققین تو 12 سو قبل مسیح میں میدوں کو پنجاب میں آباد بتاتے ہیں۔ رشید اختر ندوی ویدک انڈکس کے مؤلف کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ 12 سو قبل مسیح سے لے کر آٹھویں صدی قبل مسیح میں جھنگ اور شور کوٹ میں میدوں کی سیوا یا سیوی ریاست قائم رہی تھی کہ جس کا دامن سندھ کے موجودہ شہر تک وسیع تھا(ندودی 1998 :333)جبکہ برڈلے کیتھ اِسے جیکب آباد کے قریب بتاتے ہیں تو پھر یہ یقیناً "سبی" بلوچستان ہے(ندوی317:1998)۔

لیکن "پری بُدھسٹ انڈیا" کے مصنف کے مطابق سیوی سلطنت کا پایہ تخت سبی شہر نہیں تھا۔ یہ سیوی یا سیواپور تھا جو موجودہ جھنگ اور شور کوٹ کے نواح میں واقع تھا۔ (ندوی

Smith(317:1998 کے مطابق سکندر اعظم نے سبی یاSivipura کو زیر کیا تھا۔ جس کا صدر مقام شور کوٹ تھا(Smith 1967:97)۔

بہر حال سبی بلوچستان اور سیوی پورہ دو مختلف مقام ہیں جن کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ جبکہ دوسری طرف ڈاہیا کے مطابق میید، سائرس اور دارا کے ہاتھوں میید سلطنت کی تباہی کے بعد پنجاب میں آئے ہوں گے۔ (ڈاہیا117:2007) کیونکہ دریائے سندھ کے اُس پار کا علاقہ میید سلطنت کے ماتحت تھا۔ سلطنت کھو جانے کے بعد یہ اِس طرف آکر آباد ہوئے(ڈاہیا145:2007)۔

عرب مورخین کی تحریروں میں سندھ میں میید اور ان کے حریف جاٹ عربی تحریروں کے زُٹ(Zutt) کا ذکر اکثر و بیشتر دیکھنے میں آتا ہے۔ اور ان لوگوں کو علاقے کا قدیم ترین آبادی تصور کیا جاتا ہے۔ میید اور جاٹ لوگوں کے درمیان اکثر و بیشتر لڑائیوں کا حوالہ بھی ملتا ہے۔(Elliot & Dowsen 1979:519)ایک اور جگہ یہی مصنف لکھتے ہیں کہ latti لوگوں کا مرکزی دھڑا Abiri کے علاقے اور سندھ کے گاؤں Pardabathra اور Bardaxema میں سکونت پذیر ہوا یا انڈو سیتھی (Indo-scythia) میں آباد ہوا۔ (Elliot &Dowsen 1979:507)جبکہ میید شروع میں پنجاب میں آباد تھے اور Iatti یا Jat سندھ کو کالونی بنا چکے تھے۔ (Elliot &Dowsen 1979:508)غالباً 30 سے 20 قبل مسیح کے دوران میید جنوب کی طرف ہجرت کر گئے اور بالاخر دریاے سندھ میں انہوں نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا اور اپنے نام کی مناسبت سے انھوں نے اپنا صدر مقام (Minnagara) کا نام عطا کیا۔ (Elliot &dowsen 1979: 530)Minnagara کا مقام Bambarwa(غالباً موجودہ بھمبور) کے علاقے میں واقع تھا(Elliot & Dowsen 1979:240)۔

آگے مورخ رقم طراز ہیں کہ "میں اِسی عہد کو بالائی سندھ میں میید اور Iatti کی باہمی چپلقش کے آغاز کا زمانہ خیال کرتا ہوں۔ (Elliot & Dowsen 1979:530) جس طرح سے مذکورہ مصنف Iatti کو جاٹ قرار دے رہے ہیں تو اِسی طرح دوسری طرف عرب مورخین کے بیان کردہ Zutt کو بغیر کسی دلیل و جواز کے، بعد کے مورخین جاٹ لکھتے اور تصور کرتے ہیں جو ایک غیر علمی رویہ ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عرب مورخین سے بہت پہلے پٹولمی کا بیان ہے کہ Zuth ڈرنگیانہ (موجودہ سیستان) کے سرحد پر کرمان کے صحرا میں آباد تھے۔ (Elliot & Dowsen 1979:507)پٹولمی

کے Zuthاور عرب مورخین کے Zuttغالباً ایک ہی لوگ ہیں جو ممکن ہے کہ Bit-Zattiکے قبیلے سے متعلق ہوں۔ جنہیں تگلت پلیسر سوئم (728-746ق م)نے دوسرے مختلف قبائل سمیت مثلاً Ramatia, Bit- Kapsiوغیرہ سمیت زیر کر لیا تھا۔ غالباًZattiاور دوسرے مذکورہ قبائل Baneاور Bistanعلاقے سے 125 میل دور اربیل کے مشرق میں کہیں رہتے تھے جہاں آشوریوں نے پیش قدمی کی تھی اور اس علاقے کے نام کا کیشیائی خصوصیت کے حامل نظر آتے ہیں۔(Cameron 1936:147-148)جبکہ Zattiلوگوں کے بارے میں Zadokکا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ یہ کوئی قدیم ایرانی نام ہو اوران کا علاقہ یہ عظیم خراساں روڈ کے شمال میں واقع تھا(Zadok 2002:99,111)۔

جبکہ دوسری طرف مذکورہ مصنف Iattiکو مفروضیاتی طور پر جاٹ کے ساتھ نتھی کرتے ہیں یہ شاید جاٹ کی بجائے غالباً ہرزفلیڈ کے Outioلوگ ہوں۔ ہرزفلیڈ Outioلوگوں کو بڑے اعتماد کے ساتھ قدیم فارس کے Yautiys، جدید فارسی Jutاور عرب مورخین کے Zuttکے ساتھ نتھی کر کے انہیں ایک ہی لوگ گردانتے ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہرزفلیڈ کے Outioموجودہ ہوت (Hot)ہیں جنہیں بعض اوقات Utianبھی لکھا جاتا رہا ہے۔

غالباً قدیم فارسی کے Yautiysبلوچ قبیلہ جتوئی ہیں۔ جن کا عرب مورخین کے Zuttسے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بہر حال Iattiلوگ اگر ہرزفلیڈ کے Outioنہ بھی ہوں تب بھی دوسری طرف عرب کے زُط غالباًوہی Zattiیاسیستان کے Zuthلوگ ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔

تاہم Elliot and Dowsenاپنی کتاب میں بلوچستان میں میدوں کے ساتھ Iattiلوگوں کی لڑائیوں کا ذکر کرتا ہے۔ تب یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہ جاٹ کی بجائے ہوت ہوں۔ کیونکہ ہوت اور مید دونوں مکران کے قدیم باشندے تصور کیے جاتے ہیں۔ یا پھر ڈرنگیا نہ (سیستان) کے قدیم Zuthلوگ۔

پیکولین لکھتے ہیں کہ جت (عرب مورخین کے زُط) بلوچستان کے پڑوسی ہندی ریاستوں کے مہاجر ہیں وہ آباد کاشت کار ہیں جو زمینیں بلوچ اور براہوئی قبائل کے حاکم طبقہ سے اجارہ پر لیتے ہیں۔ ان

کی اکثریت بلوچستان کے شمالی مشرقی حصہ قلات، سبی اور کچ گنداواہ میں رہتی ہے۔(پیکولین 60:200)
جبکہ چچ نامہ کے مطابق یہاں قلات میں ترک رہتے تھے۔(Elliot & Dowsen 1979:38)۔

کتاب "جاٹ" کے مصنف بی۔ ایس۔ ڈاہیا کے مطابق 551 عیسوی سے پہلے تُرک کا لفظ مستعمل نہیں تھا۔ مورخ مسعودی کے خیال میں تور تمام ترکوں کا مورث اعلیٰ تھا۔ (ڈاہیا 70:2007) سوال یہ ہے کہ اگر اِس عہد میں وسطی بلوچستان میں اگر جاٹ اور ترک آباد تھے تو براہوئی لوگ کہاں تھے۔ کسی بھی ایک عرب مورخ نے ان علاقوں میں براہوئی لوگوں کا تذکرہ نہیں کیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہاں کوئی Zutt نامی ایک قبیلہ موجود تھا۔ اگرچہ وہ اب مکمل طور پر دوسرے لوگوں میں ضم ہو چکا تھا۔ دوسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ "ابتدائی مسلم مورخین کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ انہوں نے برصغیر کے شمال مغربی سرحد پر اپنے ہر مد مقابل کو جاٹ کا نام دیا"(ڈاہیا105:2007)۔

میرا خیال ہے اگرچہ یہ بہت دور کی کوڑی ہے، تاہم اس امکان کو رد بھی نہیں کیا جا سکتا کہ چچ نامہ میں تُرک لوگوں کا حوالہ ممکن ہے کہ قدیم عہد کے وہ تورُکی (Turukkians) یا (Turukku) لوگوں کی باقیات ہوں جو مغربی میڈیا میں کہیں آباد تھے۔ Zadok کے مطابق Turukki لوگوں کا ذکر کئی دفعہ قدیم بابل میں بھی آیا ہے۔ یہ لوگ حُری ناموں کے حامل تھے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ حُری تھے۔ ایک تورُکی (Turukki) کا نام اکادی تھا(Zadok 1987:21)۔

بلوچ شعری روایتوں اور مختلف ضرب المثال میں بھی "ترک" کا حوالہ ملتا ہے۔ جسے عام طور پر بلوچ بہادر اور جنگجو کے مفہوم میں برتتے ہیں۔ بلوچ شعری روایتوں کا اِشارہ اِسی قدیم "تُرکو" لوگوں کی طرف ہو سکتا ہے۔ اگرچہ بعد کے عہد میں ترک اور منگول لشکروں نے کرمان، سیستان اور بلوچستان میں یلغار کی تھی اور بلوچ ان حملوں سے متاثر ہوئے تھے(Badal Khan 2013:31f)۔

تاہم اس کے علاوہ یہ قدیم Tukrish بھی ہو سکتے ہیں "جو دو ہزار قبل مسیح میں دجلہ کے مشرقی پہاڑیوں یا اُرستان میں رہتے تھے۔ بعد میں یہ لوگ ہجرت کر کے وسطی ایشیاء میں توخاری مشہور ہوئے۔(Zadok 1987:21) درخشانی توران کو جسے درمیانہ ایرانی میں "توغرن" لکھا گیا ہے۔ اس کے ماخذ کو "تکرش" سے متعلق قرار دیتے ہیں(Derakhshani 2001:19)۔

تاریخ میں اس طرح کی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ بہت سے قدیم لوگ مختلف جگہوں سے ہجرت کر کے دوسری جگہوں میں جا کر آباد ہوئے یا آباد ہونے پر مجبور کئے گئے۔ یہاں اس ضمن میں چند انتہائی حیران کن مثالیں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

Arrian کے مطابق Mousikano سندھ کے ڈیلٹا کے حکمران تھے (Smith 1967:106)۔ جبکہ کریٹوس ان کو Massanoi لکھتا ہے۔ اس کے علاوہ Diodorus (Curtius) انہیں Musicano لکھتا ہے (Smith 1967:106) اس کے ساتھ ایک اور قبیلہ Sodrai کا بھی ذکر کرتا ہے ان کے مطابق یہ دونوں قبیلے دریا کے کنارے پر آباد تھے (Smith 1967:104f)۔

اِس قبیلے کے علاوہ کرٹیوس الور کے راجہ کو سمبھو، سابو (Sabo) اور پلوٹارک "سابا" لکھتا ہے۔ سٹریبو (Strabo) کے مطابق راجہ کا نام "سیبوٹاس" تھا۔ اور اس کا پایہ تخت سندومانہ تھا۔ جبکہ ارین کے مطابق جب سکندر اعظم سندومانہ یا سندی مانہ (Sindimana) پہنچا جو سمبھو کا پایہ تخت تھا اور یہاں برہمن رہتے تھے۔ (ندوی 116:1998)۔

325 قبل مسیح کے سندھ کے یہ دونوں قبیلے Massanoi یا Musicano اور سمبھو یا سابو بلاشبہ کوئی پانچ سو اکتیس سال پہلے ذاگروس کے علاقے میں آباد تھے۔ شلمانصر سوئم نے 856 قبل مسیح میں جب ذاگروس کے علاقے میں پیش قدمی کی تو اُن کا سامنا Musasina، Sabini، Kartiara اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ہوا۔ Cameron کے مطابق یہ مذکورہ نام واضح طور پر کاکیشائی گروہ سے متعلق ہیں۔ اور اس سے یہ بات واضح ہے کہ اگر یہاں ذاگروس کے علاقے میں مقامی لوگوں کے ساتھ اگر کوئی انڈوایرانی لوگ تھے بھی تو 9 سو قبل مسیح میں ان کا کوئی نشان باقی نہ رہا ہو گا (Cameron 1936:143)۔

اب یہاں ذاگروس کے علاقے کے Musasina اور Sabini واضح طور پر بعد کے سندھ کے Massanoi اور سمبھو یا سابو (Sabo) لوگوں کی نمائندگی اور شناخت کرتے نظر آتے ہیں۔ اور یونانی مورخین کا سمبھو یا سبو (Sabo) موجودہ سندھی قبیلہ سمو یا سمہ اور Sodrai موجودہ سوڈر ہو سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ایرین سندھ میں xathroi لوگوں کا ذکر کرتا ہے، جسے بعض محققین سنسکرت کے Kshatriaya کے مترادف سمجھتے ہیں۔ (Smith 1967:104f) اغلب خیال یہ ہے کہ یہ نام بھی ذاگروس کے Kirtiara لوگوں سے متلق ہے۔ جسے یونانی مورخ نے صحیح طور پر نوٹ نہیں کیا ہو

گا۔ عام طور پر یونانی مورخ مختلف علاقوں اور قبیلوں کے ناموں کو اپنے طور پر تلفظ کرتے اور لکھتے تھے۔ بعض ناموں کو پوری طرح سمجھے بغیر مسخ انداز میں نوٹ کرتے تھے۔ اِسی طرح کرد قوم کے برازیہ قبیلہ جو موجودہ عہد میں سروج کے اطراف میں آباد ہیں۔ (مردوخ ندارد:81) جو غالباً تگلت پلیسر سوئم کے تحریروں کے Barahzia علاقہ سے متعلق لوگ ہیں جو خلیج فارس کے ساحل پر کہیں واقع تھا (Luckenbill 1926:270)۔

اسی طرح سے وسطی بلوچستان کو عرب مورخین نے توران کے نام سے یاد کیا ہے اور اِسے ہمارے محققین نے محض غلط فہمی کی بنا پر وسطی ایشیاء کے توران سے جوڑ دیا ہے۔ جبکہ وسطی ایشیاء میں توران کے سرزمین کو Oxus دریا کے شمال میں ایک نہایت ہی وسیع اور غیر شناخت شدہ علاقہ تصور کیا جاتا ہے۔ جس کا بھلا ایک دور دراز وسطی بلوچستان کے علاقے سے کیا تعلق بنتا ہے؟

Frye کے مطابق فردوسی اپنے شاہنامہ میں جس توران کا ذکر کرتا ہے وہ یقیناً موجودہ بلوچستان میں واقع "توران" ہے۔ جو پارتھی ورژن (Version) میں توگران (Twgran) کہلاتا تھا اور یہ اصطلاح 260ء میں شاپور کے ایک تحریر میں لکھا ہوا ملتا ہے (Frye1965:41)۔

مشہور عرب مورخ ال ادریسی نے وسطی بلوچستان کے "توران" کو توبران (Taubaran) لکھا ہے اُن کا بیان ہے کہ "راسک کا علاقہ دو اضلاع ال خروج اور کرکایان (Kirkayan) میں منقسم ہے۔

ماسکان (Māskān)، جوران (Jauran) اور توبران (Taubaran) کے لوگ شیعہ ہیں۔ ماسکان کا علاقہ کرمان سے ملحق ہے۔ یہاں کے لوگ بہت بہادر ہیں۔ (Elliot & Dowson 1979:81) آگے وہ لکھتے ہیں کہ توبران فہرج کے قریب واقع ہے جو کرمان سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں سے فردان (غالباً پیردان) جو ایک تجارتی قصبہ ہے۔ چاردن کے فاصلے پر واقع ہے۔ کرکایان (Kirkayan) فردان کے مغربی جانب Taubaran کے شاہراہ پر واقع ہے۔ توبران سے Mustah (کسی اور متن میں Maska) شہر تین دن کے فاصلے پر واقع ہے۔ (Elliot & Dowson 1979:81)

عرب مورخین زیادہ تر اِسے توران لکھتے رہے ہیں۔ جہانشاہ درخشانی کے مطابق اِس کا ماخذ Tukrish ہے۔ درمیانہ ایرانی میں اِسے TwYrn لکھا گیا ہے۔ عربوں نے اِسے توران لکھا ہے۔ یہی لوگ بعد میں توخاری کے نام سے مشہور ہوئے (Derakhshani 2001:19)۔

Zadok کے خیال میں دو ہزار قبل مسیح میں Tukrish اور گوتی (Guti) دجلہ کے مشرق کی طرف پہاڑیوں میں یا ممکن ہے کہ لُرستان میں رہتے تھے۔ تکرش یہاں سے ہجرت کر کے بعد میں وسطی ایشیاء میں آباد ہوئے اور یہ لوگ بعد کے انڈو یورپی تو خاری لوگوں کے آباؤ اجداد تھے (Zadok 1987:21)۔

6-3 بلوچ ہجرت کا مفروضہ اور حلب کا حوالہ

بلوچ ہجرت کا مفروضہ تین بڑے وجوہات کی بنا پر قائم کیا ہوا نظر آتا ہے۔ پہلی وجہ بلوچی زبان کا شمال مغربی ایرانی گروہ میڈی (Median) سے تعلق کی بنا پر، دوسری وجہ فردوسی کے شاہنامہ میں گیلان کے لوگوں کے ساتھ بلوچوں کے تذکرہ کی بنا پر قائم کیا گیا ہے۔ جبکہ تیسری وجہ غالباً بلوچی شعری روایت کا وہ حوالہ ہے کہ جس میں بلوچ حلب نامی غیر شناخت شدہ مقام سے اپنی ہجرت کی بات کرتے ہیں۔

مغربی محققین بلوچی زبان کے حوالے سے یہ خیال کرتے ہیں کہ غالباً بلوچ ابتدائی عہد میں ایران کے شمالی علاقوں (بحیرہ خزر کے جنوبی ساحل) میں بود و باش رکھتے تھے اور وہاں سے انہوں نے پہلے کرمان، سیستان اور پھر گیارہویں صدی عیسوی میں مکران اور بلوچستان کی طرف ہجرت کی۔ کیونکہ وہ بلوچی زبان کے لسانی تعلق کو عام طور پر ایران کے شمال مغربی خاندان میڈی شاخ سے متعلق سمجھتے ہیں (korn 2003:44-60)۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ میڈی زبان کے بارے میں لسانی شواہد اور مواد انتہائی کم اور عدم دستیاب ہیں اور پھر جس Issoglosses کی بنیاد پر یہ مفروضہ قائم کیا گیا ہے وہ بھی تسلی بخش اور موزوں نہیں ہے۔ حالانکہ بنیادی طور پر بلوچی زبان پروٹو مرکزی ایرانی گروہ سے متعلق ہے (SkjaervØ2002) اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ بلوچی زبان میں بیک وقت قدیم ایرانی اور قدیم انڈو آریائی اثرات نمایاں ہیں۔ مثلاً سومیری میں تانبے کے لیے Urudu کا لفظ مستعمل ہے جو بلوچی میں "رود" ہے۔ جبکہ بعض محققین سومیری Urudu کو ابتدائی آریاؤں سے مستعار تصور کرتے ہیں۔ (Smith 1928:157) انڈو آریائی میں یہ rudhra مستعمل ہے۔ بہر حال حقیقت حال جو بھی ہو لیکن اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بلوچ عہد قدیم سے کسی ایسے مقام یا سنگم پر رہتے تھے جہاں وہ بیک

وقت مغربی ایشیائی اور جنوبی ایشیائی اثرات کے زیر اثر رہے ہیں۔ اِس ضمن میں بہت سے لسانی شواہد دستیاب میں جن کا ذکر تفصیل سے آگے آئے گا۔

جبکہ ہجرت کی دوسری وجہ انہوں نے ابوالقاسم فردوسی (941-1020ء) کے شاہنامہ سے اخذ کی ہے کہ جس میں بلوچ جنگجوؤں کا تذکرہ گیلان کے سپاہیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ فردوسی ایک جگہ بلوچوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ توران کے بادشاہ افراسیاب کے خلاف ایران کے بادشاہ کیکاؤس کی فوج میں پارسی، کوچ، بلوچ، گیلان اور دشتِ سروچ سے تعلق رکھنے والے جنگجو شامل تھے۔ کیکاؤس فوج کی قیادت سیاہ وش کر رہے تھے۔ حالانکہ جنگجوؤں کی اس فہرست میں کوچ اور بلوچ کے علاقوں کی کوئی نشاندہی نہیں ملتی۔ تاہم بعض محققین نے محض گیلان کے حوالے سے بلوچوں کو ایران کے شمال مغربی علاقے سے نتھی کرنے کی کوشش کی ہے۔ جبکہ زبانی ساخت ہمیں بتاتی ہے کہ جب اکھٹے مختلف علاقوں کے اسما کا ذکر مقصود ہو تو قریب قریب کے علاقوں کے ناموں کا مشترکہ ذکر کرنے کے بجائے دور دور کے علاقوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہاں آگے بڑھنے سے پہلے اگر سیاہ وش (Siyah Vash) کے نام پر غور کیا جائے تو واضح طور پر بعد کے عرب مورخین کے سیاہ بجہ (Siyahbaja) انہی سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ کیونکہ پہلے مرحلے میں سیاہ وش کا آخری حصہ وش (vash) ہمیں واضح طور پر بج (baj) اور پھر بجہ (baja) کی صورت میں بدلتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ جو بالاخر بعد میں سیاہ پد اور پھر بلوچوں کے مشہور قبیلہ سیاہ پاد کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس صورتحال میں ذرا بھر کا بھی شک وشبہ نہیں ہے۔ Elliot and Dowson اپنی کتاب میں انہیں Sababija لکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ بہت سے سندھی سپاہی، عربوں نے اپنی فوج میں بھرتی کئے ہوئے تھے جو مختلف علاقوں میں جا کر لڑتے تھے Dionysius Telmarensis اپنے Syrian Chronical میں انہی سندھی سپاہیوں میں واضح طور پر جاٹ، اساورا (Asawira) اور Saba Bija لوگوں کا ذکر کرتے ہیں (Elliot & Dowson 1979:465)۔

اس مختصر وضاحت کے بعد ہم پھر اپنی موضوع کی طرف آتے ہیں۔ ڈاکٹر بدل خان کے مطابق یہ فوج واضح طور پر ایران کے شمال مغربی علاقے سے تعلق رکھنے والے گیلانی، شمال مشرقی ایران سے

پار تھی، جنوب مشرقی اور وسطی ایران سے پارسیوں اور جنوب مشرقی ایران کے علاقوں سے کوچ، بلوچ اور کرمان کے دشتِ سروچ سے تعلق رکھنے والے جنگجوؤں پر مشتمل تھی(Badal Khan 2013:97)۔

شاہنامہ میں ایک اور جگہ کیکاؤس کے پوتے کیخسرو فوج میں اشکش کی سربراہی میں بلوچوں کے ساتھ کوچ لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ فردوسی کے مطابق بلوچ اور کوچ سر سے لے کر پاؤں تک زرہ بکتر میں ملبوس تھے اور ان کے جنگی کلاہ پر مرغ کا کلغی نما ایک تاج لگا ہوا تھا اور ان کے جھنڈے پر چیتے کا شبیہہ بنا ہوا تھا۔ فردوسی "داستانِ کیخسرو" میں کہتے ہیں۔

پس گستہم اشکش تیز ہوش
کہ بار ای دل بود و بامغز و ہوش
یکی گرز دار ازنژادہمای
بہ راہی کہ جستیش بودی بہ پای
سپاہش زگردان کوچ و بلوچ
سگالیدہ جنگ و براوردہ خوج
کہ کس درجھان پُشت ایشان ندید
برہنہ یک انگشت ایشان ندید
درفشی بر اوردہ پیکر پلنگ
ہمی از درفش بپارید جنگ
بسی افرین خواند شھر یار
بدان شادمان گردشِ روزگار
نگہ کرد کیخسرو از پشتِ پیل
بدید آن سپہ را زدہ بر دو میل
پسند آمدش سخت وکرد آفرین
برآن بخت بیدار و فرخ زمین

(Boyajian 2003:314, Badal Khan 2013:98)

مذکورہ بالا شعری اقتباس میں کوچ او ربلوچ کا تذکرہ اشکش کی قیادت میں کیخسرو کی فوج کے ایک حصے کے طور پر کیا ہوا نظر آتا ہے، اس میں کسی شمالی ایران کے قبیلے کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اگرچہ فردوسی کے اشعار سے ہمیں اشکش کے بارے میں تفصیل سے کوئی آگاہی نہیں ملتی تاہم شاہنامہ میں اسی بادشاہ کے تحت اِسی نام کا ایک شخص مکران کے گورنر کے طور پر ملتا ہے(Badal Khan 2013:99)۔

ڈاکٹر بدل خان کے مطابق ممکن ہے کہ یہ اشکش وہی مکران کا گورنر اشکش ہو، جس نے کیخسرو کی فوج میں تورانیوں کے خلاف کوچ اور بلوچ کی جنگی دستہ کی قیادت کی ہو۔ اگر ایسا ہے تو بلوچ جنگی دستے مکران سے اشکش کی سربراہی میں آکر کیخسرو کی فوج کا حصہ بنے ہوں گے(Badal Khan 2013:99,100)۔

اگرچہ فردوسی کے شاہنامہ کا یہ حصہ روایتی ایرانی داستانوں پر مشتمل ہے تاہم اس کے بعد کا حصہ جو نوشیروان سے متعلق ہے، تاریخی ہے۔ جس میں نوشیروان کی عہد حکومت میں پہلے بلوچوں کی پھر گیلان کے لوگوں کی بغاوت کا حوالہ ملتا ہے۔ اس حصے میں بھی بلوچ قبائل کے بود و باش کے واضح نشانات نہیں ملتے، تاہم یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایران کے مشرقی علاقوں میں رہتے تھے۔ فردوسی کے مطابق نوشیروان نے اتنی شدت اور بربریت کے ساتھ کوچ اور بلوچ لوگوں کی بغاوت کو کچل دیا تھا کہ وہ صفحہ ہستی سے ہی مٹ کر رہ گئے۔ بلوچوں کو کچلنے کے بعد نوشیروان نے گیلانیوں کی بغاوت کو فرو کیا۔ فردوسی مزید آگے کہتے ہیں کہ گیلان اور دیلمی لوگوں کی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد نوشیروان مدائن چلا آیا۔ ایک موقع پر نوشیرواں وہاں دربار لگائے بیٹھے تھے کہ گیلانی اور بلوچ ان کے دربار میں حاضر ہوئے۔ فردوسی کہتے ہیں۔

یکی بارگہ ساخت روزی بہ دشت
زگردسواران ہوا تیرہ گشت
ہمہ مرزبانان بہ زرین کمر
بلوچی و گیلی بہ زرین سپر
سراسر بدان بارگاہ آمدند
پرستندہ نزدیک شاہ آمدند

چو سی صد زبالای زرین ستام
ببر دندو شمشیر زرین نیام
درخشیدن تیغ و ژوپین وخشت
(Badal Khan 2013:110)

اس شعری اقتباس سے ہمیں بلوچ اور گیلانی لوگ ایک بار پھر نوشیر وان کی فوج میں شامل دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن اِس میں کوچ لوگوں کا تذکرہ نہیں ملتا۔ تاہم ڈاکٹر بدل خان اور دوسرے محققین کا خیال ہے کہ یہاں نوشیر وان کی فوج میں گیلانیوں کے ساتھ بلوچوں کے تذکرہ کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ یہ دونوں قبائل ایک دوسرے کے ہمسائے میں شمالی ایران میں رہتے تھے کیونکہ بادشاہوں کی فوج میں سلطنت کے تمام علاقوں سے تعلق رکھنے والے شامل ہوتے ہیں(Boyajan 2003:314, Frye1961:47, Badal khan 2013:111)۔

ایک اور جگہ فردوسی کے حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ نوشیر وان آزر بائیجان کی جانب پیش قدمی کرتے نظر آتے ہیں اور اس کی فوج میں شمالی ایران سے گیلانی اور دیلمی، مغربی مکران اور جنوبی کرمان سے تعلق رکھنے والے بلوچ، کوچ اور دشتِ سروچ کے لوگ شامل ہیں۔

سوی طیسفون رفت گنج و بنہ
سپاہی بماند از یلان یک تنہ
ہمی ویژہ گردان آزادگان
بیا مد سوی آذر آبادگان
سپاہی بیامد زھر کشوری
زگیلان و از دیلمان لشکری
زکوہ بلوچ و زدشتِ سروچ
گرازاں برفتند گردان کوچ
ہمہ پاک با ھدیہ و باثار
بہ پیش سرا پردہی شھر یار
(Badal Khan 2013:112)

ڈاکٹر بدل خان کے مطابق فردوسی کا یہ اقتباس انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ فردوسی یہاں بلوچوں کو بحیرہ خزر (Caspian) کے علاقے کی بجائے کہیں مکران میں کوچ اور سروچ کے ہمسائے میں ظاہر کرتا نظر آتا ہے۔ جس طرح بہت سے محققین بلوچوں کو بحیرہ خزر کے جنوبی ساحلوں میں آباد بتاتے رہے ہیں۔ لیکن فردوسی کے شاہنامہ میں بلوچوں کی سکونت پذیری کا کوئی واضح حوالہ نہیں ملتا، تاہم اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس عہد میں بلوچ بالخصوص مغربی مکران اور جنوب مشرقی کرمان میں کوچ لوگوں کے ہمسائے میں رہ رہے تھے (Badal Khan 2013:113)۔

لیکن شاہنامہ فردوسی کا اِس سے کہیں زیادہ اہم حصہ وہ ہے جہاں کوہ چلتن، دشت گوران اور بولان کی وادیوں تک کُرد سمیت کوچ و بلوچ کی سکونت پذیری کا حوالہ ملتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ لاچین اور افغانوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

؎ کہ نزدیک زابل بہ سی روزہ راہ
یکے کوہ بود سر کشیدہ بہ ماہ
بہ یک سوئے او دشت خرگاہ بود
دگر دشت زا ہندرا راہ بود
نشتند درآں دشت بسیار کوچ
زاوگان و لاچین و کرد و بلوچ
(نصیر 1999:24-25)[8]

اِس اقتباس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ بلوچ مغربی مکران اور جنوب مشرقی کرمان سے لے کر بولان کی وادیوں تک آباد تھے۔ میر گل خان نصیر نے اپنی کتاب کوچ و بلوچ اور تاریخ بلوچستان میں جابجا اِن اشعار کا حوالہ دیا ہے۔ تاہم ڈاکٹر بدل خان نے جس نسخے سے استفادہ کیا ہے۔ غالباً اُس نسخے میں یہ اشعار شامل نہیں ہیں۔ کیونکہ شاہنامہ کے مختلف ادوار میں مختلف نسخے شائع ہوئے ہیں۔

---

[8]۔ ڈاکٹر سلیم کرد کے بقول میر گل خان نصیر نے شاہنامہ کے جس نسخے سے استفادہ کیا تھا۔ وہ نسخہ عبدالکریم شورش ایران سے لے کر آئے تھے۔ بعد میں عبدالکریم شورش کے بیٹے فیصل رند سے بھی اِس بات کی تصدیق ہوئی۔

بہر حال فردوسی کا کوچ اور بلوچ لوگوں کا ایک ساتھ ذکر کرنے کی تصدیق ہمیں اُن سے بھی پہلے بلاذری اور ابن حوقل کی تحریروں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ جو بلوچ اور کوچ لوگوں کو کرمان کی پہاڑیوں میں ایک ساتھ سکونت پذیر بتاتے ہیں۔

پھر ان کے بعد دسویں صدی کے دوسرے عرب مورخین بھی اِس بات کی تائید کرتے نظر آتے ہیں۔

اِس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ فردوسی نے کیخسرو کی فوج میں شامل بلوچ لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان کے جھنڈے پر چیتے کی شبیہہ بنی ہوئی تھی۔ اس ضمن میں فردوسی کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

؎ سپاہش زگردان کوچ و بلوچ
سگالیدہ جنگ و برآوردہ خوچ
کہ کس درجہاں پُشت ایشاں ندید
برہنہ یک انگشت ایشاں ندید
درفشی برآوردہ پیکر پلنگ
ہمی از درفش بیارید جنگ

توراکینہ قاضی اپنی کتاب "سائرس اعظم" میں فردوسی کے اِس بیان پر تصدیق کی مہر ثبت کرتی نظر آتی ہیں۔ وہ اِس ضمن میں لکھتی ہیں کہ سائرس اعظم کے عہد میں "کرمانی پورے کرمان، صحرائے لوط، مکران اور سیستان پر قابض تھے اور ان کا سردار تابال کرمانی تھا۔ کرمان کے طوفانی دستے اسواران کہلاتے تھے جو شہنشاہ کے ذاتی محافظ بھی تھے اور ان کے لیے سالار بھی خود سائرس اعظم یعنی صرف شہنشاہ منتخب کرتا تھا۔ چنانچہ ان کا پہلا سالار فرناسس تھا جس کی ڈھال پر چیتے کی شبیہہ بنی ہوئی تھی اور وہ خوب مسلح تھا۔ (بلوچ، 2012:86,90 قاضی: 143، 274) جبکہ دوسری طرف غالباً کرمان کے یہ "اسواران" وہی لوگ ہیں جو ایک ہزار سال کے بعد ہمیں عرب مورخین کے بیان کردہ اساورہ اور سیاہ الاسوار کی صورت میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اور بلوچ محققین انہیں بلوچ قرار دیتے ہیں۔ خسرو اوّل

انوشروان کے زمانے میں "اسوار" کے نئے معانی پیدا ہوئے۔ اُن کے دربار میں اسوار اور شہزادے سب سے اوپر کی جماعت تھے۔ مادیگانِ چترنگ میں اسوارانِ سردار کا ذکر ملتا ہے۔ (کرسٹن سین1992:676) جبکہ فردوسی کے بیان کردہ کوچ کے بارے میں جہانشاہ درخشانی کا خیال یہ ہے کہ "کوچ" لوگ بنیادی طور پر دوہزار قبل مسیح کے گوتی (Guti)ہیں۔ جو بعد میں "کوچ" کہلائے (Derakhshani2001:19) گوتی لوگوں کے بارے میں Zadokکا خیال ہے کہ یہ لوگ Tukrishلوگوں کے ساتھ دجلہ کے مشرق کی طرف پہاڑیوں میں یا ممکن ہے کہ لرستان میں رہتے تھے (Zadok 1987:21)۔

4-6۔ شعری روایت

بلوچ ہجرت اور اس کی نسلیاتی ماخذ کے حوالے سے دو بڑے شعری روایتوں کا حوالہ ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے۔ عام طور پر مُلا شوران اور ڈومبکی شاعر کا حوالہ یہ ہے کہ بلوچ حلب نامی جگہ سے آئے ہیں اور عراق میں کربلا کے میدان میں امام حُسین کی حمایت میں یزید سے نبرد آزما رہے ہیں۔ یزیدی دباؤ کے باعث وہ میر جلالاں رند کی قیادت میں بمپور سے ہوتے ہوئے سیستان میں آکر سکونت پذیر ہوئے جہاں شمس الدین نامی بادشاہ حکمرانی کرتے تھے۔ اُن کے بعد جب بدر الدین حکمران ہوئے تو انہوں نے بلوچوں کے خلاف لشکر کشی کی اور انہیں جُگین کے علاقے میں شکست دے کر وہاں سے نکال باہر کیا۔ (نصیر 3:2000) جس کے نتیجے میں بلوچ پہلے مغربی مکران اور پھر مشرقی مکران میں آکر رہنے لگے۔ یہاں وسائل کی کمی کے باعث وہ وسطی بلوچستان، ڈھاڈر اور کچھی کے علاقے میں رہائش پذیر ہوئے۔

اخوند محمد صدیق کے بقول وسطی بلوچستان قلات میں رند و لاشار قبائل نے قلات کی تخت پر حملہ کرکے والی قلات میر عمر میر واڑی کو قتل کیا اور اس کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ لیکن تاریخی تحقیق کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ رند قبائل اور میر عمر میر واڑی کے درمیان سے کوئی لڑائی نہیں ہوئی بلکہ یہ لڑائی سوراب کے علاقے میں نغاڑ میں براہوئی اور جد گالوں کے درمیان زمینوں کے تنازعے پر ہوئی اور یہ تمام تر واقعہ "براہو جد گالانی جنگ" کی نظم میں آج بھی محفوظ ہے(نسیم157:2008)۔ آگے بڑھنے سے پہلے یہاں اِس بات کی صراحت بھی بہت ضروری ہے کہ بلوچ اور براہوئی کی تاریخ کا

تجزیہ کرتے وقت ہم غیر شعوری طور پر ایک بنیادی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں کہ ہم ان کی تاریخ کو میر چاکر رند اور میر کمبر سے شروع کرتے ہیں یا اس کا سرا یہیں سے پکڑتے ہیں۔ حالانکہ رند بلوچوں اور میر کمبر سے بہت پہلے بلوچ اور براہوئی ہر دو یہاں موجود تھے۔

اِس مختصر سی وضاحت کے بعد ہم ایک بار پھر بلوچی شعری روایت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس شعری روایت میں بہت سی خامیاں اور سقم دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کیونکہ یہ شعری حوالہ بہت بعد میں غالباً اٹھارہویں صدی میں تخلیق کیا گیا۔ اس کے علاوہ اس حوالے میں جس نامعلوم "حلب" کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ملتی۔ تاہم بعد میں بہت سے محققین نے اپنے طور پر اِس نامعلوم حلب کو شام کے حلب کے ساتھ نتھی کر دیا۔ اور اِس بنا پر یہ فرض کر لیا گیا کہ بلوچ شام سے عراق اور پھر ایران میں آکر سیستان میں سکونت پذیر ہوئے۔ اگرچہ اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ سیستان کا علاقہ بلوچوں کے مجموعی حافظے میں نہایت ہی شدت کے ساتھ اثر انداز ہوتا نظر آتا ہے۔ سیستان کی تڑپ اور چاہت کے حوالے سے متعدد ایسے بلوچی اشعار ملتے جس کے ساتھ بلوچوں کی بے پناہ وابستگی کا اظہار ملتا ہے۔ مثلاً

ماپہ سیستان ءِ جنوں شیئراں

یعنی ہم سیستان کی چاہت کا گُن گاتے ہیں۔ اسی طرح سیستان کے حوالے سے "سیستانی تورا" کی کہاوت آج بھی مشہور ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ "بلوچوں کا سیستانی آداب اور ضابطہ اخلاق" جس پر بلوچ عمل پیرا رہے تھے اور آج بھی اس کی بات کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بلوچوں کا مشہور ناروئی قبیلہ زمانہ قدیم سے یہیں آباد تھا۔

اِس شعری روایت میں میر حمزہ نامی شخصیت کا حوالہ بھی ملتا ہے اور اس کے ساتھ بلوچ اپنا نسلی حوالہ جوڑتے ہیں۔ جسے بعض لوگوں نے حضرت محمد کے چچا حضرت حمزہ سے متعلق سمجھا ہے۔ غالباً یہ میر حمزہ خراسان کے امیر حمزہ ہو سکتے ہیں۔ جس نے عباسی حکمرانوں کے خلاف ابو مسلم خراسانی کی حمایت کی تھی۔ غالباً شعری روایت کا یہ اشارہ اِسی حمزہ کی طرف ہے۔ جس کی نشاندہی سب سے پہلے پروفیسر عزیز بگٹی نے کی تھی۔ اسی طرح شعری روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بلوچ حضرت امام حُسین کی حمایت میں یزید کے خلاف لڑتے رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس عہد میں عراق میں موجود کچھ بلوچوں نے حضرت

امام حُسین کی حمایت کی ہو کیونکہ ایرانیوں کے خلاف عرب بلوچ اتحاد کے نتیجے میں حضرت عمر نے اپنے عہد میں بہت سے بلوچ لوگوں بالخصوص سیاہ سوار اور ان کے لوگوں کو عراق میں جاگیریں عطا کی تھیں اور وہیں پر یہ لوگ آباد ہو گئے تھے۔ لیکن بڑے پیمانے پر بلوچ لوگوں کی حمایت کی بات درست نہیں ہے۔

اِس کے علاوہ زیادہ قرینِ قیاس بات یہ ہو سکتی ہے کہ اس شعری روایت میں یزید کا جو حوالہ ملتا ہے، ممکن ہے کہ یہ یزید بن معاویہ نہ ہو بلکہ ساسانی بادشاہ یزدگرد دوئم یا سوئم ہو۔ اور بعد کے بلوچ شعرا نے اِس یزد کو یزید سمجھ کر کربلاّ کے واقعہ سے جوڑ دیا ہو۔ کیونکہ ایسی روایتیں موجود ہیں کہ ماضی میں اردشیر اور نوشیرواں کے علاوہ یزدگرد سوئم کے ساتھ بھی بلوچوں کی لڑائیاں ہوئی ہیں۔

مُلاّ شوران اور ڈومبکی شاعر کے برعکس مکران کے شعراء بالخصوص اُنیسویں صدی کے مُلا بہادر کے شعری روایت میں سرے سے کہیں حلب نامی جگہ کا حوالہ نہیں ملتا۔ اُس کے مطابق صرف رند اور لاشاّر میر حمزہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ کہ رند قریش ہیں اور حمزہ کی اولاد ہیں، جبکہ دوسری طرف مکران کے ایک اور شاعر ملاّ بوہیر رند کے مطابق بھی رند قریش ہیں اور بوسعید خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ حمزہ اور عباس کی اولاد ہیں۔ ڈاکٹر بدل خان کے مطابق شاعر کا بوسعید سے مراد عمان کے بوسعیدی سلطنت سے ہے جبکہ عباس سے اُن کا مراد حضرت عباس ابن علی ابن ابو طالب سے ہے (Badal khan 2013:23f)سید ہاشمی کے مطابق ممکن ہے کہ رندوں کا کوئی حمزہ نامی آباؤ اجداد ہو۔ لیکن یہ امیر حمزہ بن عبدالمطلب ہر گز نہیں ہو سکتا اور نہ ہی رند قریش خاندان سے تعلق رکھتے ہیں (ہاشمی 207:1986)۔

اُن کے خیال میں ایران کے جنوب میں ایک بلوچ قبیلہ "کُرش" موجود ہے جو بلوچی بولتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بلوچوں کے کسی ایک شخص کا نام حمزہ کرش تھا جسے حمزہ قریش سے نتھی کیا گیا۔ سید ہاشمی کے خیال میں یہ کرش قبیلہ کوروش کبیر سے متعلق ہے۔ (ہاشمی 207:1986)بنیادی طور پر قدیم فارسی kurash غالباً عیلامی kur-rash سے متعلق ہے(Zadok 1991:37)۔

جبکہ میجر موکلر(Mockler)کے بقول رند شام کے علاقے حلب سے نہیں آئے بلکہ یہ علف (Alaf)نامی شخص کے اولاد ہیں اور عمان میں ایک علافی قبیلہ موجود ہے اور علافی قبیلہ کے لوگ بنیادی

طور پر قحطانی ہیں۔(Mockler 1895:33)یاد رہے کہ راجہ داہر کے زمانے ہی سے سندھ میں عرب علافی موجود تھے اور محمد علافی کی قیادت میں عرب لوگ سندھیوں کے باہمی جھگڑوں میں راجہ داہر کے حلیف تھے(ڈاہیا 270:2007)۔

اگرچہ یہ ممکن ہے کہ عمان سے تعلق رکھنے والے لوگ مکران میں آباد رہے ہوں۔ کیونکہ عمان اور مکران کا تعلق عہد قدیم سے قائم رہا ہے۔ قدیم ماگان کا علاقہ خلیج عمان کے دونوں اطراف پر مشتمل تھا۔ جو مکران کی صورت میں آج بھی موجود ہے۔ یہ جنوب مشرقی ایران اور جنوب مغربی پاکستان کے ساحلی علاقوں کے لیے مشتعمل تھا۔(Herzfled 1968:63-4)تاہم رندوں کے بارے میں موکلر کی یہ بات درست نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شعری روایت کے Halabیا Alabکے ساتھ علف (Alaf)کی صوتی مشابہت کو بنیاد بنا کر محض قیاس آرائی کرتے ہوئے رندوں کو "علف" سے نتھی کرتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ "رند" کا لفظ بذاتِ خود ایک اہم اصطلاح ہے اور عرب لوگوں کے ساتھ اس کا کیا تعلق بنتا ہے وہ اس کی وضاحت کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔

حلب نامی جگہ کے بارے میں بہت سے امکانات پر بات ہو سکتی ہے۔ سب سے پہلے سید ظہور شاہ ہاشمی نے اِسے شام کے حلب کی بجائے کسپیئن دریا یعنی بحیرہ خزر کے مغربی جانب البانے (Albane)نامی جگہ سے نتھی کرنے کی بات کی(ہاشمی1986:208-212) تاہم شام کے حلب کے علاوہ عہد قدیم میں عراق ہی میں ایک Hallabنامی جگہ وجود رکھتا تھا۔ لارسا کے حکمران Warad-Sin نے اپنے اور اپنے خاندان کی زندگی اور خیر وعافیت کے لیے Halabشہر میں دیوی Inannaکا ایک معبد بنایا تھا(Cameron 1936:77)۔ غالباً یہ شہر Ummaکے قریب کہیں واقع تھا۔

اس کے علاوہ حلب سے ملتا جلتا ایک مقام Halpiہے جس میں Mikiلوگ رہتے تھے۔ تگلت پلیسر سوئم (728-746ق م)کے دوسرے سال میں آشوریوں نے اِس شہر سمیت وہاں پر Bit-Zatti کے بادشاہ Kaki، بت ہمبان کے لوگوں، بت Kapsiکے Battanuوغیرہ کو مغلوب کیا تھا۔ (Cameron 1936:147)اگرچہ ان علاقوں کو واضح طور پر نشان زد نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ علاقے غالباً مغربی میڈیا میں واقع تھے۔ ان علاقوں کے بیشتر نام کا کیشیائی ماخذ سے تعلق رکھتے ہیں۔ Bit-

Zatti کے بارے میں Zadok کا خیال ہے کہ یہ عظیم خراسان شاہراہ کے شمال میں کہیں واقع تھا۔ (Zadok 2002:99)۔

بت ہمبان کا علاقہ، نمری (Namri) کے مشرق میں تھا (Zadok 2002:122)۔ Cameron کے مطابق نمری کا علاقہ ذاگروس میں واقع تھا (Cameron1936:33)۔ Brinkman کے مطابق نمری اور بت ہمبان بارہ سو قبل مسیح سے لے کو نویں صدی قبل مسیح تک کسائیٹ کا مرزبوم رہے ہیں۔ Levine کے خیال میں نمری کا علاقہ دیالا کے مشرق میں کہیں دوری پر واقع تھا(Reade 1978:141)۔

اِسی طرح حلب سے ملتا جلتا ایک اور نام ایلّپی (Ellipi) ہے۔Livine کے مطابق ایلّپی لرُستان میں کہیں واقع تھا جو کہ آشوریوں کے عہد میں آشور اور عیلام کے درمیان ایک بفر اسٹیٹ کا کام دیتا تھا(Reade 1978:141)Medvedskaya کے مطابق Ellipi، پیش کوہ میں واقع تھا۔ اس کے مغربی ہمسائے علاقے بت ہمبان، Halman اور Tupliash تھے اور مشرق کی طرف Araziash، Harhar اور میڈیا کے علاقے تھے(Zadok 2002:127)۔

Cameron کے مطابق 9 سو قبل مسیح میں عیلام کے شمالی سرحد پر Ellipi کا علاقہ واقع تھا۔ یہ علاقہ دیر (Der) کے شمال مشرق میں پہاڑی وادیوں تک اور غالباً موجودہ نہاوند اور شمال میں بغداد کرمانشاہ ہمدان کے پچھلے پگڈندی (trail) تک محیط تھا۔ (Cameron 1936:180) بلوچوں کی طرح براہوئی کے ابتدائی اور قدیم تاریخی روایات بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حلب (شام) سے ہجرت کرکے یہاں آئے ہیں(Bray 1978:3)۔

بلوچ اور براہوئی لوگوں کا یہ دعویٰ جزوی طور پر اِس لیے درست ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ ان کا ایک مختصر سا جتھا کسی قدیم عہد میں شام کی بجائے لُرستان یا عیلام کے قریب واقع Ellipi نامی جگہ یا عراق میں واقع Hallab نامی جگہ سے پہلے کرمان اور سیستان میں آکر آباد ہوا ہو گا اور پھر بعد میں یہ جتھا اِس طرف آیا ہو گا۔ اور یہ روایت اِسی ہجرت کی طرف اِشارہ کر رہا ہو گا۔

بہر حال میر جلالہان رند کی قیادت میں چوالیس بلوچ قبائل کی ہجرت کے ساتھ ساتھ بہت سے شجرہ انساب کے حوالے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اُن کے چار بیٹے میر رند، میر لاشار، میر کرا یا کُرائی، میر جاتن تھے اور ان کی ایک بیٹی جتو کا حوالہ بھی ملتا ہے۔

(فریدی 40:2014، نصیر 4:2000) حالانکہ تاریخی طور پر یہ بات درست نہیں ہے کہ رند اور لاشار میر جلالاں کے بیٹے تھے۔ اس طرح کے شجرہ نسب اٹھارہویں اور اُنیسویں عیسوی کی تخلیق کردہ ہیں، جن میں محض قیاس آرائیوں سے کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ رند و لاشار بنیادی طور پر ایک وسیع قبائلی اتحاد یہ تھا جس میں مختلف اتحادی بلوچ قبائل شامل تھے۔ نیز ان کی ہجرت کے مفروضہ سے بہت پہلے کرمان، سیستان اور مکران میں بلوچ آباد تھے۔ المقدسی 985 عیسوی سے بھی پہلے بلوچوں کو مکران کے سب سے اہم شہر پنجگور میں آباد بتاتے ہیں۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کرمان پر سلجوق یلغار (1041ء) سے کوئی 84 سال پہلے بلوچ مشرقی مکران میں غالب اور اکثریتی آبادی کے طور پر آباد تھے۔ جبکہ کرمان کے صحرا میں وہ منتشر آبادیوں کی صورت میں رہ رہے تھے (Hansman 1973:569)۔

اس سے بھی قبل عربوں نے 644ء میں جب سیستان پر قبضہ کیا تو قندہار ولایت کے ایرانی صوبے پر ان کا تسلط ہو گا۔ جو اس عہد میں رخج یا الرخج کے نام سے موسوم تھا اور جس کو "بلوص" کا نام بھی دیا جاتا تھا (دہوار 250:2007)۔

سردار خان بلوچ مختلف مسلم مورخین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ قندہار کا علاقہ بشمول وسطی سطح مرتفع قلات اور سیستان کا ایک حصہ Balyūs کے نام سے جانا جاتا تھا۔

Balyūs یا Balūs کا نام کرِمان، سیستان، مکران اور افغانستان کے شوراوک کے علاقوں میں بلوچوں کی وجہ سے سامنے آیا۔ (Baloch 1958:16f)۔

5-6۔ بلوچ کے دو ممکنہ توجیہہ

بلوچ کو مختلف مورخین اپنے انداز میں Biluch,Bellooch, Beluch, Baloch, Balooch اور Baluch لکھتے رہے ہیں۔ جس طرح ہم پچھلے صفحات میں یہ لکھ چکے ہیں کہ قدیم بابلی

کوینفارم تحریروں میں بلوص یا بلوص نمرود کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ البتہ قدیم آشوری تحریروں میں بیلُوتو (Bēlūtu)، بیلوتُو (Bé-lu-tú) کا لفظ اکثر و بیشتر حکمرانی، راج، بادشاہت، حکومت اور بادشاہوں اور دیوتاؤں سے منسوب "عظیم طاقت" کے مفہوم میں مستعمل نظر آتا ہے۔ اِس کے علاوہ عمومی مفہوم میں یہ مالک اور آقا کی صورت میں مستعمل نظر آتا ہے۔ (Landsberger1965:202) Bēlūtu کے علاوہ یہ Be'ulātu, Bēlu, Bēltu, Ba'ulātu, Bā'il-tu کی صورت میں بھی مستعمل نظر آتا ہے (Landsberger 1965:199)۔

نیز آشوری تحریروں میں بُلو طو (Bullutu)، Bul-lu-ṭu, Bul-luṭ-ṭu، بُلوط (Bul-luṭ)، بُلوط (Buluṭ) اور Sa Sepa Bu-luṭ یعنی Sepa علاقے کا "بُلوط" جیسے نام عام طور پر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (Tallqvist 1914:65) ممکن ہے کہ لفظ بلوچ کا ماخذ انہی سے متعلق ہو جو بعد میں "بلوچ" کی صورت میں سامنے آیا ہو۔

آشوری تحریروں کے علاوہ ہمیں عیلام کے بادشاہ Shilhak Inshushinak (1165-1151 ق م) کے عہد میں ان کی آٹھویں جنگی کاروائیوں کے حوالے سے آٹھ مختلف گروپ اور ان کے علاقوں کو فتح کرنے کا حوالہ ملتا ہے۔ ان کے ایک یادگاری تحریر میں 250 جگہوں کا تذکرہ ملتا ہے لیکن بدقسمتی سے صرف سو جگہوں کے نام پڑھنے کے قابل تھے جو پڑھے جا چکے ہیں۔ بہت سی جگہوں کے نام "Bit" مکان، گھر" اور "Sha" کا" سے شروع ہوتے ہیں جو واضح طور پر سامی ماخذ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جبکہ کچھ دوسرے نام کسائیٹ اور کاکیشیائی ماخذ سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ نامعلوم ماخذ سے متعلق ہیں۔ (Cameron1936:114) شلہک انشوشنک کی جنگی کاروائیوں کے تیسرے گروپ میں دیگر مقامات کے ذکر کے علاوہ Bit lassi (Comeron 1936:115) پانچویں گروپ میں دیگر جگہوں کے علاوہ Bit-Rikim Adad (یعنی اداد کے گرج و طوفان کا گھر) جبکہ چھٹے گروپ میں انہوں نے Balahuta اور Lalman کے علاقے کو فتح کیا تھا۔ Balahuta یا Balahute کے علاقے میں انہوں نے 49 شہر زیر کر لیے تھے۔ غالباً یہ لوگ وسطی ذاگروس میں رہتے تھے (Cameron 1936:116)۔ ان 49 شہروں میں دوسرے مقامات کے علاوہ کچھ جگہوں کے نام Sha Hilik، Bit Silia, Bit Nagia , Bit Sha Balihu, (جسے آشوری میں Bit Sa'alli یا Bit Sha' ali کہا جاتا ہے)، Bit

Rikim Adad , sha Marazza, Bit zahmi(اس کا تذکرہ پانچویں گروپ میں بھی آیا ہے) Bit Nap Shumalia, Harbatu(خداوند شمالیہ کا گھر) Bit-Meli-Shaipak(یعنی ملی۔ شپک کا گھر) ، Bit Barbari(بھیڑیوں کا گھر) Bit Harapوغیرہ شامل ہیں(Cameron1936:117-8)۔

ان کی ایک اور تحریر جو شیراز اور رَمُز (Rumaz) کے درمیان ماماسنی (Mamassani) کے علاقے سے برامد ہوئی، جس میں تحریر ہے کہ Balahutaلوگوں نے عیلامی خداوند Inshushinak کے ٹمپل کو لوٹا تھا۔ جسے وہ بزور اُن سے واپس کر کے لائے تھے(Cameron 1936:120)۔

اس کے علاوہ شلہک انشوشنک کی حکمرانی کے کم و بیش پانچ سو سال بعد سوسہ کے بادشاہ تپتی۔ ہبان۔ انشوشنک (Tepti-Huban-inshushinak) کی ایک یادگاری تختی میں Lallariاور Balahutaلوگوں کا ذکر ملتا ہے۔ جسے انہوں نے مغلوب کیا تھا(Cameron 1936:188)۔

Pottsاپنی کتاب میں Balahuteلوگوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بد قسمتی سے ہم ان کے بارے میں یہ نہیں جانتے کہ یہ کون تھے اور کہاں رہتے تھے۔ اگرچہ Cameronکے خیال میں یہ وسطی ذاگروس میں کہیں رہتے تھے (Potts 2004:242)وہ مزید Vallatکے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ممکن ہے Balahuteاور Lallarدونوں لُرستان کے علاقے یا زیریں ذاگروس میں زیریں زاب (Lower zab) کے نیچے رہتے تھے(Potts 2004:299)۔

زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ یہ علاقہ عیلام کے قریب یا جنوبی ذاگروس کے علاقے میں کہیں واقع تھا جو عیلام سے اتنا زیادہ دور نہیں تھا۔ اس امکان کو بھی رد نہیں کیا جاسکتا کہ Balahuteکے لوگ موجودہ بلوچ ہو سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ سناکریب (681-705ق م) نے کالدی بادشاہ مردوک بلدان کے خلاف اپنی چھٹی جنگی کاروائی میں Billatuلوگوں کا ذکر کیا تھا۔

سناکریب کے مطابق "کالدیہ کے لوگ Nagitu اور Nagitu-di'bine میں رہتے ہیں جو کہ عیلامی بادشاہ سے تعلق رکھتے ہیں جو خلیج فارس کے کنارے واقع ہیں۔ (Luckenbill 1924:73)ان شہروں کے کالدی لوگ Hilmu، Billatuاور Hupapanuکے لوگ میری جنگی

بحری جہازوں کو دیکھ کر لڑائی کے لیے کمربستہ ہوئے۔ Ulai دریا کے ساحل پر ہم صف آرا ہوئے اور میرے جنگجوؤں نے انہیں شکست دی (Luckenbill 1924:75)۔

یہی مصنف Ancient Assyrian Records میں سناکریب سے قبل تگلت پلیسر سوئم (745-727ق م) کی ایک داستان کے مطابق ان کو Pillutu لکھتے ہیں۔ جہاں وہ Pukudu، Lahiru اور Hilmmu لوگوں کے ساتھ عیلام کے سرحد پر اکٹھے رہتے تھے (Luckenbill 1926:284)۔

Cameron کے مطابق Pillutu آرامی قبیلہ خلیج فارس کے اوپر شمالی جانب عیلام کے سرحد کے ساتھ آباد تھا۔ (Cameron 1936:163) بابلی اور آشوری تحریروں کی خواندگی کے سلسلے میں عموماً "ب" اور "پ" کے فرق کو صحیح طور پر تفہیم نہیں کیا جاسکتا۔ کبھی محققین اِسے Billutu تو کبھی Pillutu لکھتے رہے ہیں۔

اِسی طرح بعض محققین Bukudu لوگوں کو Pukudu بھی پڑھتے اور لکھتے رہے ہیں۔ جبکہ تگلت پلیسر سوئم کے داستانوں میں انہیں Bagdadu لکھا گیا ہے (Luckenbill 1926:283)۔

ممکن ہے کہ آشوری تحریروں کے Billutu اور عیلامی تحریروں کے Balahute لوگ ایک ہی ہوں، جنہیں عیلامی اور آشوری کاتبوں نے اپنے عہد کی تحریروں میں اپنے اپنے انداز میں تحریر کیا ہو گا۔

اور یہ غالباً بلوچ لوگوں سے متعلق دستیاب مواد کی روشنی میں اولین تحریری حوالے ہیں۔ تاہم اِن دستیاب تحریری حوالوں کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ بلوچ لوگوں کی ابتدا زیریں زاگروس یا لُرستان یا عیلام کے سرحد کے ساتھ خلیج فارس میں ہوئی۔ ممکن ہے کہ وہ دوسری جگہوں میں بھی آباد تھے لیکن تاریخی طور پر انہیں ریکارڈ نہ کیا جاسکا ہو۔ اِن حوالوں کی اہمیت محض اتنی سی ہے کہ انہیں تاریخی طور پر انہی ادوار میں ریکارڈ کیا جاسکا۔

اور اِس ضمن میں یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ ہئیتی اور اشتقاقی اعتبار سے Balahute اور Billutu جیسے نام "آشوری الفاظ Bēlutu, Bēlūtu، Bā'il-tu، Ba'ulātu سے

متعلق ہوں جو "حکمرانی، راج، بادشاہت، مالک اور آقا کے معنوں میں مستعمل ہیں۔" (Lendsberger 1965:199,200)۔

اس وضاحت کے بعد ہم Hansman کے بیان کردہ توجیہہ کی طرف آتے ہیں جو بلوچ کے ماخذ کو Baluhḫu قرار دیتے ہیں۔

1-5-6۔ بلوچ: ملوحہ / ملوخہ (Meluhḫa)، بلوخو / بلوحو (Baluhḫu)

Hansman اپنی تحقیقی تحریر A "Periplus" of Magan and Meluhḫa میں ایک طرف ماگان اور ملوخہ کے محل وقوع کا تجزیہ بڑی تفصیل سے کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف وہ بلوچ کو ملوحہ اور بلوحو / بلوخو (Baluhḫu) سے متعلق خیال کرتے ہیں۔ وہ اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ ابتدائی تحریروں میں ملوحہ کو ہمیشہ میسوپوٹیمیا کے مشرق میں ایک علاقہ بتایا گیا ہے۔ مثلاً لگش کے حکمران Gudea (2220ق م) کے ایک متن میں میسو پوٹیمیا کے مشرق میں ملوحہ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ دوسو سال کے بعد ابی۔ سین (2006-2026ق م) میں ہمیں ماگان کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس کے بعد لارسا کے حکمران رم۔ سن (1763-1822ق م) کے حکمرانی کے درمیان عہد میں ماگان اور ملوحہ کا حوالہ ملتا ہے۔ تاہم 1800 قبل مسیح میں میسو پوٹیمیا اور مشرق کے درمیان ہمیں تجارتی تعلقات معطل دکھائی دیتے ہیں۔ جبکہ 500 سال بعد ہمیں Burnaburiash دوئم (1347-1375) کے عہد میں نپر کے ایک کسائیٹ افیشل میں تلمون (موجودہ بحرین) اور مشرقی علاقے ماگان اور ملوحہ کے حوالے سے تجارتی تعلقات کا سراغ ملتا ہے جو 1800 قبل مسیح کے بعد معطل نظر آتا تھا۔

تاہم Rib-Addi (1400ق م) عہد کے بعد اکادی میں لکھی ہوئی ایک تحریر بوغاز کوئی میں حطی شاہی ریکارڈ سے ملا ہے جس میں ملوحہ کو کُش (مصر) سے نتھی کیا ہوا ملتا ہے۔ چھ سو سال کے بعد آشوری حکمران بھی ملوحہ کو مصر کے ساتھ جوڑتے نظر آتے ہیں۔ تاہم آشور بنی پال صرف ماگان کو مصر کے ساتھ جوڑتے نظر آتے ہیں۔

تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ ابتدائی تحریریں ماگان اور ملوحہ کو میسوپوٹیمیا کے مشرق میں واقع علاقہ ظاہر کرتے ہیں جبکہ Rib-Addi اور نئی آشوری تحریروں میں ماگان اور ملوحہ کو مشرق کی بجائے جنوبی

جانب مصر کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ اس بارے میں Lendsberger یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ شروع میں چونکہ میسوپوٹیمیا میں ملوحہ ہی سے سونا اور ہاتھی دانت سپلائی کیا جاتا تھا، جبکہ بعد کے ادوار میں یہ چیزیں ایتھوپیا (سوڈان) سے براستہ مصر، میسوپوٹیمیا میں برامد کی جاتی تھیں۔ اس لیے ملوحہ کا نام بعد میں ان علاقوں کے ساتھ نتھی کیا جانے لگا (Hansman 1973:577)۔

Hansman کے مطابق مشرق میں واقع یہی Meluhha بعد میں Baluch کی صورت میں سامنے آیا کیونکہ جنوب مغربی مصری متون میں اس طرح کی کسی بھی جغرافیائی ہیئیت (Toponym) کا سراغ نہیں ملتا۔

اور یہ جغرافیائی نام غالباً میسوپوٹیمیا سے مشتق ہے جو کہ ایک غیر اکادی لفظ ہے جسے اکادیوں نے استعمال کیا۔ اُن کے مطابق ایک اکادی جغرافیائی معاہدہ جس کا نقل غالباً سرگون دوئم کے عہد میں تیار کیا گیا۔ اس نقل شدہ معاہدے میں اکاد کے سرگون اوّل کے زمانے سے بھی پہلے کے بہت سے علاقوں کی فتح کرنے کا حوالہ ملتا ہے۔ اس کا اصل کاپی شاید سرگون اوّل نے اپنی زندگی میں تحریر کروایا تھا۔ اس کی تیسویں سطر کا مفہوم یوں ہے کہ " فرات کے ایک قریبی مقام سے ملوحہ اور Mari کے درمیان 120 بیرو (Beru) یعنی 1283 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ " پانی کا یہ طاس موجودہ حورال حمار کی غمازی کرتا ہے جو کہ موجودہ دریا کے زیریں انتہا میں واقع ہے۔ اگر ہم ابتدائی جغرافیائی معاہدہ کے تناظر میں اسے قدیم ملوحہ سے تعبیر کریں تو پھر یہ Ma-ri، فرات پر واقع شمال مغربی میسوپوٹیمیا کا Mari ہر گز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نپر کے مقام پر ملنے والی ایک تحریر جو کہ ابتدائی دو ہزار قبل مسیح میں تحریر کیا گیا تھا۔ اِس میں سرگون اوّل کا مری اور عیلام کے اگو (Ugu) نامی شخص سے لڑائی کا حوالہ ملتا ہے۔

جیسے کہ یہ ماری سیاسی طور پر عیلام کے ساتھ نتھی نظر آتا ہے جو میسوپوٹیمیا کے مشرق میں عیلام میں کہیں واقع ہے۔

اِسی طرح سرگون اوّل کے زمانے میں بھی ملوحہ مشرق میں واقع تھا۔ اس لیے حورال حمار کے مشرقی مقام سے مشرقی جانب 1283 کلومیٹر کے فاصلے کے حوالے سے ہم یہ تعین کرنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ روایتی زمینی راستہ براہ خوزستان، فارس اور جنوب مشرقی ایران سے ہوتے ہوئے ایرانی مکران اور پاکستانی بلوچستان کے موجودہ سرحد کا درمیانی علاقہ بنتا ہے۔ یہ علاقہ مشرقی مری (ممکن ہے یہ ماگان کی

نمائندگی کرتا ہو) اور ملوحہ کا درمیانی سرحد بنتا ہے اور یہ وہی علاقہ ہے جسے ہم مشرقی ماگان اور ملوحہ کا درمیانی علاقہ قرار دے چکے ہیں (Hansman 1973:578)۔

اس کے علاوہ سرگون دوئم (705-721 ق م) اور سناکریب (681-705 ق م) کے عہد میں آشوریوں کے تعمیراتی اور میڈیکل ٹیکسٹ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس عہد میں میسوپوٹیمیا اور مشرقی ماگان اور ملوحہ علاقوں کے درمیان ایک بار پھر تجارتی روابط بحال ہوئے اور اس عہد میں آشوری مشرقی جانب واقع ماگان اور سندھ سے بخوبی واقف تھے۔

Herzfled کے مطابق آشوری مکانات کے دروازوں اور ستونوں کے لیے Si-in-da-a لکڑی استعمال میں لاتے تھے جو "سندھ کی لکڑی" سے متعلق ہے۔ اسی طرح اِسی تحریر میں سناکریب Mis-ma-kan-na کی بات کرتے ہیں جو Makan کے Misu نامی لکڑی سے متعلق ہے۔ اس کے علاوہ آشوریوں کے میڈیکل متن میں ایک Baluḫḫu Riq کا تذکرہ ملتا ہے۔ Thompson کے خیال میں یہ ایک طرح کی خوشبودار گوند (Galbanum) تھا جو Ferula Galbaniflua پودے سے حاصل کیا جاتا تھا اور یہ پودا مشرقی ایران اور افغانستان میں پایا جاتا تھا اور آشوری جس علاقے سے اس پودے کو حاصل کرتے تھے غالباً یہ علاقہ ملوحہ کے قرب وجوار کا علاقہ بنتا ہے وگرنہ آشوری عہد میں مشرقی ایران اور افغانستان سے زمینی تجارتی روابط کا حوالہ نہیں ملتا۔ اس لیے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ تجارتی سامان خلیج فارس کے بندرگاہ اور بحیرہ عرب کے شمالی ساحل کے ساتھ ساتھ میسوپوٹیمیا میں بھیجا جاتا تھا (Hansman 1973:565)۔

اور یہ Baluḫḫu لفظ "ب" اور "م" کے تبدل کے ساتھ Meluḫḫa ہی کی ایک نئی پیش رفت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ یہ پودا ملوحہ (مشرقی بلوچستان) سے حاصل کیا جاتا تھا۔ جبکہ دوسری بات یہ ہے کہ بعد کے اشوری عہد میں یہی ملوحہ اگر Baluḫḫa کی صورت میں مستعمل ہونے لگا تو غالباً اس پودے کے حوالے سے یہ جغرافیائی نام سامنے آیا ہوگا جس طرح کہ ابتدائی عہد میں ماگان کی شناخت ہمیں "ماگان پیاز" اور "ماگان نرسل" کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے (Hansman 1973:565)۔

ہنس مین کا مذکورہ خیال اپنی جگہ پر۔ تاہم اکادی میں Buluḫḫu/Baluḫḫu کو "ایک خوشبودار پودا" اور Ḫīl Baluḫḫu کو "بلوحو کا گوند" کے معنوں میں برتا گیا ہے۔ اور اسے سومیری سے مستعار بتایا گیا۔ (CDA 37) لیکن اِس بارے میں وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے کہ آیا واقعی baluḫḫu کسی پودے کا نام تھا یا یہ بلوحو / بلوخو علاقہ کی نسبت سے مشہور تھا۔ تاہم ہنس مین اور اکادی مفہوم کے برعکس اغلب خیال یہ ہے کہ بعد کے ادوار میں ملوحہ / ملوخہ پہلے مرحلے پر بلوحو / بلوخو اور پھر بلوچ کی صورت میں سامنے آیا ہو گا اور اسی صورت میں ہی ہنس مین کا خیال درست ہو سکتا ہے۔ یا یہ کہ شروع دن سے ہی ملوحہ علاقے کے علاوہ یہاں ایک بلوحو / بلوخو علاقہ بھی موجود تھا۔ کیونکہ 1760 قبل مسیح کے بعد ہمیں قدیم دستاویزات میں کہیں بھی ملوحہ کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اِس کے علاوہ جیسے کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قدیم اکادی دستاویزات میں ہمیں ملوحہ نامی شخص کا حوالہ بھی ملتا ہے اور اس کا تعلق بھی "ملوحہ علاقہ" سے تھا۔

اسی طرح فردوسی کے غیر شناخت جگہ کے حوالے سے بعض محققین بلوچوں کو شمالی ایران سے متعلق لوگ سمجھتے ہیں۔ جبکہ ال مقدسی دسویں صدی عیسوی میں بلوچوں کو سیستان کے جنوب اور کرمان کے صحرا میں آباد بتاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض محققین یہ خیال کرتے ہیں کہ 1041 عیسوی میں کرمان پر سلجوق حملہ آوروں کے باعث بلوچ کرمان سے ہجرت کر کے مکران کی طرف آئے جبکہ مقدسی 985 عیسوی سے بھی پہلے بلوچوں کو مکران کے اہم شہر پنجگور میں آباد ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کرمان پر سلجوق یلغار سے کوئی 84 سال پہلے بلوچ مشرقی مکران میں بڑی تعداد میں آباد تھے۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دسویں صدی کے نصف میں مکران، بلوچوں کی آبادی کا مرکزی علاقہ تھا جبکہ کرمان کے صحرا میں وہ منتشر آبادیوں کی صورت میں آباد تھے۔

بلوچ (عرب مورخین کا بلوص) نام کی یہ ہئیت ما قبل اسلامی ذرائع میں نہیں ملتا، یہ ایک ایرانی یا غیر ایرانی لفظ ہو سکتا ہے۔ تاہم ہماری موجودہ بحث کے تناظر میں "ب" اور "م" کے تبدل کے ساتھ ملوحہ سے بلوحو / بلوخو (Baluḫḫu) اور پھر Baluch کی صورت میں انہیں شناخت کیا جا سکتا ہے (Hansman 1973:596)۔

ممکن ہے کہ عیلامی Balahuteاور بعد کے آشوری Baluḫḫuکے درمیان کوئی تعلق بنتا ہو لیکن سر دست ہم اس تعلق کو ثابت نہیں کر سکتے۔ تاہم دوسری طرف سرگون اوّل کے تحریر کا Mari(مشرقی ماگان اور ملوحہ کا درمیانی علاقہ) کا جو حوالہ ملتا ہے(Hansman 1973:578-9)تو ہم دیکھتے ہیں کہ آشوری بادشاہ تگلت پلیسر نے اپنی سلطنت کو وسعت دینے کی خاطر مشرقی دجلہ کے ساحل سے بابل پر حملہ کیا تو اُس نے Marriعلاقہ اور لوگوں کو مغلوب کرنے کے بعد دریا کو عبور کیا اور دوسرے شہروں پر وغیرہ کو قبضہ کرنے کے بعد بابل کو فتح کیا(Smith 1928:302)۔

اگر مشرقی دجلہ کے Marriاور مشرقی ماگان کے Mariایک ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ابتدائی دو ہزار قبل مسیح کے مشرقی مکران کے Mariبعد میں تگلت پلیسر کے عہد میں مشرقی دجلہ کے ساحل پر موجود تھے۔ اور یہ یقیناً مری اور عربوں کے ال۔ مری لوگوں کی عکاسی کرتے ہیں جن کا ذکر آگے تفصیل سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

6-6۔ براہوئی اور دراوڑی

انڈس تہذیب کی دریافت کے بعد یہ مفروضہ قائم کیا گیا کہ غالباً اس کے خالق دراوڑی تھے۔ جسے 1300-1700 قبل مسیح میں ویدک بولنے والے لوگوں نے تباہ کیا اور دراوڑی لوگوں کو جنوبی ہندوستان کی طرف دھکیلنے پر مجبور کیا۔ اور یہ کہ براہوئی لوگ بچ جانے والے وہ دراوڑی باقیات ہیں جو وسطی بلوچستان میں پناہ لینے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ مفروضہ ایک طرف براہوئی اور دراوڑی زبانوں کے درمیان چند لسانی مماثلت کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔

اس نظریہ کو بعد میں ٹی۔ برو اور ایم۔ بی۔ ایمنیو نے چند لسانی اصول و ضوابط کے تحت ایک باقاعدہ سسٹم کے طور پر آگے بڑھایا اور براہوئی کو دراوڑی زبانوں کے شمالی خاندان سے نتھی کیا۔ جبکہ دوسری طرف ہڑپا کے آثاراتی شواہد کے باوجود ہمیں ہڑپا زبان (زبانوں) کے بارے میں معلومات دستیاب نہ ہو سکیں۔ کیونکہ بسیار کوششوں کے باوجود بھی انڈس کے مہروں کی تفہیم ممکن نہ ہو سکی۔

تاہم اس کے باوجود بھی "ویدک یلغار" کا نظریہ ماقبل ہندوستان کی تاریخ کے حوالے سے ایک "روایتی علمی ماڈل" کے طور پر اس لیے قائم رہا کیونکہ جزوی طور پر سنسکرت اور یونانی اور لاطینی

زبانوں کے درمیان مشابہت کا عنصر پایا گیا۔ لیکن ماہرین آثار قدیمہ کو ایسے شواہد دستیاب نہ ہو سکے کہ اس عہد میں یوریشیئن اور وسطی ایشیاء کے کلچر نے جنوبی ایشیاء کے کلچر کو متاثر کیا ہو یا اس پر اپنے اثرات مرتب کی ہوں۔

اِن ابتدائی مفروضوں کے بعد جب لسانی اور کلچرل نقطہ نگاہ کے حوالے سے تحقیق و تفتیش کا سلسلہ مزید آگے بڑھا تو اُس پرانے مفروضہ کی جگہ ایک نیا مفروضہ یہ سامنے آیا کہ براہوئی لوگ 3500 قبل مسیح میں شمال مغربی جانب سے آنے والے دراوڑی لوگوں کی باقیات نہیں ہیں بلکہ یہ جنوبی ہندوستان سے ہجرت کرنے والے وہ دراوڑی ہیں جو آٹھویں اور دسویں صدی میں وہاں سے ہجرت کر کے بلوچستان میں آکر آباد ہوئے ہیں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے فرانسیسی ماہر لسانیات Jules Bloch نے 1920 میں براہوئی ذخیرہ الفاظ کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ بلوچستان میں براہوئی زبان اور لوگوں کی موجودگی بہت ہی قریبی عہد سے تعلق رکھتا ہے۔ شاید اسلامی عہد میں یہ لوگ وسطی ہندوستان سے بلوچستان میں وارد ہوئے ہوں گے (Bloch 1924:1-21)۔

اس کے بعد 1962 میں ایمنیو نے بھی بلوچستان میں براہوئی کی موجودگی کو کسی قدیم عہد کی بجائے بعد کا زمانہ قرار دیا تھا۔ (Emeneau 1962:27) جبکہ Hock نے 1875 میں (Hock 1975:88) اور 1987 میں الفن بائن نے بلوچستان میں براہوئی لوگوں کی آمد کو دسویں صدی عیسوی کا زمانہ قرار دیا (Elfenbein 1987:229)۔

اس انحراف کی بنیادی وجہ وہ لسانی شہادتیں تھیں کہ جن کے رُو سے براہوئی میں کسی قسم کی پروٹو دراوڑی خصوصیات اور قدیم خدوخال دیکھنے کو نہیں ملتے (Krishnamurti 2003:176)۔ ان کے لسانی مفروضے اپنی جگہ پر تاہم یہ بات سرے سے غلط ہے کہ براہوئی آٹھویں یا دسویں صدی عیسوی میں جنوبی ہندوستان سے ہجرت کر کے بلوچستان میں آکر آباد ہوئے۔

اس کے علاوہ 1980 میں ایمنیو نے اپنے پرانے شمالی خاندان کے مفروضہ کے ضمن میں مزید ردوبدل کیا کیونکہ ان کے متعارف کردہ اکثر و بیشتر لسانی اصول و ضوابط براہوئی سے مطابقت نہیں رکھتے

تھے۔ اس لیے McAlpinنے ایمنیو کے ان نظر ثانی شدہ مفروضہ کو اُلٹے قدم (Back Padalled) قرار دے کر ان کو مسترد کیا تھا(McAlpin 2003:523-4)۔

براہوئی کے بارے میں ٹی۔ بروا ور ایم۔ بی۔ ایمنیو کے علاوہ سب سے اہم کام McAlpinکا ہے۔ جنہوں نے 1975 میں یہ مفروضہ قائم کیا تھا کہ براہوئی بنیادی طور پر پروٹو۔ عیلامی۔ دراوڑی کی ایک درمیانی کڑی ہے (McAlpin 1975:105-15)تاہم 2015 میں وہ اپنی تحقیقی مضمون Brahui and the Zagrosian Hypothesis میں براہوئی زبان کو دراوڑی گروہ سے منسلک کرنے کی بجائے اس کی تعلق کو پروٹو عیلامی شاخ سے جوڑتے ہیں (McAlpin 2015:551-568)۔ اُن کے مطابق پروٹو ذاگروسی سے پروٹو دراوڑی اور پروٹو عیلامی زبانیں نکلی ہیں۔ پروٹو عیلامی زبان بعد میں عیلامی اور براہوئی شاخوں کی صورت میں سامنے آئی۔ براہوئی پروٹو دراوڑی کی بجائے پروٹو عیلامی سے متعلق ہے۔ اسی طرح Southworth بھی اپنے مضمون Rice in Dravidian میں دراوڑی، عیلامی اور براہوئی الفاظ کی اشتقاقی صورتحال کا تجزیہ کرتے ہوئے براہوئی کو دراوڑی گروہ سے خارج کرتے ہیں۔ وہ اس ضمن میں لکھتے ہیں۔

> Dravidian is divided into two main branches (see Fig2): North Dravidian, consisting of two languages, kurux and Malto and peninsular Dravidian. Brahui formerly considered a Dravidian language, has now been shown to be more closely related to Elamite (Southworth 2012:142).

اس کے علاوہ جینیاتی شواہد بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ براہوئی میں جنوبی ہندوستان کے نسلی عنصر کا شرح 33.3٪ ہے جو آرائیں (پنجاب)، سندھی، پشتون حتیٰ کہ بلوچ لوگوں سے بھی کم ہے۔ اگر براہوئی جنوبی ہندوستان یا دراوڑی لوگوں سے متعلق ہوتے تو اس میں جنوبی ہندوستان کا شرح بھی زیادہ ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔(دیکھیئے Genetic links in the Indus Valley) اگرچہ کچھ محققین کا خیال ہے کہ دراوڑی لوگ جنوبی ہندوستان کے مقامی باشندے ہیں۔ وہ شمال سے یا مغربی ایشیاء سے یہاں نہیں آئے۔ تاہم اس کے برعکس تازہ ترین تحقیق کے مطابق ہندوستان کی آبادی

میں مغربی یورشیا(West Eurasian)کی mt DNA کا جامع تجزیہ یہ تجویز کرتا ہے کہ دراوڑی زبان مغربی ایشیاء ہی سے یہاں ہندوستان میں متعارف ہوا (Palanichamy et al. 2015)۔

اس ضمن میں Fairservice نے 1997ء میں لکھا تھا کہ 3500/4000 قبل مسیح میں دراوڑی لوگ مشرقی ایران کے پہاڑی علاقے سے وادی سندھ میں داخل ہوئے اور بنیادی طور پر یہ لوگ چرواہا معشیت سے تعلق رکھتے تھے (Fairservice 1997:61-8)۔

Franklin Southworth کے مطابق دراوڑی لوگ چرواہے تھے جو بلوچستان کی پہاڑیوں سے سندھ میں اُس وقت داخل ہوئے جب سندھ تہذیب اپنے پختہ اور ترقی یافتہ عہد سے ہمکنار ہو چکا تھا۔ اور دراوڑی لوگوں نے یہاں آکر انڈس تہذیب کے لوگوں سے کاشت کاری کے طور طریقے اپنائے (Southworth quoted in Witzel 1999:23)۔

Witzel کے مطابق دراوڑی ایرانی سطح مرتفع سے جنوبی ایشیاء میں داخل ہوئے۔ ان کے قدیم ترین ذخیرہ الفاظ کسی زرعی گروہ کی بجائے انہیں نیم خانہ بدوش چرواہا ثابت کرتے ہیں۔ دراوڑی کے یہاں نہ تو "چاول" کے لیے اپنا کوئی لفظ تھا اور نہ ہی سندھ تہذیب کی خاص خوراک "گندم" کے لیے ان کے پاس اپنا کوئی لفظ تھا(Witzel1999:23)۔

McAlpin کے پروٹو ذاگروسی مفروضہ کی رُو سے براہوئی، عیلامی اور دراوڑی زبانوں کا باہمی رشتہ و تعلق کا سوال اپنی جگہ پر مناسب اور برمحل سہی تاہم دوسری طرف براہوئی کے علاوہ ہمیں بلوچی اور دراوڑی زبانوں میں بھی مشابہت اور مماثلت کی بے شمار مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں تو اِس صورتحال کے باعث اِس امکان کو بہر طور رد نہیں کیا جا سکتا کہ جب دراوڑی لوگ بلوچستان کے پہاڑی علاقے سے وادی سندھ کی طرف ہجرت کر رہے تھے تو یہاں پر بلوچ اور براہوئی لوگوں کے ساتھ ان کا ربط و تعلق قائم رہا ہو گا۔

لیکن اِس ربط و تعلق کے عہد اور علاقے کو اب تک کے دستیاب شواہد کے مطابق شاید مکمل طور پر گرفت میں نہیں لیا جا سکتا۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ تاریخی اعتبار سے بلوچ، براہوئی اور دراوڑی بہر حال ربط و تعلق میں رہے ہیں۔ المختصر ایک طرف جس طرح سے براہوئی زبان اور لوگوں کو دراوڑی کے ساتھ نتھی کیا گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس مفروضہ کو میک الپن اور ساؤتھ ورتھ نے نئے

علمی اور لسانی حقائق کی روشنی میں درخور اعتنا نہیں سمجھا بلکہ دوسری طرف انڈس تہذیب پر جس "ویدک یلغار" کا مفروضہ پیش کیا گیا وہ بھی بے جواز ثابت ہوا۔

آثار قدیمہ کے شواہد جنوبی ایشیاء میں صرف تین بڑے پھیلاؤ کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔

1۔ بعد کے حجری عہد (Neolithic) کا پھیلاؤ جو غالباً 4500-6000 قبل مسیح کے درمیانی عہد میں مغربی ایشیاء سے اس جانب عمل میں آیا۔ اور انہی لوگوں نے انڈس تہذیب کی بنیاد رکھی۔

2۔ 3000 تا 2600 قبل مسیح کے درمیانی عہد میں یوریشیئن سٹیپ سے Yamnaya چرواہے برصغیر کے شمالی علاقے میں آئے اور انڈس کے باہری حدود میں آکر آباد ہوئے۔ جس کی تفصیل مہر گڑھ اور انڈس تہذیب کے ضمن میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

3۔ دوسرا لوہا دور (Iron Age) کا پھیلاؤ جو غالباً 200-800 قبل مسیح کے درمیانی عہد میں یہاں عمل میں آیا۔ یہ دوسرا پھیلاؤ ساکا لوگوں کی تھی جو وسطی ایشیاء سے یہاں وارد ہوئے تھے۔

ممکن ہے کہ اس اوّلین مغربی ایشیائی پھیلاؤ نے انڈو یورپی زبانوں کو یہاں آنے کا موقع فراہم کیا ہو جو کہ غالباً ابتدائی فراتی (Eupharatic) عہد سے متعلق ہے جو کہ ابتدائی جنوبی میسوپوٹیمیا کی زبانوں میں محفوظ ملتی ہے یا یوریشیئن سٹیپ سے آئے ہوئے دوسرے پھیلاؤ نے اِس ضمن میں اپنا کردار ادا کیا ہو گا۔ وگرنہ 1300-1700 قبل مسیح کے عہد میں یہاں کسی قسم کے یلغار کے شواہد نہیں ملتے۔ (DNA Tribes Digest April 2, 2012)۔ اس ضمن میں تفصیل کے لیے جینیاتی رپورٹیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

نسلی اعتبار سے گنکوفسکی پاراتا (Parata) قبیلہ کو براہوئیوں کا جدامجد قرار دیتے ہیں (گنکوفسکی 81:2000) پلنی نے Sauri قبیلے کے علاوہ میلان پہاڑ میں رہنے والے تین قبیلوں اورٹی Monaedas, اور پارادس (Paradas) قبیلے کا ذکر کیا ہے۔ محققین Paradas کو ایرانی نسل کے لوگ قرار دیتے ہیں۔ راپسن کے مطابق انہیں Paruetae اور Parata بھی لکھا گیا ہے۔ پٹولمی نے انہیں Parutae لکھا ہے اور انہیں Aria یعنی ہرات میں آباد ظاہر کیا ہے۔ (Rapson 1987:77-8) ایک اور جگہ انہیں Parvata Shrayi بھی تحریر کیا گیا ہے۔ پانینی نے اس کا مطلب "پہاڑوں میں رہنے والا" لکھا ہے۔ (Qureshi 1988:86) خیال کیا جاتا ہے کہ Paradas نسلی طور پر پارتھی تھے

اور اس کا مطلب "پہاڑیا کوہستان" ہے۔ یعنی پہاڑی لوگ۔ زند زبان میں انہیں Pardu اور سنسکرت میں Parada کہا گیا ہے۔[9]

اس کے برعکس بعض محققین ہیروڈوٹس کے بیان کردہ پاریکانی (Paricanians) لوگوں کو براہوئی لوگوں کا جد امجد قرار دیتے ہیں۔ ہیروڈوٹس کے مطابق یہ داریوش سلطنت کے دسویں صوبے میں رہتے تھے (Herodotus III 92)۔

بلاشبہ ہیروڈوٹس کے پاریکانی / پریکانی موجودہ پرکانی ہیں۔ جو 6 سو قبل مسیح میں میڈین سلطنت کے ماتحت گدروشیا میں دوسرے قبائل کے ساتھ موجود تھے اور ان کے مغربی جانب Utian رہتے تھے موجود ہوت انہی سے متعلق ہیں۔ ہیروڈوٹس کے Paricani غالباً پیچھے سرگون دوئم (705-724ق م) کے عہد کے بریکانو (Barikanu) (Luckenbill 1927:76) ہیں۔ جو مشرقی میڈیا میں رہتے تھے۔

اِس کے علاوہ بعض لوگ براہوئیوں کا تعلق پریاتکینی (Pareataceni) سے بھی جوڑتے ہیں جو ہیروڈوٹس کے مطابق میدوں کے چھ اہم قبیلوں میں سے ایک تھا۔ اسرحدون (669-681ق م) کی ایک کہانی میں Partakka میدی شہر کا ذکر ملتا ہے۔ Cameron کے مطابق ہیروڈوٹس نے اسی Partakka کو اپنے انداز میں Paraetaceni لکھا ہے۔ (Cameron 1936:173f)۔

یہ میدی شہر مشرقی میڈیا میں کہیں واقع تھا۔ (Luckenbill 1927:208,215)

جبکہ مولانا ابوالجلال ندوی کے مطابق "میں نے سندھ کی ایک مہر دیکھی ہے جس کی چند ہی سطریں پڑھ سکا ہوں اس مہر میں ایک جگہ "بُرح شہ" لکھا ہے۔ یہ ایک قوم تھی جس کی زبان فارسی اور عربی تھی۔ فارسی اور عربی کا آمیزہ۔ نیز وہ اس "بُرح شہ" قوم کو براہوئی قرار دیتے ہیں۔ (جامعی 44:2004) مولانا نے اس کو کتنا صحیح پڑھا ہے یا نہیں پڑھا۔ یہ سوال اپنی جگہ پر، تاہم ممکن ہے کہ یہ "بُرح شہ" اسی "براحشی" سے متعلق ہو۔ اس کے علاوہ اس طرح کا ملتا جلتا نام کسائیٹ بادشاہ Buriash کا ہے جنہوں نے 16 سو قبل مسیح میں بابل پر چڑھائی کرکے بابل پر حکمرانی کی (Cameron 1936:95)۔

---

9 . Smith, William, Dictionary of Greek and Roman Geography, Vol.2

کے۔ بی کمال بُزدار نے اپنے قلمی نسخہ "طبقات بلوچ" میں ایرانی شاعر خواجو کرمانی کی قلمی بیاض سے کچھ اشعار نقل کی ہیں، جو بلوچ اور براہوئیوں کی نسلی تاریخ سے متعلق ہیں۔ خواجو کرمانی کے اشعار کے مطابق براہوئی لوگ "بریعہ" قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہی "بریعہ" بعد میں براہوئی کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ ذیل میں اِن اشعار کا حوالہ دینا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔

بگویم بہ تو حال اعیانِ شان
گورش چوں منسوب شد کارواں
ہمہ "گورشانی" زِ گورش بداں
مزاری، "مزاری" شدہ زاں سبب
کہ شہر مزار اندر شط العرب
زیارت گہہ مردم خاص و عام
شدہ بے گمان در جہاں تمام
"بریعہ" چوں شُد منتشر درجہاں
بروہیِ شُد آں کارواں بے گماں
زکئی شُد کیانی دُر شہسوار
حسیں بود چوں یوسفِ تاجدار

بہر حال معلوم تاریخ کی روشنی میں ہمیں پہلی دفعہ واضح انداز میں براہوئی لوگوں کا ذکر ابن حوقل (950ء) کے یہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔ انہوں نے ذکر نواحی کورہ ارغان (Koureh Arghan) میں مختلف زم (قبیلہ، خاندان) کا ذکر کیا ہے۔ جن میں کرمانیان، درمانیان، محمد بن بشر، قبیلہ محمد بن اسحاق، صباحیان، اسحاقیان، ادر گانیان، شہر کبار، طہاریان، ربادیان، خرویان، زنگیان، صفریان کے علاوہ زم بروحی (Zem Berouhi) کا بھی ذکر کیا گیا ہے (Haukal 1800:92)۔

اِس ضمن میں جسٹس خدا بخش مری نے 1963ء میں سب سے پہلے اپنی کتاب The Balochis through Centuries میں ابن حوقل کے اس حوالے کا ذکر بڑی تفصیل سے

کیا تھا۔[10] اور انہوں نے اس پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ برطانوی محققین نے اس اہم حوالے کو کیونکر نظر انداز کیا(Marri Baloch 1964:23-4)۔

بہر حال ان معروضات کے علاوہ یہاں یہ صرف قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے براہوئی لوگ سومیری تحریروں کے براحشی / براخشی لوگوں سے متعلق ہوں۔ جبکہ بد قسمتی سے بعد کے ادوار یعنی قدیم اور درمیانہ بابلی عہد میں مراحشی (براحشی)لوگوں کا حوالہ تاریخ میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔ تاہم آشوری کونیفارم تحریروں میں ہمیں براہو(Ba-ra-hu)، بروہی(ilu)-Ba-ru-hi-اور Bu-ra-a-hu جیسے آشوری نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔(Tallqvist 1914:52)اکادی میں Bariḫu, Barāḫu یا Burāhu"چمکنا"(CDA38)کے معنوں میں مستعمل ہیں۔

مراحشی(براحشی)لوگوں کی زبان کے حوالے سے Witzel نے اہم بات کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ حقیقت میں مغربی ایرانی بلوچستان کا علاقہ مراحشی زبان تپہ یحی کی جنوب مرکزی ایرانی زبان سمتکی سے مختلف تھی جو کہ جزوی طور پر پر عیلامی سے تعلق رکھتی تھی۔(Witzel 1999:24)۔

Possehl کے مطابق ملوحہ کا علاقہ بلوچستان کے مرکزی پہاڑی علاقے میں کہیں واقع تھا جو ابتدائی انڈس تہذیب کے قریب تھا۔ ممکن ہے کہ مراحشی زبان ملوحہ کے علاقے کی زبان تھی (Possehl 1996:133-208)۔

ان گذارشات کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ آٹھویں صدی قبل مسیح میں مختلف علاقوں میں بلوچ اور براہوئی قبائل ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے رہ رہے تھے۔ جس کا تفصلی ذکر آگے ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

10۔ اُلفت نسیم اپنی کتاب "چند تاریخی گوشے "میں جسٹس خدا بخش مری کی بجائے سردار خان گشکوری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "گشکوری صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ ابن حوقل نے اسے زم بردی لکھا ہے نہ کہ بروہی۔(نسیم 2008:85)حالانکہ ابن حوقل نے اسے واضح طور پر "زم بروحی "لکھا ہے۔ اور ابن حوقل کا یہ حوالہ گشکوری کی بجائے جسٹس خدا بخش مری نے دی تھی۔ اس کے علاوہ ماکلر (Mackler 1876:121)ڈیمز(Dames 1904:6,31-22)اور ٹی۔جے۔ایل مئیر (جس نے خود براہوئی زبان وادب کے حوالے سے اہم کرار ادا کیا)براہوئی زبان کو "کُرد گالی "لکھتے رہے ہیں(Mayer 1909 :22)۔

7-6۔ رند قبائل اور میر عمر میر واڑی کی لڑائی:

بہت سے شواہد کے پیش نظر تاریخی طور پر شاید یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ کرمان اور مکران سے آئے ہوئے رند قبائل نے قلات پر حملہ کر کے میر عمر میر واڑی کو شہید کیا اور قلات پر قابض ہو گئے۔ اُلفت نسیم کے مطابق تاریخی طور پر رند قبائل اور میر عمر میر واڑی کے درمیان سرے سے کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ لڑائی سوراب کے علاقے نغاڑ میں براہو میروانی اور جدگالوں کے درمیان زمینوں کے تنازعے پر ہوئی اور اس کی تمام تر تفصیلات "براہو جد گالانی جنگ" کی نظم میں آج بھی محفوظ ہے(نسیم 157:2008)۔

مولائی شیدائی بھی اِس واقعہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض لوگ رائے بہادر ہیتورام، آخوندزادہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ میر شیہک، میر چاکر کے والد نے میر عمر براہوئی سے قلات چھین لیا۔ یہ ایک بڑی غلطی ہے جس کو مٹانے سے آخوندزادہ اور رائے بہادر ہیتورام عاجز نظر آتے ہیں۔ حقیقت میں اِس قسم کے شکار، حق تعالی نے (مجھ) شیدائی کے لیے محفوظ کر رکھے تھے۔ میر جلال خان اور میر شہک اور میر چاکر میں پانچ پشتوں کی تفاوت نظر آتی ہے(شیدائی 210:1996)۔

اُلفت نسیم کے مطابق معلوم تاریخ کی روشنی میں میر کمبر ہی وہ پہلی شخصیت تھے کہ اُس نے بلوچستان میں پہلی بار اپنی ایک باقاعدہ حاکمیت قائم کی اور ان کے سبب قلات میں بلوچ خوانین کا سلسلہ آگے بڑھا۔ میر کمبر سے پہلے وسطی بلوچستان میں مختلف قبائلی سرداریاں قائم تھیں۔ میر کمبر کے آؤاجداد پنجگور میں "پروم" نامی جگہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کا تعلق بلوچوں کے رئیس خاندان کے "بور سوار" طائفے سے تھا(نسیم 45:2008)۔

اُن کے مطابق "براہوئی جد گال" لڑائی کے بعد میر احمد ایلتازئی قلات کے حکمران بنے جو قلات کے ماضی کے حکمران رئیس قبیلہ کے ایلتازئی شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بعد میں انہی کے نام پر احمد زئی خاندان بلوچ تاریخ میں مشہور ہوئے۔ (نسیم 48:2008) جبکہ قاضی نور محمد گنجابوی کے مطابق میر قنبر بلوچوں کے نامور قبیلہ ہوت سے تعلق رکھتے تھے۔ (گنجابوی 43:1990)۔ اس ضمن میں اُلفت نسیم یہ دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اصل میں "ہوت" رئیس قبیلے کا سردار گھرانہ رہا ہے" (نسیم:333:2016)۔

اُلفت نسیم اس بات کی بھی تردید کرتے ہیں کہ قلات کا پرانا نام "سیوا مندر" تھا اور یہاں کسی سیوا نامی خاندان کی حکمرانی رہی تھی اور یہ کہ میر کمبر نے اس خاندان کے راجہ سیھرس کو شکست دے کر قلات پر حکمرانی کی۔ اُلفت نسیم کے مطابق قلات پر کسی سیوا راجہ یا سیوا خاندان کی حاکمیت کے شواہد نہیں ملتے۔ جبکہ قلات کا نام بنیادی طور پر "سیوا مندر" کے سبب مشہور ہوا (نسیم 67:2008) شاید یہ مندر چندر گپت موریا کے عہد میں یہاں تعمیر کیا گیا۔ چینی سیاح Hwen Thsang نے قلات شہر میں سیوا (Siva) ٹمپل کا ذکر کیا ہے (Cunningham1871:311)۔

اُلفت نسیم کے بقول "بلوچی روایتوں کے مطابق قلات پر راہو سہرائی / سیرائی یا ساہرائی نامی بلوچ حاکم کی عملداری رہی تھی" (نسیم: 1994:56-55)۔ غالباً اُلفت نسیم کی یہ بات تاریخی طور پر درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ موجودہ عہد میں بھی سوراب سے آگے ایک جگہ "مل شاہورائی" کے نام سے مشہور ہے۔ غالباً یہ "شاہورائی" نامی جگہ "سہرائی" ہی کی غمازی کرتا ہے۔

6-8۔ مجموعی بلوچ حافظہ اور تاریخی شواہد

اگرچہ قدیم لوک کہانیوں کے کردار و واقعات محض فرضی ہوتے ہیں اور ان کہانیوں میں مستعمل شخصی نام اور مقامات بھی زیادہ تر فرضی ہوتے ہیں، جن پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم بلوچی لوک کہانیوں کے واقعات و کرداروں سے قطع نظر ہمیں ان میں موجود ایسے متعدد شخصی نام اور مقامات کے حوالے دیکھنے کو ملتے ہیں جو ما قبل تاریخ سے متعلق ہیں جو مجموعی بلوچ حافظہ کو نہ صرف ہزاروں سال پیچھے لے جاتے ہیں بلکہ یہ اس بات کا واضح ثبوت بھی ہے کہ بلوچ یقیناً ما قبل تاریخی عہد میں موجود رہے ہیں۔ ورنہ یہ ممکن نہ ہوتا کہ قبل مسیح کے شخصی نام اور جگہوں کے حوالے ان کی کہانیوں میں دستیاب ہوتے۔ مثلاً قدیم میسوپوٹیمیا کے شخصی اور علاقائی نام ہمیں بلوچی لوک کہانیوں میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جن کے بارے میں ہمیں شواہد اُنیسویں صدی میں آثار قدیمہ کے انکشافات کے بعد ہی دستیاب ہوئے ہیں۔

اگرچہ ہم بلوچی لوک کہانیوں کی قدامت کا واضح تعین تو نہیں کر سکتے۔ تاہم اتنا ضرور ہے کہ یہ لوک کہانیاں میسوپوٹیمیا کے قدیم آثارات کی کُھدائی اور ان کی دریافت سے کئی سو سال پرانی ہیں۔ اس

کا مطلب یہ ہے کہ ان آثارات کی دریافت کے بعد ہی علمی دنیا کو اس بارے میں جانکاری حاصل ہوئی جبکہ بلوچی لوک کہانیاں نہ صرف موجودہ انکشافات سے بہت پہلے ان کے بارے میں آگہی رکھتی تھیں تو یقیناً بلوچ اس ماقبل تاریخی عہد میں موجود تھے اور تبھی ان کی کہانیوں میں اس عہد کے شخصی اور علاقائی نام دیکھنے کو ملتے ہیں ورنہ اس طرح ممکن نہ ہوتا۔

اس سلسلے میں ہم یہاں کسی تفصیل میں جانے کی بجائے چند ایک مثالیں پیش کریں گے۔

شاہ سرگون

شاہ سرگون نامی بلوچی کہانی میں ایک بادشاہ سرگون کا ذکر کیا گیا ہے (رگام 1026:2015) یہ نام واضح طور پر Sargon (2316-2370 ق م) سے مطابقت اور مماثلت کا حامل ہے جسے Sharru-kin یعنی "جائزہ بادشاہ" بھی کہا جاتا ہے۔

ماکان

سیاہ مک نامی کہانی میں ماکان کا علاقہ اور اس کے بادشاہ جمشید کا حوالہ ملتا ہے۔ (رگام 756:2015) ماکان جسے نرم سین (2255-2291 ق م) کی ایک تحریر میں ماگان (Magan) لکھا گیا ہے۔ محققین اسے موجودہ مکران سے شناخت کرتے ہیں۔ سیاہ مک یا سیامک نام بھی بنیادی طور پر اکادی Sa-mu-uk, Za-muk (Gelb 1957:239) جیسے شخصی ناموں سے متعلق ہے۔

گلمش

بانک شمیش کی کہانی میں ایک گلمش نامی بادشاہ کا ذکر ملتا ہے (رگام 828:2015) ممکن ہے کہ یہ نام سومیری اساطیری کردار گلگمش (Galgamish) سے مماثلت رکھتا ہو۔ جبکہ دوسری طرف شمیش نامی خاتون ممکن ہے کہ سومیری دیوی (Shamash) سے مطابقت رکھتا ہو۔

شاہ کنیش

کُمبار نامی کہانی میں ایک بادشاہ کنیش کا ذکر ملتا ہے (رگام 495:2015)قدیم اناطولیہ میں ایک جگہ Kanish کے طور پر مستعمل رہا ہے۔اس کے علاوہ آشور بنی پال کے عہد میں عیلام کے قریب ایک مقام کینسو(Kanisu)مشہور تھا۔(Luckenbill 1927:313)۔

زُم زم بادشاہ

بلوچی لوک کہانیوں میں ایک زُم زُم نامی بادشاہ کا ذکر ملتا ہے۔ تیسری اُر سلطنت کے عہد میں ہمیں Zu(m)-Zu(m)-Um اور Zu(m)-Zum اکادی شخصی ناموں کا حوالہ ملتا ہے۔(Gelb 1957:318)۔

شاہ متن

ایک بلوچی کہانی میں شاہ متن کا حوالہ ملتا ہے۔(رگام 914:2015)غالباً یہ نام 15 سو قبل مسیح میں میسوپوٹیمیا میں متنی(Mitanni)بادشاہ اور ان کی سلطنت کی غمازی کرتا ہے۔

بلیح

لہلباد کی کہانی میں ایک شہزادے کا نام بلیح بتایا گیا ہے (رگام 499:2015) عیلامی بادشاہ شلہک انشوشنک (1151-1165)نے اپنے عہد میں Balihu اور Hilik نامی شہروں کو فتح کیا تھا۔ (Camron 1936:117)جو ذاب صغیر کے علاقے میں واقع تھے۔

اس کے علاوہ سومیری عہد میں کش کا بادشاہ Ba-li-ih جو کہ Etana چرواہا(یعنی بادشاہ) کا بیٹا تھا۔(Smith 1926 :26)۔

شاہ مانوس

ایک بلوچی کہانی "شاہ مانوس" کے نام سے مشہور ہے اور انہیں خراسان کے علاقے کا حکمران بتایا گیا ہے۔ (رگام 213:2015) آشوری تحریروں میں Amanus نامی ایک پہاڑی علاقے کا ذکر ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ شاہ مانوس، امانس سے مطابقت کا حامل ہو۔

شاہ ہلوک

ایدان نامی کہانی میں شاہ ہلوک نامی بادشاہ کا حوالہ ملتا ہے (رگام 566:2015) شلمانصر سوئم نے اپنے عہد میں امانس کے علاقے سے آگے دوسرے علاقوں کے علاوہ Hiluki نامی علاقے کو بھی فتح کیا تھا۔ (Luckenbill 1926:215) اس کے علاوہ بلوچی کہانیوں میں مستعمل شخصی نام مثلاً شاہ کواد، شاہ ساکان، شاہ تہہ ماسپ، سیاہ مک، شاہ دروش، وس تاپ، گستاسپ، اشکاش، ولکش جیسے شخصی نام بالترتیب کواد / قباد، ساکا، تہماسپ، سیامک، داریوش، وشتاسپ، گشتاسپ، اشکش اور اُردشیر کے زمانے میں کرمان کے بادشاہ ولخش یا ولگش جیسے ناموں کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔

7

بلوچ قبائل کا مطالعہ

بلوچ تاریخی طور پر ایک خاص نسلی قومی (Ethno-National) گروہ ہے۔ جس کی ابتداء یقیناً ایک خاص نسلی گروہ یا ایک خاص نسلی اور ثقافتی شناخت سے ہوئی ہو گی، جبکہ بعد کے ادوار میں بلوچوں کی "سودوزیاں" کی ثقافتی حکمت عملی کے تحت بہت سے دیگر گروہ بھی بلوچ لوگوں میں مدغم ہوئے ہوں گے، جس سے وسیع تر سطح پر ایک بلوچ کمپوزیشن یعنی ایک سیاسی، معاشی اور ثقافتی اتحادیہ وجود میں آئی۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ ثقافتی اتحادیہ آپس کی شادی وبیاہ اور نسلی آمیزش کے باعث تدریجی طور پر دوسرے مرحلے میں خونی رشتوں سے منسلک ہوتے گئے۔

بلوچ قوم کی ترکیب کا سب سے اہم اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ ایرانی بلوچستان سے لے کر دریائے سندھ کے کنارے اور پنجاب تک آباد ہونے والے منتشر قبائل کے شخصی، قبائلی اور بعض علاقوں کے نام نہ صرف ایک طرح سے ہیں بلکہ اپنے ہمسایہ قوموں سے مکمل طور پر مختلف اور منفرد عنصر کے حامل ہیں جو ایک مضبوط اور مستحکم تاریخی اور ثقافتی جڑت کا مظہر ہے۔ دوسری طرف وسیع سطح پر بلوچ ہونے کے باوصف بھی شروع ہی سے بلوچ تاریخی طور پر اپنے اپنے قبائلی شناخت کے حوالے سے زیادہ نمایاں رہے ہیں اور اس پر زیادہ زور دیتے رہے ہیں۔

قدیم عہد میں بھی آشوری اور عیلامی دستاویزات میں بلوچ قوم کو ان کے مختلف قبائلی شناخت اور ان کے ناموں سے ریکارڈ کیا گیا ہے۔ آشوری اور عیلامی بادشاہوں نے اپنے عہد میں جن جن علاقوں میں بلوچوں کے ساتھ لڑائیاں لڑیں۔ انہوں نے اپنی تحریروں میں کہیں ان کے سکونتی علاقوں، شہروں اور کہیں قبائل کے حوالے سے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کا ذکر کرتے ہوئے کہیں ان کے شہر اور قبائل کے حوالے ایک دوسرے سے گڈمڈ کرتے ہوئے ملتے ہیں اور کہیں کہیں ایک ہی نام کو مختلف انداز میں لکھا گیا ہے۔ بہت سے شخصی، قبائلی اور علاقائی ناموں کی اشتقاق (Etyma) کے بارے میں وثوق سے کچھ کہنا نہایت مشکل امر ہے کیونکہ ہمیں ہزاروں برسوں سے مستعمل قدیم ناموں (Anthropnym) کے مادہ (Root) اور ان کی تشکیلی ساخت (Morphology) کے بارے میں ایک طرف مکمل

دسترس اور دوسری طرف تفصیل سے معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ اِس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ مرورِ ایام کے ساتھ بہت سے ناموں کی اصل ہئیت میں یقیناً فرق در آتا رہا ہو گا۔ بہت سے شخصی نام (Onomastics)، قبائلی اور علاقائی ناموں (Toponym) کی ترکیبی یا تشکیلی ساخت اور ان کی صوتیاتی ہیئتوں میں ردوبدل آتا رہا ہو گا۔

یہاں اِس امر کی وضاحت بھی بہت ضروری ہے کہ بہت سے ناموں کے باہمی مماثلت اور مطابقت کے ضمن میں تجزیاتی اور تقابلی حوالوں میں یقیناً نہ صرف غلطی کے امکان کو مسترد نہیں کیا جاسکتا بلکہ بعض مشابہتیں اتفاقی بھی ہو سکتی ہیں۔ اِس لیے اِس ضمن میں کوئی فتویٰ صادر نہیں کیا جاسکتا تاہم دستیاب مواد اور تاریخی حقائق کی روشنی میں بہت سے امکانات کو نہ تو مکمل طور پر رد کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی قطعیت سے کوئی بات کی جاسکتی ہے۔ ان خدشات کو سمجھنے اور جاننے کے باوجود ہمیں قدیم بابلی اور آشوری دستاویزات میں بہت سے بلوچ قبائل کے بارے میں ایسے ٹھوس شواہد دستیاب ہوئے ہیں۔ جو نہایت ہی حیران کن اور دلچسپ ہیں۔ یہاں ہم سب سے پہلے قدیم تاریخی دستاویزات کی روشنی میں بلوچ قبائل اور ان کے حوالوں کا جائزہ لیں گے۔ تاہم اِس سے پہلے یہاں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اکادی اور آشوری زبانوں میں معکوسی اصوات (Retroflex) نہیں ملتے۔ اور نہ ہی اِس طرح کے اصوات قدیم فارسی، اوستا، عیلامی اور بلوچی وغیرہ میں مستعمل تھے۔ لیکن موجودہ بلوچی میں بہت سے معکوسی الفاظ ملتے ہیں۔ حتیٰ کہ قدیم فارسی اور اوستا کے بہت سے الفاظ ہمیں بلوچی میں معکوسی اصوات کی صورت میں مستعمل دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جو ایک جدید پیش رفت ہے اِسی طرح آشوری Bugudu اور بعد میں Bugudi اور پھر Bugti، لہری (Lahiri) بعد میں لہڑی Dumuku بعد میں ڈومکی کی صورت میں سامنے آیا ہو گا۔

بلوچ قبائلی نام

ہمیں قدیم بابلی اور آشوری دستاویزات میں آرامی اور کالدی قوم کے حوالے سے بہت سے ایسے قبائل کا سراغ ملتا ہے جو آج بھی بلوچ قوم میں نمایاں قبائل کی صورت میں موجود ہیں۔ کالدی قوم کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ میسوپوٹیمیا کے جنوب مشرق میں دلدلی علاقے میں رہتے تھے جبکہ

آرامی، وسطی اور جنوبی عرب صحرا میں بود و باش رکھتے تھے جو براہِ راست وہاں سے بابل(Bablyon) میں نہیں آئے(Smith1928:222)۔

Smith کے خیال میں ان کی پہلی پیش قدمی سولہویں صدی قبل مسیح میں شمالی جانب فرات اور مغربی شام کی طرف ہوئی جبکہ ان کی دوسری پیش قدمی تیرہویں صدی قبل مسیح میں دجلہ اور آشور کے شمالی یا جنوبی جانب عمل میں آئی(Smith1928:305)۔

نویں صدی قبل مسیح میں بابل میں کلدانی اور آرامی قبائل دجلہ کے ساتھ ساتھ آباد دکھائی دیتے ہیں۔ بابل کے جنوب مشرق میں خلیج فارس کے دہانے پر کالدانی یا کالدی لوگوں کی بہت سی آبادیاں قائم تھی۔ آٹھویں صدی قبل مسیح کے اختتام میں عرب لوگوں کی ایک مختصر تعداد بھی دجلہ کے مشرق میں آباد تھی اور یہ عرب کے لوگ آرامیوں کے ہمسائے میں رہتے تھے۔ آرامی قبائل نے اِس عہد میں اپنے آپ کو شمالی بابل اور آشور(Assyria) کے جنوب میں دجلہ کے مفید اور اچھے علاقوں میں مضبوط کرنا شروع کیا تھا۔

آٹھ سو قبل مسیح میں Eriba-Marduk کے عہد میں Shigiltu نامی ایک غیر معلوم علاقے سے آرامی اور سوبارتو(Subartu) یعنی سُوباری لوگ بابل میں زمینیں اور جائیدادیں خریدنے میں مصروف تھے۔ وادی دجلہ سامّرا(Sāmarra) سے نیچے آرامی قبیلہ کے Utaàte لوگ آباد تھے، جنہوں نے بابل اور بورسپا(Borsipa) کے کچھ باشندوں کے زمینوں پر قبضہ کیا تھا۔ بہر حال اِس عہد میں بابل نہ صرف آرامیوں کے حملوں کے باعث مشکلات کا شکار ہوا بلکہ وادیِ فرات اور سمندری علاقہ کالدی قبیلوں کی زد میں رہا۔

اگرچہ ہمیں کالدیوں کے ماخذ اور آرامیوں سے ان کے تعلق کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں تاہم کالدی تاریخ میں جب پہلی بار سامنے آئے تو وہ مکمل طور پر بابلی مذہب، زبان اور کلچر کے حامل تھے۔ لیکن اِن کے حملوں کا انداز واضح طور پر آرامیوں جیسا تھا۔(Smith-1928:310)۔

780 قبل مسیح میں کالدیوں نے بابل کے بادشاہ Marduk-Bel-Zeri کو شکست دے کر بابل پر قبضہ کیا۔ تگلت پلیسر سوئم(745-725ق م) کے عہد میں ہمیں کالدی قبیلہ Ra`sani یا

Itu, Til-kamri،Resh-eni آرامی قبائل جو دجلہ اور سورا پی (Surapi) ساحلوں سے لے کر خلیج فارس کے ساحل Uknu تک آباد دکھائی دیتے ہیں (Luckenbill 1926: 280-1) ۔

اِس کے علاوہ نمرود تختی (728 ق م) میں ہمیں تگلت پلیسر سوئم کی ایک اور پیش قدمی کا حوالہ ملتا ہے جو انہوں نے اپنی حکمرانی کے سترہویں سال میں کیا تھا۔ اس میں وہ کہتا ہے کہ "میں نے Itu, Til-kamri، Resh-eni، Hiranu، Rapiku، Rubbu، Harilu، Luhūatu، Hamranu، Rabu، Adile، Rummulutu، Ka...، Rihihu، Nabatu، Gulusu، Nasiru، Rabilu، Kiprē، Ubudu، Gurumu، Bagdadu (بعض تحریروں میں Bukudu)، Hindiru، Kabi، Rua، Amalatu، Karma، Ubulu، Radē، Nilku، Dunanu، Damunu، Li'tau، Marusu، Amatu، Hagarānu، Dur-Kurigalzu کے تمام شہر، Adidu، Labbanat، Kār-bel-māttāti کے Sarragiti مضبوط قلعے میں نے قبضہ کر لیے۔ یہ تمام آرامی دجلہ، فرات اور سورا پی (Surappi) ساحل اور خلیج فارس کے ساتھ Uknu تک آباد تھے (Luckenbill 1926:283)۔

اِس تحریر میں آگے وہ کہتا ہے کہ میں نے Pukudu قبیلہ اور Lahiru شہر کو زیر کر لیا اور ان علاقوں کو آشور کے ساتھ شامل کیا اور ان کو Arrapha کے وائسرائے کے ماتحت کیا میں نے Labdudu علاقے کے لوگوں کو آشور میں منتقل کیا اور تمام کالدیہ پر قبضہ کر لیا (Luckenbill 1926:284)۔

تگلت پلیسر سوئم کی اِس تحریر کے علاوہ سرگون دوئم (705-724 ق م) کی ایک تحریر میں ان قبائل کا حوالہ ملتا ہے۔ سرگون نے اپنی حکمرانی کے بارہویں سال میں کالدیہ کے بادشاہ Marduk-Apal-Iddina مردوک بلدان (Marodach-Baldan) اور ان کے اتحادی عیلام کے بادشاہ Humbanigash کے ساتھ جنگ کی۔ وہ اِس ضمن میں کہتے ہیں کہ " Ru'a، Hindaru، Latburu، Pukudu یہ تمام سُتی (Suti) لوگ جو صحرا کے لوگ تھے۔ Gambulu کے چھ علاقوں کو میں نے فتح کیا اور ان کو آشور میں شامل کیا۔ Ru'a، Hindaru، Iatburu اور Pukudu جو ڈر کر Uknu ندی کی طرف بھاگ گئے۔ ان کے راستے کو میں نے مسدود کیا۔ بالآخر انہوں نے ہتھیار ڈال

دیئے۔Zāmē شہر کے سربراہ Aburē, lanuku شہر کے سربراہ Nabu-Usallu نوحانی (Nuhāni) شہر کے سربراہ Pashshune (اور) Ibuli, Haukanu شہر کے سربراہ Pukudu, Sa'lu کے پانچ سربراہ، Ru'a کے سربراہ Abhārtā، Huninu، Samē، Sapharru اور Hindaru کے راپی (Rāpi) کو میں نے مغلوب کیا (Luckenbill:1927:16)۔

اِسی طرح سناکریب (681-705ق م) کی آٹھویں جنگی کاروائی جو انہوں نے عیلام اور اس کے اتحادی کالدیوں کے خلاف تھی جس میں Parsuash، Anzan، Pasheru، اِلپی (Ellipi) کے علاقے Iazan، Lakabara، Harzan، Dummuku، Sulai، مردوک بلدان کا بیٹا سمونا (Samuna)، Lahiru, Bit sālatuta-akki, Bit-Sillana, Bit-Ammukkanu, شہر، Gambulum Bit-Adini, Pukudu (یعنی Gambulu)، Halatum، Ru'a، Ubulum، Malahu، Rapiku، Hindaru، Damunu قبیلوں اور بابل کے کالدی بادشاہ Shuzubu نے دجلہ کے کنارے Halulē شہر میں سناکریب سے جنگ کی تھی (Luckenbill 1927: 125-6)۔

سناکریب اپنی ایک اور تحریر میں Tu'muna، Kiprē یا Kibrē کا تذکرہ کرتے ہیں جو دجلہ کے ساحل پر رہتے تھے۔

وہ اِس حوالے سے کہتے ہیں "Bit-Salli، Bit-Dakkuri، Bit-lakin کالدی تھے جو خلیج فارس کے ساحل پر رہتے تھے۔ Tu'muna، Rihihu، Ubudu، Kipriē یا Kibru، Malihu جو کہ دجلہ کے ساحل پر رہتے تھے۔ Gurumu، Ubulu، Damunu، Gambulu، Pukudu وغیرہ Uknu دریا کے کنارے پر رہتے تھے۔ Hamranu، Hagranu، Nabatu آرامی قبیلے جو کہ اطاعت گزار نہیں تھے۔ میں نے ان کو زیر کیا (Luckenbill 1927: 129,148)۔

ایک اور جگہ سناکریب آرامی اور کالدی قبیلوں کے خلاف جنگی کاروائی کے ضمن میں دوسرے قبائل کے علاوہ Amatu، Nukabu، Kutain، Kidrina، Dur-Ladini، Banitu، Hurudu، Marad، Kubruna، Kudurri-Bit، Sūka-Marusi، Bit-Dakkari، Sarrabatu، Sa'alli-Bit، Sarrabanu، Larak، Marri یا Park-Marri، Dur-sama، Ahudu، Shaharratu، Dur-Bir-Dada، Dur-uait، Taura-Bit، Bāni-ilu-Bit،

Buharru، Herbe-Kalbi، Hameza، Belā، Tairu، کپرانو (Kiprānu) قبائل وغیرہ کو مغلوب کرنے کا ذکر کرتا ہے (Luckenbill 1927:131)۔

مذکورہ بالا فہرست میں کپرانو (Kiprānu) اصل میں وہی قبیلہ ہے، جسے Luckenbill اپنی خواندگی کے مطابق کبھی Kiprē تو کبھی Kibrē, Kibru لکھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بلوچوں کا مشہور قمبرانی / کمبرانی قبیلہ اِسی Kibru , Kiprānu یا Kubruna قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو۔

اِسی طرح آشوربنی پال (Assurbanipal) اپنی عہد حکمرانی (626-668) کے ساتویں جنگی کاروائی جو انہوں نے عیلام کے خلاف کی تھی۔ اس میں وہ Dummuku، Salai اور Lahiru کے شہروں کو مغلوب کرنے کی بات کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ آگے دوسرے شہروں کے ساتھ ساتھ Qabrainama اور Kabrina شہر کی فتح کا تذکرہ کرتے ہیں (Luckenbill 1927:307)۔

اغلب گمان یہ ہے کہ سناکریب کا Kubruna اور Kibru بالترتیب آشوربنی پال کا Qabrinama اور Kabrina ایک ہی ہیں۔ جنہیں مختلف ادوار میں مختلف کاتبوں نے اپنے اپنے انداز میں قلمبند کیا ہے۔

اِس کے علاوہ تگلت پلیسر سوئم (725-745ق م) سرگون دوئم (705-724ق م) اور سناکریب (681-705ق م) کے تحریروں کے Pukudu یا Bukudu، Gambulu، Rihiḫu، Damunu، Itu، Nuhani شہر Marri، (Lahiri)Lahiru، Ḍumuku، Gurumu، Ra'sani، Tu'muna لوگ واضح طور پر بالترتیب بگٹی، گبول، ریکی، دامنی، ہوت، نوحانی، مری، لہڑی، ڈومکی، گرمانی، رئیسانی، تامینی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ Luhūatu، Radē، Sargiti، Bit-Sillana ممکن ہے کہ بالترتیب بلوچوں کا قبیلہ لوتی، رند، سرگانی، شہلانی سے تعلق رکھتے ہوں۔ نیز غالباً توکلتی اُرتادوئم کے Utu'āte اور تگلت پلیسر سوئم کے Itu دونوں ایک ہی نام ہیں۔ جنہیں اپنے عہد کے کاتبوں نے اپنے اپنے انداز میں تحریر کیا ہے۔

اگرچہ Radē کی اشتقاقی صورت رند (Rind) سے مکمل مطابقت نہیں رکھتی، تاہم ممکن ہے کہ یہ لفظ "Rid" ہی ہو جسے آشوری کاتبوں نے اپنے طور پر Radē لکھا ہو۔ رند کا ماخذ ممکن ہے کہ اکادی

یعنی قدیم بابلی Ridu سے ہو۔ آشوری میں یہ اصطلاح بطور خاص جنگی یا پولیس سربراہ (Smith 1928: 191) عالی مرتبت اور آقا کے مفہوم میں مستعمل ہوتا تھا۔

اِس کے علاوہ آشوری میں یہ نام مستعمل تھا۔ مثلاً Rab Išparē کا (Tallqvist Rida 1914:187) یہاں مذکورہ بالا قبائلی ناموں کی تفہیم کے لیے آشوری زبان کے حالتوں (Cases) کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آشوری میں ānu- کا لاحقہ صفت (Adjective) کے ساتھ ساتھ سکونتی اور نسلی ناموں کے ساتھ بھی مستعمل ہوتا تھا۔

مثلاً Suruānu سے مراد Surū شہر سے تعلق رکھنے والا۔ (Tallqvist 1914:269) بلوچی میں نسلی ناموں کے ساتھ āni- کا لاحقہ مستعمل ہے۔ مثلاً کمبر سے کمبرانی، چاکر سے چاکرانی وغیرہ جبکہ آشوری میں i- کا لاحقہ اضافتی (genitive) حالت کے لیئے مستعمل تھا۔ (Luckenbill 1927:443)۔

آشوری میں u- کا لاحقہ بھی سکونتی یا نسبتی اور نسلیاتی حوالے سے مستعمل تھا۔ مثلاً Harranu یعنی Harran شہر کا باشندہ یا اِسی شہر سے تعلق رکھنے والا۔

اس کے علاوہ āia- کا لاحقہ بھی نسبتی یا سکونتی کے طور پر بھی مستعمل تھا۔ مثلاً Harrānāia یعنی Harran شہر کا باشندہ۔ (Tallqvist 1914:86) جو بلوچی میں i- کے لاحقے کے طور پر مستعمل ہے۔ مثلاً Turbati یعنی تربت کا یا تربت سے تعلق رکھنے والا۔

آشوری میں ē- جمع علامت کے طور پر مستعمل تھا۔ مثلاً Nishu "انسان، شخص" جبکہ جمع کی صورت میں یہ nishē مستعمل ہوتا تھا۔ (Tallqvist 1914:298) نیز ni- کا لاحقہ جمع فاعلی (Plural Nominative) کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً Bel-ilāni (Bel "آقا" + ili یا ilu "خداوند" + ni "جمع فاعلی لاحقہ") یعنی "دیوتاؤں کا آقا" (Tallqvist 1914:267)۔ بلوچی میں اس کے لیے ni- یا āni- کا لاحقہ مستعمل ہے۔ مثلاً مردم "شخص"، مردمانی "بہت سے اشخاص" جو کہ آشوری جمع فاعلی لاحقہ سے مطابقت رکھتا ہے۔

اِس وضاحت کے بعد ہم اپنی موضوع کی طرف آتے ہیں۔ جہاں کالدی اور آرامی قبائل کی فہرست ہیں Larak نامی شہر کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ براہوئی لہر کی (Laharki) قبیلہ اِس سے یا اس طرح کے نام سے متعلق ہوں۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ قبیلہ سندھی لاڑک قبیلہ کا نمائندہ ہو۔

یہاں اِس امر کی وضاحت نہایت ہی ضروری ہے کہ یہ لازم نہیں ہے کہ براہوئی اور بلوچوں کے بہت سے موجودہ قبیلے قدیم ہوں یا قدیم عہد سے متعلق ہوں۔ تاہم یہ یقینی ہے کہ اشخاص کے ناموں کی مناسبت سے بننے والے بہت سے قبیلے قدیم شخصی ناموں سے متعلق ہیں جو بعد کے بہت سے جدید قبائل کی تشکیل کا باعث بنے ہیں۔ مثلاً کُبدا، کب دین کے نام کی مناسبت سے بننے والا خاران کا کُبدانی قبیلہ اور کوہ سلیمان کے قیصرانی قبیلے کا ذیلی قبیلہ خوب دین دونوں کا اشتقاقی اور لغوی ماخذ Kabtu "طاقت ور، عظیم" Ku- Ka-bat-ti ،Ku-bat-ta-nin (Tallqvist 1914:288) bu-ub-ti (Tallqvist1914:116) اور Qi-bit-ni-e (Tallqvist1914:116) جیسے اشوری ناموں سے متعلق ہیں۔

اِسی طرح شخصی نام Sapharru (بلوچی : سپر یا سفر خان)، Surappi (پنجگور سوراپ، سوراب) اور سرابان (Sarraban) نامی جگہ ایرانی بلوچستان کے سراوان سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ خلیج فارس اور ūknu کے ساحل پر رہنے والے کالدی قبیلے Rapiku اور Lubdu قبیلے بہت پہلے 13 سو قبل مسیح میں غالباً زیرین ذاگروس یا زیریں ذاب میں بھی آباد دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اداد۔ نراری اوّل (1300 ق م) کی ایک تحریر کے مطابق انہوں نے دیگر قبیلوں سمیت Rapiku اور Lubdu قبائل کو سُوباری (Subari) سرزمین میں روند ڈالا (Luckenbill 1926:27)۔

Gelb کے مطابق غالباً Shubria (Subari) سرزمین ایک چھوٹی سی ریاست تھی جو دجلہ اور جھیل وان (van) کے درمیان واقع تھی۔ (Gelb 1944:47) یعنی Taurus رینج اور بالائی دجلہ کے درمیان میں یہ کہیں واقع تھی۔ (Gelb 1944:46,49) ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ لوگ میسوپوٹیمیا کے شمال میں اور عیلام کے مشرق میں رہتے تھے (Gelb 1944:108)۔

بگٹی، ڈومکی، رئیسانی، لہڑی، گبول، مری وغیرہ قبائل کے تذکرہ کے بعد ہم یہاں چند دوسرے قبیلوں کے ماخذ کا جائزہ لیں گے۔ جس طرح کہ ہم گذشتہ صفحات میں اِس بات کی وضاحت کر چکے ہیں

کہ براہوئی اور بلوچوں کے بہت سے قبائل مختلف شخصی ناموں کے علاوہ علاقائی ناموں سے بھی منسوب ہیں بلوچ قبائل، ایرانی قبائل ترخانی، قبادی، گودرزی، منوچہری، کوماسی، گل فرخی وغیرہ کی بجائے منفرد ناموں کے حامل ہیں۔ البتہ چند بلوچ اور براہوئی قبائل حیران کن طور پر کردوں کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔ غالباً اس کی بنیادی وجہ لُرستان، ذاب صغیر اور وسطی ذاگروس تک وہ قدیم علاقہ ہے جہاں از منہ قدیم سے سوباری، کسائیٹ، لولوبی، گوتی، عیلامی، کرد، بلوچ اور براہوئی قبائل سکونت پذیر یا متحرک رہے ہیں۔

موجودہ عہد میں بلوچ اور براہوئی پاکستان، ایرانی بلوچستان، افغانستان، ترکمانستان اور خلیج فارس کے ممالک میں آباد ہیں۔ سردار خان گشکوری کے مطابق برطانوی عہد میں Sir Henry Green جو بالائی سندھ کے پولیٹیکل سپرینڈنٹ تھے، جنہیں اپنی شام کی سیاحت کے دوران بہت سے ایسے قبائل کے بارے میں آگہی حاصل ہوئی۔ جو وادی سندھ میں رہنے والے بلوچ قبیلوں سے مشابہت رکھتے تھے۔ اِس طرح بہت سے بلوچ قبیلے مثلاً مری، بلیدی، مہیری (Maheri)، جمالی، ازدی (Azdi) اور نمہری (Numhri) ہمیں عرب قبیلوں میں ال مری، ال بلیدی، ال جمالی، مہری (Mahri)، ازدی اور ال نمری (Al-Namri) کی صورت میں ملتے ہیں (Baluch1958:17-18)۔

بلاشبہ یہ نہایت ہی اہم حوالہ ہے۔ اگرچہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ ایرانیوں کے خلاف عربوں کی حمایت کی وجہ سے حضرت عمرؓ کے زمانے میں بہت سے بلوچ قبائل کو عراق میں جاگیریں عطا کی گئیں اور بلوچ وہاں جاکر آباد ہوگئے تھے۔ تاہم تاریخی طور پر بلوچوں کے بہت سے قبیلے جن میں کچھ کا ذکر اوپر آچکا ہے، یہ کالدی، آرامی، اور سُتی (Sutians) لوگوں کے ساتھ نویں قبل مسیح میں خلیج فارس کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ Uknu دریا تک آباد تھے۔ کالدی حکمرانوں کا بابل پر قبضہ کرنے کے بعد کالدی اور آرامی لوگوں کے ساتھ بہت سے بلوچ قبیلے بابل، نینوا، اریک شہروں میں آباد اور متحرک ملتے ہیں۔ بلکہ بہت سے بلوچ قبائل ہمیں زیریں ذاگروس، لرُستان، زیریں ذاب اور وسطی ذاگروس تک آباد اور متحرک نظر آتے ہیں۔ کالدی، آرامی سُتی (Sutians) قبائل کے ساتھ رہنے کے اثرات اتنے نمایاں ہیں کہ موجودہ عہد میں بھی "شمالی بلوچستان میں بہت سے آباد علاقے اور گاؤں باتو (Bato) کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں" (پیکولین 42:2000)۔

اصل میں بلوچوں میں مستعمل باتو(Bāto)اکادی اور آشوری زبان کے Bit "مکان، گھر" سے متعلق ہے۔ جب عیلامی بادشاہ شلہک انشوشنک (1151-1165)نے وسطی ذاگروس اور زاب صغیر کے علاقوں پر چڑھائی کی تو اُنہیں وہاں کے دوسرے قبائل کے علاوہ تین "Bitati" یعنی تین گھروں کے لوگوں سے بھی مزاحمت کرنے کا سامنا پڑا۔(Cameron 1936:117)اور اس کے علاوہ بٹ بلیدہ میں بٹ اور نار آباد کے قریب ایک گاؤں اللہ بت کا تعلق بھی اسی سے ہے۔[11] "Bit" کا لفظ بھی بنیادی طور پر اکادی اور آشوری لفظ Bit یعنی گھر، مکان سے متعلق ہے۔ اور بلوچی "باتو" اصل میں آشوری "بتاتی" جمع کی صورت میں یعنی بہت سے گھروں کے مجموعہ کی دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح قدیم اکادی اور اشوری میں بیٹا، لڑکا، اولاد، گھرانہ کے لیے mār, u, māru` کے الفاظ مستعمل تھے (CDA199)مثلاً اشوری: Mar Sangura یعنی " سنگور کا بیٹا " (Tallqvist 1914:300)براہوئی میں بھی "مار" اسی مفہوم کا حامل ہے۔

اس کے علاوہ سومیری میں علاقہ اور وطن کے لیے Ki-کا لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً عیلام کی "یعنی عیلام کا علاقہ، عیلام وطن۔ سومیری کی طرح براہوئی میں بھی "کی" کا لفظ علاقہ کے معنوں میں مستعمل ہے۔

نیز یہاں بلوچ اور براہوئی قبائل کا تجزیہ کرنے سے پہلے یہ بات بہر بطور ذہین میں رہنی چاہیئے کہ موجودہ بہت سے بلوچ اور براہوئی قبیلے جو مختلف ناموں سے معروف ہیں۔ ان کا تاریخی عہد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلوچوں کے اکثر و بیشتر قبیلے اپنی تشکیل کے اعتبار سے قبل از مسیح کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ بلوچوں اور براہوئیوں کی تاریخ نہ تو رند عہد یا میر کمبر سے شروع ہوتی ہے اور نہ ہی ان قبیلوں کو بلوچ اور براہوئی لوگوں کا نقطہ آغاز قرار دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ ان کی تاریخ ہزاروں سال پُرانی ہے۔ اور یہ لوگ واضح طور پر ما قبل تاریخی عہد سے متعلق ہیں۔

---

[11]۔ اس معلومات کے لیے چیئرمین سنگت رفیق کا مشکور ہوں۔

آدین زئی

زہری قبیلہ میں ایک آدین زئی (Adain zai) طائفہ مشہور ہے۔ بلوچی میں "آدین" آئینہ کے معنوں میں مستعمل ہے۔ جو بعض علاقوں میں آدینک بھی ہے اِسکے علاوہ بلوچی آدینہ شخصی نام بھی ہے ممکن ہے کہ یہ طائفہ "آدین" کی مناسبت سے "آدین زئی" کہلاتا ہو۔ تاہم ہمیں مردوک بلدان کے ایک بیٹے Adinu اور اس کے گاؤں Bit-Adine کا حوالہ ملتا ہے۔ (Luckenbill 1927: 126,130)۔

ازغل زئی:

ازغل زئی بنیادی طور پر امادونی دہواروں کا ایک طائفہ ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ دہوار کا لفظ بنیادی طور پر ایک ایسا ٹائٹل ہے۔ جس کا مطلب ہے گاؤں کا سربراہ، مکھیا، مقدم۔ دہوار کے ساتھ فارسی میں دہقان کا لفظ بھی مستعمل ہے۔ اس کا مطلب بھی گاؤں کا بڑا، سربراہ۔ یہ کوئی نسلی نام نہیں ہے۔ بلکہ ایک طرف کی صفاتی یا القابی صورت ہے۔ مستونگ اور ایرانی بلوچستان میں خاش کے نشیبی علاقے میں بلوچ اور دہوار قدیم زمانے سے اکھٹے آباد ہیں۔ (پیکولن 24:2000) اس کے علاوہ گرگناڑی قبیلہ میں بھی اسغل زئی نامی ایک طائفہ مشہور ہے، جو ازغل زئی سے مماثلت رکھتا ہے۔

ازغل (Azghal) کا لفظ اشتقاقی طور پر غالباً قدیم بابلی Esagila سے متعلق نظر آتا ہے۔ جو بابلیوں کا ایک دیوتا تھا۔ اِسی دیوتا کے حوالے سے بابل میں مردوک کا مندر تھا۔ یہ نام صرف بابلی ناموں میں مستعمل ہوتا تھا۔ (Tallqvist 1914:225) بلوچوں میں لڑکیوں کے لیے ازگل کا نام مستعمل ہے جو قدیم بابلی دیوتا کی عکاسی کرتا ہے۔ اِسی طرح کرمانشاہ کے علاقے میں Azgala نامی ایک علاقہ واقع ہے۔ جہاں زیادہ تر کُرد قبائل سکونت پذیر ہیں نیز خاش ڈویژن میں اسکل آباد نامی جگہ اور کوشہ (Kutha) کے دیہات میں کوت نامی آبادی رہتی ہے۔ (عسکری 1996:73-74) غالباً یہ اسکل آباد نامی جگہ Esagila کی غمازی کرتا ہے۔ نیز قلات کے علاقے میں "اسکلکو" نامی جگہ بھی شاید اِسی مشابہت کی غمازی کرتا ہے۔

ارکانی اور الیاک قبائل:

پیکولین ارکانی اور الیاک قبیلوں کو ایک نئی تشکیل شدہ بلوچ قبیلہ سمجھتے ہیں۔ وہ اِس ضمن میں لکھتے ہیں کہ خراسان میں پرانے قبیلے بلیدی، بگٹی، سنجرانی کے ساتھ نئے تشکیل شدہ بلوچ قبائل بھی نظر آتے ہیں مثلاً ارکانی، الیاک، بالیکانی، بادوزئی، کاشانی، نصیری، ادوزئی۔ (پیکولین 48:2000)۔

الیاک قبیلے کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا تاہم ممکن ہے کہ ارکانی اور بالیکانی قدیم قبیلے ہوں۔ ارکانی قبیلہ غالباً Kutmuhi کے علاقے میں Arkania پہاڑ اور اس علاقے کے رہنے والوں سے متعلق ہوں۔ جہاں آشور ناصرپال نے اپنے عہد میں ارکانیا پہاڑ کے لوگوں، Karania شہر اور Mallanu کا علاقہ (جو ارکانیا پہاڑ کے وسط میں واقع تھا) اور Kashiari پہاڑ کے لوگوں اور Tubusi کے بیٹے Lapturi اور دوسرے لوگوں کو زیر کیا تھا۔ (Luckenbill 1926:168) تاریخ میں اس طرح کی مثالیں ملتی ہیں کہ اپنے عہد کے بعض بڑے قبیلے مختلف تاریخی وجوہات کی بنا پر سکڑ کر بعد میں دوسرے قبیلوں کی اتحادیہ میں ذیلی قبیلوں یا شاخوں کے طور پر شمار ہونے لگے۔ بہرحال بلوچوں کے الیاک قبیلہ سے ملتا جلتا ایک قبیلہ کردوں میں بھی آلاک کے نام سے جانا جاتا ہے۔ فارس نامہ کے مطابق کردوں کا آلاک قبیلہ فارس میں بودوباش رکھتا ہے۔ (مردوخ (ندارد): 76) اس کے علاوہ ارکانی کی طرح کردوں میں بھی ایک قبیلہ "آرکی" مشہور ہے۔ مردوخ کے مطابق آرکی طائفہ کُرد قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے (مردوخ؟: 109)۔

بادینی:

بادینی کی توجیہہ کئی طرح سے ہوسکتی ہے۔ ایک تو یہ ممکن ہے کہ بادینی بابلی نام Bau-hu-iddina (Bau "خداوند" + ahi "بھائی" + iddina عطا کی) یعنی Bau خداوند نے مجھے بھائی عطا کی ہے، سے متعلق ہو یہ شخص بابل کا بادشاہ اور شمسی اداد پنجم (811-822ق م) کا ہم عصر تھا۔ (Tallqvist 1914:53) بادینی قبیلہ کے علاوہ براہوئی میں ایک کُرد ذیلی قبیلہ بادین زئی یا بہدین زئی بھی ہے۔ جو یقیناً بہدین نام ہی سے متعلق اور مشتق ہے۔ کھیتران قوم میں بھی ایک قبیلہ "بہدانی" موجود ہے۔ یہ تمام نام غالباً ایک ہی ماخذ کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کردوں میں ایک قبیلہ

"بادینان" کے نام سے مشہور ہے۔ مردوخ کے مطابق ان کو بہادینان اور حکام عمادیہ (Amadia) بھی کہتے ہیں۔ ان کا جد امجد "بہادین" نام کا حامل تھا۔ ابن خلدون نے تاریخ بربر میں بادین قبیلے کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کا مسکن جزائر بتایا ہے۔ (مردوخ؟ : 78) اِس کے علاوہ بادینی قبیلہ ممکن ہے کہ تگلت پلیسر سوئم (745:727) کے تحریروں کا Badanai قبیلہ ہو۔ جسے انہوں نے Haipai, Sab'ai اور Mas'ai قبیلوں سمیت سورج غروب ہونے کی جگہ (یعنی مغرب کی جانب) شکست دی تھی (Luckenbill 1926: 287,793)۔

اگرچہ اس کے بعد سرگون دوئم (705–724ق م) نے بھی دُور کے عرب Haiapa اور Tamud (غالباً عربوں کا موجودہ ثمود) اور جو صحرا میں رہتے ہیں کو شکست دینے کی بات کی تھی۔ تاہم اس کی تحریر میں Badanai قبیلے کا ذکر موجود نہیں ہے. (Luckenbill 1927:7)۔

اس کے علاوہ تگلت پلیسر سوئم کی ایک اور تحریر میں Buduean یعنی Budu علاقہ کے لوگوں کا حوالہ ملتا ہے۔ جسے انہوں نے تسخیر کی تھی۔ ان کی تحریر کے مطابق "میں نے Amlate شہر کے چھ سو Dir, Damunu شہر کے 5400 گرفتار اشخاص کو Tea, Huzarra, Kunalia وغیرہ کے علاقوں اور Unki علاقے Sagilu میں آباد کیا۔ Kutē اور Bit–Sangibutu اور چھ ہزار دو سو آٹھ Budeans, Nakkabeans کو میں نے (.....) Usnu, Siannu, Arka, Simiria شہروں میں آباد کیا جو ساحل سمندر پر واقع شہر ہیں۔ اس کے علاوہ وہ آگے کہتے ہیں کہ انہوں نے 558 Budean اور Kuteans 457 وغیرہ لوگوں کو Tu'imma صوبے میں آباد کیا (Luckenbill 1926:276)۔

یہاں Budeans کے ساتھ Sangibutu اور Nakkabeans لوگوں کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ میدوں کے علاقے میں رہتے تھے۔ اور Nakkabeans لوگ واضح طور پر موجودہ نکیب لوگ ہیں جو بلوچ اور براہوئی ہر دو قوم سے متعلق ہیں۔ سناکریب نے اپنے عہدیں عیلامی، کلدانی اور آرامیوں کے خلاف جو جنگی کاروائی کی تھی۔ جس میں انہوں نے Damunu، Gambulu، Ahudu، Marri، Kutain، Kubruna، Kipranu، Dur–uait، Bir–Dada وغیرہ سمیت Nukabu لوگوں کو بھی تسخیر کیا تھا۔

(Luckenbill 1927:131)غالباً سناکریب کے Nukabuاور تگلت پلیسر سوئم کے Nakkabeایک ہی لوگ ہیں جنہیں مختلف ادوار میں مختلف انداز میں ریکارڈ کیا گیا۔ اور یہ لوگ بلاشبہ موجودہ نکیب بلوچ ہیں۔

اِس کے علاوہ اسرحدون(669-680ق م) نے اپنے عہد حکمرانی میں بازو (Bāzu)کے علاقے صحرائے نمک میں پیش قدمی کی تھی یہاں انہوں نے Halisi (Haldium)شہر کے بادشاہ Kisu، Magalaniشہر کے بادشاہ Mansaku، Dihraniشہر کے ملکہ Kadaba, lapaشہر کے بادشاہ Habisu، Ga'panni یا Kapanuشہر کے بادشاہ Niharu، Ihiluشہر کے ملکہ اور Budaشہر کے بادشاہ Habanamruکو قتل کیا اور ان کے شہروں کو پائمال کیا۔ (Luckenbill1927:209)بہت سے امکانات کی روشنی میں بادینی مذکورہ Budaشہر کے لوگ بھی ہوسکتے ہیں۔ اور غالباًMagalaniموجودہ مینگل ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ بہت سے علاقے اورآبادیاں قبیلوں کے نام پر بھی تشکیل پاتے ہیں۔ اور پھر صحرائے نمک کا علاقہ اتنا دور دراز علاقہ بھی نہیں تھا۔ یہ علاقہ عیلام کے مشرق میں واقع تھا۔

تگلت پلیسر سوئم کے ایک اور تحریر میں Dur-Kurigalzu(کسائیٹ لوگوں کو شہر)، Sippar شہر۔۔۔۔Kisikشہر Nakri قبیلہ اور کلائی (Kalain)شہر، Shumandashi دریا، Adilē قبیلہ اور Budu علاقہ، Pahhazشہر اور Karduniash(بابل) کے شہروں اور نیچے خلیج فارس کے ساحل Uknu دریا تک کے علاقے کی فتح کرنے کا تذکرہ ملتاہے (Luckenbill 1926:270)غالباًNakri، Shumandashiندی، Adilēقبیلہ اورBudu لوگ عیلام کے مشرقی جانب زیریں ذاگروس کے علاقے میں واقع تھے۔ غالباً بلوچوں کا نوکری (Naukri)قبیلہ اِسی Nakriقبیلہ کی غمازی کرتاہے۔

اس کے علاوہ ہیروڈوٹس کے مطابق میڈین کے چھ قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کانام Buddiiتھا۔ موجودہ گنداوا کے قریب ایک Budhaنامی قبیلہ کا حوالہ ملتاہے۔ بعض مورخین نے اسے ندھ بھی لکھاہے۔ ابن حوقل اسے Budhaلکھتے ہیں اور مند(مید) کی جتھابندی میں رکھتاہے۔ بعض مورخین ساکا قبیلے میں بھی ایک Budiiقبیلے کا ذکر کرتے ہیں۔ نیز سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب

میں یونانی مورخین کے حوالے سے کچھ قدیم قبائل کا تذکرہ کیا ہے۔ جس میں ایک قبیلہ وادینی (Vadini)کا ذکر بھی ملتا ہے (سلیمان ندوی 71:1992)۔ تاہم اِس بارے میں کوئی وضاحت اور تفصیل مہیا نہیں کی گئی۔

اس کے علاوہ ہمیں افغانستان کے صوبہ زابل سے متصل "بادینی" نامی علاقہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ زابل کے بعد مختصر فاصلے پر صوبہ غزنی اور پکتیکا واقع ہیں۔ کوئٹہ سے "بادینی" سرحد کا فاصلہ محض 200 کلومیٹر ہے۔

باجائی، باجوئی، باجے زئی:

باجائی، باجوئی اور باجے زئی قبیلوں کے ماخذ کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ ممکن ہے کہ ان کا ماخذ بلوچی لفظ باج (فتح، کامرانی) سے متعلق ہو۔ بُزدار قبیلے چاکرانی میں بھی ایک ذیلی طائفہ "باجانی" کے نام سے معروف ہے۔ بلوچوں میں باجی، باجانام مستعمل ہیں۔ غالباً باجی اور باجا جیسے ناموں سے یہ قبیلے تشکیل پذیر ہوئے ہیں۔ کردوں میں بھی ایک قبیلہ باجلان وجود رکھتا ہے۔ جو لُر (Lor) کے ذیلی طائفہ لک سے متعلق ہیں قزوین اور قصر شیریں کے علاقوں میں آباد ہیں (مردوخ؟ : 78)۔

ممکن ہے کہ باجوئی یا باجائی جیسے نام آشوری ماخذ سے تعلق رکھتے ہوں۔ سولہویں صدی قبل مسیح میں ایک آشوری بادشاہ کا نام بازائیو (Bazaiu) بتایا جاتا ہے (Gelb 1944:66)م۔ ممکن ہے کہ "بازائیو" نام کا "ز" بعد میں "ج" سے بدل کر بلوچوں اور براہوئی لوگوں میں "باجوئی" کی صورت میں سامنے آیا ہو۔

باران زئی:

ایرانی بلوچستان میں دس بڑے قبیلے باران زئی، دامنی، ہوت، اسماعیل زئی، کُرد، لاشاری، نوشیروانی، رئیس، ریکی اور طوقی آباد ہیں۔ کردوں میں بھی ایک قبیلہ "باران" کے نام سے موسوم ہے۔ مردوخ کے مطابق کردوں کا "باران" نامی قبیلہ سیورک میں آباد ہے (مردوخ؟ : 78)۔

بہر حال پشتونوں میں بھی ایک قبیلہ باران زئی کے نام سے مشہور ہے جس کا بلوچ باران زئی قبیلہ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ جبکہ بلوچوں میں باران نام مستعمل ہے۔

باغاری:

بُزداروں میں ایک قبیلہ باغاری کے نام سے مشہور ہے۔ ممکن ہے کہ یہ قبیلہ اتنا قدیم نہ ہو۔ تاہم باغاری نام ممکن ہے کہ تیسری اُر سلطنت کے نام Ba-ga-ri سے مماثلت رکھتا ہو۔ بعض محققین نے اِسے حُری شخصی نام قرار دیا ہے۔ جبکہ Gelb کے مطابق یہ حُری نام نہیں ہے(Gelb 1944:109)۔

بالیانی

بُزدار قبیلہ میں ایک طائفہ بالیانی کے نام سے مشہور ہے۔ اِس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں و ثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ تاہم بعل دیوتا کی مناسبت سے ہمیں بہت سے نام ملتے ہیں۔ مثلاً اشور بنی پال کے زمانے میں Ba-al، اسرحدون کے عہد میں بالو، بعلی، بعلو(Tallqvist 1914:49) جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں کُردوں میں ایک قبیلہ "بالیان" کا حوالہ ملتا ہے جو عراق میں خوی کے نزدیک سکونت رکھتے ہیں(مردوخ؟:80)۔

بالیکانی:

خُراسان میں ایک بلوچ قبیلہ بالیکانی آباد ہے۔(پیکولین 2000 : 48) بلیکانی یا بہلیکانی قبیلہ غالباً Balikh دریا اور اس کی وادیوں سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سامنے آیا ہے۔ خابور اور Belikh دونوں علاقے ایک دوسرے کے قریب واقع ہیں۔(Gelb 1944:91)۔

اسے Balihu شہر بھی کہا جاتا ہے۔(Tallqvist 1914:262) اس کے علاوہ ممکن ہے کہ اس کا ماخذ آشوری نام Bi-la-ah-ištar یعنی "عشتار دیوتا کا خوف (Tallqvist 1914:302) سے متعلق ہو۔ کُردوں میں بھی ایک قبیلہ بلیکانی کے نام سے مرعش کے اطراف میں آباد ہے(مردوخ؟ :81)۔

برمانی (Birmani):

بلوچوں میں ایک قبیلہ برمانی کے نام سے مشہور ہے۔ غالباً اس لفظ کا ماخذ " آشوری نام Bir-Ra-ma-na(Ramana "دیوتا، خداوند" +Bir بیٹا)یعنی "دیوتا کا بیٹا یا اولاد" سے متعلق ہے۔ (Tallqvist1914:64) کبھی کبھار اسے Būr - Ramān بھی کہا جاتا تھا۔ یعنی Raman کا بیٹا یا اولاد(Tallqvist 1914:66)یہی آشوری Bur موجودہ فارسی اور کردی میں بطور "پور" یعنی "بیٹا" کے معنوں میں مستعمل نظر آتا ہے۔

باصیرو (Bāseru):

فارس میں باصیرو ایک چھوٹا قبیلہ ہے۔ علی قنبری، اہل قولی، سروستانی اور ایل خاص اِس کے نمایاں طائفے ہیں جو اب ترکی بولتے ہیں (Towfiq 2011:19)۔ فارس کے سروستانی اور بلوچستان کے سرمستانی ایک ہی لوگ ہیں جبکہ ایل خاص یعنی "خاص کا خاندان" غالباً بلوچستان کے خاص خیلی اِسی سے متعلق ہیں یا یہ ایک ترکیبی صورت ہے۔ جو مشترک نظر آتا ہے۔ اِس ضمن میں اہم بات یہ ہے کہ باصیرو غالباً سنا کریب عہد کے Pasheru ہیں۔ جہاں انہوں نے عیلام کے سرحد پر Pasheru اور انزان سمیت Dumuku(ڈومکی)، Gambulu(گبول)، Lahiru (لہڑی)، Pukudu (بگٹی)، Damunu(دامنی) قبائل کے ساتھ جنگ کی۔(Luckenbill 1927:126) جبکہ ارین نے اورماڑہ کے علاقے میں ایک Pasira نامی گاؤں کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے رہنے والوں کو پاسیری (Pasirians) کہا ہے(بلوچ2009:118)۔

بروگوئی (Barogoi):

بلوچوں کا بروگوئی قبیلہ ایرانی بلوچستان میں سکونت رکھتا ہے(پیکولین 52:2000)۔ غالباً اِس کا ماخذ Burukuzzi یا Purukuzzi (موجودہ Purkuz) علاقے سے تعلق رکھتا ہے۔ Burukkuzzi کا علاقہ زاب صغیر (Lower Zab) میں Lalar، Mehri، Kurti (غالباً موجودہ کُرد)، سوباری(Shubari) علاقوں کے ساتھ واقع تھا۔

جہاں توکلتی اُرتا (Tukulti – Urta)اوّل نے 1250 قبل مسیح میں ان علاقوں کو فتح کیا تھا (Luckenbill 1926:52-3)۔

جبکہ تگلت پلیسر اوّل نے گیارہ سو قبل مسیح میں اپنے عہد حکمرانی اِسی علاقے میں سوباریوں (Subari)، Kutmuhi، Alzi اور Purukuzzai، Mushki اور kashiari پہاڑ کے علاقوں کو فتح کیا تھا(Luckenbill 1926:74-77)۔

ممکن ہے کہ یہ لوگ بروگوئی کی بجائے بلوچوں کا مشہور قبیلہ بارک زئی جیسے اشتقاقی ماخذ کے حامل ہوں۔ کیونکہ Tallqvist نے انہیں Barruqu، Ba-ruq، Ba-ruq-qu، Bar-ru-qu لکھا ہے، جنہیں 688-681 اور 670 قبل مسیح میں ریکارڈ کیا گیا تھا۔(Tallqvist 1914:52)جو "بارک" سے مطابقت رکھتا ہے تاہم اس کے ساتھ Zai–کا لاحقہ نہیں دیا گیا ہے۔

بلوچوں میں Zai–کا لاحقہ شخصی اور قبائلی ناموں کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ جو خاندانی اور نسلی شناخت کی غمازی کرتا ہے۔ میدی زبان میں Issi– اور Si– اور ساکا لوگ بھی Si– کا لاحقہ استعمال کرتے تھے۔ جبکہ یونانی میں tae، ترکی میں Soi اور کُردی میں "سو" استعمال ہوتا ہے۔

Gelb کے مطابق توکلتی اُرتا کے اِس بیان سے پتہ چلتا ہے اس عہد میں سوباری سرزمین گویتوں اور نائری (Nairi)علاقے کے قرب وجوار میں واقع تھی۔ Papahi، Katmuhi، Alzi، Madani، Nihāni، Teburzi، Burukuzzi وغیرہ کے تمام علاقے سوباری کے وسیع علاقے اور اس کی سرزمین کی غمازی کرتے ہیں۔(Gelb 1944:46) نیز عربوں میں بھی ایک قبیلہ "بارق" کے نام سے مشہور ہے۔ Bryce کے مطابق Purrukuzzu علاقہ شمالی مشرقی میسوپوٹیمیا میں غالباً Arsanias اور Kashiyari علاقہ کے درمیان میں واقع تھا(Bryce 2009 : 567)۔

بُزدار یا بوزدار(Buzdar, Bozdar):

لورالائی ڈسٹرکٹ گزٹیئر میں انہیں بُزدار(Minchin 1907:72, 105)، ڈیرہ غازیخان گزٹیئر(Diak 1898:66) اور برطانوی تحریروں میں اِس قبیلہ کو "بوزدار" لکھا گیا ہے(Dames 1907:50, 90,99)۔ سندھ میں بھی اِسی قبیلہ کو "بوزدار" کہا جاتا ہے۔ سبی ڈسٹرکٹ گزیٹئر میں بھی

ان کو "بوزدار لکھا گیا ہے (McConaghey 1907:31,281) یہ قبیلہ بلوچستان میں لس بیلہ(Minchin 1907:52)، سبی، ضلع موسیٰ خیل، ضلع بارکھان میں آباد ہے جبکہ سندھ اور کوہ سلیمان میں یہ بڑی تعداد میں آباد ہے۔ عراق میں کردوں کے یزیدی یا ایزدی قبیلہ میں بھی بُزداری نامی طائفہ موصل میں آباد ہے۔

عام طور پر بُزدار قبیلے کا مفہوم بھیڑ بکریاں چرانے والا قبیلہ متصور ہوتا ہے۔ اصل میں شاید اس طرح نہیں ہے۔ زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ یہ نام دوآشوری لفظوں کا Buzu (Buzu -dāru "دیوتا۔ آقا" + dārū "جاداں") یعنی Buzu دیوتا جاوداں ہے، کا مرکب ہے۔ "آشوری میں اِسی ترکیب کے مطابق dārū + Šamaš یعنی "شمش دیوتا یا آقا جاوداں ہے" کا نام مستعمل رہا ہے (Tallqvist1914:210)۔

آشوری اور قدیم بابلی میں Buzu نام مستعمل تھے۔ مثلاً آشوری نام Ašir-i-din ولد-Buzu اس کے علاوہ Bu-zi یا Bu-zu ایک قدیم بابلی نام تھا۔ (Tallqvist 1914:67) اسی مناسبت سے بلوچی میں، کہاوت ہے کہ "بُزوءِ بُزے بوت، دوشگ ءِ بانءِ سر اشُت"، اِس کہاوت میں بُزو نام کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔[12]

نیز ترکی میں Bughdar نامی ایک قبیلہ آباد ہے۔ جس کا تلفظ بُغدار یا بُزدار ہے جو طوس اور قونیا میں رہتے ہیں۔[13]

بزنجو:

مسعودی، یعقوبی اور اصطخری نے اصفہان میں ایک کُرد قبیلہ بازینجان کا ذکر کیا ہے۔ (مروذخ؟ : 79) غالباً بزنجو اور بازینجان کا ماخذ ایک ہی ہے اور مرورایام کے ساتھ یہی بازینجان پہلے بزنجہ اور پھر بزنجو کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ جبکہ اُلفت نسیم کے مطابق بیزن نامی شخصیت قبیلہ بُلفت کا ایک نامی گرامی سردار تھا جو کسی وجہ سے اپنے قبیلہ سے علیحدہ ہو کر کولواہ میں آکر نوحانی قبیلہ میں شامل ہو گیا۔ کولواہ کے

12۔ بشکریہ چیرمین سنگت رفیق۔

13۔ محترم غلام عباس موج نے یہ معلومات مجھے فراہم کی ہیں، جس کا میں شکر گزار ہوں۔

نوحانیوں میں اُس نے دوسری شادی کی۔ جہاں اس کے تین بیٹے حمل، نندہ اور عمر پیدا ہوئے۔ جن سے حملانی، نندوانی اور عمرانی بیز نجہ قبیلے تشکیل پائے۔ یہی تینوں بھائی براہو جد گال جنگ میں میر بجار کے براہو طائفے کے اتحادی تھے۔ اور ابھی تک تینوں بیز نجہ کہلاتے ہیں (نسیم ندارد: 103-104)۔

بگٹی:

بگٹی واضح طور پر آشوری تحریروں کے Pukudu یا Bukudu، Bagdadu ہیں۔ جنہیں آشوری کاتبوں نے اپنے انداز میں نوٹ کیا تھا۔ تگلت پلیسر سوئم (745:725ق م) نے اپنے عہد میں Bagdadu (Bukudu) قبیلہ سمیت Itu، Rapiku، Nasiru، Nabatu، Riḫiḫu، Adile، Kipre، یا kibre، Gurumu، Rade، Damunu، kabi وغیرہ قبائل کے خلاف پیش قدمی کی تھی۔ (Luckenbill 1926:283-4)

اِس کے علاوہ سرگون (705-724ق م) نے اپنے عہد میں Pukudu اور دوسرے قبائل کے خلاف پیش قدمی کی تھی۔ اُن کے مطابق Ru'a، Hindaru، Pukudu یہ سب کے سب Suti تھے جو صحرا کے لوگ تھے۔ (Luckenbill 1927:14) سرگون کی اِس کہانی کے مطابق اِسے Pu-qu-di بھی لکھا گیا۔ (Tallqvist 1914:268)

سناکریب (681-705ق م) کی ایک تحریر کے مطابق Pukudu اور دوسرے قبائل مثلاً Tu'muna، Rihihu، Kibra، Malihu دجلہ کے ساحل پر رہتے تھے۔ Gurumu، Ubulu، Damunu، Gambulu لوگ Uknu دریا کے کنارے پر رہتے تھے۔ Hamranu، Hagranu، Nabatu آرامی قبیلے جو کہ اطاعت گذار نہیں تھے۔ میں نے ان کو زیر کیا (Luckenbill1927:129)۔ سناکریب کی ایک اور تحریر میں مردوک بلدان کے خلاف انہوں نے زیریں فرات میں لڑائی کی۔ جس میں عرب، آرامی اور کالدی لوگ شامل تھے جو اریک، نُپر، کِش، کوثا (kutha) اور سپر Sipper میں آباد تھے۔ وہاں انہوں نے Tu'muna، Rihihu، Kibre، Malahu، Gurumu، Damunu، Gambulu، Pukudu، Hamranu، Nabatu، Li'tau قبائل سب آرامی سرکش تھے۔ ان کو زیر کر لیا تھا (Luckenbill 1926:116)

آشوری تحریروں کے ان فہرست میں بلوچ قبائل کے علاوہ Nabatu، Kabi جسے قبائل موجودہ عہد میں عرب قبائل نبطی اور کعب کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔ Bryce کے مطابق Puqudu نامی آرامی قبیلہ لوہے کے عہد میں جنوبی بابل میں رہتے تھے۔ اور مغربی جانب Uruk سے لے کر مشرق میں عیلام تک اور بالخصوص وہ دجلہ کے ارد گرد نہایت ہی متحرک تھے۔ Pukudu ہمیشہ آشوریوں کے ساتھ لڑتے رہے۔ انہوں نے آشوریوں کے حمایتی Bit-Amukani قبیلہ پر چڑھائی کی تھی۔ اور ان کے علاقوں میں رہنے لگے۔ بابل بادشاہ Nebuchadnezzar دوئم کے عہد میں یہ لوگ بابلی لوگوں میں شمار ہونے لگے۔ قدیم بائبل میں انہیں Pekod (Pqd) لکھا گیا ہے۔ (Bryce 2009:566) اس کے علاوہ تیسری اُرسلطنت کے عہد میں Ba-ga-ti, Ba-ga-tum, Ba-ga-ti-a جیسے نام مستعمل تھے۔(Gelb 1957:216-7)

بلفت (Bulfat):

بلفت یا بُلفتی بلوچوں کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ جسے سندھی میں بُرفت یا برفتی کہا جاتا ہے۔ بُلفت کا اشتقاقی ماخذ غالباً تیسری اُرسلطنت کے زمانے کے Bulbat نام سے متعلق ہے۔ Gelb کے مطابق یہ نام سوباری شخصی نام ہے۔ جس کا حری (Hurrian) ناموں سے تعلق نہیں ہے۔ اُن کے مطابق بہت سے سوباری ناموں کو براحشی (Barahshi) اور سمش کے ساتھ نتھی کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ کسی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ اگر براحشی یا مراحشی ناموں میں سوباری نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کیونکہ مراحشی کا علاقہ بنیادی طور پر سوبارتو (Subartu) اور عیلام کے درمیان واقع تھا۔(Gelb 1944:20,107,105f)

بنزوزئی:

زہری قبیلہ میں ایک طائفہ بنزوزئی (Banzo(zai کے نام سے مشہور ہے۔ ہمیں بنزو (Banzo) کے ماخذ کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم تگلت پلیسر سوئم نے اپنے عہد میں Kutmuhi، Tasa، Enzi اور Anganu شہروں کے فتح کرنے کے علاوہ Benzo نامی شہر پر بھی قبضہ کیا تھا(Luckenbill 1926:282)۔ غالباً یہ شہر شمالی میسوپوٹیمیا میں کہیں واقع تھا۔

بُلیدی Buledi:

بُلیدی جنہیں بعض تحریروں میں بُردی بھی لکھا گیا ہے۔بُلیدی کا ماخذ غالباً آرامی نام Bel-idi یا Bel-iddina(Bēl آقا، خداوند iddina + عطا کی) یعنی "آقا نے عطا کی ہے"۔ (Tallqvist 1914:58) سے متعلق ہے۔ یا ممکن ہے کہ یہ آرامی نام Bir-dada یا Bur-dada(Bur "آقا" + dada یعنی Adad دیوتا، آقا) یعنی "اداد دیوتا کا بیٹا" (Tallqvist 1914:64,66) سے متعلق ہے۔ Zadok کے مطابق اسرحدون (668-681ق م) کی تحریروں میں Bur-da-di شہر کو بھی صحرائے نمک کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ بُردی شہر کا آقا Kur-zi-ta-li تھا۔ ممکن ہے کہ کُرزی۔ تالی نام کسائیٹ عنصر کا حامل ہو (Zadok 2002:115)۔ مولائی شیدائی کے مطابق بلیدی تین سو قبل مسیح میں مکران میں موجود تھے۔ اور بلیدی یا بردی اصل میں وسط عرب میں نجد کے باشندے ہیں۔ ان کا اصلی وطن بریدا (Buraida) ہے جو ریاض کے شمال میں ہے۔ ان بریدیوں یا بلیدیوں نے جب یہاں آکر سکونت اختیار کی تو اپنے وطن کی یادگار میں اس وادی کا نام بھی بریدار کھا۔ جسے یونانی مورخین نے بلیدیا لکھا (شیدائی 1996:92)۔

بنگل زئی

بنگل زئی ایک اہم بلوچ قبیلہ ہے۔ جو مستونگ، کوئٹہ، دشت، سبی اور کچھی میں سکونت رکھتا ہے۔ یہ قبیلہ بنگل نامی شخص کی وجہ سے بنگل زئی مشہور ہے۔ بلوچی میں بنگل "بہادر۔ دلیر" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اس طرح عربی کا بہکل جو جوان مرد، پُر گوشت اور نازک اندام کے معنوں میں مستعمل ہے۔ ممکن ہے کہ بلوچی کا بنگل اِسی عربی لفظ سے متعلق ہو۔ اس کے علاوہ ہمیں محمد شہی میں ایک طائفہ بنگلا اور پنجاب کے لاشاری قبیلے میں بنگلانی طائفہ دیکھنے کو ملتا ہے۔

بھوتانی:

بھوتانی قبیلہ جسے مگسی قبیلے کا ایک ذیلی طائفہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ قبیلہ موجودہ عہد میں لس بیلہ میں بڑی تعداد میں آباد ہے۔ بھوتانی قبیلہ یقیناً بھوتان سے متعلق ہے۔ "کُردوں میں ایک قبیلہ "

بوتان" کے نام سے منطقہ زوزان اور موصل وغیرہ میں آباد ہے۔ مردوخ کے مطابق ممکن ہے کہ یہ بُختیان سے بوتان کی صورت میں سامنے آیا ہو۔" (مردوخ؟ : 80)۔

پتافی۔ (Pitāfi):

پتافی، گورچانی قبیلے کا ایک ذیلی طائفہ ہے۔اِس کے ماخذ کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا تاہم ممکن ہے کہ یہ طائفہ آشوریوں کے پت۔ بابی (Pit-bābi)مہینے۔ (Luckenbill 1926:246,249) جیسے لفظی اشتقاق سے مماثلت کا حامل ہو۔جو پت۔بابی جیسے لفظ سے پہلے پتابی اور پھر پتافی کی صورت میں سامنے آیا ہو۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ قبیلہ بذات خود اتنا قدیم ہے۔ تاہم یہ نام قدیم ہو سکتا ہے۔ جو بلوچوں کے حافظے میں محفوظ ہو کر رہ گیا ہو۔ بلوچوں کے ناموں کے حوالے سے اس طرح کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو انتہائی قدیم ہیں جن کا تذکرہ شخصی ناموں کے ضمن میں کیا جائے گا۔ دوسرے یہ اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ مہینوں اور دنوں کے حوالے سے بہت سے نام مثلاً خمیسہ، جمعہ، رمضان خان جیسے نام آج بھی مستعمل ہیں۔ خود آشوریوں اور بابلیوں میں اس طرح کے نام مستعمل تھے۔ مثلاً Du'ūzaiaنامی شخص جو Du'zuکے مہینے میں پیدا ہوا۔ (Tallqvist (Ribāia1914:72یعنی چوتھے دن پیدا ہونے والا شخص۔(Luckenbill 1926:185)۔

پرکانی:

ہیروڈوٹس کے مطابق گدروشیا کے علاقے میں پریکانی (Paricanians) آباد تھے۔ پریکانی بلاشبہ موجودہ "پرکانی" ہیں۔ اُن کے مطابق یہ داریوش سلطنت کے دسویں صوبے میں رہتے تھے۔ (Heridotus III,92) یونانیوں کے خلاف ایرانیوں کی جنگ کے حوالے سے ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں کہ یوتی، ماکی (مائشی) اور پریکانی، پکتیوں کی طرح مسلح تھے۔ اول الذکر دونوں قبیلوں کا کمان داریوش کے بیٹے ارسامینس کے پاس تھا۔ جبکہ پریکانی قبیلہ اوبازس کے بیٹے سیرومیترز کے کمان میں تھا۔ (Herodotus III,68) پرکانی اصل میں سرگون عہد کے بریکانو ہیں۔

سرگون دوئم (705-724ق م) کی ایک تحریر میں بریکانو(Barikanu)یعنی (Barikanu) شہر کے لوگوں کا حوالہ ملتا ہے۔ وہ آشوردیوتا کے نام اپنے خط میں اپنی آٹھویں جنگی

کاروائی کے بارے میں لکھتا ہے کہ انہوں نے Ellipi شہر اور Uksatar (ہواخشتر) (Durisi)، Satareshu، Kilambate شہر کے Paiaukka، Bit-Sakbat (Bit Sagbat) کے Makritu، Bit-Kabsi کے Pāukka، Bit-Zualzash کے Humbē، Zakrute شہر کے Bagbarana، Andirpatianu شہر کے Mashdakku، Harzianu شہر کے Zardukku اور Barikanu کے Satarpanu وغیرہ کو مغلوب کیا۔ (Luckenbill 1927:76)

ان کی ایک دوسرے تحریر میں بھی بریکانو (Barikanu) کا ذکر موجود ہے، جس میں فرق یہ ہے کہ اُس نے Andirpatianu شہر کے سربراہ کو Mashdakku کی بجائے Parkuku اور Harzianu کے سربراہ کو Zardukku کی بجائے Hardukka لکھا ہے۔ اور اس کے ساتھ Karkasia علاقے کا ذکر بھی کیا ہے۔ (Luckenbill 1927:104,105) یہ تحریر شکستہ صورت میں دستیاب ہوا ہے۔ جس میں عبارت کے بہت سے جملے غائب ہیں۔ بہر حال Ellipi کا علاقہ وسطی ذاگروس میں واقع تھا۔ جبکہ Andaritianu، Barikānu اور Karkasia کے علاقے غالباً مشرقی میڈیا میں واقع تھے۔ جنہیں دُور کے میدوں کا علاقہ بھی کہا جاتا ہے۔ Zadok کے خیال میں Barikānu ممکن ہے کہ قدیم ایرانی کا کوئی ہم مشابہہ لفظ (Homonymos) ہو۔ جیسے کہ فارسی Barikānu۔ اُن کے مطابق یہ جگہ مرکزی ایران میں واقع تھا۔ کیونکہ Uru-Ba-ri-Kānu کے بعد Kur Sa-ka-a کا حوالہ آتا ہے۔ لیکن یہ Sa-ka-a اُس Sa-Ka-a سے مختلف ہے جو تگلت پلیسر سوئم (727-745ق م) کے زمانے میں ایران میں واقع نہیں تھا۔ جسے سرگون دوئم (724-705ق م) نے خراج وصول کیا تھا۔ (Zadok 2002:116) جبکہ Luckenbill نے Kur-Sa-Ka-a کی بجائے اس شہر کو Karkasia لکھا ہے۔ جس کا ذکر پیچھے آچکا ہے۔

پور (Pawar):

جمالی قبیلے کا ایک طائفہ پور کے نام سے مشہور ہے۔ آشوری اور بابلیوں میں Pa-، Pa-wāra، huru، Pu-huru اور درمیانہ بابلی میں Pi-hura جیسے شخصی نام مستعمل تھے۔ (Tallqvist 1914:301) اِسی طرح سندھیوں میں ایک قبیلہ پنہور کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ بگٹی میں

پنہور جیسے شخصی نام مستعمل ہیں۔ قدیم مصری زبان میں Pawera/e "آقا۔ عظیم" کے معنوں میں مستعمل تھا(CDA 271)۔

تال پور/ٹال پور(تالپر۔ٹالپر)

تال پور بلوچوں کا ایک مشہور قبیلہ ہے جو پنجاب اور سندھ میں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ تال پور کی وجہ تسمیہ کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ ان کے ایک بزرگ کا نام "ٹالہ" تھا۔ فارسی زبان میں "پور" اولاد کو کہتے ہیں۔ اِس لیے یہ قبیلہ ٹال پور مشہور ہوا۔(ملک 2003:258)فارسی کا پور اصل میں قدیم اکادی Pirù(Gelb 1957:217) قدیم بابلی۔ اشوری bir, bur "بیٹا، خاندان" (Tallqvist 1914:66)سے متعلق ہے۔ اس کے علاوہ یہاں اشوری Pir"گھر۔ خاندان۔ ڈیرہ " اور مصری Pr(Tallqvist 1914:302) بھی ملحوظ رہنا چاہیئے۔ تال یا تالہ کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

تاہم ہمیں اشوری میں Talà اور آرامی میں Ta-la- اور Ta-al-la (Tallqvist 1914:229) جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔اس کے علاوہ قدیم اکادی etellu اشوری atallu جو "آقا" کے معنوں میں مستعمل تھے اور اسی لفظ سے وابستہ ایک شخصی نام Etel-Pu بھی دیکھنے کو ملتا ہے (CAD 84)نیز سندھی میں بھی ٹال یا ٹالہ "کمانڈر۔ سربراہ" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اس لیے انہیں ٹال پور کہا جاتا ہے۔[14]

تامینی:

پیکولین، پ۔ا۔ ریتخ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ کہ سرحد(ایرانی بلوچستان) میں کچھ آریائی قبیلے شامدان، لادیزی، تامینی اور خاشی وغیرہ دیکھنے میں ملتے ہیں۔ جبکہ بعد کی معلومات کے مطابق ان قبیلوں کی تعداد اب صرف دو یعنی تامینی اور خاشی رہ گئی ہے۔ اور وہ بھی اب فارسی نہیں بولتے بلکہ بلوچی زبان بولتے ہیں اور خود کو بلوچ کہتے ہیں(پیکولین 35:2000)۔

---

[14]۔ یہ معلومات مجھے محترم آغا نور محمد پٹھان نے فراہم کیں جس کا میں مشکور ہوں۔

اگرچہ ان کے بارے میں ہمیں زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم گمان کیا جاسکتا ہے کہ موجودہ تامینی قبیلہ Tu'muna قبیلہ ہو سکتا ہے۔ جو سرگون دوئم کے عہد میں Der (موجودہ بادرہ) کے علاقے میں آباد تھے۔ سرگون کی تحریر کے مطابق اُنہوں نے عیلامی سرحد کے ساتھ Rāshi، Pukudu اور Der، Damunu کے علاقے میں Tu'muna لوگوں کو شکست دی۔ (Luckenbill 1927:61) جبکہ بعد میں سناکریب کے عہد میں انہوں نے جب بابل کے کالدانی بادشاہ مردوک بلدان اور ان کے اتحادی عیلام کو کِش کے میدان میں شکست دی اور عرب، آرامی اور کالدی لوگوں کو مغلوب کیا جو اریک، نپر، Kutha، Sippar وغیرہ میں رہتے تھے۔ اُن کے بقول انہوں نے وہاں Rihihu (Pikiku)، Ubudu، Kibrē، Gurumu، Damunu، Gambulu، Pukudu وغیرہ قبائل سمیت Tu'muna قبیلہ کو شکست دی۔ (Luckenbill 1927:116) اِس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سرگون اور سناکریب ہردونوں عہد میں Tu'muna قبیلہ (تامینی) Pukudu (بگٹی)، Damunu (دامنی)، Gambulu (گبول)، Gurumu (گُرمانی)، Rihihu یا Rikiku (ریکی)، Kibrē (قمبرانی) قبیلوں کے ساتھ نظر آتا ہے۔ موجودہ رئیس یا رئیسی قبیلہ کا تعلق غالباً مذکورہ Rāshi قبیلہ سے ہو سکتا ہے۔

تلخ کوہی:

ایرانی بلوچستان میں گمشادزئی ایک بڑا بلوچ قبیلہ ہے۔ جس میں داد خدازئی، مزارزئی، محمدزئی، درگشت، کریم زئی، جہانگیرزئی، عیدوزئی، خاکی زئی کے علاوہ ایک اور قبیلہ تلخ کوہی کے نام سے مشہور ہے۔ (پیکولین 53:2000)۔ کردوں میں بھی ایک قبیلہ تیلہ کوہی یا تیلہ کوئی، ہوباتو اور تیلکو میں آباد ہے۔ (مردوخ؟: 85) معلوم ہوتا ہے کہ تلخ کوہی قبیلہ تیلہ کوہی سے تلخ کوہی کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ اور ان کا ماخذ ایک ہی ہے۔

لانگو قبیلہ میں بھی ایک طائفہ تلکوزئی (Talliko zai) کے نام سے مشہور ہے۔ ممکن ہے کہ بلوچ قبیلہ تلخ کوہی، کردوں کا تیلہ کوئی اور لانگو قبیلے کا تِلکوزئی قبیلہ جغرافیائی مقام "تیلکو" کی وجہ سے

مشہور ہوا ہو گا۔ یا یہ کہ تیلکو یا تلخ کو ہی مقام کسی تلکو نامی شخص کی وجہ سے مشہور ہوا ہو گا۔ بہر حال دونوں صورتیں ممکن ہو سکتی ہیں۔

آشوریوں کی Limmu یا Eponym کی ایک شکستہ فہرست میں Talluku نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔(Luckenbill 1927:427) جس کے بارے میں مزید معلومات دستیاب نہیں ہیں۔

جام:

نواب، سردار اور خان کی طرح جام بھی ایک ٹائٹل ہے۔ لس بیلہ کے عالیانی بلوچ قبیلہ کے اشرافیہ میں جام ٹائٹل مستعمل ہے۔ جام کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا تاہم قدیم سامی اساطیر میں Yam "سمندر" جو کہ انتشار، طوفان اور تباہی کا خداوند تھا۔ رگ وید میں yam "موت کا دیوتا" مشہور تھا۔ اس کے علاوہ عرب کا ایک قبیلہ بنو یام کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ مغربی سامی میں ناموں کے ساتھ یاما (ia-mu) لاحقہ اشوری اور مصریوں میں اس طرح کے عنصر مستعمل تھے۔(Tallqvist 1914:287) نیز فارسی جمشید کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ جم "چاند" اور شید "شعاع" کا مرکب ہے۔ یعنی شعاع قمر۔(منہاج سراج 2004 : 268) غالباً فارسی جم، سومیری Suen، اکادی Sin "چاند دیوتا" سے متعلق ہے۔ جو رگ وید میں سوم، کشمیری زون، کالام کوہستانی میں یسون اور پنجابی میں چن ہے۔

جت:

عرب مورخین نے اپنی تحریروں میں بلوچستان میں ایک زُط (Zutt) نامی قبیلے کا ذکر کیا ہے، جسے غالباً بعض مورخین نے اپنے تئیں جاٹ سمجھا ہے۔

قرین قیاس یہ ہے کہ جت اور جاٹ دو مختلف شناخت ہیں۔ جنہیں محض صوتی مماثلت کی بنیاد پر آپس میں گڈ مڈ کیا گیا ہے۔ Herzfled کے خیال میں ایرانی سطح مرتفع کے جنوب مشرق میں بہت سے قبائل آباد تھے۔ مثلاً Outioi جسے وہ قدیم فارسی Yutiya، جدید فارسی Jut اور عرب مورخین کے Zutt "خانہ بدوش" سے نتھی کرتے ہیں۔

اغلب گمان یہ ہے کہ عرب مورخین کے Zutt قبیلے کا Outioi یا قدیم فارسی کے Yautiya سے کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ دوسری طرف بلوچوں کے جت یا جدگال قبیلے کا تعلق قدیم قبیلہ Bit-Zatti (یعنی Zatti لوگوں کا گھر یا ڈیرہ) سے ہے۔ ان کا علاقہ عظیم خراسان شاہراہ کے شمال میں واقع تھا۔ (Zadok2002:99) 714 قبل مسیح میں ان کے حکمران کا نام کاکی (Ka-ki-i) تھا۔ Zadok کے خیال میں شاید یہ کوئی قدیم ایرانی قبیلہ تھا۔ (Zadok 2002:111-112)

اِس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ موجودہ جت پہلی صدی قبل مسیح کے مورخ Dianosius کے Xuthi اور پہلی صدی عیسوی کے یونانی مورخ پٹولمی کے Zuthi ہوسکتے ہیں جو ڈرنگیانہ کے سرحد پر کرمان کے صحرا میں رہتے تھے۔ (Elliot & Dowson 1979:507) اِس کے علاوہ ہمیں عہد قدیم میں جنوبی عرب میں ia-ta-a (یتع / جتع) جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ نیز ہمیں قدیم ارارتو میں ia-ta-a (یتا / جتا) نامی شخص کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ (Tallqvist 1914:92)۔

عام طور پر جت قبیلہ اونٹ پالنے اور ساربانی کے حوالے سے مشہور ہیں۔ اوستا میں گائے پالنے والوں کو Zaota کہا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ زرتشتی مذہبی رسوم ادا کرنے کے حوالے سے یہ لوگ مذہبی پروہت کے طور پر جانے جاتے تھے۔ ممکن ہے کہ Zaota اصطلاح کے ساتھ ان کا کوئی تعلق بنتا ہو۔ جبکہ دوسری طرف Outioi اور Yautiya بھی شاید ایک نہ ہوں بلکہ ہیروڈوٹس کے Utian یا Outioi شاید موجودہ بلوچ قبیلہ "ہوت" کی عکاسی کرتے ہوں۔

اِس کے علاوہ Utian شاید بہت پیچھے تو کلتی اُرتا دوئم (884-890ق م) کے بیان کردہ Utu'āte سے متعلق ہیں جو دجلہ کے کنارے آباد تھا۔ (Luckenbill 1926:129) اور Utu'āte قبیلہ بعد میں ہمیں تگلت پلیسر سوئم کے عہد میں غالباً Itu کی صورت میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ تگلت پلیسر سوئم نے جب کالدی اور آرامیوں کے خلاف جنگ کی تو Pukudu (بگٹی)، Gambulu (گبول)، Damunu (دامنی) وغیرہ قبائل کے ساتھ ساتھ انہوں نے Itu قبیلے کا بھی ذکر کیا ہے جو دجلہ دریا اور سوراپی کے ساحلوں اور آگے خلیج فارس کے ساحل کے ساتھ ساتھ Uknu تک آباد تھے۔ (Luckenbill1926:280,283,291) نیز سرگون دوئم کے عہد میں بھی یہ مذکورہ قبائل ایک ساتھ آباد نظر آتے ہیں (Luckenbill 1927:51,52)۔

جاموٹ:

بہت سے محققین جاموٹ کے "ماخذ کو جام ہوت نامی شخصیت سے جوڑتے ہیں جو مرورِ ایام کے ساتھ جام ہوت سے جاموٹ کی صورت میں سامنے آیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ قبیلہ ایران کے شمال میں واقع گورگان دشت کے یومُوت (yomut) ترکمانوں (Towfiq 2011:20) سے تعلق رکھتا ہو۔ تاہم اشوری ia-ma عنصر کے علاوہ ہمیں مغربی سامی میں بھی یہ لاحقہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ قدیم مصری ناموں میں بھی یہ عنصر ملتا ہے۔ مثلاً ایک مصری کا نام ia-mi-U-ta تھا۔(Tallqvist 1914:287) تاہم جام کی طرح جاموٹ بھی ایک ٹائٹل ہے۔ یہ کوئی ذات نہیں ہے۔ نصیر آباد ڈویژن اور سلیمانی بلوچ سندھیوں کو جاموٹ کہتے ہیں۔

جتوئی:

جتوئی بلوچوں کا ایک مشہور قبیلہ ہے جو سندھ، بلوچستان اور مظفر گڑھ، پنجاب میں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ جس طرح سے ہیروڈوٹس کے Outioi، Utii کو قدیم فارسی کے youtiya سے منتھی کیا جاتا ہے۔ اِس کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا ہے۔ تاہم قرین قیاس یہی ہے کہ youtiya غالباً موجودہ بلوچ قبیلہ جتوئی ہیں۔ جبکہ ہیروڈوٹس کے Utii شاید موجودہ ہوت ہیں۔

جتک (Jattak):

زہری قبیلے میں ایک جتک نامی طائفہ موجود ہے۔ جسے غلط طور پر ہندی قبیلہ سمجھا جاتا ہے۔ کالدی بادشاہ مردوخ بلدان، عرب اور آرامیوں کے خلاف زیریں فرات میں آشوری بادشاہ سناکریب نے دوسرے قبائل مثلاً Tu'muna (موجودہ تامینی)، Pukudu (بگٹی)، Damunu (دامنی)، Gurumu (گُرمانی)، (Rihihu) یا Rikiki (ریکی)، Ubudu، kibrē (کبرانی) سمیت ladakku (yadakku)، قبیلہ کو مغلوب کیا۔ (Luckenbill 1926:116) yadakku قبیلہ بلاشبہ موجودہ Jattak قبیلہ کی عکاسی کرتا ہے۔

جدگال:

بلوچوں کا ایک نامور قبیلہ ہے جو ایرانی بلوچستان میں باہو اور دشتیاری علاقے میں آباد ہیں۔ یہ سندھ میں بھی بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ ہمیں کئی صدیوں پہلے یہ لوگ وسطی بلوچستان میں آباد نظر آتے ہیں۔ کچھ روایات کے مطابق جدگال، جھالاوان کے علاقے میں ایک جگہ کا نام تھا۔

جدگال کی وجہ تسمیہ کے بارے میں چند ایک نظریات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ بعض لوگ ان کا تعلق بلوچوں کا قبیلہ جت سے جوڑتے ہیں۔ بعض کے نزدیک جدگال سے مراد جُداگال یعنی الگ زبان بولنے والا ہے۔ یعنی وہ زبان جو بلوچی سے مختلف ہے۔ نصیر آباد ڈویژن اور سلیمانی بلوچ عام طور پر سندھی لوگوں کو بھی جدگال یا جاموٹ کہتے ہیں۔ یہاں بھی سندھی لوگوں کو جدگال کہنے کا مطلب غالباً یہی ہے کہ اُن کی زبان بلوچی سے مختلف ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ جدگال دو مرکب لفظوں (یعنی جد + گال یا جد + گل) کا مجموعہ ہے۔ ہمیں قدیم اکادی دستیاویز میں gal–کا لاحقہ دیکھنے کو ملتا ہے مثلاً UD-ki-galاور A-ki-gal جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (Gelb 1944:99) اِس کے علاوہ ہمیں Ninagalنامی ایک اشوری دیوتا Dara-gal دیوتا اور Peshgalنامی بابل کے ایک بادشاہ کا حوالہ بھی ملتا ہے۔

دلفروز کے مطابق ابتدائی طور پر یہ لوگ خود کو نمڑ (Nummaṛ) اور اپنی زبان کو نمڑی یا نمڑ کی (Nummaṛiki) کہتے تھے۔ یہ سندھی کا ایک لہجہ ہے جو لاسی سے نزدیکی رکھتا ہے (Delforooz 2008:23) اگر یہ بات تاریخی طور پر درست ہے تو لس بیلہ کے نمری / نومری جسے Smith Vincent نے غلط طور پر Lumri لکھا تھا اور انہیں سکندر اعظم کے حملے کے وقت لس بیلہ کے Oreitai لوگوں کی باقیات قرار دیا تھا۔ لیکن سردار خان گشکوری ان کو نہمری (Nuhmri) لکھتا ہے۔ اُن کے بقول عربوں میں بھی ایک قبیلہ ال۔ نمری (Al-Namri) کے نام سے مشہور ہے۔ (Baluch 1957:117-8)۔

ممکن ہے کہ عرب قبیلہ ال۔ نمری اور لس بیلہ کے قدیم Numri دونوں ایک ہی ماخذ سے تعلق رکھتے ہوں اور یہ ہر دونوں قدیم سرزمین Namr سے تعلق رکھنے کے باعث نمری مشہور ہوئے

ہوں گے۔ کیونکہ Namr کا علاقہ جو بعد میں Namri کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ علاقہ وسطی ذاگروس میں واقع تھا۔ اور یہاں حُری رہتے تھے۔(Cameron 1936:33)۔

Zadok کے مطابق حریوں کا قدیم علاقہ وسطی ذاگروس کے ایک حصے پر مشتمل تھا جو کہ Arbela علاقہ اور زیریں ذاب کے قریب کے علاقے پر مشتمل تھا۔ (Zadok 1987:21)اِن تاریخی کڑیوں کو سامنے رکھنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ لوگ قدیم عہد میں غالباً وسطی ذاگروس کے Namri علاقے سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نمری علاقہ جو وسطی ذاگروس کے ایک حصے پر مشتمل تھا اِس میں Urbillum/Arbela علاقہ بھی شامل تھا۔ جو کہ شمالی میسوپوٹیمیا میں دجلہ کے مشرقی میدانوں میں ذاب کبیر اور ذاب صغیر کے درمیان میں واقع تھا۔ اسی طرح بیلہ کا پرانا نام بھی Armapill یا Armael تھا جو واضح طور پر Urbillum/Arbela کی دلالت کرتا نظر آتا ہے۔ تاہم یہاں یہ سوال سامنے آتا ہے کہ یہ ابتدائی نُمڑ بعد کے ادوار میں جدگال کیونکر اور کب مشہور ہوئے۔ ہمیں اِس بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔

اِس کے علاوہ جس طرح سے کورک، بلفتی، رئیس چلمرزئی مید، رئیسی اور گدور قبائل کو جدگال کے ساتھ نتھی کیا جاتا ہے۔ تاریخی طور پر یہ بات بہر حال درست نہیں ہے۔ کیونکہ ان قبیلوں کی اپنی ایک جداگانہ تاریخ ہے اور اس بارے میں ان کی تفصیل اِس مطالعہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ بعد کے ادوار میں مذکورہ قبائل جدگال اتحادیہ کا حصہ رہے ہوں گے۔ اس لیے انہیں جدگال کے ساتھ نتھی کیا جاتا ہے۔

جمالی:

بلوچوں کا جمالی قبیلہ سندھ اور بلوچستان میں بڑی تعداد میں آباد ہے۔ ہمیں عرب قبیلوں میں ال مری، ال بلیدی، ال نمری، مہری، ازدی، نمہری (Numhri) سمیت ال جمالی قبیلہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔(Baloch 1958:17-18)

قدیم بابلی میں ہمیں gamālu "بچانا" جیسے نام ملتے ہیں۔

مثلاً Aš -Šu-Ištar-ga-am-la-ku یا Ištar-gmail (Tallqvist 1914:277-8) جمالی لفظ کا اشتقاقی ماخذ قدیم بابلی gamālu سے متعلق ہو سکتا ہے۔ نیز کردستان کے علاقے کے Ga-ma-lu بھی مغربی سامی لوگ تھے (Zadok 1984:136)۔

چنال:

زہری قبیلہ کا ایک طائفہ چنال کے نام سے مشہور ہے۔ غالباً یہ طائفہ بنیادی طور پر کُردوں کے کلہور قبیلے کا طائفہ چنار سے تعلق رکھتے ہیں۔ سندھیوں کا کلہوڑا قبیلہ بھی غالباً کردوں کے کلہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ کلہور اور اس کا ذیلی طائفہ کرمانشاہ اور کچھ عیلام میں رہتے ہیں (Towfiq 2011:11)۔

چنگوانی:

بلوچوں میں ایک قبیلہ چنگ اور دوسرا چنگوانی کے نام سے معروف ہے۔ کردوں میں بھی چنگوانی سے ملتا جلتا ایک قبیلہ چنگنی موجود ہے۔ جو سفیدرود، رودخانہ، کشکان، رودخرم آباد اور ملہ شوانان پہاڑ میں آباد ہے (مردوخ؟ : 87)۔

چیچہ:

چیچہ کھیتران قوم کا یک مشہور قبیلہ ہے۔ کُردوں میں بھی بعینہ ایک قبیلہ چی چیہ (Chichiāh) کے نام سے معروف ہے۔ جو قراجہ داغ کے اطراف میں رہتے ہیں۔ (مردوخ؟ : 7)۔

چانڈیہ / چانڈیو:

چانڈیہ بلوچوں کا ایک نامور قبیلہ ہے۔ جو سندھ، پنجاب اور بلوچستان میں آباد ہے۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے مطابق نویں صدی عیسوی میں ڈیرہ غازیخان سے لے کر کشمور تک چانڈیہ بلوچوں کی ایک آزاد ریاست "چانڈکا" کے نام سے قائم تھی۔ کوہ سلیمان میں "مٹ چانڈے" "یعنی چانڈیہ کا علاقہ" کے نام سے ان کا ایک علاقہ مشہور ہے۔ مٹ کا لفظ بنیادی طور پر 3 ہزار قبل مسیح میں مستعمل سومیری زبان کے Māt "سرزمین، علاقہ" سے متعلق ہے۔ ہمیں اِس نام کے وجہ تسمیہ کے بارے میں ٹھوس شواہد

دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم ممکنہ طور پر اِسے سندھی چنڈ یعنی "چاند" یا چن یا چندر سے نتھی کرنا اشتقاقی لحاظ سے کچھ مشکوک نظر آتا ہے۔ بلوچوں کی شعری روایت کے مطابق چانڈیہ بھی دوسرے چوالیس بلوچ قبائل کے ساتھ حلب سے ہجرت کرنے والے قبائل میں شامل تھے۔ (Dames, Vol.2, 1907:1) حلب کے بارے میں ہم پچھلے صفحات میں تفصیلی بحث کر چکے ہیں کہ جس کا شام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ممکن ہے کہ چانڈیہ نام اشوری iạ-a-da یعنی (یادہ / جادہ)، Ilu-iạ-a-da-` (یعنی الو۔یادع یا الو۔جادع) قدیم بابلی (ilu-)-iạ-a-da- یعنی (یادہ / جادہ)(Tallqvist 1914:90-92) جیسے ناموں سے مطابقت کا حامل ہو۔۔ نیز ہمیں موجودہ عہد میں بھی جنوبی عرب یمن میں ایک "جعدہ" نامی قبیلے کا حوالہ ملتا ہے (سلیمان ندوی 1992:137) ممکن ہے کہ عہد قدیم میں یادہ / جادہ یا جعدہ جیسے ناموں سے یہ قبیلہ چانڈیہ کی صورت میں سامنے آیا ہو۔

خاص خیلی:

لس بیلہ بلوچستان اور سندھ میں ایک خاص خیلی نامی قبیلہ وجود رکھتا ہے۔ غالباً یہ قبیلہ فارس میں آباد "باصیری قبیلہ کے طائفہ ایلِ خاص (Towfiq 2011:19) یعنی "خاص کا خاندان" سے متعلق ہیں۔ یا اِس طرح کی ترکیبی مشابہت کا حامل ہیں۔ ترکی میں "ایل" خاندان اور گروہ کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اغلب خیال یہ ہے کہ ترکی کا ایلِ بنیادی طور پر عربی کے "خیل" سے مشتق ہے۔ کیونکہ ترکی میں "خ" کی آواز موجود نہیں ہے۔ اِس لیے ترکی نے خیل کو ایل میں بدل کر اسے اپنایا ہو گا۔

دامنی:

دامنی موجودہ عہد میں زیادہ تر بمپور کے دریا کی تاس میں آباد ہیں۔ (پیکولین : 55 2000) تاریخی طور پر دامنی بلوچوں کا ایک قدیم اور مشہور قبیلہ ہے۔ جو تگلت پلیسر سوئم (-745 725ق م) کے عہد میں دوسرے قبائل Nabatu (موجودہ عرب قبیلہ نبطی) Rihihu یا Rikiku(ریکی)،Gurumu(گُرمانی)،Itu(ہوت)،Pukudu(بگٹی)،Lahiru(لہڑی) وغیرہ کے

ساتھ دجلہ، فرات اور سوراپی ساحل اور خلیج فارس کے ساحل کے ساتھ Uknu دریا تک آباد تھے۔ (Luckenbill 1926:282-4)۔

اِس کے علاوہ ہیروڈوٹس نے ان کا تذکرہ تھامنینی (Thamanaeni) کے طور پر کیا ہے جہاں وہ داریوش اوّل (486-522ق م) کے عہد میں ان کے چودھویں صوبے میں Drangians (قدیم فارسی Zaranka)، Utians (ہوت) اور Sagartians لوگوں کے ساتھ رہتے تھے۔ ماکا سرزمین اور ماکی (Mykian) لوگ بھی اِسی چودھویں صوبہ سے متعلق تھے۔ (Herodotus III,93) ماکا سرزمین موجودہ مکران ہے۔ جسے سومیری تحریروں میں Magan تحریر کیا گیا ہے۔

دامنی بلوچ جو مغربی بلوچستان میں سراوان اور سرحد کے علاقوں میں رہتے ہیں، خود کو مری کا رشتہ دار قبیلہ کہتے ہیں۔ (پیکولین 2000 : 69) دامنی بلوچوں کا یہ دعویٰ بالکل درست لگتا ہے۔ کہ ماضی میں Marri جنہیں Parak Marri بھی کہا جاتا تھا۔ اور یہ دجلہ کے مشرق میں دونوں ایک ساتھ آباد تھے۔ (Smith1928:302) بلکہ مشرقی دجلہ کے یہی مری ممکن ہے کہ ابتدائی دوہزار قبل مسیح کے مشرقی مکران کے Mari (Hansman 1973:578-9) ایک ہی ہوں۔

دریشک:

بلوچوں کا دریشک قبیلہ زیادہ تر ضلع راجن پور اور ڈیرہ غازیخان میں رہتا ہے۔ بلوچی میں ایک خاص قسم کے پرندے کا نام دریشک جسے بلوچی کے مغربی لہجے میں "دُروچک / دریچک" کہا جاتا ہے۔ تاہم اس قبیلے کا "دریشک" نامی پرندے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

عیلامی اساطیر میں ایک دیوتا کا نام Tirushak تھا۔ (Cameron 1936:160,258) قرین قیاس یہی ہے کہ دریشک کا لسانی ماخذ اِسی عیلامی نام سے مشتق ہے جو کسی اچنبھے کی بات نہیں ہے کیونکہ بلوچوں کے بہت سے شخصی نام عیلامی سے متعلق ہیں۔ جن کا ذکر مناسب مقام پر کیا جائے گا۔

سیاہ سوار:

سیاہ سوار جنہیں عربوں نے اساورہ لکھا ہے۔ بعض محققین انہیں سندھی قبیلہ سیوڑہ سے منتھی کرتے ہیں۔ قاضی عبدالصمد سربازی، نور احمد فریدی انہیں بلوچ تصور کرتے ہیں۔ (فریدی 59:2014)

حضرت عمرؓ کے عہد میں عربوں نے بہت سے سندھی سپاہی بھرتی کیے تھے۔ جن میں جاٹ، اساورا (Asawira) اور Sababija لوگ نمایاں تھے۔ (Elliot&Dowson 1979:465) تاہم قرین قیاس یہی ہے کہ یہ لوگ بلوچ تھے۔ اور ان لوگوں کا تعلق بمپور کے شمال مغرب میں واقع "شاہ سواران" کے پہاڑی علاقے سے تھا۔ عربوں نے انہیں اپنے طور پر اساورہ جبکہ ایرانیوں نے انہیں "شاہ سوار" لکھا۔ جبکہ سیاہ بجہ موجودہ سیاہ پاد ہیں۔ جن کا ذکر پچھلے صفحات میں تفصیل سے آچکا ہے۔

سائرس اعظم کے عہد میں کرمان میں تابال کرمانی کے طوفانی دستے بھی "اسوارانی" کہلاتے تھے۔ اور ان کے ڈھال پر چیتے کی شبیہ بنی ہوتی تھی (فاروق بلوچ 2012, 86, 90)۔ عرب مورخین کے سیاہ سوار اور اساورہ انہی کی عکاسی کرتے ہیں۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا تعلق "اسوار" جیسے لقب یا عہدہ سے ہو کیونکہ نوشیروان کے دور میں "اسوار" کے نئے معنی پیدا ہوئے۔ اُن کے دور میں اسوار، شہزادے سب سے اوپر کی جماعت تھے۔ مادیگان چترنگ میں "اسواران" کا ذکر ملتا ہے۔ (کرسٹن سین 1992:492) اِس عہد میں غالباً اسوار بنیادی طور پر بادشاہ کے ذاتی جنگی دستے کے کمانڈر اور سردار ہوتے تھے۔

دشتی:

بلوچوں کے ایک مشہور قبیلہ دشتی کے نام سے معروف ہے۔ غالباً یہ قبیلہ کیچ کے علاقے میں "دشت" نامی جگہ کی وجہ سے دشتی مشہور ہوا ہے۔ نیز دشتی قبیلہ ڈیرہ غازیخان اور مظفر گڑھ میں "دستی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کُردوں میں بھی ایک قبیلہ دشتی موجود ہے جو پُشت کوہ ایران میں آباد ہے (مردوخ ندارد : 90)۔

دکرزئی:

ایرانی بلوچستان میں دشتیاری کے علاقے میں ایک بلوچ طائفہ دکرزئی کے نام سے مشہور ہے۔ (پیکولین 2000 : 46) ہمیں ساتویں قبل مسیح میں Bit – dakkari نامی ایک کالدی قبیلے کا حوالہ ملتا ہے۔ جو جنوبی میسوپوٹیمیا میں بابل کے جنوب مشرق میں رہتا تھا۔ (Bryce 2009 : 128)۔

دودائی/میرانی:

دودائی بلوچ قبیلہ پندرہویں صدی کے وسط میں انتہائی طاقت ور قبیلہ تھا۔ نواب غازیخان اور نواب اسماعیل خان اِسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جنہوں نے پنجاب میں میر چاکر رند کی آمد سے بہت پہلے ڈیرہ غازیخان اور ڈیرہ اسماعیل خان میں اپنی راجدہانیاں قائم کی تھیں۔ دودائی قبیلہ یقیناً دودا نامی کسی معروف شخصیت کے نام پر وجود میں آیا ہو گا۔

تاریخ فرشتہ کے مطابق دودائی بلوچ ملک سہراب خان دودائی کی سرکردگی میں کیچ مکران سے ڈیرہ غازیخان آئے تھے۔(Marri Baloch 1974 :153)۔

دودائی سمیت بہت سے بلوچ طائفے خود کو رند سمجھتے ہیں۔ غازیخان کے اخلاف جو "میرانی" کہلاتے ہیں۔ انہوں نے یہاں دو سو سال تک حکمرانی کی(Dames 1907:34)۔

برٹن دودا سومرہ کی مناسبت سے انہیں سندھی خیال کرتے ہیں۔(Dames 1907 :52)۔ حالانکہ دودائی بلوچوں کا دودا سومرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آشوری اور مغربی سامی میں Du-du-u-a, Dūdu جیسے نام مستعمل تھے۔ (Tallqvist1914:278)۔ایک Dudu نامی شخص لگش (Lagash)شہر میں Ningirsu سومیری دیوتا کا راہب تھا۔(Cameron 1936:25)۔ کُردوں میں بھی ایک قبیلہ دودائی کے نام سے معروف ہے جو کوئی کے جنوب، جنوب مغرب اور کفری کے شمال میں رہتے ہیں۔(مردوخ ندارد : 1)۔

محمد شہی / (ماماشئ) براہوئی قوم کا ایک قدیم قبیلہ ہے۔ کردوں میں بھی ایک قبیلہ "مامش" کے نام سے مشہور ہے۔ کردوں کا مامش قبیلہ اور ماماشئ بنیادی طور پر ایک ہیں اور ان دونوں کا تعلق پیچھے غالباً Amamashلوگوں سے ہے۔ امامش لوگ میدوں سے اوپر اور Nairiلوگوں کے درمیانی علاقے میں رہتے تھے۔ شمشی اداد پنجم (810-823 ق م) کے عہد میں Kibru (کمبرانی) قبیلہ بھی ان کے ساتھ رہتا تھا۔(Luckenbill1926:257) محمد شہی / ماماشئ قبیلہ میں بھی دودائی کا ایک طائفہ وجود رکھتا ہے۔

دگیانی (Degiani): دنگن زئی

زہری قبیلہ میں ایک طائفہ دگیانی یا دیگیانی کے نام سے معروف ہے۔ اس کے ماخذ کے بارے میں اگرچہ وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ تاہم ممکن ہے کہ یہ نام اکادی دیوتا Gelb Dagan) (1944:93 سے لسانی اور اشتقاقی مشابہت کا حامل ہو۔ مشابہت کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ یہ طائفہ کسی قدیم باقیات سے متعلق ہے۔

البتہ ممکن ہے کہ یہ نام ازمنہ قدیم سے لوگوں کے اذہان میں محفوظ چلا آرہا ہو۔ Dagan دیوتا کی مناسبت سے آشوریوں میں اسی طرح کے نام مستعمل تھے۔ مثلاً Dagan-Bēl-Nāsir یعنی دگان محافظ خداوند ہے (Tallqvist 1914:67)۔ اِس کے علاوہ قدیم بابلی تحریروں کے مطابق ایک Dagu نامی شخص براحشی کے علاقے سے تعلق رکھتا تھا۔ (Gelb 1944:105) اور یہ ایک براحشی نام ہے۔ اس کے علاوہ رند قبیلہ میں بھی ایک دنگن زئی (Dangin zai) نامی طائفہ دیکھنے کو ملتا ہے (MarriBaloch 1974:353)۔

ڈگارزئی:

ڈگارزئی بنیادی طور پر یلان زئی رندوں کا ایک طائفہ ہے۔ بلوچوں میں عالی ڈگار نامی ایک قبائلی شخصیت بھی کافی مشہور رہا ہے۔ اس کے علاوہ بُزداروں میں بھی ایک ڈگارانی طائفہ یا علاقہ مشہور ہے۔ بلوچی اور براہوئی میں اگرچہ علاقہ اور خطہ یا زمین کے لیے "ڈگار" کا لفظ مستعمل ہے۔ تاہم عالی ڈگار یا ڈگارزئی کا تعلق محض "ڈگار" سے ممکن نہیں ہے۔ ایک آشوری تحریر کے مطابق آشورناصرپال نے اپنے عہد میں ڈگرا (Dagara) کے بادشاہ Nur-Adad، Uzē، Birutu، Lagalaga شہر کے لوگوں اور دجلہ کے مشرق میں Zamua باغیوں کو شکست دی تھی۔ (Luckenbill 1926:149)۔

ڈومکی:

ڈومکی بلوچوں کا ایک قدیم اور معروف قبیلہ ہے۔ سناکریب (681-705) نے اپنی آٹھویں جنگی کاروائی میں عیلام اور اس کے اتحادی کالدیوں کو شکست دی تھی۔ انہوں نے

Gambulu (گبول)، Lahiru (لہڑی)، Bukudu (بگٹی)، Damunu (دامنی) اور دوسرے قبائل کے علاوہ Dumuku قبیلے کو بھی مغلوب کیا تھا۔ (Luckenbill 1927:126) Dumuku قبیلہ واضح طور پر موجودہ ڈومکی قبیلہ کی غمازی کرتا ہے۔ بعض تحریروں میں انہیں Du-um-mu-qu بھی لکھا گیا ہے (Tallqvist 1914:71)۔

شمالی علاقہ جات گلگت میں بھی ایک ڈومکی نامی قبیلہ وجود رکھتا ہے۔ ممکن ہے ڈومکی قبیلہ کے کچھ افراد نے خلیج فارس سے اِس جانب ہجرت کی ہو۔ اس کے علاوہ شمالی علاقہ جات میں ایک گاوری نامی قبیلہ بھی معروف ہے۔ کُردوں میں بھی ایک قبیلہ گاوری موجود ہے۔ جو پُشت کوہ لُرستان کے طائفہ سے تعلق رکھتا ہے۔ (مردوخ ندارد: 107) ممکن ہے کہ آشوری آرامی اور کالدی قبائل کی باہمی جنگوں کے باعث ڈومکی اور گاوری قبیلوں کے کچھ افراد نے تنگ آکر شمالی علاقہ جات کی طرف ہجرت کی ہو۔

Dumuku کی لسانی ماخذ کے بارے میں ہمیں معلومات میسر نہیں ہیں۔ البتہ ہمیں Dumuku سے ملتا جلتا ایک نام Damqu دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہ نام متنی (Mitanni) دیوتاؤں کے لیے مستعمل تھا۔ قدیم بابلی تحریروں میں ہمیں Amēl-Damki یعنی "دمکی شخص" اور Ur-damqi یعنی "دمکی دیوتا کا شہر" جیسے حوالے ملتے ہیں۔ (Tallqvist 1914:254) بابلی amēl یعنی "شخص" بلوچی اور براہوئی میں "ہمبل / امبل" کے طور پر مستعمل ہے۔

رمدانی:

بلوچوں میں ایک قبیلہ رمدانی ملتا ہے۔ براہوئی کے عیسیٰ زئی قبیلے میں ایک طائفہ "رمدان زئی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ قدیم بابلی تحریروں میں Ra-ma-da نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ غالباً Ramada بنیادی طور پر Ram-Adad ہی کی ایک صورت ہے (Tallqvist 1914:185)۔

اِس کے علاوہ ہمیں اسرحدون کے عہد کی ایک آشوری تحریر میں رمدانی (Ramadani) شہر کا حوالہ بھی ملتا ہے (Cameron 1936:172)۔ یہ شہر صحرائے نمک میں کہیں واقع تھا۔ Zadok کے خیال میں یہ ایرانی لفظ ہے۔ کیونکہ قدیم فارسی میں Ram-dana کو "آرام کرنے کی جگہ" کہا جاتا ہے (Zadok 2002:108)۔

رند:

رند بلوچوں کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ میجر موکلر محض Alaf کے حوالے سے رند قبیلہ کو ایک عرب قبیلہ قرار دیتا ہے۔ کیونکہ ڈومکی شاعر کے مطابق رند الب، حلب یا علف (Alaf) نامی جگہ سے ہجرت کر کے یہاں آئے ہیں۔ لانگ ورتھ ڈیمز اپنی دانست میں اسے "علف" سمجھ کر رند قبیلہ کو عربوں کے علافی قبیلہ سے نتھی کرنے کا سوچتے ہوں گے۔ اگرچہ وہ براہ راست علافی قبیلہ کی بات نہیں کرتے۔ تاہم وہ رند کو بغیر کسی دلیل کے عرب قبیلہ قرار دیتے ہیں۔

رند قبیلہ اور ان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں پچھلے صفحات میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ تگلت پلیسر سوئم کے عہد میں جس Radē قبیلے کا ذکر ملتا ہے۔ غالباً یہ قبیلہ موجودہ عہد میں رند قبیلے کی شکل میں اپنا وجود رکھتا ہے۔ جو دوسرے قبائل مثلاً Rikiku (ریکی)، Bagdadu (بگٹی)، Gurumu (گُرمانی)، Damunu (دامنی)، Itu (ہوت) وغیرہ کے ساتھ دجلہ، فرات اور سوراپی ساحل اور خلیج فارس کے ساحل کے ساتھ ساتھ Uknu تک آباد تھے۔ (Luckenbill 1926:283) اگرچہ Radē کی اشتقاقی صورت Rind سے مکمل مطابقت نہیں رکھتی تاہم ممکن ہے کہ یہ لفظ Rid ہی ہو جسے آشوری کاتبوں نے Radē لکھا ہو۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا ماخذ ممکن ہے کہ قدیم بابلی Ridu سے متعلق ہو۔ آشوری میں یہ اصطلاح جنگی یا عسکری سربراہ (Smith1928:191) نیز یہ عالی مرتبت اور آقا کے مفہوم میں مستعمل ہوتا تھا۔

رئیس، رئیسی:

رئیس اور رئیسی بلوچوں کے مشہور قبیلے ہیں۔ سرگون نے اپنے عہد میں زیریں دجلہ اور فرات میں Pukudu (بگٹی)، Nuhāni (نوحانی) شہر، Same (سمہ)، Lahiru (لہڑی)، Pillutu یا Billutu قبائل سمیت Rāshai یا Rāṣi (رَصی) قبائل کو بھی زیر کیا تھا۔ (Luckenbill1927:17)۔ آشور ناصر پال نے بھی اپنے عہد میں عیلام کے خلاف جنگ میں Rāshi سرزمین اور Hamanu شہر اور اِس کے قرب وجوار کے علاقوں کو فتح کیا تھا۔ (Luckenbill1927:307)۔

اِن آشوری بادشاہوں کی جنگی کاروائیوں سے بہت پہلے عیلامی حکمران شلہک انشوشنک (1151-1165 ق م) نے اپنی جنگی کاروائیوں کے سلسلے میں Bit Rikim Adad (یعنی اداد کے طوفان وباد کا گھر) کے ساتھ ساتھ Reshu لوگوں اور دوسرے شہروں کو فتح کیا تھا (Cameron 1936:116) اشوری ذرائع ان کو آرامی کہتے ہیں۔(Luckenbill 1927:26)۔

خوانین قلات کا جد اعلیٰ اور بانی قلات بلوچ میر کمبر بھی رئیس قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور معلوم تاریخ سے پہلے احمد زئی کے جد امجد بھی رئیس کہلاتے تھے (نسیم 2016:50-51) اور جس طرح سے قاضی نور محمد گنجابوی نے میر کمبر کو "ہوت" لکھا ہے۔ اصل میں "ہوت" رئیس قبیلے کا سردار گھرانہ رہا ہے۔(نسیم 2016:333)۔

کیمرون کے مطابق اِس Reshu قبیلے کا تعلق غالباً آرامیوں کے Rashi قبیلہ سے ہے۔ آشوری حکمران سرگون کے زمانے سے اِس علاقہ سے واقف تھے۔ جو دیر (Der) کے مشرقی پہاڑیوں میں واقع تھا۔(Cameron 1936:116)۔

بلاشبہ بلوچوں کے رئیس یا رئیسی قبیلے کا تعلق اِسی Reshi یا Raṣi (رَصی) سے ہے۔ Gelb کے خیال میں تیسری اُر سلطنت کے الواح پر Zi-da-num علاقے کا ایک Ra-šǐ نام کا حوالہ ملتا ہے۔ اگرچہ اس کے لسانی ماخذ کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا تاہم Ungnad کے خیال میں یہ اکادی نام ہے۔ جبکہ دوسری طرف سوسہ سے ملنے والی ایک تحریر میں Ra-ši نامی شخص کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ عیلامی سے متعلق ہو۔ اس کے علاوہ دیر کے مشرقی پہاڑیوں میں ایک Raši نامی علاقہ کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کمش کا Ra-ši-ši بھی مشابہت کا حامل ہے (Gelb 1944:104)۔

رئیسانی:

رئیسانی، براہوئیوں کا مشہور قبیلہ ہے۔ تگلت پلیسر سوئم نے اپنے عہد میں Bit-Shilani (بت۔ شلانی) Bukudu (بگٹی)، Ru'ua اور Li'tau قبائل کو فتح کرنے کے ساتھ ساتھ Karduniash (بابل) کو بھی فتح کیا تھا۔ اور اُن کے بقول انہوں نے کالدیہ کے Ra'sani قبیلے کو اپنا باج گزار بنایا (Luckenbill 1926:281)۔

اس کے علاوہ سناکریب کی ایک تحریر میں نینوا میں دوسرے کئی جگہوں اور علاقوں کے تذکرے کے ساتھ ساتھ Rēsh-eni علاقے کا ذکر بھی ملتا ہے۔(Luckenbill 1927:149) غالباً تگلت پلیسر سوئم کے Ra'sani اور سناکریب کے Resh-eni ایک ہی ہیں جنہیں اپنے عہد کے کاتبوں نے اپنے اپنے انداز میں قلمبند کیا تھا۔ اور بلاشبہ موجودہ رئیسانی قبیلہ انہی کی عکاسی کرتا ہے۔

ریکی:

تگلت پلیسر سوئم کے Rihihu بلاشبہ موجودہ ریکی ہیں۔ جنہیں پروفیسر رالنسن نے اپنی تحریروں میں Rikiki لکھا ہے۔ بعض نے انہیں ریخیخو (Riḫiḫu) لکھا ہے۔ جن کا تذکرہ وہ دوسرے بلوچ قبائل مثلاً Bagdadu (بگٹی)، Gurumu (گُرمانی)، Rade (رند)، Damunu (دامنی) Kiprē یا Kibru (کمبر۔ کمبرانی) وغیرہ کے ساتھ کرتے ہیں۔(Luckenbill 1926:283)۔

سناکریب کی تحریر میں Rikiki کی بجائے انہیں Rihihu لکھا گیا ہے۔ اور ان کا تذکرہ Gurumu (گُرمانی)، Damunu (دامنی)، Gambulu (گبول)، Pukudu (بگٹی)، Kiprē (کمبرانی)، Tu'muna (تامینی) قبائل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ جو کہ دجلہ فرات کے ساحل اور Uknu دریا کے کنارے پر آباد تھے۔(Luckenbill 1927:129,468)۔

زِرکانی (Zirkani):

زرکانی، محمد حسنی (ماما سنی) قبیلے کا ایک ذیلی طائفہ ہے۔ زِرکانی طائفے کے لسانی ماخذ کے بارے میں وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ تاہم تیسری اُرسلطنت (2300 ق م) کے عہد میں ایک Zariku نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ جو Bur-sin بادشاہ کے ماتحت آشور شہر کا وائسرائے تھا (Luckenbill 1926:11)۔

زرکان:

بگٹی اور کھیتران ہر دو قبیلوں میں "زرکانی" نامی طائفے مشہور ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ دونوں طائفے "زرک" نامی شخص کی مناسبت سے زرکانی کہلاتے ہوں گے۔ اِسی طرح پشتونوں کا ایک قبیلہ

زرکون کے نام سے مشہور ہے۔ جو زیادہ تر مری بلوچوں کے علاقے کوہلو میں رہتے ہیں۔ ہمیں ان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مستند معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم 660 قبل مسیح میں ہمیں Zēr-ukin ولد Bel-Duri آشوری شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ (Tallqvist 1914:248) غالباً اس کا مطلب (zer: بیج، نسل Ukin: + سچا، صحیح) یعنی سچا بیج، سچا نسل ہے۔

زشتخانی:

ہیوز کے مطابق دشتیاریوں کی وادیوں میں بلوچ قبائل زشتخانی، لاتی، کوساگی، بوری اور دیگر بلوچ قبائل رہتے ہیں۔ (پیکولین 57:2000) ہمیں زشتخانی قبیلے کے وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں تاہم قدیم بابلی تحریروں میں zi-šu-ta-at-na یا Za-šu-ta-na نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے (Tallqvist 1914:282)۔

زہری:

بلوچوں کے زہری قبیلے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عرب ہیں جو کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ قریشی کے زہری شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (Baluch 1958:268) زہری قبیلے کا تعلق غالباً قدیم بابلی تحریروں کے Uru Uzhari یعنی "Uzhari کا شہر" سے ہے۔ سرگون کے تحریروں میں اِسے Zahara لکھا گیا ہے۔ یہ شہر عیلام کے شمال مغرب میں واقع تھا۔ Zadok کے مطابق "ممکن ہے کہ یہ تیسری اُر سلطنت کے عہد کے شمشی Aza-ha-ar سے مطابقت رکھتا ہو۔ جبکہ Vallat کا خیال ہے کہ یہ ایرانی بلوچستان سے متعلق ہے تو اِس خیال سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ شمال مغربی ایران میں ان کی آبادکاری ہوئی ہو۔ (Zadok 2002:111-112)۔

بہرحال قرینِ قیاس یہی ہے کہ زہری قبیلے کا تعلق بابلی Uzahari اور سرگون تحریر کے Zahara سے ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اِسی قبیلے کا ایک حصّہ بعد میں عرب لوگوں کے ساتھ مل کر اُنہی میں ضم ہو گیا ہو۔ کیونکہ ہمیں عربوں میں بنو زہرا اور زہران جیسے قبیلوں کا حوالہ ملتا ہے۔ تاریخی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ Barahshi اور Zahara لوگ سرگون (2279-2334) اور ان کے بیٹے

Rimush(2270-2278ق م) کے زمانے سے ہی اکادیوں کے مخالف اتحادیہ میں شامل تھے۔ اور اکادیوں کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوئیں(Bryce 2009:449)۔

ساکا:

بلوچستان میں گریشہ اور مشکے میں ساکانامی بلوچ طائفہ آباد ہے۔ عام طور پر انہیں ساکا یعنی سکیتھیئن لوگوں سے متعلق خیال کیا جاتا ہے جبکہ اُلفت نسیم کے مطابق ساکا طائفہ جو جھالاوان میں ساکازئی کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا کسی سکیتھیئن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ لوگ ساجدی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں جو پنجگور کی وادی گچک سے متعلق ہیں اور یہ جلمب زئی کہلاتے تھے۔ میر ساکا خان جلمب زئی کا ایک مشہور جنگجو شخص تھا۔ جس کا قلعہ گچک میں ساکا قلات ہوتا تھا۔ محض سکیتھی مماثلت رکھنے کے باعث گزٹیر کے مصنفین نے ساجدی کو سکیتھیئن لکھ دیا(نسیم ؟:294)۔ تاہم بر سبیل تذکرہ ہمیں تاریخ میں دو طرح کے ساکا لوگوں کا حوالہ ملتا ہے۔ ایک Kur-Sa-Ka-a یعنی ساکا لوگوں کا ڈیرہ یا بستی جو تگلت پلیسر سوئم(727-745ق م) کے عہد میں بریکانو لوگوں کے قریب وسطی میڈیا میں رہتے تھے۔ تاہم یہ کُر۔ ساکا کے لوگ اُن Sa-Ka-a لوگوں سے مختلف تھے جنہیں 716 قبل مسیح میں ریکارڈ کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ ساکا لوگ غالباً سکیتھین تھے جو تگلت پلیسر سوئم کے عہد میں یہاں موجود نہیں تھے۔(Zadok1984:116) جبکہ فریڈ ہموری کے خیال میں اصلی اور ابتدائی ساکا انا طولیہ اور شمالی عراق سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کا فن، مذہب، عقائد اور ان کی تاریخ یہیں سے وابستہ تھا اور یہ لوگ حری اور آشوری جیسے لوگ تھے۔ جبکہ بعد میں مشہور ہونے والے ساکا جو وسطی ایشیاء سے آئے تھے۔ ان کا اصلی اور ابتدائی ساکا لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ساہلانی:

ساہلانی کے نام سے بلوچوں میں ایک قبیلہ موجود ہے تاہم اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ قبیلہ اشتقاقی اعتبار سے تگلت پلیسر سوئم کے عہد کے Bit-Sha-alli سے مماثلت کا حامل ہو۔ جہاں اس کے علاوہ Bit-Shilāni(بت شلانی) Pukudu (بگٹی) اور Rasani(رئیسانی) وغیرہ کا حوالہ بھی ملتا ہے۔

(Luckenbill 1926:281, 285) سرگون دوئم کے عہد میں بھی Bit-Sa'alla، Bit-Shillani، Pukudu(بگٹی)، Rashi(رئیس / رئیسی)اور Gambulu(گبول)قبائل کا تذکرہ ایک ساتھ ملتا ہے(Luckenbill 1927:26)۔تگلت پلیسر سوئم کا Bit-Sha-alliاور سرگون دوئم کا Bit-sa'allaبنیادی طور پر ایک ہی معلوم ہوتے ہیں اور موجودہ بلوچ سہلانی قبیلہ اشتقاقی طور پر انہی سے مطابقت رکھتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف Bit-Shillaniقبیلہ قیصرانیوں کے ایک ذیلی طائفہ شہلانی سے اشتقاقی مطابقت کا حامل ہے۔

سرمستانی:

بلوچستان میں سرمستانی کے نام سے ایک قبیلہ موجود ہے۔ فارس میں خمسہ کنفیڈریسی میں باصیری نامی ایک قبیلہ موجود ہے۔جس میں قنبری، اہل قولی، ایلِ خاص کے علاوہ سروستانی (sarvestani)طائفے شامل ہیں۔ (Towfiq 2011:19) یہی سروستانی قبیلہ موجودہ عہد میں بلوچستان میں سرمستانی کے نام سے مشہور ہے۔

سبگازئی (Sabaga Zai):

براہوئیوں کے ریکی زئی قبیلہ میں سبگازئی نامی طائفہ وجود رکھتا ہے۔ جبکہ اس کے علاوہ رخشانی قبیلہ میں بھی اس سے ملتا جلتا اُسبک زئی نامی طائفہ وجود رکھتا ہے غالباً سبگازئی اور اُسبک زئی (Usbak zai) دونوں ایک ہی ہیں۔ کردوں میں بھی ایک قبیلہ سپیکانلی مشہور ہے جو وان جھیل کے نواح میں رہتے ہیں۔(مردوخ ندارد: 95)ان کی لسانی ماخذ کے بارے میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ تاہم ایرانی بلوچستان میں لاشار کے علاقے میں ایک Espakaنامی جگہ مشہور ہے جہاں زین الدینی بلوچ قبیلہ آباد ہے۔اس کے علاوہ یہ نام عیلامیوں کے ایک Sapakنامی دیوتا (Luckenbill 1927 : 310) سے مماثلت کے حامل نظر آتے ہیں۔

سرگانی:

سرگانی بلوچوں کا مشہور قبیلہ ہے۔ اس کے لسانی ماخذ کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ تاہم Sauro-matae جنہیں "شمالی مید" کہا جاتا ہے۔ یہاں ایک سراکینی (Siaraceni) نامی قبیلہ بھی تھا۔ اور اس طرح کے نام قفقاز کے شمال میں مستعمل تھے (Elliot & Dowson 1979 : 527) اس کے علاوہ Nabu خداوند سے منسوب ایک مجسمہ پرکالاہ کے گورنر نے دوسرے شہروں کے علاوہ Sirgana شہر کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

(Luckenbill 1926 : 264) لیکن سب سے زیادہ قرین قیاس بات یہ ہے کہ سرگانی لوگ "کرمان شہر کے جنوب میں واقع علاقہ سیر گان (Seirgan) (Hankal 1800:138) سے تعلق رکھنے کے باعث سرگانی مشہور ہوئے ہوں گے۔ جھل مگسی میں ایک علاقہ سرگانی جبکہ مزاری میں ایک طائفہ سرگانی کے نام سے مشہور ہے۔

سُری زئی (Suri Zai):

شاہوانی قبیلہ میں ایک سُری زئی طائفہ ملتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ٹھوس معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم توکلتی اُرتا کی ایک پیش قدمی کے حوالے سے دریائے فرات کے دوسرے کنارے Harbe، Sūri اور تلبیش علاقوں کا ذکر ملتا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ Lakē کے لوگوں، Sirku، حرانی (Harāni) اور خابور دریا کے مقام پر Halupe کے بیٹے سُورو (Sūru) کا ذکر ملتا ہے۔ (Luckenbill1926:129-131) غالباً مذکورہ علاقے ذابِ صغیر کے نیچے کہیں واقع تھے۔ ممکن ہے کہ یہ نام لسانی لحاظ سے Suru جیسے نام سے مماثلت کا حامل ہو۔

سورانی / سوران:

آشور ناصر پال کے عہد کی ایک تحریر میں Sūru شہر کا حوالہ ملتا ہے۔ (Luckenbill1926:155) اصل میں یہ وہی توکلتی اُرتا کا Sūru ہے۔ آشور ناصر پال کی ایک اور تحریر میں اِسی شہر کو Sūri بھی لکھا گیا ہے۔ (Luckenbill 1926:161)۔

Tallqvistنے اِسے Su-ra-r-nu لکھا ہے۔ یعنی Sūruکے لوگ (Tallqvist1914:204)اشتقاقی طور پر سُری زی اور ایرانی بلوچستان میں سراوان کے سورانی (پیکولین47:2000)غالباً آشوری تحریروں کے Sūri / Sūruسے مطابقت کے حامل ہیں۔ سراوان کے سورانی غالباً سوران کے باعث سورانی کہلاتے ہیں۔Dowson&Elliotکے مطابق Soraniنامی ایک قبیلہ دریائے سندھ کے قریب آباد تھا۔ کیونکہ ایک الیگزینڈر یا ان سے منسوب ہے۔ جو اِس علاقہ میں تعمیر کیا گیا۔ (Elliot&Downson 1917:527f)ابن اثیر کے مطابق سورانی قوم سوران علاقے میں آباد تھی اور یہ علاقہ کرمان کے قرب وجوار میں واقع تھا۔ اور آج بھی ایک سورانی قوم یہاں رہتی ہے۔ (سراج منہاج 391:2004-392)۔اس کے علاوہ بارکھان میں "سوران" اور سبی میں رندوں کا"سوران" بھی مشہور جگہیں ہیں۔

سُمالانی:

سمالانی قبیلہ یقیناً سمال یا سمائل نام کی نسبت سے سامنے آیا ہے۔ قدیم بابلی میں Shamma-illiu یا Shum-ma-ilu جیسے نام مستعمل تھے۔ (Tallqvist1914:225-6)اس کے علاوہ Su-mu-la-ilu یعنی "Sumu تحقیق دیوتا ہے۔" بھی مستعمل تھا۔ جسے بعض اوقات Su-mu-li-el بھی لکھا گیا ہے۔

سیاہانی:

سیاہانی زیادہ تر اتبر قبیلے کے نام سے (اِن کے رہنے کے علاقے کا نام ہے، جو بمپور سے شمال مشرقی جانب واقع ہے) مشہور ہیں (پیکولین55:2000)۔

بُزداروں میں بھی ایک قبیلہ سیاہانی کے نام سے مشہور ہے۔ براہوئیوں کے عیسیٰ زئی قبیلہ میں ایک سیاہ زئی طائفہ بھی موجود ہے۔ اِس کے علاوہ شاہوانی اور محمد حسنی قبیلہ میں سیاہی زئی اور بگٹی قبیلہ میں سیاہین زئی طائفے مشہور ہیں (Marri Baloch 1974:338, 352, 355)۔

خاران میں ایک پہاڑی سلسلہ کوہ سیاہان کے نام سے مشہور ہے۔ ممکن ہے کہ سیاہان کے علاقے کی مناسبت سے یہ لوگ سیاہانی مشہور ہوئے ہوں گے۔ ایرانی بلوچستان کے سیاہانی بھی شاید کوہ

سیاہاں کی وجہ سے سیاہانی مشہور ہوئے ہوں گے اِس کے علاوہ بابلی تحریروں میں āli Sha eli علاقے کا Si-e-ha-an نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ اور یہ ایک آرامی نام ہے۔ (Tallqvist 1914:194) اس کے علاوہ مصری صیاہ اور آرامی Si-ha نامی شخص کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ (Tallqvist 1914:194)۔

سنی:

بلوچوں میں ایک قبیلہ سنی (Sanni) کے نام سے مشہور ہے۔ سرگون کی ایک تحریر میں Sa-Mārni-ni یعنی Sa-ni-ni کا بیٹا جیسے خاندان کا حوالہ ملتا ہے۔ (Tallqvist 1914:279) ممکن ہے کہ سنی کا لفظ اشتقاقی طور پر اکادی، آشوری زبان سے متعلق ہو۔

سُہرانی۔ سُہروانی

ہمیں مکران میں سہروانی اور گورشانی قبیلے میں سُہرانی طائفے کا حوالہ ملتا ہے۔ جبکہ تربت شہر کے قریب ایک "سہرانی" گاؤں بھی موجود ہے جو "میری" کے نزدیک ہے۔[15] ہمیں اِس نام کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مستند معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ اگرچہ بلوچی میں "سُہر" سونا اور سرخ رنگ کے لیے مستعمل ہے۔ تاہم ہمیں بابلی اور اشوری لوگوں میں صحرو Ṣu-uḫ-ru اور Su-hi-ru جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (Tallqvist 1914:203, 206)۔

سیاہ پاد:

سیاہ پاد بلوچوں کا ایک نامور قبیلہ ہے۔ عرب مورخین نے انہیں سیاہ بجہ (Siyah baja) لکھا ہے۔ احمد بن یحییٰ البلاذری لکھتے ہیں کہ حضرت عمر کے زمانے میں یزدگرد نے سیاہ الاسوار کو ایک مضبوط فوج کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کیا کہ وہ جاکر حرمزان کی مدد کرے۔ جبکہ سیاہ اس وقت کلبانیہ کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوا تھا۔ کیونکہ ابو موسیٰ العشری نے سوس کے شہر کو تاراج کیا تھا۔ اور

---

[15]۔ بشکریہ چیرمین سنگت رفیق۔

فارس کے چھاؤنی پر حملہ کرکے سب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔ سیاہ نے صورتحال کے پیش نظر یزدگر کو چھوڑ کر عربوں کی حمایت کا فیصلہ کیا اور عربوں کے ساتھ مل کر شوستر کے علاقے کو فتح کیا۔ البلاذری کے مطابق تھوڑے عرصہ کے بعد سیاہ بجہ اور زُط (zutt) لوگ بصرہ میں جاکر سیاہ کے ساتھ مل گئے۔ (Baluch 1958:31)۔

سیاہ الاسوار، سیاہ بجہ قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ عرب مورخین نے غلط طور پر سیاہ بجہ کو زُط (ہند کے جاٹ) کے ساتھ جوڑ دیا۔ (Baluch 1958:32)۔

سیاہ الاسوار کو طبری اساور قوم، بلاذری انہیں ال۔ اساورہ جبکہ ایرانی شاعر ملک بہار انہیں "شاہِ نامہ نو بہار" میں "سیاہ بلوچ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ (Marri Baloch 1974:90) سیاہ الاسوار غالباً سائرس اعظم کے عہد میں کرمان میں تابال کرمانی کے طوفانی دستے "اسواران" کی باقیات ہیں جن کی ڈھال پر چیتے کی شبیہ بنی ہوئی تھی (قاضی ? : 143 , 247)۔

سیاہ بجہ کو بعض تحریروں میں Saba bija بھی لکھا گیا ہے۔ (Elliot&Dowon 1979:465) بنیادی طور پر یہ سیاہ وش سے متعلق ہے جو افراسیاب کے خلاف کیکاؤس کی فوج کی قیادت کر رہا تھا۔ سیاہ وش نام کا آخری حصّہ وش (vash) ہمیں پہلے مرحلے پر واضح طور پر بج (Baj) اور پھر بجہ (Baja) کی صورت میں بدلتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ اور بعد میں سیاہ پد اور پھر سیاہ پاد کی صورت میں مستعمل دیکھنے کو ملتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف یہ بھی ہے کہ پہلوی متون میں مادیگان چترنگ میں اسواران سردار کا ذکر موجود ہے۔ لیکن خسرو اوّل کے زمانے میں لفظ "اسوار" کے نئے معنی پیدا ہوئے اور ان کے دربار میں اسوار اور شہزادے سب سے اوپر کی جماعت تھے (کرسٹن لین 1992:492)۔

سنگور:

بلوچوں میں ایک قبیلہ سنگور کے نام سے مشہور ہے۔ Elliot & Downson کے مطابق ساحلِ مکران پر ملان (Malan) اور Batt کے مقام پر آج بھی ایک قبیلہ سنگور (Sangūr) کے نام سے آباد ملتا ہے (Elliot & Dowson 1979:431)۔

ہمیں آشوری تحریروں میں دریافرات کے مقام پر ایک آرامی قبیلہ مارسنگورا Mār Sangura یعنی "سنگورا کا بیٹا، سنگورا کا علاقہ" کا حوالہ ملتا ہے۔ (Tallqvist 1914:300) اس کے علاوہ ہمیں ایک "سگور" نامی کرد قبیلہ کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ جو کردستان میں سنہ دژ میں منتشر طور پر آباد دیکھنے کو ملتے ہیں (مردوخ ندارد:95)۔

شاہانی:

بلوچوں کا ایک مشہور قبیلہ "شاہانی" جو زیادہ تر سندھ اور پنجاب میں آباد ہے۔ یقیناً یہ نام "شاہان" سے شاہانی بنا ہے۔ بابلی میں ایک دیوتا Shahan بمعنی "روشن اور چمکتا دیوتا" کے نام سے مشہور تھا اور یہ دیر ٹمپل کا بیٹا کہلاتا تھا (Cameron 1939:135)۔

شاہبُر (Shahbur):

شاہبُر اب جنہیں شاہولی بُر کہا جاتا ہے۔ بمپور کے شمالی علاقوں کی جانب خانہ بدوشی کرتے ہیں۔ ان کے کچھ فرقے سرحد کے جنوب مغرب میں زندگی گزارتے ہیں۔ اور اسی طرح ان کے کچھ فرقے سیستان کی سرزمین پر سرخس اور بلوچستان میں رہتے ہیں۔ (پیکولین 55:2000) ہمیں ان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم سناکریب نے اپنی عہد حکمرانی میں عیلامی، سُتی (Sutean) آرامی اور کالدی لوگوں کے خلاف جنگی پیش قدمی کی تھی۔ جن میں انہوں نے Nukabau، Kutain، Bit Rahē، Dur sama، Nubruna، Bit-Sa'alali، Larak، Marri یا Parak-Marri، Dur-Bir-Dada، Dur-Uait، Kibranu / Kipranu، Bela وغیرہ کے علاوہ شابرہ یا شابرے (Shabarrē) لوگوں کو مغلوب کیا تھا (Luckenbill 1927:131)۔ ممکن ہے کہ شاہبُر لوگ اِسی Shabarre کی باقیات ہوں۔

شر:

بلوچوں میں ایک قبیلہ شر کے نام سے مشہور ہے جو زیادہ تر سندھ میں آباد ہے۔ شر کا لسانی ماخذ غالباً اکادی اشرو (ashru) یعنی "اچھا، خوبصورت" (Tallqvist 1914:287) سے متعلق ہے۔

بلوچی میں بھی اس کا یہی مطلب ہے۔ اِس کے علاوہ اکادی میں Sharu, Shar "بادشاہ" کے معنوں میں مستعمل ہے۔

شرکلانی:

بلوچوں کا ایک قبیلہ شرکلانی کے نام سے مشہور ہے۔ ممکنہ طور پر ہم یہ گمان کر سکتے ہیں کہ اس کا ماخذ "اشوری نام جیسے Shar-kale-Sharri یعنی "تمامیت یا کُلیت کا بادشاہ میرا بادشاہ ہے" (Tallqvist 1914:216) سے مشابہت کا حامل ہے۔ یا اِس کا طرزِ ترکیب Shar-Kele-ilāni "تمام دیوتاؤں کا بادشاہ" خیال کیا جا سکتا ہے۔ تاہم مجھے احساس ہے کہ یہ بہت دور کی کوڑی ہے۔ لیکن اِس امکان کو بہر طور نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔

شلیانی:

بلوچوں میں ایک قبیلہ شلیانی (Shaliāni) کے نام سے معروف ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا لسانی ماخذ Bit-Shilāni یعنی "شلیانی لوگوں کا ڈیرہ" سے متعلق ہو، جہاں تگلت پلیسر سوئم نے ان کے علاوہ Bukudu (بگٹی)، Rasāni (رئیسانی) وغیرہ کو مغلوب کیا تھا۔ (Luckenbill 1926:281)۔

شمبہانی:

شمبہانی قبیلہ شمبے نام سے متعلق ہے۔ غالباً اس کی اشتقاقی ہیئیت Shu-، Sha-an-me an-me سے مطابقت رکھتا ہے۔ اور یہ ایک سوباری نام ہے۔ (Gelb 1944: 27) یا ممکن ہے کہ یہ نام آشوری Sibū یعنی "ساتواں" (Tallqvist 1914:298) سے متعلق ہے۔ جو موجودہ فارسی میں شنبہ اور بلوچی میں شمبے یعنی "ساتویں دن یا ہفتہ" کے طور پر مستعمل ہے۔

عیشانی:

کھیترانوں میں ایک عیشانی نامی طائفہ ملتا ہے۔عیشانی کے لسانی ماخذ کے بارے میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ ممکن ہے کہ یہ عیسیٰ یا عیشا جسے نام سے متعلق ہو۔ تاہم ایک آرامی قبیلہ lashianجو کہ دوسرے آرامی قبائل مثلاً(Billatu) Pillatu, Hilmuوغیرہ کے ساتھ خلیج فارس کے مشرق ساحل پر رہتے تھے۔Nabuu-bel-Shumateنے 651 قبل مسیح میں یہاں کے لوگوں کو کرائے کے جنگجو کے طور پر بھرتی کیا تھا۔(Cameron 1936:196)۔

شاہوانی:

شاہوانی قبیلہ شاہونامی شخص کی مناسبت سے شاہوانی کہلاتا ہے۔ اکثریتی طور پر یہ قبیلہ مستونگ، کوئٹہ اور کچھی میں آباد ہے۔ بُزدار قبیلہ میں بھی ایک طائفہ شاہوانی کے نام سے مشہور ہے۔ زہری میں شاہو کی مناسبت سے ایک شاہوزئی نامی طائفہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ شاہو کا اشتقاقی ماخذ غالباً "شاہ" سے متعلق ہے۔

قیصرانی:

قیصرانی بلوچوں کا ایک نامور قبیلہ ہے۔عام طور پر اس کا وجہ تسمیہ قیصر نامی شخص سے جوڑا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا لسانی ماخذ قدیم بابلی قصارو Kaṣāru "محفوظ" سے مماثلت کا حامل ہو۔ قدیم بابلی اور آشوری ناموں ہمیں یہ عنصر ملتا ہے۔ مثلاً Nabu - Kaṣāru، Nabu-ka-ṣir-šum ،Ka-ṣi-ru،Nabu-ku-Ṣur،Sin Kat qu-ṣur-a-niوغیرہ۔ اس کے علاوہ کصرو یا قصرو (Kiṣru)"طاقت" کے مفہوم میں مستعمل تھا۔ (Tallqvist 1914:290)۔

اس کے علاوہ ابن حوقل اردشیر خرہ کے نواحی علاقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ اس علاقے کا بڑا گاؤں لاغرستان(Lagheristan) ہے۔اس کے ساتھ وہ یہاں ہیجان اور کسری(kesri) گاؤں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔(Hankal 1800:88)لاغرستان غالباً موجودہ لیغاری اور کسری ممکن ہے

کہ قیصرانی لوگوں سے متعلق ہو۔ سناکریب کے عہد میں نینوا میں بھی ایک kisiriنامی شہر کا حوالہ ملتا ہے۔ اس کے ساتھ یہاں پر 'Resh-eni'(ریئسانی) گاؤں کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ (Luckenbill 1927: 149) یہاں یہ یاد رہے کہ ہم کوئی قطعی رائے دینے کی بجائے امکانات کی بات کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں آگے قیصرانی قبیلے کا ذیلی طائفہ خوب دین یا کُبدین ملاحظہ کیجیے۔ تو امکان کی بات میں وزن نظر آسکتا ہے۔

قحطانی:

بلوچوں میں ایک قبیلہ قحطانی کے نام سے مشہور ہے۔ جسے عام طور پر عربوں کے قحطانی قبیلے سے جوڑا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس طرح ہو۔ تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ آٹھویں صدی قبل مسیح کے زمانے ہی سے بلوچ، آرامی، کالدی اور چند عرب قبیلے اکھٹے دجلہ اور سوراپی ساحلوں سے لے کر خلیج فارس کے ساحل Uknuتک آباد دکھائی دیتے ہیں۔ (Luckenbill 1926:283)اس کے علاوہ توکلتی نن ارتا اوّل(1206-1242ق م) کے زمانے سے ہی کحت (Kahat)نامی ایک جگہ مشہور تھا۔ جو غالباً شمالی میسوپوٹیمیا میں کہیں واقع تھا۔ ممکن ہے کہ اِسی Kahatکے علاقہ کی وجہ سے یہ قبیلہ قحطانی مشہور ہوا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے انہی لوگوں کا ہی ایک حصّہ بعد میں عربوں میں بھی ضم ہو کر قحطانی مشہور ہوا ہو۔

اِس ضمن میں یہاں ایک اور دلچسپ بات سامنے آتی ہے کہ Hanigalbatکے اِس علاقے میں Kahatکے علاوہ WaššukaniHurra, Amasaki اور کشیاری کا پہاڑی علاقہ واقع ہیں۔ (Gelb 1944:81)تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بالترتیب مشکے، حری، واشک اور کشاری پہاڑ کی دلالت کرتے نظر آتے ہیں-Hurraلوگ غالباً موجودہ حری ہیں جو مشکے، کولواہ کے علاوہ پنجگور میں بھی آباد ہیں۔ اِس کے علاوہ نال میں بھی ایک جگہ " حری نال" کے طور پر مشہور ہے۔ نیز حیران کن طور پر Hanigalbatکے علاقے کی طرح ہمارے یہاں بھی یہ مذکورہ علاقے ایک دوسرے سے منسلک اور ساتھ ساتھ دیکھنے کو ملتے ہیں۔

قوش:

بلوچوں میں ایک قبیلہ قوش کے نام سے وجود رکھتا ہے۔ جبکہ کردوں میں ایک قشہ نامی قبیلہ سیروان اور جوان رود کے نواح میں سکونت پذیر ہے۔(مردوخ ندارد : 102)۔

کرملی زئی:

محمد حسنی قبیلہ ایک طائفہ کرملی زئی کے نام سے معروف ہے۔ کردوں میں بھی ایک قبیلہ کرمعلی موجود ہے۔ جو پیش کوہ میں سکونت رکھتے ہیں۔(مردوخ ندارد : 104)۔

کلمتی:

بلوچوں میں ایک قبیلہ کلمتی کے نام سے مشہور ہے۔ جو ساحل مکران پر کلمت نامی جگہ کی وجہ سے کلمتی کہلاتے ہیں۔ ہمیں سرگون کے عہد میں Barikanu , Ellipi (ہیروڈوٹس Paricani) سمیت Kilam(b)ate نامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔ جسے انہوں نے فتح کیا تھا۔ (Luckenbill 1927:76)۔Kilam(b)ate علاقے کا اگرچہ صحیح تعین تو نہیں کیا جاسکتا تاہم یہ علاقہ مشرقی میڈیا میں واقع تھا۔

کُبدانی/خوب دین:

خاران میں آباد کبدانی قبیلہ اور کوہِ سلیمان کے قیصرانی کا ذیلی طائفہ خوب دین/کوب دین دونوں کا اشتقاقی اور لغوی ماخذ Kabtu "طاقت ور، عظیم" سے متعلق ہے۔ آشوری میں Ku-، Ka-bat-ti، bat-ta-nim،اور Qi-bit-ni-e جیسے نام مستعمل تھے۔ (Tallqvist 1914:116, 184,288)۔

کُپچانی (Kupchani):

بلوچوں میں ایک قبیلہ کُپچانی کے نام سے مشہور ہے۔ جو کسی زمانے میں کوہلو میں آباد تھے۔ سردار محمد خان گشکوری کے مطابق مریوں نے کپچانیوں اور حسنی قبیلوں کو وہاں سے نکالا اور خود وہاں آباد ہو گئے۔(Baluch1958:237)۔

کپچانی ممکن ہے کہ کفچ، قفص کی باقیات ہوں، "جنہیں عرب مورخین بطور جمع صیغہ کوفچان، کوفجیان لکھتے رہے"۔(Badalkhan 2013:119) ایرین نے انہیں kophas لکھا ہے۔ ڈاکٹر حمید کے مطابق ممکن ہے یہ علاقہ جیونی کا ہو۔(بلوچ2009:121) اُلفت نسیم کے خیال میں کوچ اور قفص دو مختلف اور الگ لوگ ہیں۔ کچھی اور سندھ کا کوپچانی قبیلہ اِسی "کوپچ" کی وسیع تر شکل ہے۔ سکندر اعظم کے حملے کے وقت یہ قبیلہ پیشکان میں آباد تھا۔(نسیم2016-34-35) جبکہ ابن حوقل کے مطابق قفص کو فارسی میں کوج(Kouje) کہا جاتا ہے(Haukal 1800:141)۔

کُرد:

کُرد ایک بڑی قوم ہے جو عراق، ایران اور ترکی کے علاوہ بلوچستان میں آباد ہیں۔ بلوچستان میں یہ لوگ بلوچوں کے ساتھ اکٹھے رہتے ہیں۔ شاہنامہ فردوسی میں کوہ چلتن، دشت گوران اور بولان کی وادیوں تک کُرد سمیت، کوچ و بلوچ کی سکونت پذیری کا حوالہ ملتا ہے۔ اور اس کے ساتھ لاچین اور افغانوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

؎ کہ نزدیک زابل بہ سی روزہ راہ
یکے کوہ بود، سرکشیدہ بہ ماہ
بہ یک سوئے او، دشتِ خرگاہ بود
دگر دشت زا ہند راہ بود
نشتند در آں دشت، بسیار کوچ
زاوگان و لاچین و کرد و بلوچ
(نصیر1999:24-25)

مختلف اشوری تحریروں مثلاً اشوری بادشاہ توکلتی نن ارتا اوّل (1250ق م)نے شو باری سرزمین (یعنی موجودہ اربیل کے مشرق) میں Purukuzzi, Nihani لوگوں کے علاوہ Kurti/Qurti لوگوں کو ذکر کیا ہے۔(Smith 1928: 283)اسی طرح تگلت پلیسر اوّل(1100ق م)نے بھی اِسی علاقے میں Burukuzzi, Nihani (توکلتی اُرتا کے Purukuzzi)لوگوں کے علاوہ Kurte لوگوں کے ساتھ جنگ کی۔(Luckenbill 1926:143,149,152)۔

عام طور پر اِسی Qurti, kurti یا Kurte لوگوں کو موجودہ کُرد خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کردوں براہوئی اور بلوچوں کے بہت سے قبائل بالخصوص ماما سنی (محمد حسنی)، ماما شی (محمد شہی) کوسہ (کھوسہ)، لوری (لوڑی)، لک (اشوری: لکہ): لانگو، سروستانی (سرمستانی) گرک، گوروس (گورش۔ گورشانی) اور دوسرے بہت سے قبائل، دونوں میں یکساں طور پر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جس کی تفصیل اِس مطالعہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ مزاری بلوچوں میں بھی کرد قبیلہ ملتا ہے۔(Dames 1907:52) اُلفت نسیم نے تحصیل بوری ضلع لورالائی میں "بُوری کرد" قبیلے کا ذکر کیا ہے۔(نسیم46:2016) اِسی طرح ضلع لورالائی میں سنجاوی نامی جگہ مشہور ہے۔ کرمانشاہ کے علاقے میں بھی کردوں کے حوالے سے سنجاوی / سنجابی علاقہ اور قبیلہ کا حوالہ ملتا ہے۔(مردوخ ندارد:118)۔

اِسی طرح میجر مالکلر نے 1876ء میں اور ٹی۔ جے۔ ایل۔ مئیر نے 1909 میں براہوئی زبان کو کُرد گالی" لکھا ہے۔(Mayer 1909:22) کیونکہ عام طور پر براہوئی زبان کو "کرد گالی" کہا جاتا ہے۔

گُرش:

کرش نامی ایک بلوچ قبیلہ ایران کے جنوب میں آباد ہے۔ سید ہاشمی کے خیال میں یہ گُرش قبیلہ کوروش کبیر سے متعلق ہے۔(ہاشمی 207:1986) قدیم فارسی kurush غالباً عیلامی kur-rash سے متعلق ہے۔ (Zadok1991:237)غالباً عیلامی میں اِس کا معنی "سورج" ہے۔ (Tallqvist 1914:290) اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس قبیلے کا کوروش کبیر سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ ایک بلوچوں کا قدیم قبیلہ ہو سکتا ہے۔

کسکانی (Kaskāni):

کسکانی قبیلے کے ماخذ کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم ایک Gasgaنامی قبیلہ جو بعد کے آشوری عہد میں kaskaiکے طور پر مشہور ہوئے۔ انہیں ایک وحشی قبیلہ بتایا جاتا ہے۔ جو 1270 قبل مسیح میں وان جھیل اور فرات کے درمیانی علاقے میں رہتے تھے۔ وہ اس عہد میں حطیوں کے لیے خطرہ بنے رہے۔(Smith 1928:249)تگلت پلیسر اوّل(1100 ق م) نے بھی سوباری، Alzi اور Purukuzzi علاقوں سمیت Kaski لوگوں کو مغلوب کیا تھا۔ (Luckenbill 1926:77)اس کے علاوہ ابن حوقل فارس میں ذکر نواحی کرہ ارغان میں کاسگان (Kasegan)نامی علاقے کا ذکر کرتا ہے۔ ان کے مطابق کردانہ دریا کام فیروز کے علاقے کو سیراب کرتا ہے۔ اور کاسگان اور طسوخ علاقے سے گزرتا ہوا عمرو(Omru)کے جھیل میں جا گرتا ہے۔(Haukal 1800:97-8) نیز بمپور کے شمال میں کاسکین نامی پہاڑی سلسلہ اور بزمان کے پہاڑ واقع ہیں۔(پیکولین2000:24)۔

کلاچی:

ڈیرہ اسماعیل خان میں تحصیل کلاچی میں کلاچی بلوچ آباد ہیں۔ مکران میں بھی ایک جگہ "کلانچ" کے نام سے معروف ہے۔ سندھ میں آباد کلاچی نامی بلوچ قبیلہ کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ مکران میں واقع کلاچ نامی جگہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے کلاچی کہلاتے ہیں۔ اسی طرح ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی کلاچ نامی علاقہ موجود ہے جو سہراب خان دودائی کے آبائی علاقہ مکران کے کلانچ یا کلاچ سے متعلق ہے۔(کلمتی2014:31)۔

کلپر:

کلپر بگٹی قبیلے کا ایک ذیلی طائفہ شمار ہوتا ہے۔ اس کے لغوی ماخذ کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ تاہم ہمیں آشوری بادشاہ شلما نصر سوئم کے عہد میں فرات کے مشرقی کنارے پر Kalparudaنامی لوگوں کا حوالہ ملتا ہے۔

شلمانصر سوئم کے مطابق انہوں نے فرات کے دوسرے کنارے پر گبری کے بیٹے Hattina, Haiani علاقے کے Kalparuda اور Gurgum علاقے کے Kalparunda سے خراج وصول کیا۔(Luckenbill 1926:222)الفت نسیم کے مطابق بگٹیوں میں موجود کلپر قبیلہ قدیم ہونے کے ساتھ ساتھ ایرانی بلوچستان میں بھی موجود ہے۔وہاں اُن کے نام سے ایک قدیم موضع "کلپر کہن" (یعنی کلپر کاریز) ہے جو قلعہ بلوچ سے اندازاً تیس کلومیٹر پر دزّگ جانے والے راستے پر واقع ہے۔(نسیم 62:2013)بعض روایات کے مطابق ایرانی بلوچستان میں وادیِ کلپور گان سے اِس بلوچ قبیلے کا آغاز ہوا ہے۔

تاہم شلمانصر سوئم کے Kalparuda اور موجودہ کلپر کے باہمی مطابقت کے حوالے سے وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔

کلغانی:

محمد حسنی قبیلے کے ایک طائفہ کلغانی کے نام سے جانا جاتا ہے۔پیکولین کے مطابق ساروان میں کلگان، کوہک، بم پُشت جیسے جغرافیائی ناموں کی مناسبت سے بلوچ قبیلے مشہور ہیں۔(پیکولین 47:2000) اِسی طرح کُردوں کا ایک قبیلہ "قلخانی" ماہی دشت کرمانشاہ اور کُردستان سنہ میں آباد ہے۔(مردوخ ندارد : 103)۔

ساروان کے کلگانی، محمد حسنی کا طائفہ کلغانی اور کُردوں کا "قلخانی" شاید ایک ماخذ کی عکاسی کرتے ہیں۔

کلوہی:

کلوہی بلوچوں کا ایک معروف قبیلہ ہے۔ ممکن ہے کہ یہ قبیلہ "کولواہ" علاقے کی مناسب سے کلوہی مشہور ہوئے۔اِس کے علاوہ ہمیں کرمان کے علاقے میں احمد بن بویہ (937 : 1936)اور بلوچوں کے درمیان لڑائیوں کا حوالہ ملتا ہے۔اِس عہد میں یہاں بلوچوں کی قیادت علی۔ ابن۔کلاویہی (Ali-Ibn-Kalawaihi)نامی شخصیت کررہے تھے۔(Marribaloch 1964:18) ممکن ہے کہ کلوہی

ان سے تعلق رکھتے ہوں۔اِس کے علاوہ ہمیں ایرانی بلوچستان میں ایک "کلوئی" نامی قبیلہ کا حوالہ ملتا ہے، جو موضع لطف اللہ زابل میں سکونت رکھتا ہے (عسکری 52:1996)۔

کلول:

ڈیرہ غازیخان کے کھوسہ قبیلے میں کلول نامی طائفہ مشہور ہے۔ آشوریوں میں Gal-lul، Ga-lul، Galūlu جیسے نام مستعمل تھے۔(Tallqvist 1914:79)۔

کشانی:

شاہوانی قبیلہ میں ایک طائفہ کِشانی (Kishani) کے نام سے مشہور ہے۔تگلت پلیسر سوئم نے ذاب دریا کے کنارے آرامیوں کے Ahlamē، Gurme (گرمانی) اور آرامیوں کے Kishi سے جنگ کی اور انہیں زیر کیا (LuckenBill 1926:275)۔

کمبرانی/ قمبرانی:

کمبر سے کمبرانی قبیلہ براہوئیوں کا مشہور طائفہ ہے۔کمبرانی قبیلہ غالباً تگلت پلیسر سوئم کے Kipre ہیں۔ جہاں اُس نے ان کو دوسرے قبائل مثلاً Itu (ہوت)، Rikiku یا Rihihu (ریکی)، Gurumu (گرمانی)، Bagdadu (بگٹی)، Damunu (دامنی)، Rade (رند) سمیت مغلوب کیا تھا۔ (Luckenbill1926:283)۔

سناکریب نے انہیں اپنی داستانوں میں Kipranu / Kibranu لکھا ہے اور اس کے ساتھ اس سے ملتا جلتا ایک قبیلہ Kubruna کا بھی ذکر کیا ہے۔(Luckenbill 1927:131) اشتقاقی لحاظ سے یہ نام غالباً Ka-ma-ru جیسے مغربی سامی نام سے متعلق ہوں گے۔ کپوڈوکیا میں ہمیں اِسی طرز کا Ku-um-ra-a-nu نام کا حوالہ بھی ملتا ہے۔(Tallqvist 1914:290) Ka-ma-ru جیسے نام سے متعلق ایک A-a-ka-ma-ru "دیوتا" کا حوالہ بھی ملتا ہے (Tallqvist 1914:111)۔

کلیری:

بلوچوں میں ایک قبیلہ کلیری کے نام سے موجود ہے۔ کلیری کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم تیسری اُر سلطنت (2300ق م) کے الواح پر ہمیں Gu-، Ba-ga-ri، zu-zu، Si-a-ri، Du-la-hi اور Ki-la-ri جیسے شخصی نام ملتے ہیں۔ جنہیں بعض محققین حُری نام قرار دیتے ہیں۔ تاہم Gelb کے مطابق انہیں حُری قرار نہیں دیا جاسکتا (Gelb 1944:109)۔

کورائی:

کورائی بلوچوں کا نامور قبیلہ ہے۔ جو ایرانی مکران (پیکولین 46:2000) کے علاوہ پنجاب اور سندھ میں آباد ہے۔ قدیم شعری روایت کے مطابق میر جلالان رند کے ایک بیٹے نام کا میر کُرایا کُرائی تھا۔ (فریدی 140:2014، نصیر 4:2000) اور میر کُرا کی نسبت سے بعد میں یہ لوگ کورائی مشہور ہوئے۔ قدیم شعری روایت کا یہ بیانیہ شاید درست نہ ہو۔ کیونکہ بہت سے ایسے قبائل کو بھی میر جلالان رند سے جوڑا گیا ہے۔ جو تاریخی طور پر نہایت ہی قدیم قبیلے متصور ہوتے ہیں۔ کردوں میں بھی ایک کورا نامی قبیلہ جو شقلاوا کے مغرب اور اربیل کے علاقے میں سکونت پذیر ہیں (مردوخ ندارد: 106)۔

بابلی اور آشوری دستاویزات میں ہمیں ku-ri-e، ku-ri-i جیسے نام ملتے ہیں۔ (Tallqvist 1914:118) اس کے علاوہ آشوری بنی پال (626-668ق م) کے عہد میں ایک Kurri نامی آشوری دیوتا کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ (Luckenbill 1927:398) دوہزار قبل مسیح میں ku-ur-wa-Adad نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ غالباً یہ دوغلا (حری + اکادی) نام ہے۔ kurwa غالباً حری لوگوں کا "طوفان کا دیوتا" تھا۔ (Zadok 1987:22)۔

کوتانی:

بلوچوں میں ایک قبیلہ کوتانی کے نام سے معروف ہے۔ جو ضلع ڈیرہ غازیخان میں آباد ہے۔ ہمیں اس کے لسانی ماخذ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم قدیم میسوپوٹیمیا میں

Cutah یا Kutha کی مناسبت سے یہاں کے باشندوں کو ku-ta-a-a کہا جاتا تھا۔ (Tallqvist 1914:119)۔

اس کے علاوہ ہمیں آشوری دستاویزات میں اُرارتو کے زیریں سرحد اور Nairi کی سرحد پر Qutta یا kutta شہر کا بھی حوالہ ملتا ہے۔ جہاں سرگون دوئم نے قوتا شہر کے علاوہ Barzuriani، Kipa اور Asapa شہروں کے علاوہ اس کے قرب وجوار کے چالیس شہروں کو نذر آتش کیا تھا۔ (Luckenbill1927:92)اس کے علاوہ تگلت پلیسر سوئم نے اپنے عہد میں kute اور Nakkabean اور Budeans کو Simirra، Arka اور Usnu وغیرہ شہروں میں زبردستی آباد کیا جو کہ ساحل پر واقع تھے۔ (Luckenbill1926:276) ممکن ہے کہ kute کوتانی قبیلہ Budeans (بادینی) اور Nakkabeans (نکیب) کی نمائندہ قبائل ہوں۔ اس کے علاوہ ہمیں ایرانی بلوچستان کے خاش ڈویژن میں علاقہ کوشہ (Kutta) کے مختلف دیہاتوں میں ایک کوت (Kot) نامی دیہات بھی دیکھنے کو ملتا ہے (عسکری 1996:74)۔

کورک Korak:

کورک میروانیوں کا ایک طائفہ ہے۔ دیبل کے مقام پر لُٹنے والے آٹھ کشتیوں میں لدے ہوئے تحائف جو سیلون کے حکمران نے حجاج کے لیے بھیجے تھے۔ فتوح البلدان کے مطابق ان کے لوٹنے والے مید تھے جبکہ چچ نامہ کے مطابق Tankāmara تھے۔ جبکہ عبداللہ بن عیسیٰ کے مطابق یہ kurk تھے۔ (Elliot & Dowson 1979:429) جو کسی زمانے میں دریائے سندھ کے دہانے پر آباد تھے۔

کھوسہ / کھوسگ:

کھوسہ قبیلہ بلوچوں کا انتہائی قدیم قبیلہ ہے۔ سیستان اور مکران میں ان کی موجودگی بھی قدیم عہد سے متعلق ہے۔ کھوسہ موجودہ عہد میں ایرانی بلوچستان و سیستان، پاکستانی بلوچستان، سندھ اور پنجاب میں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ ڈیرہ غازیخان اور کوہ سلیمان میں یہ قبیلہ میر چاکر خان رند کی آمد سے پہلے موجود تھا۔

Cameron کے مطابق بابل کی مشرقی اور شمال مشرقی پہاڑیوں میں قدیم زمانے ہی سے Kissean ر Kossean قبیلے رہتے تھے۔ کسائیٹ لوگوں کو عام طور پر ان سے نتھی کیا جاتا ہے۔ تاہم یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ ایک منفی شہادت ہے کیونکہ 24 سو قبل مسیح میں عیلام کے شمالی جانب Kashshen نامی جگہ کسائیٹ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ اِس عہد میں اصل کسائیٹ یہاں پہنچے تھے۔ اور یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنا نام Kashshen نامی جگہ کی مناسبت سے حاصل کی۔ (Cameron 1936:92) جبکہ Kossean قبیلے کو کسائیٹ سے نتھی کیا جانا درست نہیں ہے۔ Kossean قبیلہ کے باقیات واضح طور پر موجودہ عہد میں بلوچ قبیلہ کھوسہ کی صورت میں موجود ہے۔

جبکہ دوسری طرف Kossean قبیلہ کے ساتھ جس دوسرے قبیلہ Kissean کا ذکر ملتا ہے یہ Kissean قبیلہ اصل کسائیٹ ہیں کیونکہ "کسائیٹ لوگوں کے علاقے کو Kissia کہا جاتا تھا۔" (Zadok1987:16)۔

غالباً کانسی قبیلہ انہی کسائیٹ کے باقیات ہیں۔ اور کُردوں میں بھی ایک قبیلہ "کوسو" کے نام سے مشہور ہے۔ انہیں بھی کسائیٹ لوگوں کے ساتھ نتھی کیا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ کھوسہ قبیلہ کی طرح کردوں میں بھی ایک قبیلہ کوسہ کے نام سے مشہور ہے جو موجودہ عہد میں سقز کے نواح اور سیاہ کوہ میں آباد ہیں۔ (مردوخ ندارد: 106)۔

پروفیسر رالنسن، ہیروڈوٹس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایران کے مشرق میں صحرائے نمک میں بہت سے خانہ بدوش قبیلے آباد ہیں۔ لیکن ان میں اہم Cossaeans اور سگارتی ہیں۔ سگارتی سیاہ کوہ پہاڑیوں میں رہتے ہیں۔ جبکہ Cossaeans لوگ اتک (Atak) کے شاہراہ پر رہتے تھے۔ (Rawlinson III,1873:21)۔

ساسانی عہد میں ایک دماوند نامی باز نیتی سپہ سالار جو کاؤسگان خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اور بہت سے خاندانی نام جن کے آخر میں "ان" ہوتا ہے۔ منصب داروں کے خاندانوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ (کرسٹن لین 136:1992) تو ممکن ہے کہ یہ "ان" حان یا خان کی نمائندگی کرتا ہو۔ سومیری زبان میں "en" کا لفظ محترم، مالک اور شرف مند کے لیے مستعمل تھا۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ خاندان

"کاؤسگ " کے نام سے مصروف تھا۔ اِس لیے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ خاندان کوسگ / کھوسگ یعنی کھوسہ کی نمائندگی کرتا ہو۔[16]

کھیتران:

کھیتران قبیلہ کی اشتقاقی ہیئیت کو عام طور پر کھیت اور ران کا مرکب خیال کیا جاتا ہے۔ قدیم ایرانی میں اس کے لیے Karshivati "کسان" کا لفظ مستعمل ہے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ اِس قبیلہ کا Karshivati سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اِس قبیلے کا لسانی ماخذ قدیم ایرانی Kashta-ri-ti سے متعلق ہے۔ ایران میں Kash-ta-ri (675-625ق م) نام کا ایک حکمران بھی رہا تھا۔ (Zadok 2002:117,120) اور یہ لفظ بطور حکمران اور بادشاہ کے معنوں میں مستعمل تھا۔

کینگ زئی:

بلوچی میں ایک طائفہ کینگ زئی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بلوچوں میں "کینگی" نام بھی مستعمل نظر آتے ہیں۔ شمشی اداد پنجم کے عہد میں kinaki شہر کا حوالہ ملتا ہے۔ غالباً یہ شہر ایرانی کردستان میں واقع تھا۔ (Zadok 2002:102) اگرچہ بلوچی "کینگ" کا لفظ کینہ، غصہ اور انتقام کے لیے مستعمل ہے۔ جو قدیم اکادی کے qenu سے مستعار ہے (CDA287)۔

گبول:

گبول واضح طور پر Gambulu سے تعلق رکھتے ہیں۔ بابلی تحریروں میں انہیں آرامی کہا گیا ہے۔ گبول قبیلہ جنوبی بابل میں عیلامی سرحد کے قریب دجلہ کے مشرقی علاقے میں آباد تھے۔ (Bryce2009:246) پچھلے صفحات میں ان کا ذکر تفصیل سے آچکا ہے۔

16۔ کھوسگ عام طور پر بلوچی آخری /ہ/ کو /گ/ سے بدلتا ہے۔ غالباً یہ پارتھی اثرات کا نتیجہ ہے۔ مثلاً زمانہ>زمانگ، دیوانہ >دیوانگ، کھوسہ>کھوسگ-وغیرہ۔

عرفان گبول نے بھی اپنی کتاب میں Gambulu کو بجا طور پر گبول قرار دے کر اس قبیلے کی صحیح وضاحت کی ہے۔

گادھی:

گادھی بلوچوں کا ایک قبیلہ جو ملتان میں شجاع آباد وغیرہ کے علاقے میں رہتے ہیں۔ مزاری قبیلے میں بھی ایک گادھی نامی طائفہ وجود رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بلوچوں میں ایک گڈانی نامی قبیلہ بھی وجود رکھتا ہے۔ آشوریوں میں Ga-di-، Ga-di-i، Gad-ia-a، Gadiia جیسے نام مستعمل تھے۔ مثلاً Bilah-Ashur کے باپ کا نام Ga-di- تھا۔(Tallqvist 1914:78-9)

گچکی:

مکران میں گچک کے علاقے کی وجہ سے یہ گچکی کہلاتے ہیں۔ لیکن بعض مورخین ان کے ماڑسنگ نامی ایک جد امجد کی وجہ سے ان کا تعلق مفروضیاتی طور پر ہندی راجپوتوں سے جوڑتے ہیں۔ بقول اُن کے جو سندھی مہاجر تھے اور وہ یہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔(پیکولین 76:2000) برطانوی مورخین کو محض "ماڑسنگ" کی وجہ سے یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ کہ یہ لوگ ہندی راجپوت یا سکھ ہیں۔ حالانکہ اس نام کا سکھوں کے "سنگھ" سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلوچی میں "ماڑسنگ" کا مطلب "پہاڑ کا پتھر یا چٹان"۔ اس طرح کی شخصی ناموں کی ترکیبی صورتیں ہمیں دوسری زبانوں میں بھی نظر آتی ہیں۔ مثلاً بابلی اور آشوریوں میں Ilu-qatar یعنی "خداوند چٹان ہے۔" Nashu-qatar "Nushu چٹان ہے"

(Tallqvist 1914:99,168) دوسری طرف بلوچی "ماڑ" بھی اکادی میلو (Mēlū) "پہاڑ کی بلندی، دیوار، حفاظت" سے متعلق ہے۔(Tallqvist 1914:267)۔

گدور(Gador):

بلوچوں میں ایک قبیلہ گدور کے نام سے مشہور ہے۔ غالباً قدیم گدروسی، گدروسیا، گدروشیا کا علاقہ انہی سے متعلق ہے۔ Starboاِس قبیلہ کو ایک جگہ گدروسی Gedrosiiاور دوسری جگہ انہیں Gedrosenīلکھتاہے(Hansman 1973:567)۔

اس کے علاوہ براہوئی میں ایک قبیلہ گدارو(Gudaru) بھی وجود رکھتاہے۔ سوراب کے علاقے میں ایک جگہ گدر(Gidar)کے نام سے بھی مشہور ہے۔

ساجدی قبیلہ میں بھی ایک طائفہ گدور(Gador)کے نام سے مشہور ہے۔ مولانا ابوالجلال ندوی کے مطابق حضرت یوشع نے جن بادشاہوں کے ساتھ جنگ کی تھی اُن میں سے ایک شاہِ "جدور" بھی تھا۔ جدور ایک بستی ہے جہاں کے بسنے والے "معونیم" تھے۔ مولانا ندوی "جدور" کو گندھر وایعنی قندھار سے جوڑتے ہیں۔(ندوی2009:71,70)اگر تاریخی طور پر یہ بات درست ہے تو ممکن ہے کہ یہ جگہ ہمارا گدور یعنی یونانی تحریروں کا گدروسیاہو۔

گُرک:

بُزداروں میں ایک قبیلہ گُرک کے نام سے معروف ہے۔ کُردوں میں بھی گورک نامی ایک قبیلہ سردشت، مکری، اور ساوجبلاغ(موجودہ مھاباد)میں آبادہے(مردوخ ندارد : 108)۔

گُرگناڑی:

گُرگناڑی غالباً گورگین نامی شخصیت سے گُرگیناڑی / گُرگناڑی مشہور ہوئے ہیں۔ پہلوی میں گُرگان کے معنی ہیں "بھیڑیا کی مانند یا ممکن ہے کہ گورگان "نامی جگہ کی وجہ سے ان کانام گرگناڑی مشہور ہوا ہوگا۔ ترکمان صحرا میں "گورگانی" نامی ایک دریاواقع ہے۔ گورگان اور اترک دریاؤں کے درمیان بلوچ آباد ہیں۔ شخصی ناموں کے حوالے سے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کالدیہ میں Ismi-Daganکے بیٹے کا نام Gurgunaتھا جو 1850 یا 1800 قبل مسیح کے دوران تخت نشیں ہوا تھا۔ Rawlinson)

(1,1870:112 قرین قیاس یہی ہے گُرگناڑی کا ماخذ Gurguna جیسے شخصی نام سے مشابہت کا حامل ہے۔

گُرمانی / گورمانی(Gurmani):

گُرمانی بلوچوں کا ایک نامور اور قدیم قبیلہ ہے۔ جو موجودہ عہد میں مظفر گڑھ کے علاقے میں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ پیکولین کے مطابق بلوچوں کے اصل قبائل مثلاً بلفتی، گورمانی، نمردی، نوحانی، حسنی جنہوں نے بلوچ تاریخ میں اہم کردار ادا کیا، بکھر گئے اور بلوچوں کے دوسرے قبیلوں میں ضم ہوگئے۔(پیکولین 35:2000)۔

تگلت پلیسرسوئم کے عہد میں ہمیں دوسرے بلوچ قبائل مثلاً 'Itu(ہوت)، Rikiku(ریکی)، Bagdadu(بگٹی)، Damunu(دامنی)، Radē (رند)وغیرہ کے ساتھ Gurumu قبیلہ کا حوالہ ملتا ہے۔(Luckenbill 1926:283)جو بلاشبہ بلوچوں کے گورمانی ہیں۔

اِس کے علاوہ کرمان کو یونانی مورخین نے Germannia، کرمونیاCarmonia اور Karmania لکھا ہے۔ غالباً کرمان کا علاقہ بھی انہی گورمانی قبیلہ سے متعلق ہے۔ کیونکہ کرمان میں سائرس کے عہد میں Germanniنامی قبیلہ رہتا تھا۔ (Olmstead 1948:34)جو میدوں کے خلاف سائرس کی فوج میں شامل تھے ہیروڈوٹس نے ان کو Germanii لکھا ہے (Herodotus 1.125)اُن کے مطابق فارسیوں سے ان کے رسم و رواج مختلف تھے۔ ان کے اپنے مخصوص رسم و رواج تھے۔ شادی کرنے سے پہلے انہیں اپنے دشمن کے سر کو کاٹ کر اپنے بادشاہ کے حضور پیش کرنا ہوتا تھا۔

گوپانگ (Gopāng):

بلوچوں کا گوپانگ قبیلہ سندھ اور پنجاب میں بڑی تعداد میں آباد ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اگرچہ قطعیت کے ساتھ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ تاہم قرینِ قیاس یہی ہے کہ یہ قبیلہ Gapāni / Gapānuیا Kapānuسے متعلق ہے۔ اسرحدون نے اپنے عہد میں Bazuعلاقے میں (جو کہ صحرائے نمک میں واقع تھا۔)ان کے بادشاہ نہارو (Niharu)کو شکست دی تھی۔ ان کے علاوہ اسرحدون

نے اس علاقے میں Magalani کے بادشاہ Mansaku اور Buda شہر کے بادشاہ Habanamru وغیرہ کو بھی شکست دی تھی۔(Luckenbill 1927:209)۔ جبکہ دوسری طرف غالباً Magalani موجودہ مینگل قبیلہ اور Buda موجودہ بادینی کی عکاسی کرتے ہوں گے۔ بہر حال یہی گاپانو قبیلہ ہمیں تیسری صدی عیسوی میں گوپانان کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ جنہوں نے فارس میں پرسی پولس کے قریب دارابجرد میں اپنی حکمرانی قائم کی تھی۔ اِس عہد میں فارس بد نظمی کا شکار ہوا اور ہر شہر میں چھوٹے مقامی بادشاہوں کے خاندان نے اپنی حکمرانیاں قائم کی تھی (کرسٹن سین 1992 : 109)۔

گورانی:

بلوچوں کا ایک قبیلہ گورانی کے نام سے جانا جاتا ہے، جو مکران میں آباد ہیں۔ (پیکولین : 56 2000) کُردوں میں بھی ایک قبیلہ گوران کے نام سے مشہور ہے جو کرمانشاہ کے مغرب میں رہتے ہیں۔ ان کے چھ ذیلی شاخیں ہیں۔ اس قبیلہ کا مرکز گہوارہ ہے۔ یہ باجلان اور سنجاوی (سنجابی) کے ہم سایہ ہیں (مردوخ ؟ : 108)۔

گورچانی / گورشانی:

گورچانی بلوچوں کا ایک مشہور قبیلہ ہے جو راجن پور میں بڑی تعداد میں آباد ہے۔ یہ قبیلہ بنیادی طور پر گورش یا گوریش نام سے متعلق ہے۔ بعض مورخین انہیں کورش جیسے نام سے بھی نتھی کرتے ہیں۔ قدیم فارسی میں یہ Kurush اور عیلامی میں یہ Kurash مستعمل تھا۔ جس کا معنی "سورج" ہے۔(Tallqvist 1914:118,290) غالباً قدیم فارسی Kurush، بنیادی طور پر عیلامی Kurash سے مستعار ہے۔ (Zadok 1991 : 237) کُردوں میں بھی ایک قبیلہ "گوروس" کے نام سے موسوم ہے جو کولبن کے ہمسائے میں خرپوت کے نزدیک رہتے ہیں۔ (مردوخ ندارد : 108)

اغلب خیال یہ ہے کہ گورش یا گوریش کا ماخذ سومیری gurush "نوجوان" سے متعلق ہے۔ غالباً کردوں کا "گوروس" قبیلہ بھی سومیری "گوروش" سے متعلق ہے۔

گورشانی سرداروں کا شجرہ نسب جو 1860ء کو بروس کو فراہم کی گئی تھی۔ ان کا شجرہ نسب اور اس سے متعلق تاریخی قصے اور کہانیاں کیا ہیں، کیا نہیں ہیں؟ یہاں بحث طلب نہیں ہیں۔ تاہم اِس میں

ان کے خاندانی نام مثلاً Bhorung Sin, Bhem Sin، شابک(Shabuk)، گرزو(Gerazo)، Hoti, Jullub, Manuk Sareen Dad, Mir Dad, Kakkulاور Mussooانتہائی دلچسپی کا حامل ہیں۔

بھیم سن اور بھورونگ سن میں "سن یا سین" کا لاحقہ واضح طور پر سومیری Suenاکادی Sin "چاند دیوتا" سے متعلق ہیں۔اِس طرح کے بہت سے اکادی اور اشوری نام مثلاًBur-Sin "سن کا خاندان/اخلاف"، Naram-Sin, Rim-Sin "سن کی گرجدار آواز" اور بابلی سلطنت کے پہلے حکمرانA-bil-Sin ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں۔

اشتقاقی لحاظ سے بھیم سن "چاند دیوتا" کا خوف سے متعلق ہے۔ جبکہ میر داد بنیادی طور پر "آرامیMar-Adad "اداد(دیوتا)میرا آقا ہے" جیسے ناموں سے متعلق ہے۔اِسی طرح "شابک" نام ممکن ہے کہ کسائیٹ دیوتا Šipak یا عیلامی دیوتا Sa-pa-ak(Tallqvist 1914:261) جیسے ناموں سے مطابقت رکھتا ہو۔ اس کے علاوہMannukنامی گورچانی سردار کا نام آشوری Man-nu-ki-ahe, Man-nu-ki-Ashar(Tallqvist 1914:317) جیسے ناموں سے متعلق نظر آتا ہے۔ جبکہ Kakkulنام آشوری Kak-kul-la-ni, Kakkulā nuاور Kak-kul-la-nu (Tallqvist 1914:110)سے مطابقت کا حامل نظر آتا ہے۔

اِس شجرے میں Gerazuنامی گورچانی سردار کا حوالہ بھی دلچسپی کا حامل ہے۔ یہ نام اشوری Ga-ru-suاور Ga-ru-su(Tallqvist 1914:79)سے مکمل مطابقت کا حامل ہے۔اِسی طرح Sareen Dadکا نام غالباً اشوری Sa-a-ri-u-ni، Sa-ra-a-anاور Sa-ra-a-ni(Tallqvist 1914:193) جیسے ناموں سے مشابہت کا حامل ہے۔ تاہم سرین داد میں داد کے لاحقے کا فارسی اور بلوچی "داد" سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بنیادی طور پر یہ قدیم بابلیAdad "آقا، دیوتا۔ خداوند" کی اختصاری ص-ورت ہے۔ جس کا تذکرہ متعلقہ مباحث میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اِسی طرح (Mussoo)واضح طور پر سومیری Mas-su "رہنما۔ سربراہ" سے متعلق ہے۔ ہمیں قدیم بابلی میںLugal Mas-Su جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔

گورشانی سرداروں کے شجرہ نسب کے یہ تمام نام واضح طور پر اِس بات کی دلالت کرتے ہیں کہ گورشانی نہ تو سندھی قبیلہ ہے اور نہ ہی ان کے نام سندھی، ہندی یا سنسکرت سے متعلق ہیں۔

گولہ:

بلوچوں کا گولہ قبیلہ سندھ اور بلوچستان میں آباد ہے۔ بلیدی میں ایک طائفہ گولہ کے نام سے مشہور ہے۔(Marri Baloch 1974:399) اِس کے علاوہ ہمیں مگسی قبیلہ میں بھی ایک طائفہ گولہ دیکھنے کو ملتا ہے(Marri Baloch 1974:348) غالباً اس کا لسانی ماخذ سومیری دیوی Gu – la "عظیم، بڑا" سے متعلق ہے۔ یہ نام مذکر اور موئنث ہر دوناموں کے لیے مستعمل تھا۔ (Tallqvist 1914 : 255) بعد کے بابلی اور آشوری عہد میں مختلف شہروں میں Gulla دیوی کے ٹمپل تعمیر کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ Gula "عظیم ستارہ" کے معنوں میں بھی مستعمل تھا (Langdon 1935 : 8)۔

گہل (Guhl):

شاہوانی قبیلے میں ایک طائفہ گُہل کے نام سے مشہور ہے۔ سناکریب کے عہد میں Gahilu نامی شخص Hatarikka علاقے کا گورنر تھا۔(Luckenbill 1927 : 181) اس کے علاوہ سناکریب کے عہد میں ہمیں بابل میں Shuzubu نامی بادشاہ کا حوالہ ملتا ہے۔ جو Gahul نامی شخص کا بیٹا تھا۔ (Luckenbill 1927 : 155)۔

لاتی:

لاتی قبیلہ دشتیاری کی وادیوں میں زندگی بسر کرتا ہے۔(پیکولین 2000 : 57) اس قبیلہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ہمیں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم آشوری بادشاہ توکلتی اُرتادوئم (890 – 884 ق م) کی ایک جنگی پیش قدمی کے سلسلے میں ہمیں Dikanu کے علاقے میں Latihi شہر کا حوالہ ملتا ہے۔(Luckenbill 1926 : 132)۔

غالباً یہ علاقہ وادی خابور کے علاقہ میں کہیں واقع تھا۔ یاد رہے کہ بابلی اور اشوری تحریریں کسی مقام اور شہر کے نام کا تذکرہ کرنے سے پہلے Uru (یعنی شہر) کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات یہ سمجھنے میں مشکل درپیش آتی ہے۔ کہ آیا وہ اِس شہر کو جغرافیائی نام سے منسوب کر رہے ہیں یا کہ قبیلوں کے نام سے۔

لاسی:

پیکولین کے مطابق لاسی (لس، نومری) دس چھوٹے گروپ میں تقسیم ہوتے ہیں، جاموٹ، رونجہ وغیرہ۔ وہ گروہوں کی صورت میں بلوچستان کے جنوب میں ریاست لسبیلہ کے علاقے میں رہتے ہیں۔ لاسی، سندھی مہاجرین (وہ خود کو سومر، راجپوتوں کی اولاد تصور کرتے ہیں) اور اِسی علاقے میں جہاں وہ اب رہتے ہیں، کے بہت پرانے باشندے ہیں۔ (پیکولین 2000 : 60)۔

برطانوی مستشرقین کی بڑی کمزوری یہ تھی کہ انہیں یہاں کی تاریخ پر مکمل دسترس حاصل نہیں تھی۔ انہیں جو بات سمجھ میں نہیں آتی تھی وہ کوئی تیر تکا لگا کر یا کوئی مفروضہ گھڑ کر اپنا رائے پیش کرتے تھے۔ اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ لاسی یہاں کا ایک قدیم قبیلہ ہے تاہم اِسے راجپوت سے تصور کرنا بالکل دُرست نہیں ہے۔ جبکہ دوسری طرف Vincent Smith لس بیلہ کے نومری کو لومری (Lumri) لکھ کر انہیں لاسیوں کے ساتھ نتھی کرتے ہیں جو درست نہیں ہے۔ A.Vincent . Smith کے مطابق لس بیلہ کے لومری قدیم Oreitai لوگوں کی باقیات ہیں۔ جو اب اپنے آپ کو راجپوت کی اولاد کہلاتے ہیں۔ لومری سے متعلق گدور (Gadur) قبیلہ ممکن ہے کہ Gedrosio کی نمائندگی کرتا ہو۔ (Smith 1967 : 112f) لومری قبیلہ اصل میں نمری (Namri) ہے، جسے ونسنٹ سمتھ غلط طور پر لومری لکھتے ہیں جبکہ دوسری طرف لس یا لاسی قبیلہ غالباً Bit – Lassi لوگوں سے متعلق ہیں۔

عیلامی بادشاہ شلہک انشونک (1151-1165 ق م) نے اپنے عہد میں دجلہ کے علاقے Tunni، Matku (Madga)، Bit-Sin-Shemri اور Bit-Lassi (لس یا لسی لوگوں کا ڈیرہ) سمیت مجموعی طور پر اکتیس شہروں کو فتح کیا تھا۔ (Cameron 1936 : 115)۔

اِس کے علاوہ آشوریوں میں La-an-si-i جیسے نام مستعمل تھے۔ ایک آشوری Minu-la-(Marduk)k-Ibni کے باپ کا نام Lansi یا Lanshi تھا۔ اس کے علاوہ ایک شخص an-shi نام کا حامل تھا۔(Tallqvist 1914 : 120)۔

لاشاری:

لاشاری بلوچوں کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ جو ایرانی بلوچستان میں لاشار کے دریا کے تاس اور سرباز کی وادی اور بمپور کے میدان کے جنوب میں رہتے ہیں۔ مکران کے علاوہ لاشاری کا ایک چھوٹا گروپ سیستان میں بھی زندگی بسر کرتا ہے۔(پیکولین 2000 : 56)۔ اس کے علاوہ لاشاری سندھ، پنجاب اور بلوچستان میں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔

لاشاری قبیلہ کے وجہ تسمیہ کو عام طور پر ایرانی بلوچستان میں لاشار کے مقام سے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ تاہم اس کا لسانی ماخذ قدیم بابلی Lishir "فتح، کامیابی، کامرانی" سے متعلق ہے۔ قدیم بابلی میں اس طرح کے بہت سے شخصی نام مستعمل تھے جن کے آخر میں Lishir–کا لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً Abi-lishir "میرا باپ فتح یاب ہوا"(Tallqvist 1914:5) یا Pir-hi-a-lishir "میرا اولاد یا میرا خاندان کامیاب ہو" (Tallqvist 1914:181) اِس کے علاوہ اداد نراری دوئم نے دجلہ کے علاقے میں آرامی قبیلے کے Lishir-Sala-Assur نامی سربراہ کے شہر کو تاراج کیا تھا۔ (Luckenbill 1926:120)۔ اس کے علاوہ Balti-lishir اور Tagab-lishir جیسے ناموں کا حوالہ بھی ملتا ہے(Tallqvist 1914:124)۔

قرین قیاس یہی ہے کہ لاشاری قبیلہ کا لسانی ماخذ اِسی بابلی اور آشوری Lishir سے متعلق ہے۔ عباسی حکمرانوں کے خلاف جس امیر حمزہ نے تحریک چلایا تھا۔ اُسے میر حمزہ الشاری بھی لکھا گیا ہے۔ (کلمتی 2018:53-53) غالباً یہ لاشاری کی دلالت کرتا ہے۔

لانگو(Langav):

بلوچوں کا ایک نامور قبیلہ ہے جو منگچر اور کوئٹہ میں آباد ہے۔ لانگو غالباً آشوری عہد کے لکہ یا لقہ (Lake) سے تعلق رکھتے ہیں جو مرور ایام کے ساتھ لنگہ اور پھر لانگو کی صورت میں سامنے آیا ہے۔

آشوری حکمران ادادنراری دوئم (891-911ق م) نے اپنے عہد میں فرات کے دوسرے کنارے پر لکہ کے لوگوں سے خراج وصول کیا تھا (Luckenbill 1926:115)۔

توکلتی اُرتا دوئم (884-890) نے بھی اپنے عہد میں یہاں Sirku شہر (قدیم Tirqa) کے سربراہ حرانی اور لکہ (Lake) کے لوگوں سے خراج وصول کیا تھا (Luckenbill 1926:131)۔ اِس کے علاوہ آشورناصرپال نے بھی اپنی عہد حکمرانی میں Lake کا تمام علاقہ، Suhi علاقہ اور Rapiku کے شہر کو فتح کیا تھا۔ (Luckenbill 1926:158) رپیکو قبیلے کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں آرامی قبائل کا غلبہ تھا۔ کیونکہ تگلت پلیسر سوئم کے عہد میں Itu (ہوت)، Rihihu (ریکی)، Gurumu (گورمانی)، Damunu (دامنی)، Bagdadu (بگٹی)، Luhuatu (لوتی) وغیرہ کے ساتھ رپیکو قبیلے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ یہ سب قبائل دجلہ، فرات اور سوراپی ساحلوں پر، خلیج فارس کے ساحل کے ساتھ ساتھ Uknu تک آباد تھے اور سب آرامی تھے (Luckenbill 1926:283)۔

یہاں جس طرح سے لکہ کا ذکر بھی Suhi اور Rapihu قبائل کے ساتھ دیکھنے کو ملتا ہے۔ تواِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھی آرامی اتحادیہ میں شامل تھا۔ سڈنی سمتھ کے مطابق رپیکو (Rapiqu) کا شہر فرات کنارے بابل اور اناہ (Anah) کے درمیان واقع تھا۔ جبکہ ماضی میں بہت پہلے اٹھارہویں صدی قبل مسیح کے اختتام اور سترہویں صدی قبل مسیح کے آغاز میں یہ علاقہ بابلی تسلط سے آزاد ہوکر اموریوں کے قبضے میں چلا گیا اور اس کے بعد یہاں پندرہویں صدی قبل مسیح میں متنی (Mitanni) بادشاہوں کا تسلط ہوا۔ متنی عہد میں یہاں کی غالب قوت آرامی بدوؤں کے ہاتھ میں تھی۔ (Smith 1928:241) اِس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہاں آرامی قبائل پندرہویں صدی قبل مسیح ہی سے ایک بڑی قوت کے طور پر موجود تھے۔

کُردوں میں بھی لک (Lak) نامی ایک طائفہ ملتا ہے۔ جو لُر قبیلے سے متعلق ہے۔ لک طائفہ کی پانچ ذیلی شاخیں خرم آباد، ہمدان، اصفہان اور سنہ دژ کے اطراف میں اسفند آباد اور لیلاخ میں بھی سکونت رکھتے ہیں (مردوخ ندارد : 109)۔

غالباً کُردوں کا لک طائفہ، بلوچوں کا لانگو قبیلہ، سندھ کے لانگاہ اور پنجاب کے لنگاہ اِسی Lakē سے متعلق ہیں۔ جبکہ دوسری طرف موجودہ سندھی قبیلہ سیہو غالباً Suhi لوگوں کی عکاسی کرتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی یاد رہنی چاہیے کہ سندھی لفظ "لنگو" جو میراثی، ڈوم اور خدمت گزار کے معنوں میں مستعمل ہے۔ جو سندھی سے بلوچی میں بطور مستعار، لانگہہ یا لانگہو کی صورت میں مستعمل ہے۔اِس کا بلوچ قبیلہ لانگو سندھ کے لانگاہ اور پنجاب کے لنگاہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لُنڈ(Lunḍ):

بلوچوں کا لُنڈ قبیلہ سندھ اور پنجاب میں آباد ہے۔ بابلی دستاویزات میں Lu-du-u شخص کا حوالہ ملتاہے۔ (Tallqvist 1914:122) ممکن ہے کہ یہ کوئی عیلامی نام ہو؟ (Zadok 2002:127)۔

ممکن ہے کہ Ludu جیسے کسی نام کی مناسبت سے یہ قبیلہ پہلے مرحلے میں لُند (Lund) پھر لُنڈ کی صورت میں سامنے آیا ہو۔ کیونکہ ہمیں اس کا کوئی دوسرا توجیہہ دیکھنے میں نہیں ملتا۔ اس کے علاوہ Luhūatu قبیلہ جس کا ذکر ہمیں تگلت پلیسر اور دوسرے آشوری تحریروں میں ہمیشہ Itu (ہوت)، Riḫiḫu (ریکی)، Rapiku، Gurumu (گورمانی)، Bagdadu (بگٹی)، Damunu (دامنی) جیسے قبائل کے ساتھ دیکھنے کو ملتاہے (Luckenbill 1926:283)۔

ممکن ہے کہ یا یہ Luhūatu قبیلہ صوتیاتی تبدیلیوں کے نتیجے میں پہلے Luht پھر Lud اور Lunḍ کی صورت میں سامنے آیا ہو۔ بہر حال ان دستیاب امکانات کے علاوہ فی الوقت ہمارے پاس کوئی اور شہادت موجود نہیں ہے۔

لوڑی:

لوڑی بلوچ قبیلہ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں بڑی تعداد میں آباد ہے۔ ان کا بنیادی تعلق لُر قبیلہ سے ہے۔ لُر (Lor) لوگ شمالی فارس اور جنوبی ذاگروس کے علاقے میں رہتے ہیں، جن میں بختیاری مشہور ہیں جو کہ لُر بزرگ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ لُر بزرگ اصفہان کے مغرب میں رہتے ہیں۔ اور لُری لہجہ بولتے ہیں۔ اِس لہجیاتی گروہ کا ایک حصّہ ماماسنی (Mama-sani) کہلاتا ہے۔ جبکہ اُن کے ذیلی شاخ کو لُر کو چک کہا جاتا ہے۔

لوہارانی(Luhārāni):

مری قبیلہ میں ایک لوہارانی طائفہ ملتاہے۔اِس کے علاوہ محمد حسنی قبیلہ میں لوہارزئی نامی طائفہ ملتاہے۔ یہاں ان دونوں طائفوں کی قدامت سے بحث نہیں ہے۔تاہم "لوہار" کا اشتقاقی ماخذ یقیناً قدامت کا حامل ہے۔ ہمیں کپوڈوکیا میں ایکShu(GAL)Lu-Uh-ra-hi-elنامی شخص کا حوالہ ملتاہے۔(Tallqvist1914:122)جس میں Lu-Uh-ra-hi-elکا عنصر قابلِ توجہ ہے۔

لوگار:

ممکن ہے کہ ایرانی بلوچستان کے "لوگار"قبیلے کا نام قدیم عنصر کی عکاسی کرتاہو۔مثلاً سومیری زبان میں Lu-gal(lu "شخص" gal + "بڑا") یعنی "بڑا شخص" کی معنوں میں مستعمل تھا۔اور اس طرح بہت سے ناموں میں Lugalکا عنصر شامل ہوتا تھا۔ مثلاً Lugal-anni اور Lugal-anda وغیرہ(Gelb 1944:32,56)۔

لانگھانی:

بجارانی مری قبیلے کے ایک طائفے کا نام لانگھانی ہے۔ یہ طائفہ لانگھانامی کسی شخصیت کی وجہ سے مشہور ہوا ہو گا۔ ہمیں اکادی تحریروں میں ایک La-an-gaنامی شخص کا حوالہ ملتاہے۔ یہ ایک اکادی نام ہے۔(Gelb1957:316)۔

لہڑی:

بلوچوں کا ایک مشہور قبیلہ ہے جو کوئٹہ اور لہڑی ندی کے علاقے میں رہتے ہیں۔ تگلت پلیسر سوئم کے بیان کردہ Lahiruبلاشبہ موجودہ لہڑی ہیں۔ جن کا ذکر Bukudu(بگٹی)،Rihihu (ریکی)، Damunu(دامنی)، Kibrē(قمبرانی)، Radē(رند) وغیرہ قبائل کے ساتھ دیکھنے کو ملتاہے(Luckenbill 1926:280-3)۔

لگور:

بُزداروں میں ایک طائفہ لگور کے نام سے مشہور ہے۔ ایرانی بلوچستان میں دشتیاری علاقے میں جدگال، جت، کوسہ (کھوسہ)، میر، لنگ، صابیرو کے علاوہ ایک لگور نامی بلوچ طائفہ مشہور ہے۔ (Towfiq 2011:16)۔

لوتری:

براہوئی لوگوں میں ایک قبیلہ لوتری مشہور ہے۔ ممکن ہے کہ اِس قبیلے کا اشتقاقی ماخذ بابلی Lu-dari(Tallqvist 1914:112) جیسے نام سے متعلق ہو۔

لیغاری / لغاری:

لیغاری قبیلہ ڈیرہ غازیخان،، چوٹی، فورٹ منرو، کوہ سلیمان اور سندھ میں آباد ہے۔ عرب مورخ ابو قاسم ابن حوقل، اُردشیر خرہ(Ardeshir Khereh) کے نواحی علاقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس علاقے کا بڑا گاؤں لاغرستان (Lagheristan) ہے۔ اِس کے علاوہ وہ یہاں ہیجان (Haijan) اور کسری (Kesri) گاؤں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ (Haukal 1800:88) قرینِ قیاس یہی ہے کہ موجودہ بلوچ لیغاری قبیلہ اِسی لاغرستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انہی کے نام پر یہ گاؤں منسوب تھا۔ جبکہ دوسری طرف kesri بستی کے لوگ موجودہ قیصرانی قبیلہ ہوسکتے ہیں۔ اِسی طرح جمالی قبیلے میں ایک ہیجوانی طائفہ موجود ہے ممکن ہے کہ یہ بھی ابن حوقل کے "ہیجان" سے متعلق ہوں۔

مادے زئی:

بلوچستان کے کُردوں میں ایک قبیلہ مادے زئی کے نام سے مشہور ہے۔ ہمیں آشوری تحریروں میں ایک Mahdē نامی شخص کو حوالہ ملتا ہے۔ جو نینوا کا گورنر تھا۔ لیکن اس کے متعلق زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں (Luckenbill 1927:437)۔

مانداِئی:

بلوچوں میں ایک قبیلہ مانداِئی مشہور ہے جو خاران اور رخشان کے علاقے میں سکونت رکھتے ہیں۔ یونانی عہد میں گدروشیا کے علاقے میں آباد مونائی دس قبیلہ موجودہ عہد میں ممکن ہے اِسی مانداِئی قبیلہ کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے۔

مبارکی:

ایرانی بلوچستان میں بلوچوں کا ایک قبیلہ مبارکی کے نام سے مشہور ہے۔ کُردوں کا بھی ایک قبیلہ مبارکی معروف ہے جو فارس میں رہتا ہے۔ (مردوخ ندارد : 111) لیغاریوں کے علاقے میں ایک جگہ کا نام مبارکی ہے۔

محمد حسنی:

محمد حسنی ایک قدیم قبیلہ ہے۔ جس کا اصل نام ماماسنی (Mama Sani) ہے۔ ماماسنی ہلمند دریا کے جنوبی افغانستان اور فرح صوبے میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ خاران اور مکران میں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ ایران میں یہ قبیلہ رُمز (Ramuz) اور شیراز کے درمیان میں رہتے ہیں (Cameron 1936 : 120)۔ کُردوں میں بھی یہ قبیلہ ماماسنی کے نام سے مشہور ہے۔ مردوخ کے مطابق ماماسنی، بنیادی طور پر لُر قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (مردوخ؟ : 111)

محمد شہی:

براہوئیوں میں ایک قبیلہ محمد شہی کے نام سے مشہور ہے۔ غالباً ان کا قدیم نام مامش یا ماماشی تھا۔ کُردوں میں بھی ایک قبیلہ مامش کے نام سے مشہور ہے جو موجود مھاباد میں رہتے ہیں۔ اور ان کا مرکز بسوہ ہے۔ (مردوخ ندارد : 111) بلاشبہ کردوں کے مامش اور براہوئی ماماشئ ایک ہی ہیں اور یہ پیچھے امامش (Amamash) لوگوں سے ملتے ہیں۔ جو میدیوں سے اوپر اور Na'iri لوگوں کے درمیانی علاقے میں رہتے تھے۔ جہاں شمشی اداد پنجم (823-810ق م) نے ان کو شکست دی تھی۔ اس کے

علاوہ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں شمشی ادادنے امامش لوگوں کے ساتھ Kibru کے علاقے کے سربراہ Kirnakush کو بھی شکست دی تھی۔(Luckenbill 1926:257) یہ Kibru وہی لوگ ہیں جن کو تگلت پلیسر سوئم کی کہانی میں Kiprē اور Kiprānu اور آشور ناصر پال کی داستان میں Kabrina تحریر کیا گیا ہے۔ جو دجلہ کے ساحل پر رہتے تھے اور یہ بلاشبہ موجودہ کمبرانی ہوسکتے ہیں۔ اس امامش (Amamash) لوگوں کو Mamanish بھی لکھا گیا ہے(Luckenbill 1927:471)۔

Cameron کے مطابق یہاں کے ناموں سے پتہ چلتا ہے کہ اِس عہد میں طاقت کا توازن کا کیشیائی سے ایرانی سربراہوں کی طرف منتقل ہورہا تھا۔ ان ناموں میں ایک نام Mamanish کا بھی ہے جو شاید ہی ایرانی نام ہو اِس کا تعلق آرمینیا سرحد پر واقع Nairi علاقے کے بادشاہ سے تھا۔ تاہم 822 قبل مسیح تک شمالی ذاگروس پر ایرانیوں کا غلبہ دیکھنے میں نہیں آتا اور شاید ایرانی سطح مرتفع سے ان کی پیش قدمی ابھی تک مکمل نہیں ہوچکی تھی۔(Cameron 1936:145) جبکہ Zadok کے خیال میں A-ma-ma-aš کے متعلق وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ ایک طرح سے یہ جداگانہ اور منفرد نام ہے۔(Zadok 2002:104)۔

مردان شئ:

براہوئیوں میں ایک قبیلہ مردان شئ کے نام سے مشہور ہے۔ ہمیں اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم تیسری اُر سلطنت کے عہد میں Amar-Da-ni جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔(Gelb 1957:115)۔

مری:

سردار محمد خان گشکوری، مریوں کا تعلق عرب لوگوں کے مرہ (Marrah) سے جوڑتے ہیں۔ ان کے مطابق دوسرے بہت سے بلوچوں کی طرح مری نے بھی اپنا وطن عرب نہیں چھوڑا۔ یہ لوگ عرب کے ال۔حصا (Al-Hissa) صوبے میں رہتے ہیں، وہاں Marrah یا Marri کے طور پر جانے جاتے ہیں۔(Baluch 1957:237)۔

بہت سے محققین عربوں میں موجود علافی، ال۔ مری، ال نمیری (Al-Numeri) قبیلوں کی موجودگی کی بنیاد پر یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ شاید مری، بلیدی، جمالی، لاشاری اور ہارونی وغیرہ اُن ابتدائی عربوں کے اخلاف ہیں جو یہاں بلوچستان میں آکر سکونت پذیر رہے ہیں (Marri 1974 : 70)۔

بعض مورخ مریوں کے ماخذ کو جنید بن عبدالرحمٰن المری سے جوڑتے ہیں۔ جو راجہ داہر کے قتل کے بعد سندھ میں بطور گورنر تعینات کیے گئے تھے (Marri 1974:69) کچھ مورخین مریوں کے تعلق کو قدیم ماری (Māri) تہذیب سے جوڑتے ہیں۔ ماری شہر موجودہ تل حریری میں واقع تھا۔ اور یہ شہر فرات کے اُس مقام پر واقع تھا جہاں کشتیاں آسانی سے دریا کو عبور کر سکتی تھیں۔ اِس لیے سومیری زبان میں اس کا مطلب "جہازوں کا شہر" تھا۔ یہ شہر اکاد کے انتہائی شمال مغربی سرحد پر واقع تھا۔ (Smith 1928 : 41) لیکن مری بلوچوں کو تعلق غالباً "ابتدائی 2 ہزار قبل مسیح کے مشرقی ماگان کے Marri سے تھا" (Hansman 1973:587-9) سرگون اوّل کے عہد سے بھی پہلے ایک ٹیکسٹ جس کا ایک نقل بعد میں سرگون دوئم کے عہد میں تیار کیا گیا۔ اس کے مطابق یہ علاقہ مشرقی ماگان اور ملوحہ کے درمیانی علاقے میں واقع تھا۔ غالباً یہی Marri کے لوگ بعد کے Marriti جنہیں Marri یا پارک مری (Parak Marri) بھی کہا جاتا تھا، کی صورت میں مشرقی دجلہ میں متحرک دیکھنے کو ملتے ہیں۔ تگلت پلیسر اوّل (1068-1098 ق م) نے آشوری سرحدوں کو نیچے فرات تک وسیع کرنے کے لیے مشرقی دجلہ کے ساحل سے بابل پر حملہ کیا۔ جہاں اُس نے Marri یا Parak Marri پر قبضہ کرنے کے بعد دریا کو عبور کیا اور دوسرے شہروں Sippar وغیرہ کو قبضہ کرنے کے بعد بابل کو فتح کر لیا۔ (Smith 1928:302) سناکریب نے بھی اپنے عہد میں Nukabu (نکیب)، Dur-Uait (اویت / ہوت کا قلعہ)، Kiprānu (کمبرانی)، Larak (لاڑک)، Dur-Bir-dada (غالباً بلیدی کا ڈیرہ)، Dur-Sama (سمہ کا ڈیرہ یا قلعہ) وغیرہ کے ساتھ ساتھ Parak-Marri (مری) کو شکست دی تھی۔ (Luckenbill 1927:131)۔

سڈنی سمتھ اِس حوالے سے لکھتے ہیں کہ Marriti یقینی طور پر سناکریب کے MAR-RI سے مطابقت کا حامل ہے، جہاں سناکریب نے اپنی پہلی پیش قدمی کے دوران ان کو شکست دی تھی۔ تاہم

دوسری طرف بعض لوگ اِسے سرگون ٹیکسٹ کے جغرافیائی Marri "بحری جہازوں کا شہر" سے جوڑتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔(Smith 1928:393)

Gelb کے مطابق تل حریری کے علاقے میں قدیم ماری (Mari) کا ابتدائی نام Mara تھا۔ اِس کا مادہ (root) غالباً Mhr ہے۔ جو ہمیں عرب کے جنوب مشرقی ساحل پر واقع مقام Mahra، Mahri، Mehri کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ Thureau-Dangan کے مطابق اس کا اصل تلفظ Ma'eri ہے۔ صحیح گرائمر کی بنیاد پر اس ماری شہر کو بطور Mahri لیا جائے (Gelb 1944 : 62)۔

قدیم بابلی عہد میں ماری واضح طور پر سامی اثرات کا حامل تھا، جبکہ تیسری اُر سلطنت (2300ق م) کے عہد میں یہاں اکادی آبادی رہتی تھی۔ حمورابی کے عہد میں یہاں کی آبادی اموری یا مشرقی کنعانی لوگوں کی تھی۔ تاہم اموریوں کے علاوہ یہاں حری لوگوں نے بھی کچھ کردار ادا کیا۔ کیونکہ یہاں بہت سے حری ٹیکسٹ بھی برآمد ہوئے جو مذہبی نوعیت کے حامل تھے، غالباً یہاں حری اثرات صرف مذہبی رجحان تک محدود تھے، کیونکہ ماری کے اس علاقے میں کوئی حری نام دیکھنے کو نہیں ملتے۔(Gelb 1944 : 62)

ہمیں موجودہ عہد میں عرب قبائل میں Al Mahri، Al Mahara، Al Murrah جیسے قبائل دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جن کا غالباً مری بلوچوں سے کوئی تعلق نہیں۔ مری واضح طور پر ابتدائی دو ہزار قبل مسیح کے بیان کردہ مشرقی ماگان کے Mari سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ تگلت پلیسر کے عہد میں یہ لوگ مشرقی دجلہ کے ساحل پر متحرک تھے۔

جبکہ دوسری طرف ممکن ہے کہ بلوچوں کا قبیلہ مہیری شاید عربوں کے Al Mahri سے تعلق رکھتے ہوں۔ جو بہت پیچھے جاکر عرب کے جنوب مشرقی ساحل پر رہنے والے Mahri یا Mehri سے متعلق ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ساتویں قبل مسیح میں ہی بلوچ، کالدی، آرامی اور عرب قبیلے Nabatu (موجودہ نبطی)، Kabi (موجودہ کعب) وغیرہ اکھٹے دجلہ، فرات اور خلیج فارس میں آباد نظر آتے ہیں۔(Luckenbill 1926:383) اس کے علاوہ سیستان کے قدیم شاہی علاقے میں ایک جگہ "بنائے کئے" کے نام سے مشہور ہے جو کیانی خاندان کا مسکن رہا ہے۔ جہاں ایک قدیم ٹیلہ "تپہ مری" کے نام سے بھی مشہور ہے جو مری بلوچوں کا قدیم مسکن رہا ہے۔(نسیم ندارد:59) لانگ ورتھ ڈیمز کے حوالے سے سردار گشکوری لکھتے ہیں کہ مریوں میں Shaheja اور لانگھانی، بگٹیوں میں راہجہ Raheja،

ہندی نسل سے ہیں جو کہ ہندی راہو جا(Rahuja)اور شاہو جا(Shahuja) سے مشابہت رکھتے ہیں۔ (Baluch 1958:241)غالباًلانگ ورتھ ڈیمز کو ان ناموں کے ساتھ ja–کے لاحقہ کی وجہ سے ان کو ہندی قبائل کے ساتھ نتھی کرنے کا خیال آیا۔ حالانکہ یہ جا/جہ کا لاحقہ ہندی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں بابلی اور آشوری لوگوں میں اس طرح کے نام ملتے ہیں۔ مثلاً اشوری بادشاہ بازی یا (Bazaia) ایک اور آشوری بادشاہ لبایا(Libaia) (Gelb1944: 66)کا حوالہ ملتا ہے مزید ایک اشوری بادشاہ زم زایا (Zamzaia)(Lucken bill 1927:422)کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ اِسی طرح کورش کے بیٹے کا نام کمبوزیا(Ka-am-bu-zi-ia) تھا۔

یا، جا، زا کے لاحقے صوتیاتی طور پر انتہائی قریب ہیں۔ یا (ya)اور زا (za)بعض اوقات جا (Jā)میں بدلتے ہیں۔ سندھی کو ریجا یا کوریجہ قبیلے کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ بنیادی طور پر یہ "کورزا" تھا جو بعد میں کوریجہ کی صورت میں سامنے آیا ہے۔

جبکہ لانگھانی کے بارے میں وثوق کے ساتھ کچھ کہا نہیں جاسکتا تاہم ممکن ہے کہ یہ لفظ اکادی تحریروں کے La-an-gaنامی شخص سے مماثلت کا حامل ہے جو اکادی نام ہے۔(Gelb 1957:316)۔

مزاری:

بلوچوں کا مزاری قبیلہ ضلع راجن پور اور سندھ کے علاقے کشمور میں آباد ہے۔ بلوچی میں "مزار" شیر کو کہتے ہیں۔ اور پشتو میں اِسے "زمری" کہا جاتا ہے۔ غالباً بلوچی مزار اور پشتو "زمری" ایک ہی ماخذ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاہم مجھے اس لفظ کا ماخذ کسی دوسری زبان میں دستیاب نہ ہوسکا۔ عربوں میں بھی ایک قبیلہ "مزاری" کے نام سے موجود ہے۔ اِس کے علاوہ میدوں میں بھی مزاریس (Mazares) شخص کا حوالہ ملتا ہے۔(Olmstead 1949:42)۔

تاہم کے۔بی۔ کمال بزدار کے قلمی نسخے کے مطابق مزاری، شط العرب میں واقع مزار نامی جگہ کی مناسب سے مزاری کہلاتے ہیں۔ جو مذکورہ عربوں کے قبیلہ کی دلالت کرتا ہے۔

نیز قدیم اکادی میں mazāru/mašāru "اکٹھا ہونا، کسی خاص حوالے سے فیصلہ کن اقدام کرنا" کے معنوں میں مستعمل ہے۔(CDA 200) سرگون عہد میں ایک شخص کا نام Ili-ma-za-ri تھا۔ اور یہ مزاری لفظ اکادی (m)Maššaru "محافظ۔ پاسبان" سے متعلق ہے۔(G 207)۔

مستوئی:

مستوئی بلوچوں کا مشہور قبیلہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ٹھوس معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم آشوری تحریروں میں عیلام میں Kanisu، Bit-Arrabi, Bit-lmbi وغیرہ کے ساتھ Masutu علاقہ کا ذکر ملتا ہے۔ جہاں آشور بنی پال نے اپنے عہد میں ان علاقوں پر چڑھائی کی تھی۔ (Luckenbill 1927:313)۔

مسوری:

بگٹی قبیلے کا ایک طائفہ مسوری ہے۔ کردوں میں بھی ایک قبیلہ مسوری موجود ہے۔ جو موصل کے نواح میں دموک میں رہتے ہیں۔(مردوخ ندارد : 112)۔

مغیری:

بلوچستان میں مُغیری نام کا ایک قبیلہ مشہور ہے۔ جو زیادہ تر سندھ اور بلوچستان میں بھاگ ناڑی کے علاقے میں آباد ہیں۔ کالدیہ میں Niffer (یعنی Nippur)، Senkereh، Warka کے علاوہ ایک مغیر (Mugheir) نامی جگہ واقع ہے، جہاں سے قدیم عہد کے آثارات اور تحریریں بر آمد ہوئی ہیں۔ یہ تحریریں ابتدائی سوسہ (Susa) (یعنی عیلامی) سے مماثلت کا حامل ہیں۔ (Rawlison 1, 1873:44) ممکن ہے کہ موجودہ مغیری قبیلہ اِسی Mugheir علاقہ سے متعلق ہیں۔

مگسی:

مگسی ایرانی بلوچستان میں مگس کی وادی میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بلوچستان، سندھ اور مظفر گڑھ میں رہتے ہیں۔ اِس کے علاوہ 650 قبل مسیح میں Der (موجودہ بادرہ) کے قریب ہمیں

Mangisi شہر کا حوالہ ملتا ہے۔ (Cameron 1936:191) ایرانی بلوچستان میں مگس کی وادی اور موجودہ بادرہ کے قریب ساڑھے چھ سو سال قبل مسیح کا Mangisi جگہ اور مقام کے درمیان ممکن ہے کہ کوئی اشتقاقی مماثلت ہو۔

مُغل زئی:

براہوئی میں ایک طائفہ مغل زئی ہے۔ جو دہواروں سے تعلق رکھتا ہے۔ قرینِ قیاس یہی ہے کہ اس کا لغوی ماخذ کسی مُغل وغیرہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ آشوری بنی پال کے عہد میں تبال (Tabal) کے بادشاہ کا نام Mugallu نامی شخص تھا۔ (Luckenbill 1927:297,325) قرینِ قیاس یہی ہے کہ مغل زئی کے طائفہ کا نام کسی منگول کی بجائے محض ایک شخصی نام سے متعلق ہے۔

ملانوجت:

بلوچوں میں ایک قبیلہ ملانوجت کے نام سے مشہور ہے۔ ہمیں اس کے بارے میں تفصیل سے معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم ساحل مکران پر ملان نامی جگہ واقع ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں Kutmuhi کے علاقے ذاب صغیر میں Arkania پہاڑ کے وسط میں ایک Mallanu علاقے کا حوالہ ملتا ہے۔ جہاں آشور ناصر پال نے اپنے عہد میں پیش قدمی کی تھی (Luckenbill 1926:168)۔

ملغانی:

بلوچوں کا مشہور قبیلہ ہے جو سنگھڑ وادی اور تونسہ شریف میں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ ابن حوقل نے کورہ شاپور (Kureh Shapour) علاقے کے تذکرہ میں کُمبذ ملغان (Kumbuz Malghan) کا ذکر کیا ہے۔ (Haukel 1800:90) اس کے علاوہ انہوں نے یہاں کا کان Kakan اور بہلوق (Bahalouk) اور بالین (Balaien) جگہوں کا بھی ذکر کیا ہے (Haukal 1800:90) غالباً اصل میں اس جگہ کا نام "گمبد ملغان" ہے۔ جو ملغان لوگوں سے متعلق ہے۔ بلاشبہ ملغان موجودہ ملغانی ہیں۔

اِس کے علاوہ ہمیں تگلت پلیسر سوئم کی ایک جنگی پیش قدمی کے حوالے سے ایک شکستہ تحریر میں ذاب دریا کے کنارے Kuru-قبیلہ، Gurume(گُرمانی)، Kishiقبیلوں کے علاوہ (جو کہ بقول اُن کے احلمو اور آرامی ہیں) Lulme(لولوبی)اور Malugani کے شہروں کا فتح کرنے کا حوالہ ملتاہے۔ (Luckenbill1926:275)غالباً Muluganiاور ابن حوقل کے بعد کے ملغان (Malgan) ایک ہی ہیں۔ اور بلاشبہ یہ موجودہ ملغانی قبیلہ کی دلالت کرتے ہیں۔ Gurumeیقیناً گورمانی ہیں۔ جنہیں بعض اوقات Gurumuلکھا گیاہے۔ اِس کے علاوہ Kishiقبیلہ کے نام سے مماثلت رکھنے والا ایک کِشانی طائفہ ہمیں شاہوانی قبیلہ میں دیکھنے کو ملتاہے۔

ملکانی:

ملکانی بلوچ قبیلہ سندھ اور پنجاب میں آباد ہے۔ ملکانی غالباً Diz-Malkanیعنی "ملکان کا قلعہ" کے لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں سناکریب نے عیلامی بادشاہ کے خلاف پیش قدمی کی تھی۔ دزملکان یعنی ملکان کا قلعہ، Dizfulاور اصفہان کے درمیانی شاہراہ پر قارون کے وسط میں واقع تھا۔ (Cameron 1936:165)۔

مندوانی:

ہمیں کہیر، بگٹی اور ڈومبکی قبیلے میں مندوانی طائفے دیکھنے کو ملتے ہیں۔(MarriBaloch 1976:338,45)یقیناًیہ طائفے مندونام کی مناسبت سے مشہور ہوئے ہوں گے۔ چاکری عہد میں ایک رند کمانڈر میر مندو کے نام سے مشہور تھا۔ بابلی اور اشوری میں Mandaجیسے نام مثلاً Uzu-mandaاور (Tallqvist 1914:294) Tul-man-da-huدیکھنے کو ملتے ہیں۔ اِس کے علاوہ Umman-mandaایک اکادی اصطلاح بھی ہے۔ Ummanسے مراد "جنگی دستہ" ہے۔ جبکہ Mandaکے معنی معلوم نہیں ہیں تاہم عمومی طور پر اس اصطلاح سے مرادMandaکا جنگی دستہ لیا جاتا ہے۔ اشوری اور بابلی میدوں کو "اومان۔ مندا" کے مترادف سمجھتے تھے۔ جبکہ اِس کے برعکس کچھ کا خیال ہے کہ یہ کوئی مخصوص لوگوں کی نمائندگی نہیں کرتا۔ ایک بعد کی اشوری کہانی کے مطابق نرام سین کی حکمرانی میں اومان۔ مندانے ماگان اور ملوحہ کے لوگوں کو شکست دی تھی۔(Gelb 1944:36)۔

مہیری:

مہیری بلوچوں کا ایک قدیم قبیلہ ہے جو بھاگ ناڑی، سبی اور صوبہ سندھ میں آباد ہے۔ عربوں میں بھی ایک قبیلہ Al Mahri کے نام سے مشہور ہے۔ جنوبی عرب میں Mahra نامی جگہ واقع ہے۔ محققین کے مطابق Mahra کی زبان جنوبی عرب ساحل کی قدیم زبان Himyric کی موجودہ نمائندہ زبان ہے کہ جس کی ایک تحریر جنوبی عرب ساحل سے برآمد ہوئی اور یہ حمیری (Humyaric) سلطنت 1750 قبل مسیح میں قائم رہی تھیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عرب ملک میں قدیم زمانے میں دو نسلیں رہتی تھی۔ ایک نسل شمالی اور وسطی علاقے میں سامی زبان کا حامل تھی جو کہ عربی کے نام سے جانی جاتی ہے جبکہ دوسری زبان جنوبی علاقے میں بولی جاتی تھی جو کہ غیر سامی تھی۔ (Rawlinson 1883:209)۔

ہمیں موجودہ عہد میں عرب قبائل میں Al Mahara, Al Mahri اور Al Murrah جیسے قبائل دیکھنے کو ملتے ہیں، تو یہ ممکن ہے کہ بلوچوں کا قبیلہ مہیری شاید عربوں کے Al Mahri سے تعلق رکھنے کی بجائے بہت پیچھے جاکر عرب کے جنوب مشرقی ساحل پر رہنے والے Mahri یا Mehri سے متعلق ہوسکتے ہیں۔

اِس کی مزید تفصیلات مری قبیلے کے ضمن میں ملاحظہ کریں۔ اِس کے علاوہ آشوریوں کے ایک دیوتا کا نام Mahir تھا۔ مزید براں مختلف آشوری تحریروں میں ہمیں Ruru دریا کے کنارے پر ایک Mehri علاقے کا حوالہ ملتا ہے۔ (Luckenbill 1926:110,117) توکلتی اُرتا اوّل (1250 ق م) کی ایک کہانی کے مطابق انہوں نے ذاب صغیر میں پہاڑیوں میں Lalar، Kuti اور Mehri علاقہ کو، Kurti اور تمام Kashiari علاقہ، Alzi، Nihani، Teburzi اور Burrukuzzi اور سوبار تو علاقہ کو فتح کیا تھا۔ (Luckenbill1926:52) اِسی طرح مول کور کے نواح میں ایک مہیر (Mahir) نامی پہاڑ واقع ہے جو ملیر شہر سے 35 کلومیٹر دور کاٹھور میں ہے۔

موتک:

سردار خان گشکوری کے مطابق قمبرانی، چنال اور موتک (Motak) ہندی یا جاٹ شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (Baluch 1956:268)۔ اصل میں بہت سے قبائل کے بارے میں جب ہمیں معلومات میسر نہیں ہوتے تو انہیں ہم مفروضے گھڑ کر کسی سے وابستہ کرتے ہیں۔ تاہم موتک قبیلے کی طرح کردوں میں بھی ایک موتکی یا موتکیاں نام کا قبیلہ موجود ہے۔ جو تلیس کے شمال میں سکونت پذیر ہے (مردوخ ندارد : 113)۔

موسیانی:

موسیانی زہری قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کردوں میں بھی ایک قبیلہ موسی یا موسیان کے نام سے مشہور ہے (مردوخ ندارد : 133)۔ ہمیں 325 قبل مسیح میں سندھ میں Mousikano جبکہ Diodorus انہیں Massanio لکھتا ہے آباد دیکھنے کو ملتے ہیں (Vincent 1967:106,107)۔ بلاشبہ یہی قبیلہ 856 قبل مسیح میں ذاگروس میں رہنے والے Musasina قبیلے کی دلالت کرتا ہے۔ جہاں شلما نصر سوئم نے Sabini اور Kirtiara قبیلے کے ساتھ ان کو بھی مغلوب کیا تھا۔ (Cameron 1936:143) اور Sabini قبیلہ بعد میں سندھ میں غالباً Sambos کی صورت میں ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اور ان کا دارالخلافہ سندی مانہ (Sindimana) تھا۔ (Smith 1967:106)۔

موندرانی:

بگٹی قبیلہ میں ایک طائفہ موندرانی کے نام سے مشہور ہے۔ نرمک علاقے میں بھی موندرانی قبیلے کے لوگ آباد ہیں۔ اِس کے علاوہ تونسہ شریف کے مغربی جانب موندرانی قبیلہ کے لوگ آباد ہیں۔ سندھ جیکب آباد میں گاؤں محمد صالح موندرانی میں یہ لوگ سکونت رکھتے ہیں۔

مید (Med):

ابن حوقل (977ء) کے مطابق مند (مید) دریائے سندھ کے کنارے ملتان کی سرحد سے لے کر سمندر تک آباد تھے۔ مکران اور فمہل (Famhal) کے درمیان صحرا میں آباد تھے۔

اِس عہد میں مید دریائے سندھ کے مغربی اور مشرقی دونوں جانب آباد تھے۔ عرب عہد میں مشرق میں ہم انہیں سندھ اور جودہ پور کے علاقوں میں دیکھتے ہیں۔ اور مغرب کی جانب وہ مکران کے ساحل پر سونمیانی سے لے کر چاربار (چاہ بار) تک آباد نظر آتے ہیں۔ اور یہ لوگ گزبُر (Gazbur)، ہورماری (Hormāri)، جلرزئی (Jellar Zai) اور چلمرزئی (Chelmar-zai) (غالباً چلمردزئی) قبیلوں کی صورت میں نظر آتے ہیں (Elliot & Dowson 1979:522-3)۔

عرب مورخین کی تحریروں میں سندھ میں مید اور ان کے مخالف حریف جاٹ (Jat) کا ذکر اکثر و بیشتر دیکھنے میں ملتا ہے اور ان لوگوں کو اِس علاقے کا قدیم ترین آبادی تصور کیا جاتا ہے۔ متصم باللہ کے زمانے میں سندھ کے برمکی گورنر عمران نے میدوں پر چڑھائی کی اور انہوں نے تین ہزار مید قتل کیے۔ اور ایک Sakar یعنی ایک سد یا دیوار تعمیر کی تاکہ ان کے آبپاشی کے ذرائع کو مسدود کیا جائے۔ اور یہ سکر (یعنی سکھر) اب بھی روہڑی کے بالمقابل موجود ہے (Elliot & Dowson 1979:522)۔

مسلم مورخین کی تحریروں میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی پچھلے وقتوں میں مید لوگوں کو بالائی پنجاب سے سندھ کی جانب مجبوراً ہجرت کرنا پڑا۔ غالباً 30 سے 20 قبل مسیح کے دوران مید جنوب کی طرف ہجرت کرگئے اور بالاخر سندھ میں انہوں نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ (Elliot & Dowson 1979:530) یا یہ ممکن ہے کہ میدلوگ میدی-پارسی سلطنت کے عہد میں مشرقی جانب دریائے سندھ کے کنارے تک آباد ہوئے ہوں گے یا اپنے ملک پر سکیتھیوں کے حملے کے باعث یہ لوگ یہاں پناہ لینے پر مجبور ہوئے یاماگی قبیلے پر عقوبت ڈھانے کے دوران یہ لوگ یہاں آئے ہوں گے جو مید کے چھ قبیلوں میں سے ایک تھا۔ یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ ابن حوقل Budha یا Budhhyas کو مند (یعنی مید) کی جتھا بندی میں رکھتا ہے اور انہیں دریائے سندھ کی مغربی جانب بہت سے قبیلوں کا نمائندہ بتاتا ہے اور Budii بھی میدوں کا ایک قبیلہ ہے۔ صوبہ سندھ میں ان دو قبیلوں کی

باہمی قربت اور مشابہت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور یہ لوگ ایک ہی جتھا کے لوگ تھے جو یہاں ہجرت کر کے آئے تھے(Elliot & Dowson 1979:526)۔

اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ بلوچستان اور سندھ کے مید، میدیوں (Median) کی باقیات ہیں۔ 715 قبل مسیح میں مید قبیلہ نے (Deioces (Daiauku کی سربراہی میں اپنی سلطنت قائم کی۔ اس کے بعد ان کا بیٹا Khshathrita (675-653 (Phraortes) حکمران ہوا۔ Cyaxares (Uvakhshatora) کے بعد دیا کو کا پوتا استا جس (Astyges) جسے اشتومیگو (Ishtumegu) بھی کہا جاتا ہے، حکمران ہوا۔ اس کی بیٹی مندانے کی شادی کمبیسز (Cambyses) نامی حکمران سے ہوئی (Cameron 1936:226) غالباً 550 قبل مسیح میں کمبیزز کے بیٹے سائرس دوئم (Kurash) نے اشتومیگو کو شکست دے کر معذول کیا۔ بعد میں اِسی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے مید قوم کے قائد گومت نے سخت لڑائی کے بعد تخت واپس لے لیا۔ لیکن چھ ماہ کے اندر اسے دوبارہ کھو دیا۔ بعد میں داریوش نے مارچ 521 قبل مسیح میں اکبتانہ (موجودہ ہمدان) پر قبضہ کر لیا۔ غالباً ان ہولناک مصائب کے باعث بہت سے مید قبائل ایران کے مشرقی علاقوں مکران اور سندھ تک آکر آباد ہوئے۔ دریائے سندھ کے اُس پار کا علاقہ مید سلطنت کے ماتحت تھا۔ اِس لیے سلطنت کھو جانے کے بعد یہ لوگ اِسی علاقہ کی طرف آکر آباد ہوئے (ڈاہیا 2007 : 145)۔

جبکہ رشید اختر ندوی لکھتے ہیں کہ "جنکا داستانوں کے مطابق مادوں کا پایہ تخت سگالا (موجودہ سیالکوٹ) تھا۔ اور رتی لال ھیرا کا خیال ہے کہ مادار یاست یوں تو چھوٹی تھی مگر اس کے تعلقات بڑی بڑی ریاستوں سے تھے۔ اِس لیے اس کی عمر لمبی ہوگئی تھی اور وہ ساتویں قبل مسیح تک قائم رہی تھی۔ (ندوی، حصّہ اوّل 333:1998)۔

ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں کہ "پری بدھسٹ انڈیا کے مصنف رتی لال مہتہ اور ویدک انڈکس کے مصنف نے شواہد سے ثابت کیا ہے کہ 12 سو قبل مسیح سے لے کر آٹھ سو قبل مسیح کے زمانے تک ایک سیوی ریاست موجود تھی جو موجودہ جھنگ اور شورکوٹ کا ایک درمیانی علاقہ تھا۔ رتی لال مہتہ کا خیال ہے کہ سیوی بادشاہوں کی شجرہ نسب سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ سیوی اور ماد خاندان ایک دوسرے سے منسلک تھے۔ (ندوی، حصّہ اوّل 96:1998)۔

موجودہ مید جن کی اکثریت بلوچستان کے ساحلی علاقے میں آباد ہے۔ یقیناً ان کی غالب اکثریت قدیم میدی(Median) لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔ تاہم ان میں کچھ لوگ میڈی لوگوں سے تعلق رکھنے کی بجائے سومیری(Ma-DU-Du(-d "ملاح" سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ یہ لوگ بحری جہازوں اور کشتیوں کے ملاح ہوتے تھے۔ جسے اکادی میں Malahu کہا جاتا ہے۔ اور یہ لفظ آج بھی ملاح کے طور پر مستعمل ہے۔ اِسی طرح بلوچی زبان میں مستعمل "مید" کا لفظ واضح طور پر سومیری Ma-DU-Du(-d) سے متعلق ہے، جو سمندر میں ماہی گیری کے ساتھ ساتھ ملاحی کا کام کرتے ہیں۔

ناروئی / ناہوروئی Nāroi / Nahrui:

ایرانی بلوچستان میں ناروئی نصرت آباد میں رہتے ہیں۔ ان کے کچھ گھرانے بمپور، سیستان اور خراسان میں آباد ہیں۔ ناروئی کے کچھ گروپ پاکستانی بلوچستان کے کچھ علاقوں تک (چاغی اور کوئٹہ، پشین کے آس پاس) اور جنوبی افغانستان تک خانہ بدوشی کرتے رہتے ہیں (پیکولین 2000:52-53)۔ سردار خان گشکوری ناروئی بلوچوں کا تعلق ناحور (Nahor) سے جوڑتے ہیں۔ (Baluch 1957:21) جو شاید درست نہ ہو۔ تاہم آشوری تحریروں میں Na-ha-ra-(a)u نامی دیوتا کا حوالہ ملتا ہے۔ (Tallqvist 1914:296) نیز ہمیں اوستا میں ناراواہی (Naravahe) نامی قبیلے کا ذکر ملتا ہے جو اوستا زبان میں "بہادر اور دلیر" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ (Peterson 1995) ممکن ہے کہ بلوچوں کا ناروئی قبیلہ اوستا کے بیان کردہ قبیلے سے متعلق ہو۔

ناہڑ:

ناہڑ بلوچ قبیلہ ہے جو خاص طور پر ڈیرہ جات، بارکھان اور ایرانی بلوچستان میں آباد ہے۔ (Baluch1957:42) مغربی سامی اور آشوری میں Na-hi-ri(-i)، Na-hi-ra-ni جیسے نام مستعمل تھے۔ (Tallqvist 1914:296) Zadok کے مطابق پرسوا (Parsua) کے علاقے 716 قبل مسیح میں Na-ahri نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ شاید یہ نام حری، اُرارتو نام ہو۔ یا ممکن ہے کہ یہ حُری شخصی نام Ni-ih-ri-a سے تعلق رکھتا ہو (Zadok 2002:101,104)۔ اِس کے علاوہ

ہمیں بابلی عہد میں ایک نائری (Nairi) علاقے کا حوالہ ملتا ہے جو وان جھیل کے مغرب میں ایک دشوار گذار پہاڑی علاقہ تھا (Smith 1928:283)۔

لیکن اِس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ تیسری اُر سلطنت (2300 ق م) اور سرگون اوّل کے عہد میں ہمیں Na-Ha-ru-um اور Nu-Hu-ra جیسے قدیم اکادی شخصی نام دیکھنے کو ملتے ہیں (Gelb 1957:200)۔ کُردوں میں بھی ایک قبیلہ نری (Nari) یا نایری (Nairi) کے نام سے مشہور ہے۔ (مردوخ ندارد : 115)۔

نکیب:

نکیب مکران کے قدیم باشندے ہیں۔ براہوئی اور بلوچ ہر دو قبائل میں نقیب ملتے ہیں۔ تگلت پلیسر سوئم نے اپنی ایک جنگی پیش قدمی میں Amlate شہر کے Damunu (دامنی) قبیلے کے چھ سو گرفتار اشخاص، Der کے علاقے 5400 قیدیوں کو Kunalia، Hazzarra، Tae، Tarmanzai اور Unki علاقے میں زبردستی آباد کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے Kute اور Bit-Sangibutu کے گرفتار لوگوں اور نکیبی (Nakkabeans) اور Budeans کو Smirra، Arka، Usnu وغیرہ کے شہروں میں زبردستی آباد کیا جو کہ ساحل سمندر پر واقع تھے۔ (Luckenbill 1926:276)۔ نکیبی لوگ واضح طور پر نقیب / نکیب بلوچ قبیلہ کی عکاسی کرتے ہیں اور Budeans ممکن ہے کہ موجودہ بادینی ہوں۔ جبکہ Damunu تو یقیناً موجودہ دامنی بلوچ سے متعلق ہیں۔ اس کے علاوہ ممکن ہے کہ سناکریب کے بیان کردہ Nukabu لوگ بھی انہی سے متعلق ہوں۔ جہاں سناکریب نے Marri (مری)، Kipranu (قمبرانی) اور Uait (ہوت) وغیرہ کے ساتھ ان کو بھی مغلوب کیا تھا۔ (Luckenbill1927:131)۔

نمری / نومری (Numri):

Smith Vincent نمری لوگوں کو غلط طور پر Lumri لکھتے ہیں اور انہیں سکندر اعظم کے حملے کے وقت لس بیلہ کے Oreitai لوگوں کی باقیات سمجھتے ہیں جو اب اپنے آپ کو راجپوت کی اولاد کہلاتے ہیں۔ (Smith 1967:112) سردار خان گشکوری انہیں نہمری (Nuhmri) لکھتے ہیں۔ عربوں میں

بھی ایک قبیلہ (ال۔ نمری Al-Numri) کے نام سے مشہور ہے۔ محمد بن ہارون بن زرع جو مکران کے گورنر رہے تھے۔ وہ النمری قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ (Baluch 1957:17-18)۔

ممکن ہے کہ عرب قبیلہ Al-Numri اور بلوچ قبیلہ Numri دونوں ایک ہی ماخذ سے تعلق رکھتے ہوں اور قدیم علاقہ نمر (Namr) سے تعلق رکھنے کے باعث یہ نمری مشہور ہوئے ہوں۔ کیونکہ نمر علاقہ جو بعد میں Namri کے نام سے مشہور ہوا۔ علاقہ وسطی ذاگروس میں واقع تھا۔ اور یہاں حُری رہتے تھے۔ (Cameron 1936:33) آشوری جو تشی اور نوبابلی کرانیکل ابتدائی سومیری عہد میں بشمول آشور سرزمین کے متعلق متفق ہیں اور موجودہ عہد کے مورخین کو یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیے کہ تین ہزار قبل مسیح کے اختتام میں Namar میں سوباری بادشاہت قائم رہی تھی اور ان کا حکمران Arisen تھا۔ (Smith1928:73)۔ اس کے علاوہ جدگال قبیلہ کے لوگ اپنی ابتدائی اور تاریخی روایت کی رُو سے خود کو نومڑ (Nummaṛ) گردانتے ہیں۔

نوت۔ نوتک۔ نوتکانی۔ نوتی زئی

پرتگیزوں سے دیبل (بمبور) سے لے کر جاشک تک کے ساحل کو نوتکیوں کا ساحل (ساحل مکران) لکھا۔ غلام رسول کلمتی کے مطابق نوتکی وہ بلوچ طائفہ ہے جو موجودہ وقت میں کلمتی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کلمتی اپنی نسبت ہوت عالی کے بیٹے "نوتک" سے جوڑتے ہیں۔ اُلفت نسیم کے مطابق عالی ہوت کا گھرانہ ہوت کے طائفے "نوت" سے تھا۔ ان کے مطابق نوت یا نوتھ طائفہ کے جدامجد کو "نوتک" بھی کہا جاتا ہے (نسیم ندارد:413)۔

پرتگیزوں نے 1581ء میں ساحل مکران پر نوتک لوگوں پر حملہ کیا۔ انہوں نے پسنی شہر کو آگ لگا دی۔ اور نوتک بلوچوں کو اپنے مظالم کا نشانہ بنایا (بلوچ 2009:215)۔ ڈاکٹر بدل خان کے مطابق نوتکانی بلوچوں کا ایک مشہور قبیلہ ہے جو کہ موجودہ عہد میں ڈیرہ جات میں آباد ہے۔ ان کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہ قبیلہ پندرہویں صدی کے اواخر میں ساحل مکران سے ہجرت کرکے ڈیرہ جات میں مقیم ہوا۔ اِس طرح یہ نوتکانی بلوچ ہی تھے۔ جنہوں نے پرتگیزوں سے ٹکر لی تھی (بلوچ 2009:225)۔

نوت، نوتھ۔ نوتک، نوتکانی جیسے نام غالباً Nuhsa(Tallqvist 1914:176-7) جیسے اشوری ناموں سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اِس کے علاوہ نوتی زئی یا نوتیزی قبیلے کا اشتقاقی ماخذ بھی غالباً اسی سے متعلق ہے۔ نیز ہمیں ہارونی قبیلہ میں بھی ایک "نوتک" نامی طائفہ ملتا ہے (Marri Baloch 1974:344)۔ اس کے ساتھ ساتھ بگٹیوں میں ایک قبیلہ نوتھانی اور بزنجو قبیلہ میں بھی ایک نوتھانی مشہور ہے(Marri Baloch 1974:338)۔

نوحانی:

نوحانی بلوچوں کا نامور اور قدیم قبیلہ ہے۔ سرگون دوئم کے عہد میں Nuhāni کے شہر کا حوالہ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں Pukudu (بگٹی)، Gambulu (گبول) وغیرہ قبائل کا بھی حوالہ ملتا ہے جو ایک ساتھ Unku دریا کے کنارے آباد تھے(Luckenbill 1926:16)۔

مینگل:

مینگل بلوچوں کا ایک نامور قبیلہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ تاہم کردوں میں ایک قبیلہ مینگُور کے نام سے مشہور ہے(مردوخ ندارد:113) ممکن ہے کہ "ر" اور "ل" کے فرق کے ساتھ یہ دونوں باہمی اشتقاقی مماثلت کے حامل ہوں۔ اس کے علاوہ اسرحدون (680:669ق م) نے صحرائے نمک میں بازو کے علاقے میں Haldisi شہر کے بادشاہ Kisu، گاپانی شہر کے بادشاہ Niharuo نیز Buda شہر کے بادشاہ Habanamrur کے علاوہ Magalani کے بادشاہ Mansaku وغیرہ کو شکست دی۔(Luckenbill 1927:209) اِس کے علاوہ ہمیں ابتدائی سومیری کِش سلطنت کے بادشاہ Ma-gal-gal-la نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ (Smith 1928:27) نیز مزاری بلوچوں میں ایک طائفہ Manglani مشہور ہے۔(Marri 1944:350) ممکن ہے کہ مینگل اور Magalani یا Ma-gal-gal-la باہمی مماثلت کے حامل ہوں۔

نُہمری، نومردی:

بلوچوں میں ایک قبیلہ نُہمردی یا نومردی کے نام سے معروف ہے۔ اِس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ تاہم اسرحدون (668-681ق م) کے عہد میں Na-ah-shi-mar-ti Uru یعنی "نہشیمرتی" کے جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ علاقہ ممکن ہے کہ جنوب، جنوب مغربی میڈیا کی طرف واقع تھا۔ اور شاید یہ کسائیٹ نام تھا۔ (Zadok 2002:129) ممکن ہے کہ "نہشیمرتی" کا "ش" حذف ہونے سے یہ نہمرتی اور نہمردی کی صورت میں سامنے آیا ہو۔

نوکری (Nawkari):

ایرانی بلوچستان میں بلوچوں کا ایک قبیلہ نوکری کے نام سے مشہور ہے۔ تگلت پلیسر سوئم نے اپنے عہد میں شمش کے Sippar شہر وغیرہ کے علاوہ نکری (Nakri) قبائل کو زیر کیا تھا۔ (Luckenbill1926:270)۔

نوہکانی / نوقانی:

خُراسان میں بیر جند اور طبس کے علاقے میں نوقانی آباد ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں زیاد بن ابوسفیان نے المنظر بن ال جراد عبدی کو 644 عیسوی کے لگ بھگ ہندوستان کے سرحد پر تعینات کیا تو اُس نے نوکان (Nukān)، کیکان (موجودہ قلات) اور قصدار (موجودہ خضدار) پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا (Elliot & Dowson 1979:117-8)۔

ہوت:

ہوت بلوچوں کا قدیم اور نامور قبیلہ ہے۔ ہوت ایرانی بلوچستان، مکران، ڈیرہ اسماعیل خان، بہاولپور وغیرہ میں آباد ہیں۔ ہوت بلوچوں کا سب سے اولین حوالہ غالباً ہمیں توکلتی اُرتا دوئم (884-890ق م) کے عہد میں Utu'ate کی صورت میں ملتا ہے جو دجلہ پر آباد تھے۔ (Luckenbill 1926:129)۔ اِس کے بعد ہمیں تگلت پلیسر سوئم کے عہد میں Itu آرامی قبیلے کا

حوالہ ملتاہے۔ جو کالدی قبیلہ Ra'sani (موجودہ رئیسانی) وغیرہ کے ساتھ دجلہ اور سوراپی ساحلوں کے ساتھ خلیج فارس کے ساتھ Uknu دریا تک آباد تھے۔ (Luckenbill 1926:280-1) غالباً Itu اور Utu'āte ایک ہی لوگ ہیں۔ جنہیں مختلف دور میں مختلف انداز میں ریکارڈ کیا گیا۔ اس کے علاوہ ہمیں سناکریب کے عہد میں خلیج فارس میں جس Dur-uait (یعنی Uait لوگوں کا قلعہ یا ڈیرہ) کا حوالہ ملتاہے۔ (Luckenbill 1927:131) یہ بھی اصل میں اِسی Itu اور Utu'āte لوگوں کی دلالت کرتا نظر آتاہے۔ آشوری تحریریں ان قبائل کو آرامی اور کالدی قرار دیتی ہیں جو دجلہ، سوراپی اور خلیج فارس کے ساحل کے ساتھ ساتھ Uknu دریا تک آباد تھے۔ ہیروڈوٹس نے انہیں Utian لکھا ہے۔ جو یونانیوں کے خلاف ایرانی لشکر میں ماکی (مائشی) اور پریکانی کے ساتھ پکتیوں کی طرح مسلح تھے۔ (Herodotus III,68) بعض محققین قدیم فارسی Yautiya کو ہیروڈوٹس Utian/Utii کو ایک ہی لوگ خیال کرتے ہیں۔

یوسفزئی:

بلوچوں میں ایک قبیلہ یوسفزئی کے نام سے مشہور ہے۔ پشتونوں میں بھی ایک قبیلہ اِسی نام سے ملتاہے۔ رشید اختر ندوی کے مطابق سکندر اعظم کے حملے کے وقت دریائے (کوہ) یعنی دریائے کابل سے آگے سارے سوات، بُنیر، پنج کوہ اور چارسدہ تک ساری کی ساری آبادیاں ایرانی الاصل میدوں اور فارسیوں کی تھیں، انہوں نے گو سکندر سے سخت جنگ کی مگر ہارے۔ سر ہولڈچ نے یہاں کے ایک ممتاز میدی قبیلے کا نام "اسپ اِسی" لکھاہے۔ یہ قبیلہ دریائے کنہار کے کنارے سے لے کر چارسدہ تک پھیل ہوا تھا۔ چونکہ یہ علاقے ایرانی اور میدی قبائل کے علاقے تھے اس لیے یہاں کی زبانی ایرانی یا زند تھی۔ (ندوی 1996 : 230) یہی "اسپ اسی" اصل میں موجودہ یوسف زئی ہیں۔ میدوں کو اگرچہ ایرانی تصور کیا جاتاہے۔ تاہم ان کے بہت سے قبیلوں کے نام ایرانی زبان سے تعلق نہیں رکھتے۔

8

جغرافیائی اور علاقائی مقامات (Topynyms)

سومیری میں Uru شہر کے لیے جبکہ سرزمین اور علاقہ کے لیے ki–کا لاحقہ مستعمل تھا۔ براہوئی میں آج بھی "کی" جگہ اور علاقے کے لیے مستعمل ہے۔ ki–کے علاوہ سومیریوں میں سرزمین اور علاقے کے لیے مات (Māt) کا سابقہ مستعمل تھا۔ مثلاً Māt-Elamti یعنی عیلامیوں کا علاقہ۔ بلوچوں میں بھی بہت سی ایسی آبادیاں ملتی ہیں۔ مثلاً مٹ چاکرانی Mat- chakarani یعنی "چاکرانیوں کا علاقہ"، مٹ چانڈیہ یعنی "چانڈیہ بلوچوں کا علاقہ" وغیرہ۔

اِس کے علاوہ قدیم بابلی میں Dur یا Duru "قلعہ، بستی، گاؤں" کے مفہوم میں مستعمل تھا۔ مثلاً Dur-Uait، Dur-Bir-Dada وغیرہ۔ جو موجودہ عربی میں "دہرہ" اور بلوچوں میں "دیرہ" کی صورت میں مستعمل ہے۔ مثلاً ڈیرہ بگٹی، ڈیرہ اللہ یار، ڈیرہ غازیخان ڈیرہ اسماعیل خان۔ نیز قدیم بابلی اور آشوری میں Bit یا Bet بھی "گاؤں، گھر، بستی، گڑھ" کے لیے مستعمل تھا۔ جو موجودہ عربی میں بیت" کی صورت میں مستعمل ہے۔ بلوچستان میں بِٹ بلیدہ یعنی "بلیدیوں کا گھر یا ڈیرہ" اس کی ایک مثال ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے گھروں اور آبادیوں کو جمع کی صورت میں Bitāti کہا جاتا تھا۔ (Luckenbill 1927:131) پیکولین کے مطابق شمالی بلوچستان میں بہت سے آباد علاقے اور گاؤں" باتو" کے نام سے یاد کیئے جاتے ہیں۔ (پیکولین 42:2000) نوشکی میں آج بھی یہ اصطلاح باتو (Bato) کی صورت میں مستعمل ہے۔ اِسی طرح کردی میں جگہ اور مقام کے لیے "ملہ" کا اصطلاح مستعمل ہے۔ بلوچستان میں بھی اِسی اصطلاح کے مطابق بعض مقامات مثلاً سبی میں مل گورگیج، مل گشکوری اور مل نوشکی، منگچر میں مل خرما، سوراب سے آگے ایک جگہ مل شاہورائی کے نام سے موسوم ہیں۔

بلوچستان کے علاقائی مقامات اور جگہوں کے ناموں کا تجزیہ کرنے میں بہت سے مشکلات حائل ہیں۔ اِس ضمن میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بلوچستان کے علاقوں اور مقامات کے نام بدقسمتی سے سومیری، بابلی، عیلامی اور آشوری تحریروں میں بوجوہ ریکارڈ نہ ہوسکیں۔ سومیری دستاویزات میں ہمیں صرف ماگان (موجودہ مکران) اور ملوحہ ناموں کے علاوہ مزید تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔ میڈین اور

ہخامنشی بادشاہوں کے دستاویزات میں بھی بلوچستان کے علاقوں کے بارے میں بھی کوئی خاص جانکاری دیکھنے کو نہیں ملتی۔ 325 قبل مسیح میں سکندر اعظم کے حملے کے دوران یونانی مورخین کی تحریروں میں چند ایک مقامات کے تذکرے کے علاوہ ہمیں زیادہ معلومات میسر نہیں ہیں۔

دوسری مشکل یہ ہے کہ بہت سے قدیم نام یقیناً موجودہ عہد میں اپنی اصل ہیئیت میں برقرار نہیں رہے ہوں گے اور ان میں وقت کے ساتھ ساتھ صوتیاتی تبدیلیاں درآتی رہی ہوں گی۔ تیسری بات یہ ہے کہ بہت سے جگہوں اور مقامات کا وجہ تسمیہ اور ان کی ترکیبی اور تشکیلی ہیئیت کے بارے میں تاریخی طور پر ایسے شواہد دستیاب نہیں ہیں کہ جن کی روشنی میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہنا ممکن ہو سکے۔ اِس کے علاوہ بہت سے مقامات کے ناموں کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ کہ وہ کتنے قدیم ہیں اور کچھ مقامات کے ناموں کی مشابہت اتفاقی بھی ہو سکتی ہیں۔ تاہم اِس مطالعہ سے ایک بات بہتر طور پر واضح ہوتی ہے کہ بلوچستان کے بہت سے مقامات اور جگہوں کے نام قدیم ایران اور قدیم میسوپوٹیمیا سے مشابہت اور مماثلت کا حامل ہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ازمنہ قدیم سے بلوچ قوم ان سے براہ راست ربط و تعلق میں رہے ہیں۔ دوسری بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سومیری تہذیب اور ان کی شہری ریاستوں پر اکادیوں، بابلیوں اور اشوریوں کا غلبہ اور یہاں بڑی سلطنتوں کے قیام کے سلسلے میں بڑے پیمانے پر اکھاڑ بچھاڑ اور قتل وغارت دیکھنے کو ملتی ہے۔ جس میں عیلامی، گوتی، کسائیٹ، حری، سوباری، آرامی، کالدی، حطی، متانی اور میدلوگ بھی شامل رہے ہیں۔ ان جنگوں اور قبضہ گیری اور بدامنی کے نتیجے میں بہت سے لوگ اپنی بچاؤ کی خاطر جنوب مشرقی ایران اور بلوچستان کی طرف ہجرت کرتے گئے کیونکہ بلوچستان کا دور دراز علاقہ اِس طرح کی اکھاڑ بچھاڑ سے کسی قدر مامون اور محفوظ علاقہ تھا۔ اِس ہجرت کے نتیجے میں وہاں سے بے دخل ہونے والے لوگ یہاں آکر اپنے علاقائی ناموں کو رواج دینے لگے۔ اِس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ بابلی اور آشوری حکمران باقاعدہ اور ایک منظم حکمت عملی کے تحت بہت سے علاقوں اور شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد ان کی آبادیوں کو بزور طاقت دوسری جگہوں میں منتقل کرتے تھے تاکہ ان کی متحدہ قوت برقرار نہ رہ سکے۔ اِس بے دخلی کے نتیجے میں بہت سے قبائل دوسرے علاقوں کے قبائل کے ساتھ آباد ہونے پر مجبور ہوتے تھے یا اپنی بچاؤ کی خاطر کسی دور دراز علاقے میں رہنے کو ترجیح دیتے تھے۔

اگرچہ بلوچستان کے مختلف مقامات کے حوالے سے بہت سے امکانات پر بات ہو سکتی ہے تاہم ہم یہاں بلوچستان کے چند اہم مقامات کے تجزیہ پر اکتفا کریں گے تاکہ غلطی کے امکانات سے حتی الوسع بچا جاسکے۔ تاہم یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ بابلی اور آشوری تحریریں کسی مقام اور شہر کا تذکرہ کرنے سے پہلے عام طور پر اس کے ساتھ Uru (یعنی شہر) Bit/Bet (مکان، ڈیرہ) اور Dur (قلعہ، ڈیرہ، حفاظتی حصار) کا سابقہ استعمال کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات یہ سمجھنے میں مشکل درپیش آتی ہے کہ آیا وہ اِس شہر کو کسی قبیلہ / خاندان کے نام سے منسوب کرکے اس کا ذکر کر رہے ہیں یا علاقے کے نام سے منسوب کرکے اس کا ذکر کر رہے ہیں۔

آشال

ایرانی بلوچستان سراوان میں ایک جگہ "آشار" مشہور ہے۔(عسکری 63:1986) اس سے ملتا جلتا جگہ کولواہ میں "آشال" کے نام سے موجود ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ میر چاکر رند کی پیدائش یہیں پر ہوئی تھی۔

امبی:

پسنی اور کلانچ کے علاقے میں ایک امبی نامی جگہ مشہور ہے۔ ہمیں اِس جگہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم عیلام کے خلاف جنگ میں آشوربنی پال نے عیلام کے بادشاہ کو شکست دی تھی اور اس کے ساتھ انہوں نے Bit-lmbi، Rashi علاقہ اور Hamanu شہر اور اس کے قرب وجوار کے علاقوں کو بھی فتح کیا تھا (Luckenbill 1927:308)۔

ارمابیل (Arma-bel):

ارمابیل جسے ارمن بیل (Armana-bel) ارمائیل (Armael)، ارماپل (Armapill) بھی لکھا جاتا رہا ہے۔ یہ جگہ موجودہ بیلہ (Bela) ہے۔ جو لس صوبے کا دارالخلافہ تھا۔ مقامی تاریخ میں اِسے بیلا کی بجائے کارابیلا (Kará-bela) لکھا گیا ہے۔ (Elliot & Dowson 1979:365) اگر

مقامی تاریخ کی روایت درست ہے تو ہمیں بعد کے کانسی عہد میں مغربی اناطولیہ میں موجودہ ازمر علاقہ سے 28 کلومیٹر شمال میں Karabel نامی جگہہ کا حوالہ ملتا ہے (Bryce 2009:368)۔

تاہم ارمائیل نام غالباً Uribllum جو اربیلا (Arbela) کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ شمالی میسوپوٹیمیا میں دجلہ کے مشرقی میدان میں ذاب کبیر اور ذاب صغیر دریا کے درمیان میں واقع تھا۔ (Bryce 2009:59)۔

اربیلا کے شمالی میدان اور دریائے دجلہ کے ساتھ نشیبی ذاب تک سوباری لوگ رہتے تھے اور آشور کا علاقہ جنوب مشرق میں کرکوک اور مغرب کی جانب سنجر (Sinjar) پہاڑیوں حتیٰ کہ خابور وادی تک مشتمل تھا۔(Smith 1928:74) اکاد کے حکمران سرگون کے عہد میں سوباری لوگ آزاد حیثیت کے مالک تھے۔ اور ان کی حکمرانی Arbela کے میدان اور شمالی اشور سے خابور وادی تک محیط تھا (Smith 1928:108)۔

دوسری طرف لس بیلا غالباً لاسی لوگوں کا اربیلا (Arbela) سے متعلق ہے۔ موجودہ لاسی لوگ غالباًوہ قدیم Bit-Lassi لوگ ہیں۔ جنہیں عیلامی بادشاہ شلہک انشونک (1151-1165ق م) نے زیر کیا تھا۔(Cameron 1936:115) غالباً یہ علاقہ زیریں ذاگروس میں واقع تھا۔

ارابہ:

بلیدہ میں ایک جگہ ارابہ کے نام سے مشہور ہے۔ ہمیں اِس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم عراق میں کرکوک کے علاقے میں تگلت پلیسر سوئم کے عہد میں Arbah یا Arrapha نامی ایک شہر واقع تھا۔ (Luckenbill 1926:290) اِس کے علاوہ 326 قبل مسیح میں اورماڑہ کے قریب بھی ایک جگہ Arabah کے نام سے مشہور تھا۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔

اورماڑہ:

Willam Vincent کے خیال میں Arabah کا جزیرہ Arabitae لوگوں سے متعلق ہے۔ اور وہ قدیم Arabah نامی جگہ کو موجودہ اورماڑہ خیال کرتے ہیں۔ ویسے عام طور پر قدیم باگیسرا

(Bagisara)نامی جگہ کو موجودہ اورماڑہ تصور کیا جاتا ہے۔ جو Arabah کے قریب واقع تھا۔ جبکہ یونانی مورخ ایرین Arabitae لوگوں کو Arbaii لکھتا ہے۔ اور انہیں مکران کے ساحل پر آباد بتاتا ہے۔ جبکہ اُن کے مطابق اندرونی علاقوں میں Oritae اور گدروشیا میں گدروسی رہتے ہیں۔ (Minchin 1986:46)تاہم بعض محققین Hor-mara اور Haur کو Oritae یا Horitae لوگوں منسوب سے کرتے ہیں(Elliot & Dowson 1979:468)۔

اِس کے علاوہ ہمیں Arabitae اور Arabah کے حوالے سے ایک دلچسپ مماثلت دیکھنے کو ملتی ہے۔ ممکن ہے تاریخی طور پر یہ صورتحال درست نہ ہو تاہم معلومات کے حوالے سے یہاں اس صورتحال کو بیان کرنا شاید بے جانہ ہوگا۔ مثلاً Arabah سے ملتا جلتا ایک قدیم مقام اور سلطنت Arrapha دجلہ کے مشرق میں موجودہ کرکوک میں موجود تھا۔ یہاں 14 سال قبل مسیح میں نوزی (Nuzi)عہد میں حُری لوگوں کا غلبہ تھا اور لوگوں کی اکثریت حری شخصی ناموں کے حامل تھی۔ (Gelb 1944:67,71)جسے 1250 قبل مسیح کے لگ بھگ آشوری حکمران توکلتی اُرتا اوّل نے فتح کیا تھا(Luckenbill 1926:58)۔

اِسی طرح ہمیں یہاں مکران کے اندرونی علاقوں میں بھی Oritae اور Arabah علاقے کا حوالہ ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعد کے عہد میں کچھ حُری جتھوں نے مکران کی طرف ہجرت کی ہو کیونکہ مشکے، پنجگور، اور کولواہ میں آج بھی ہمیں حُری مید دیکھنے کو ملتے ہیں اور یونانی مورخین کا بیان کردہ Arabah بھی حری لوگوں کی قدیم سلطنت Arrapha کی نمائندگی کرتا ہو۔ جہاں حری لوگوں نے آباد ہونے کے بعد اس علاقے کو اپنے پرانے علاقے کی مناسبت سے محفوظ کرنے کی کوشش کی ہو۔

اِسی طرح مکران کے ساحل پر رہنے والے Arbitae جنہیں ولیم ونسنٹ، بلوچ لوگوں سے نتھی کرتے ہیں۔(Vincent 1807:217)سے ملتا جلتا نام ہمیں آشوری تحریروں میں Ar-bi-te-hi نامی شخص کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ Tallqvist کے خیال میں یہ شخصی نام کوئی حطی (Hittiti)نام ہو سکتا ہے(Tallqvist 1914:315)۔

اسپی کہن:

بلوچستان میں اسپی کہن کے علاوہ پنجگور میں ساکائی کہن، کیچ میں پیری کہن، شے کہن، مزاری کہن اور ڈگاری کہن مشہور ہیں۔ ہمیں ان پرانے قناتوں کے بارے میں تفصیلات میسر نہیں ہیں۔ ساکائی کہن ممکن ہے کہ ساکا لوگوں سے منسوب ہو اور ڈگاری کہن ممکن ہے کہ کسی نامور شخصیت سے منسوب ہو۔ کیونکہ ہمیں شعری روایات میں عالی ڈگار نامی شخصیت کا حوالہ ملتا ہے۔ اِسی طرح بلوچوں میں ایک قبیلہ ڈگارزئی بھی مشہور ہے۔

اسپی کے بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا تاہم ہمیں ایک آشوری نام Ish-pi-mạtu دیکھنے کو ملتا ہے۔(Tallqvist 1914:301) اِس کے علاوہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ابتدائی آشوری سلطنت کا قیام Ushpiaاور Kikia کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ نیز یہ کہ ان ناموں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نام سوباری زبان سے متعلق ہیں۔(Gelb 1944:5) بہرحال ہم اسپی اور اُشپیا ناموں کی وضاحت کے بارے میں وثوق سے کچھ کہنے کے قابل نہیں ہیں۔

انجیرہ:

زہری کے علاقے میں انجیرہ نامی جگہ مشہور ہے۔ جبکہ تحصیل تمپ کیچ میں ایک پہاڑی علاقہ انجیر کہن کے نام سے بھی مشہور ہے۔[17] جنوبی اناطولیہ میں Ingiraنامی شہر Hilakkuسلطنت میں واقع تھا(Bryce 2009:334)۔

اندرپُڑ:

ضلع موسیٰ خیل بلوچستان میں بُزداروں کا ایک علاقہ اندرپُڑ کے نام سے مشہور ہے۔ اسرحدون کے عہد حکمرانی میں صحرائے نمک کے علاقے میں ایک مقام An-dar-pa-ti-[a-nu] بتایا گیا ہے جبکہ اس جگہ کا صحیح تعین ممکن نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کسائیٹ یا حُری۔ اُرارتو نام ہو۔(Zadok 2002:114-5)۔

---

[17]۔ بشکریہ چیئرمین سنگت رفیق۔

ایرکش:

مستونگ کے علاقے میں ایک جگہ ایرکش کے نام سے مشہور ہے۔ تیسری اُر سلطنت کی تحریروں میں ایک جگہ Urkish کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ جگہ دیالا اور نشیبی ذاب کے درمیان دجلہ دریا کے بائیں جانب یعنی مشرقی ساحل پر واقع تھا اور Namar کا علاقہ بھی یہیں واقع تھا۔(Gelb 1944:57)۔

(کوہ) باتل:

گوادر میں کوہ باتل مشہور جگہ ہے۔ باتل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا قدیم نام Alambatir تھا جو بعد میں صوتیاتی تبدیلیوں کے باعث مختصر ہو کر باتل کی صورت میں سامنے آیا۔ ہمیں اکادی سکرپٹ میں لولوبی کے بادشاہ انوبنینی کی ایک تحریر میں Batir پہاڑ کا حوالہ ملتا ہے۔ جہاں انہوں نے عشتار دیوی کا ایک شبیہ بنایا تھا۔(Cameron 1936:41) تاہم اس جگہ کے تعین کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ اِس کے علاوہ کوہ سلیمان میں بزداروں کے علاقے میں ایک پہاڑ کا نام بیل بتر ہے۔ ممکن ہے کہ یہ پہاڑ Bēl-Batir یعنی "Bēl دیوتا کا پہاڑ" کی غمازی کرتا ہو۔

بادرہ:

سبی کے علاقے میں بادرہ نامی جگہ مشہور ہے۔ اِس کے علاوہ ایک اور علاقہ جسے ایرین نے Barna لکھا ہے۔ پٹولمی نے اِس علاقہ کو Badara کا نام دیا ہے۔ جسے ڈاکٹر حمید بلوچ موجودہ گوادر قرار دیتے ہیں(بلوچ 121:2009)۔

آشور ناصر اپلی دوئم کی ایک کہانی میں Bi-da-ri مقام کا حوالہ ملتا ہے۔ جو کہ دجلہ کے شمال میں اور دیارِ بکر کے مشرق میں واقع تھا(Gelb 1944:106)۔ اس کے علاوہ قدیم Der کے علاقے کو موجودہ عہد میں Badrah کے نام سے جانا جاتا ہے(Gelb 1944:86)۔

باغبانہ:

زہری کے علاقے میں باغبانہ ایک مشہور جگہ ہے۔ غالباً یہ ایک ایرانی نام ہے جو Ba-ga-na-pa-(a)(Tallqvist 1914:274) جیسے ایرانی نام سے مشابہت رکھتا ہے۔ جس میں غالباً قدیم ایرانی عنصر Baga- "خداوند" ملتا ہے۔ اِسی طرح سبی کے علاقے میں "بھاگ" نامی جگہ بھی شاید Baga- کی نمائندگی کرتا ہو۔

باگاسیرا:

سکندر اعظم کے حملے کے دوران موجودہ اورماڑہ کو باگیسرا (Bagisara) کے نام سے جانا جاتا تھا۔ بابلی تحریروں میں بھی Ba-ga(-a)si-ru-u یا Ba-ak(-ka)su-ru-a (Tallqvist1914:274) کا حوالہ ملتا ہے۔ غالباً یہ ایک ایرانی نام ہے۔

باگ زو:

مند کے علاقے میں ایک جگہ باگ زو کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بابلی تحریروں میں Ba-gi-ia-a-zu اور Ba-gu-shu نامی جگہوں کا حوالہ ملتا ہے۔ (Tallqvist 1914:274) غالباً یہ ایرانی نام ہے۔ اور Baga- عنصر کی نمائندگی کرتا ہے۔

بالگتر Balgatar:

کیچ میں ایک جگہ بالگتر کے نام سے مشہور ہے۔ اِس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم ممکن ہے کہ یہ نام دو مرکب لفظوں بال یا بیل (Bel) "خداوند، آقا" اور Qatar "چٹان" یعنی "خداوند چٹان ہے" کا مجموعہ ہو۔ کیونکہ ہمیں مغربی سامی میں اِس کے طرح کے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ مثلاً qatarilu-(ilu "خداوند" + qatar "چٹان") یعنی "خداوند چٹان ہے" اِسی طرح qatar-'-Si یعنی shi آقا چٹان ہے (Tallqvist 1914:99,195)۔

بانبور:

کوہلو علاقے میں ایک پہاڑ بانبور کے نام سے مشہور ہے۔ اِس کے علاوہ سندھ میں بھی ایک جگہ بھمبور مشہور ہے۔ مقامی روایت کے مطابق یہ سندھ کا قدیم ترین پورٹ تھا۔ ممکن ہے کہ یہ مقام Periplus کا Barbarik اور پٹولمی کا Barbari ہو۔ لیکن یونانی مورخین کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ ناموں کو اپنے طور پر تلفظ کرتے تھے۔ اِس لیے ممکن ہے کہ یونانی مورخین نے Bhambūra کو Barbari اور Barbarik کے طور پر لکھا ہو۔ تاہم اس کے برعکس ایرین کے مطابق بربریک ڈیلٹا کے مرکزی ندی پر واقع تھا۔ تو یہ مقام موجودہ لاہوری بندر ہو سکتا ہے، تو یہ ممکن ہے کہ ایرین کے زمانے میں اس مرکزی چینل اور بھمبور کے درمیان براہ راست ربط و تعلق رہا تھا۔ (Elliot & Dowson 1979:369)۔

تاہم ہمیں کوہلو کے بانبور اور سندھ کے بھمبور کی مماثلت کے بارے میں زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم قرین قیاس یہ بھی ہے کہ ان ناموں کا تعلق ایرانی بلوچستان میں واقع قدیم شہر "بمپور" سے ہو۔ اور یہ نام اُسی کے پھیلاؤ کی دلالت کرتے ہوں۔

باہو:

باہو دشتیاری ایرانی بلوچستان میں ایک جگہ کا نام ہے۔ اس کے علاوہ تونسہ شریف کے شمال میں قیصرانیوں کے علاقے میں ایک جگہ "باہو" مشہور ہے۔ موجودہ عہد میں یہ باہو نامی جگہ صوتیاتی تبدیلیوں کے نتیجے میں "وہوا" کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ لوہے کے دؤر میں شمالی میسوپوٹیمیا Ba-(Bahu) hi-hi کی مناسبت سے Bit-Bahiani (Bryce 2009:128) یا Bit-Ba-hi-ānu (Tallqist 1914:247) نامی ایک آرامی ریاست خابور وادی میں قائم تھی۔

بُدھا(Budha/Budhiya):

بدھا اور بدھیا موجودہ کیچ گنداواہ کا علاقہ ہے۔ ادریسی نے اِسے Nudha لکھا ہے۔ (جو شاید کتابت کی غلطی ہے) یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ کیچ گنداواہ کے وسط میں ابھی تک ناڑی

دریا پر ایک مقام بُدھا کے نام سے موجود ہے۔(Elliot & Dowson 1979:388)ابنِ حوقل بُدھا(Budha) کو مند (یعنی مید) کے جتھا بندی میں رکھتا ہے۔ اور انہیں دریائے سندھ کے مغربی جانب بہت سے قبیلوں پر مشتمل وفاق کا نمائندہ بتاتا ہے۔ اور Budii بھی میدوں کا ایک قبیلہ تھا۔ (Elliot & Dowson 1979:526)۔

بمپور:

ایرانی بلوچستان میں بمپور ایک مشہور جگہ ہے۔ بعض محققین کے مطابق اس جگہ کا اصل نام تنبوع(Tanbū) تھا۔ بہمن بن اسفندیار نے یہاں ایک شہر کی بنیاد رکھی تھی۔ جو بعد میں بہمن پور سے بمپور مشہور ہوا(عسکری1996:39)۔

بہمن کا دوسرا نام Artaxerxes یا Ahasuerus تھا جو گشتاسپ کے زمانے میں ایران کا حکمران تھا۔ بہمن نے 465 قبل مسیح سے لے کر 425 قبل مسیح تک حکومت کی۔ (Vincent 1967:107) کیچ میں ایک علاقہ بہمن کے نام سے اب بھی موجود ہے۔[18] سکندر اعظم کے زمانے میں یونانی مورخین نے گدروشیا کے دارالخلافہ کو Poura لکھا تھا، جو موجودہ بمپور(Bampur) نامی جگہ ہے۔ (Smith 1967:111f)۔

بسیمہ:

بلوچستان میں بسیمہ نامی ایک جگہ مشہور ہے۔ بسیمہ سے ملتا جلتا ایک شہر Bashimu ہے جو بابل کے شمال مشرق میں Der کے مشرقی جانب کے پہاڑیوں میں واقع تھا۔ (Cemeron 1936:65) جبکہ اس طرح کا ایک اور ہم مشابہ جگہ Bashime ابتدائی کانسی عہد میں جنوبی ایران میں غالباً خلیج فارس کے مشرقی ساحل پر واقع تھا۔ 2400 قبل مسیح کے سومیری تحریروں میں اس جگہ کا حوالہ ملتا ہے(Bryce2009:532)۔

---

[18]۔ بشکریہ چیئرمین سنگت رفیق۔

بلیدہ:

بلیدہ شہر غالباً Bur-dadi جیسے نام کی مناسب سے بلیدہ مشہور ہوا ہو گا۔ Bur-dadi نامی شہر صحرائے نمک میں واقع تھا۔(Zadok 2002:115) اس کے علاوہ بٹ بلیدہ اور بٹ کوشک کے ساتھ بٹ کا سابقہ ممکن ہے کہ اشوری Bit یعنی "گھر، ڈیرہ۔ بستی" کی دلالت کرتا ہو۔

پنجگور:

قرینِ قیاس یہی ہے کہ پنجگور کا بنیادی ماخذ پنج کورہ یا پنج کُورہ ہے۔ جو بعد میں غالباً پنج گورہ کی صورت میں مستعمل ہونے لگا۔ کُورہ کا لفظ عربی اور فارسی میں گاؤں یا قصبہ کے لیے مستعمل ہے۔ یعنی یہ پانچ قصبوں پر مشتمل علاقہ تھا۔ چونکہ عربی میں پ اور گ کے اصوات مستعمل نہیں ہیں۔ اِس لیے عرب مورخین نے اِسے اپنی تحریروں میں کبھی بنجیُور کبھی فنزبُور تو کبھی بنج پُور، قنجبور اور کنزبُور وغیرہ لکھا ہے۔

بلیلی:

کوئٹہ کے شمال میں بلیلی نامی جگہ مشہور ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم عیلامیوں کا ایک دیوتا Belala کے نام سے مشہور تھا۔ (Cameron 1936:206) اس کے علاوہ سومیریوں میں Belili نامی دیوتا کا حوالہ ملتا ہے۔ (حنیف 525:1998) اِسی طرح سرگون دوئم کے عہد میں Lahiru (لہڑی)، Rashi (رئیس)، / Billutu Pillutu کے ساتھ Sulaia شہر کے سربراہ Bel-li نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ علاقے عیلام کے سرحد پر واقع تھے (Luckenbill 1927:17)۔

بیروٹ:

لس بیلہ اور قیصرانیوں کے علاقے میں بیروٹ نامی مقامات مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ ایبٹ آباد کے علاقے میں بھی بیروٹ نامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔ آشوری تحریروں میں Dagara علاقے میں

Be-ru-tu نامی ایک شہر کا حوالہ ملتا ہے۔ غالباً یہ شہر نِسپی (Ni-is-pi) یعنی موجودہ اور امان پہاڑ کی دو پہاڑی چوٹیوں کے درمیان واقع تھا۔ (Zadok 2002:135) جہاں Nur-Adad نے اپنا مضبوط گڑھ بنا کر رکھا تھا۔ آشور ناصر پال نے اپنے عہد میں اس پر حملہ کر کے اس شہر کو آگ لگادی تھی۔ (Luckenbill 1926:151)۔

اس نام کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علم نہیں۔ تاہم قدیم اکادی میں Bērūtu "ٹیلہ" کے معنوں میں مستعمل تھا۔ (CDA 43).

بولان:

درہِ بولان کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں کبھی بھولان، بولناس آریائی آباد تھے۔ اور اس درہ کا نام اُن کے سردار "بولان" نام پر رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ قبیلہ بولان، سوداس بادشاہ کے خلاف دس بادشاہوں کے اتحاد میں شامل تھا۔ اس بارے میں وثوق سے کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ یہ قبیلہ خالص آریائی تھا یا نیم آریائی۔ بہر حال اسے سوداس آریا کی سربراہی منظور نہ تھی اور اس لیے اُس نے دس بادشاہوں کے اتحاد میں شرکت کی (ندوی، حصّہ اوّل 293:1998)۔

پب:

پب، لس بیلہ میں ایک جگہ اور دریا کا نام ہے۔ حکومت سندھ کی چار سڑاپی میں سے ایک کا صدر مقام پبیا (Pabia) تھا۔ جب سندھ پر جے ورتھ اور دسل حاکم تھے تو یہ مید قوم کی راجدھانی تھی۔ محمد بن قاسم نے پبیا کے مقام پر اپنا کیمپ ختم کیا (ڈاہیا 274:2007)۔

نشیبی ذاب کے جنوبی طرف ہمیں Papahi نامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے جہاں توکلتی نن اُرتا اوّل نے سوباری سرزمین پر چڑھائی کی تھی (Gelb 1944:46)۔

جبکہ Bryce کے مطابق Paphu شمال مشرقی میسوپوٹیمیا میں بالائی دجلہ کے علاقے میں غالباً حری لوگوں کی ریاست تھی (Bryce 2009:526) ۔

حُری زبان میں Pap پہاڑ کے معنوں میں مستعمل تھا۔ (Gelb 1944:110) اس کے علاوہ اکادی زبان میں پہاڑ کے لیے baba کا لفظ مستعمل تھا۔ یہ دونوں لفظ ایک ہی ماخذ کی عکاسی کرتے ہیں۔

پتک:

بسیمہ کے علاقے میں پتک نامی جگہ واقع ہے۔ کوہ سلیمان میں بُزداروں کے علاقے میں بھی ایک پتک نامی جگہ مشہور ہے۔

پندران:

زہری کے علاقے میں پندران نامی جگہ واقع ہے۔ اِس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ٹھوس معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم شمالی میسوپوٹیمیا میں Kashiyari منطقہ میں ایک Pidara نامی شہر کا حوالہ ملتا ہے۔ جہاں آشور ناصر پال نے اپنے عہد میں پیش قدمی کی تھی۔ (Luckenbill Bryce1926:180) ذراوضاحت کے ساتھ اس جگہ کی تعین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ شمال مشرقی میسوپوٹیمیا اور شمالی مغربی ایرانی سرحد پر بالائی دیالہ / ذاگروس میں واقع تھا۔(Bryce 2009:521)۔

پیر عالی:

زہری کی علاقے میں پیر عالی نامی جگہ مشہور ہے۔ بُزداروں کے علاقے کوہ سلیمان میں ایک جگہ کا نام "عالی پیری" ہے۔ یہ دونوں نام ایک خاص قسم کی مشابہت کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کرمانشاہ میں کُردوں کے سنجابی قبیلے کے ایک طائفے کا نام "پیر علی" ہے(Towfiq 2011:10)۔

اس کے علاوہ ضلع لسبیلہ میں بیلہ کے مقام پر ایک قدیم عمارت موجود ہے۔ جسے بعض لوگ "پیر آری یا ہاری پیر" کہتے ہیں۔ آری پیر کے نام سے دریجی علاقے میں بھی ایک قدیم زیارت موجود ہے۔ اُلفت نسیم کے مطابق یہ "عاری پیر" کا مقبرہ حاکم بیلہ میر عالی ہوت کا ہو سکتا ہے(نسیم؟:11۔14)۔

تل سر:

چاکرانی بُزداروں کے علاقے میں ایک جگہ "تل سر" کے نام سے مشہور ہے۔ بلیدہ کے علاقے میں بھی "تل سر" نامی جگہ واقع ہے۔

تراتانی:

کوہلو میں تراتانی کے نام سے ایک پہاڑ مشہور ہے۔ جبکہ زہری کے علاقے میں اِس سے ملتا جلتا" تراسانی" نامی پہاڑ کے علاوہ ایک تراسانی طائفہ بھی مشہور ہے (MarrBaloch 1974:361) اس کے علاوہ زیریں ذاب میں ہمیں Turtaniنامی ایک پہاڑ کا حوالہ ملتا ہے۔ (Luckenbill1926:75)۔

تگران (Tagran):

بل اور دشت کے درمیان تگران نامی گاؤں واقع ہے۔ ممکن ہے کہ یہ نام درمیانہ ایرانی Twgran (جسے فردوسی اور عرب مورخین نے توران لکھا ہے) کی عکاسی کرتا ہو۔

تسپ (Tasp):

پنجگور میں تسپ نامی جگہ مشہور ہے۔ اس کے ماخذ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم سوباری لوگوں کے ایک دیوتا کا نام Teshub تھا۔ (Cameron 1936:252) بعض محققین Teshup کو حری لوگوں کا دیوتا قرار دیتے ہیں۔ (Gelb 1944:111) جبکہ بعض اسے متنی۔ حطی دیوتا سے نتھی کرتے ہیں۔ اور اس کی شناخت Adadدیوتا سے کرتے ہیں۔ (Tallqvist 1914:261) یہ سب کچھ اِس لیے ہے کہ بعض محققین حری اور سوباری لوگوں کو ایک ہی لوگ قرار دیتے ہیں۔ اِس کے علاوہ ایک کمری (Cimmerian) قبیلے کے ایک شخص کا نام Teushpa تھا۔ (Luckenbill 1927:206) جو ان سے مطابقت رکھتا ہے۔

پیر کوہ:

پیر کوہ نامی جگہ ڈیرہ بگٹی میں واقع ہے۔ موجودہ عہد میں جنوب مشرقی گیلان میں پیرا کوہ (Pirākuh) نامی جگہ مشہور ہے۔ جہاں پیرا کوہ اور منجیل (Menjil) کے درمیان کرد قبیلہ عمار لو آباد ہے۔ ہمیں نویں صدی قبل مسیح کی آشوری تحریروں میں Parnakkuنامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ جگہ

Ellipi کے قریب ہی واقع تھا اور غالباً یہ کسائیٹ نام ہے۔ (Zadok 1984:129-131) جنوب مشرقی گیلان کا موجودہ جگہ پیراکوہ اور قدیم Parnakku ایک ہی مقام کی دلالت کرتے ہیں۔

تمپ (Tump):

کیچ میں تمپ ایک مشہور جگہ ہے۔ ایک اور جگہ کو شاہی تمپ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ یہ جگہ قدیم آثاراتی شواہد کا حامل ہے۔ تاہم عیلامیوں کا ایک دیوتا Tepti یا Temti کے نام سے مشہور تھا۔ اور یہ "آقا" کے مفہوم میں مستعمل تھا۔ (Cameron 1936:70,113) اِس کے علاوہ درمیانہ آشوری عہدِ (1400 ق م) میں ہمیں آشور میں ایک Tehup-Shenni نامی حُری شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ (Gelb1944:67) ممکن ہے کہ یہ جگہ Temti سے تمپ مشہور ہوا ہو یا Tehup سے Tump بنا ہو۔ یہ سب امکانات کی باتیں ہیں اور اس بارے میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ اِس کے علاوہ بابل کے زیریں علاقے میں Timtab نامی شہر کا حوالہ ملتا ہے جو اکاد (Agade) کے قریب واقع تھا۔ نرام سین (Naram-sin) نے اپنے عہد میں اس شہر کو فتح کیا۔ (Cameron 1936:32) ممکن ہے کہ تمپ اس Timtab سے کچھ مشابہت رکھتا ہو۔

تنبو:

کوہلو میں ایک جگہ تنبو کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ایرانی بلوچستان میں بمپور کا پرانا نام "تنبوع" تھا (عسکری 1996:39)۔

توران:

وسطی بلوچستان کو عرب مورخین نے توران لکھا ہے۔ Frye کے مطابق فردوسی نے جس توران کا ذکر کیا ہے وہ یقیناً موجودہ بلوچستان میں واقع ہے جو پارتھی ورژن کے مطابق توگران (Twgran) کہلاتا تھا اور یہ اصطلاح 260ء میں شاہ پور اوّل کے ایک تحریر میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ (Frye 1965:41) جہانشاہ درخشانی کے مطابق اس کا ماخذ Tukrish ہے۔ درمیانہ ایرانی میں اِسے Twgran

لکھا گیا ہے۔ عربوں نے اِسے توران لکھا ہے۔ یہی لوگ بعد میں توخاری مشہور ہوئے۔ (Derakhshani 2001:19)۔Zadok کے خیال میں Turkish اور گوتی (Guti) دوہزار قبل مسیح میں دجلہ کے مشرق کی طرف پہاڑیوں میں یا ممکن ہے کہ کُرستان میں رہتے تھے۔ تگرش لوگ ہجرت کرکے بعد میں وسطی ایشیاء میں جاکر آباد ہوئے۔ اور یہ لوگ بعد کے توخاری لوگوں کے آباؤ اجداد تھے۔ (Zadok 1987:21)موجودہ عہد میں بل اور دشت کے درمیان تگران (Tagran)نامی جگہ واقع ہے۔ ممکن ہے کہ یہ یادگاری نام کے طور پر Twgran کی عکاسی کرتا ہو۔ توران کے ساتھ ساتھ عرب مورخین نے Nudha یا Nadah کا ذکر کیا ہے۔ ابنِ حوقل نے اِسے نُدھا کی بجائے Budha لکھا ہے اور بعض لوگ اسے غلط طور پر بُدھ کے لوگوں سے نتھی کرتے ہیں۔ بہر حال بعض مورخین کے مطابق "ملتان سے منصورہ کے نواح تک کے علاقے میں Nadha نامی ایک جنگجو قوم آباد ہے۔ جو کئی قبیلوں پر مشتمل ہے۔ جو توبران (پارتھی تحریروں میں اِسے Twgrn لکھا گیا ہے)، مکران، ملتان اور منصورہ کے درمیان میں وحشی خانہ بدوشی کی طرح رہتے ہیں۔ دریائے مہران (سندھ) کے مغربی جانب Nadha کے مخصوص مسکن اور دلدلی علاقے کے ٹھکانے ہیں، جہاں وہ پناہ لیتے ہیں۔ منصورہ سے ندھا کا علاقہ چھ دن کی مسافت پر واقع ہے اور ندھا Kir شہر سے (یعنی kiz کیچ) دس دن کی مسافت پر ہے۔ Nadha جس شہر سے خرید و فروخت کرتا ہے۔ وہ Kandail یعنی Kandabil (گنداواہ) ہے۔(Elliot & Dowson 1979:83)

اس کے علاوہ ابن حوقل نے کیرکانان(Kirkanan)کے علاوہ توران قصبہ محالی (Mehali)اور سورہ (Sureh)کا بھی ذکر کیا ہے۔(Haukal 1800:147) غالباً یہ دونوں قصبہ بالترتیب موجودہ مُولہ اور سوراب ہوسکتے ہیں۔

اِس کے علاوہ یہ کہ توبران (Taubaran)یعنی توران، فہرج (بلوچ پہرہ) کے قریب واقع ہے جو کرمان سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں سے Fardan (غالباً پیردان) جو ایک تجارتی قصبہ ہے، چاردن کے فاصلے پر واقع ہے۔ کرکایان (Kirkayān)، فردان کے مغربی جانب توبران (توران) کے شاہراہ پر واقع ہے۔ توبران سے Mustah (Maska) شہر تین دن کے فاصلے پر واقع ہے۔ (Elliot & Dowson 1979:81)۔

ٹٹوماڑ(Taṭṭu Māṛ)

بُزدا روں کے علاقے کوہ سلیمان میں ایک جگہ ٹٹومار کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ تاہم "ماڑ" کا لفظ "پہاڑ" کے لیے مستعمل ہے جو اکادی میں Mēlu ہے۔ یعنی اکادی Mēlu بلوچی میں ماڑ کی صورت میں سامنے آیا ہے، تو ٹٹوماڑ کا مطلب "ٹٹو کا پہاڑ" بنتا ہے۔ ہمیں آشوری تحریروں میں Ta-tu جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (Tallqvist 1914:231)۔

اسی طرح عیلام میں ایک جگہ کا نام Tettu تھا جہاں انشونک دیوتا کا ٹمپل تعمیر کیا گیا تھا۔ (Cameron 1936:120)اس کے علاوہ بُزداروں کے علاقے میں اَک ماڑ، سی ماڑ، لودری ماڑ، کریماڑاور کوہلو میں مخ ماڑ جیسے نام ملتے ہیں، جس میں ماڑ کا عنصر ملتا ہے۔ سی ماڑ سے مراد سی پہاڑ۔ ہمیں آشوریوں میں سی (si) نامی ایک دیوتا کا حوالہ ملتا ہے۔ مثلاً Si-'-qatar یعنی سی دیوتا ایک چٹان ہے۔ (Tallqvist 1914:195)۔

اِسی طرح لودری ماڑ سے مراد لودری کا پہاڑ۔ ہمیں سرگون دوئم کے عہد میں Lu-dā-ri اور Lu-dari-be-li اور Sharru Lu-dari "یعنی لودری بادشاہ" جیسے اشخاص کا حوالہ ملتا ہے (Tallqvist 1914:122)۔

جگین(Jagin)

ایک بلوچی شعری روایت کے مطابق بلوچ جگین میں سکونت پذیر رہے ہیں پھر انہوں نے وہاں سے کیچ مکران کی طرف پیش قدمی کی۔ اس بارے میں ہم نے پچھلے صفحات میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جگین نامی جگہ کرمان میں رودبار کے علاقے میں واقع ہے جو مینات سے 50 کلومیٹر شمال مشرقی جانب میں ہے (Badalkhan 2013:19)۔

جگین سے ملتا جلتا نام ہمیں Dur-yakin یا Bit-Yakin اور بعض تحریروں میں اِسے Bit-Jakin بھی لکھا گیا ہے۔ یہ Bit-Jakin جنوبی بابل کے دلدلی علاقے میں واقع تھا اور یہ کالدی قبیلے کا دارلخلافہ تھا۔ اور یہ جگہ اُن کے قبیلے کے مورث اعلیٰ یا قبیلے کی مناسبت سے مشہور ہے۔ (Bryce

(2009:209 یاد رہے کہ ساتویں قبل مسیح میں بلوچوں کے بہت سے قبیلے Tu'muna(تامینی)، Rihihu یا Rikiku(ریکی)، Gurumau(گورمانی)، Damunu (دامنی)، Gambulu(گبول)، Bukudu(بگٹی) جنہیں آشوری آرامی قرار دیتے ہیں۔ دجلہ کے ساحل اور uknu دریا کے کنارے رہتے تھے۔(Luckenbill1927:129)اور یہ لوگ کالدی لوگوں کے ہمسایے اور ان کے اتحادیہ میں شامل تھے۔ اور Bit-lakin (Bit-Jakin)، Bit-Dakkuriوغیرہ کالدی آبادیاں تھیں جو خلیج فارس کے ساحل پر رہتے تھے۔ تو یہ ممکن ہے کہ بلوچوں کے ایک دھڑے نے اِسی Jakinنامی مقام سے اس طرف ہجرت کی ہو۔

جتاندر:

کیچ میں ایک ندی کا نام جتاندر ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ہمیں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم Pappa شہر کے سربراہ کا نام Ituandar(جسے Ytuandar اور Jtuandar بھی پڑھا جاسکتا ہے) تھا، جسے اسرحدون نے مغلوب کیا تھا۔ ۔(Luckenbill 1927:266)غالباً یہ علاقہ مغربی میڈیا میں واقع تھا۔ اگرچہ یہ حوالہ اتنا اہم نہیں ہے اور نہ ہی اس کی اتنی ضرورت ہے۔ تاہم ان ناموں کی باہمی مشابہت دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ اور کیچ ناصر آباد میں ایک جگہ کا نام دیگندر بھی موجود ہے۔[19]

جیوا (Jīva):

زہری کے علاقے میں ایک جیوا نامی جگہ واقع ہے۔ نئی آشوری عہد میں منیا (Mannea)میں ایک شہر Zi-bi-ia(جس کا موجودہ نام Zivya ہے)کا حوالہ ملتا ہے۔(Zadok 2002:92) ممکن ہے کہ جیوا نامی یہ جگہ زویا (Zivya)سے مشابہت کا حامل ہو۔ جہاں اِس کا "ز"، "ج" سے بدل کر جیوا کی صورت میں سامنے آیا ہو۔

---

[19]۔ بشکریہ سنگت رفیق۔

جیونی:

اُلفت نسیم کے مطابق جیوانی کے بارے میں یہ روایت عام ہے کہ ایک قدیم "پیشک" رند قبائل کی مکران میں آمد سے پہلے سیستان کے شہر "جیوان" سے ہجرت کرکے اس ساحل پر آباد ہو گیا اور اپنے قدیم مسکن "جیوان" سے یہاں "جیوانی" کہلائے۔ جیوان کا شہر سیستان میں "لاش" کے نزدیک واقع ہے۔ (نسیم 85:2018) ایک اور روایت کے مطابق جیونی شہر کا پرانا نام جیمری یا جیمڑی تھا۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ جیمری نام کتنا قدیم ہے تاہم ہمدان کے صوبہ میں جمیری (Jamiri) نامی ایک کرد قبیلہ آباد ملتا ہے۔ اس کے علاوہ عربوں میں ایک قبیلہ جبری (Al-Jiburi) کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ مشکے کے علاقے میں ایک جگہ کا نام جیبری مشہور ہے۔ ہم ان ناموں کے باہمی تعلق کے بارے میں کچھ کہنے سے قاصر ہیں۔ تاہم اس طرح کی مماثلتیں محض اتفاقی بھی ہو سکتی ہیں۔

حب (Hab):

Nearchus اور دوسرے قدیم جغرافیہ دانوں کی تحریروں میں Arabis، Arabius، Arabitea جیسے حوالے ملتے ہیں۔ اور موجودہ عہد تک ساحلِ مکران میں بطور Arabu نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں (Elliot & Dowson 1979:468)۔

عام طور پر حب کو Arabis سے منتھی کیا جاتا ہے حب کا دریا، Arabioi اور Oreitai (جو کہ دریا کے مغرب میں آباد تھے) کے درمیان سرحد کا کام دیتا تھا (Smith 1967:111)۔

گدروسی کے سٹرابی (ڈویژن) میں گدروسیا سمیت بلاشبہ Oreitae اور Arabioi کے علاقے شامل ہیں۔ Malana Cape سے آگے کے لوگ گدروسی (Gedrosioi) نام سے جانے جاتے ہیں (Smith 1967:112)۔

سکندر اعظم کے حملے کے عہد کے Oreitai غالباً حری لوگ ہو سکتے ہیں۔ پنجگور میں آج بھی میدوں کے ایک شاخ کو "حُری مید" کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ قدیم حری (Hurrian) لوگوں کو

باقیات ہوں۔ جبکہ Arabi غالباً Bit-Arrabi لوگ ہوسکتے ہیں، جنہیں پہلے سناکریب نے اپنے عہد میں عیلام کے خلاف جنگ میں زیر کیا تھا(Luckenbill 1927:124)۔

پھر آشوربنی پال (668-626ق م)نے عیلامیوں کے خلاف اپنی ساتویں پیش قدمی Bit-Arrabi، lmbi، Daeba، Nadi، Kabrina، Kabrinama وغیرہ کے خلاف جنگ کی تھی۔(Luckenbill 1927:307)عیلام کے بادشاہ کے خلاف آشوربنی پال کے اِسی ساتوں پیش قدمی میں ہمیں عیلامیوں کے اتحادی Billatu/Pillatu، Dammuku(ڈومکی)، Lahiru(لہڑی) اور آٹھویں پیش قدمی میں Rashi (رئیس)قبیلے کے خلاف لڑائی کا حوالہ ملتا ہے۔ (Luckenbill1927:305-7)Kabrina لوگ قمبرانی جبکہ Nadi' لوگ بلوچوں کے نندوانی قبیلہ ہوسکتے ہیں۔

خاران:

بلوچستان کا علاقہ خاران ایک وسیع علاقہ پر مشتمل ہے۔ ہمیں اِس علاقہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں شواہد دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم ایک Harran نامی جگہ میسوپوٹیمیا میں واقع تھا، جہاں میدوں نے 610 قبل مسیح میں اس پر قبضہ کیا تھا۔ (Olmastead 1948:36) Gelb کے بقول Harran، سوباری علاقے کا ایک نام تھا۔(Gelb 1944:46)Zadok کے مطابق Harran کادی نام ہے۔ نئ عیلامی عہد میں بھی ایک Ha-ra-an نامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔(Zadok 2002:98)۔

دمبولی:

سبی اور بیل پٹ کے درمیان حاجی شہر کے نزدیک ایک جگہ اور ریلوے سٹیشن "دمبولی" کے نام سے مشہور ہے۔ ایران میں گیلان کے علاقے میں ایک قبیلہ Danboli کے نام سے مشہور ہے، بعض محققین اسے تُرک قبیلہ قرار دیتے ہیں تاہم کچھ دوسرے ذرائع ان کو کُرد قرار دیتے ہیں۔ (Towfiq 2011:5)جبکہ ویدک اور سنسکرت لٹریچر میں Dambholi اندرا دیوتا کا ہتھیار اور "اندرا کا گرج چمک" کے معنوں میں مستعمل تھا(Macdonell 1893:116)۔

خضدار:

عرب مورخین نے خضدار کو قصدار لکھا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ Kur-zi-ta-li کی اختصاری صورت ہو، جہاں درمیانی "ر" کے حذف ہونے کے بعد Kuztali سے قضداری اور پھر قضدار اور خضدار کی صورت میں سامنے آیا ہو۔ Kur-zi-ta-li، Bur-da-di شہر کا آقا تھا۔ اور یہ شہر نئی آشوری عہد میں مشرقی میڈیا میں صحرائے نمک میں واقع تھا۔ ممکن ہے کہ یہ نام کسائیٹ عنصر کا حامل ہو (Zadok 2002:115)۔

دربل:

گوادر میں دربل، زمران میں درّبُلی (Darbulli) نامی جگہیں مشہور ہیں۔ اِسی طرح قیصرانی کے علاقے میں دربلہ اور بُزداروں کے علاقے میں درابلی (Darrabuli) علاقے مشہور ہیں۔

دراگل:

راجن پور کے پہاڑی علاقے میں ایک جگہ دراگل مشہور ہے۔ سرگون دوئم کی عہد میں ایک بابلی دیوتا Dara-gal کا حوالہ ملتا ہے۔ (Luckenbill 1927:60) اس کے علاوہ وڈھ کے علاقے میں دراکھلہ نامی جگہ واقع ہے۔

دلبند:

جوہان کے علاقے میں دلبند نامی جگہ واقع ہے۔ کیچ ناصر آباد میں ایک جگہ شمسِ دلبند موجود ہے۔ بابل کے نیچے جنوب میں ایک Dilbat نامی جگہ واقع تھا۔ اِس کے علاوہ عیلامیوں کی ایک دیوتا Dilbat (شہر کی خاتون) کے نام سے مشہور تھی اور سوسہ میں ان کے نام پر ایک ٹمپل تعمیر کیا گیا۔ (Cameron 1936:167)۔

ڈگارو،ڈگاری کہن:

گوادر میں ڈگارو اور کیچ میں ڈگاری کہن جیسے علاقے مشہور ہیں۔ اِس کے علاوہ یلان زئی رندوں میں ڈگارزئی طائفہ مشہور ہے۔ نیز بلوچوں میں ایک عالی ڈگار نامی قبائلی شخصیت کا حوالہ ملتا ہے۔ بزداروں میں بھی ایک طائفہ ڈگارانی مشہور ہے۔ ایک آشوری تحریر کے مطابق آشور ناصر پال نے اپنے عہد میں Dagara کے بادشاہ نور۔ اداد کو دجلہ کے مشرق میں اور Zamua کے باغیوں کو شکست دی تھی۔(Luckenbill 1926:149)

راغئی(Raghai):

راغئی ندی جنوبی جانب کپر کے تاس سے نکلتا ہے اور گچک ندی میں جاکر شامل ہوتا ہے۔ (Huges-Buller 1906:22)ہمیں اوستا میں اس طرح کا ایک ملتا جلتا مغربی مقام راغا کا ذکر ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ اوستا کا راغا نامی جگہ داریوش کے کتبوں کا علاقہ میڈیا کا "راگا" ہو۔ اور یہ مقام موجودہ تہران کا قصبہ "رے" ہو۔

دیبا:

کوئٹہ شہر میں ایک جگہ دیبا کلی مشہور ہے۔ عیلام کے علاقے میں Daebaنامی شہر واقع تھا جہاں آشور بنی پال نے پیش قدمی کی تھی۔ اس کے ساتھ انہوں نےKabrina،lmbi،Nadi،-Bit Arrabi آرامی قبائل کو یہاں مغلوب کیا تھا۔(Luckenbill 1927:307)۔

زڑخو،زرد:

قلات میں زڑخو، سوراب میں زرد، منگچر کے علاقے میں زرد غلام جان اور زرد عبداللہ جان جیسے جگہوں کا حوالہ ملتا ہے مند میں ایک جگہ "زرد کوہ" ہے۔ اس کے علاوہ کردوں میں ایک طائفہ زردا زئی کے نام سے مشہور ہے۔ ہمیں ان کے بارے میں ٹھوس شواہد دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم ہمیں سرگون کے عہد میں مغربی میڈیا میں Zardukkuنامی سربراہ کا حوالہ ملتا ہے۔ جس کا تعلق Harzianu

علاقے سے تھا۔اِس کے علاوہ ہمیں ان کے ساتھ Paiaukkaنامی سربراہ کا حوالہ ملتا ہے۔ جس کا تعلق Kila(m)bate(غالباً کلمت) سے تھا اور ان کے ساتھ Barikanuکا حوالہ ملتا ہے، جنہیں سرگون نے شکست دی تھی۔(Luckenbill 1927:76)بریکانو بلاشبہ ہیروڈوٹس کے پریکانی (Paricani) ہیں۔ جو موجودہ عہد میں پرکانی کی صورت میں موجود ہیں۔

سنجاوی:

ضلع لورالائی میں سنجاوی نامی جگہ مشہور ہے۔ کرمانشاہ کے علاقے میں سنجاوی / سنجابی علاقہ اور قبیلہ کا حوالہ ملتا ہے۔(مردوخ ندارد : 108)اِسی طرح اُلفت نسیم نے تحصیل بوری ضلع لورالائی میں "بُوری کُرد" قبیلے کا ذکر کیا ہے(نسیم:46:2016)۔

زوب / ژوب:

بلوچستان میں ژوب نامی ایک جگہ مشہور ہے۔ 2300 قبل مسیح کے لگ بھگ ہمیں Zohabنامی شہر کا حوالہ ملتا ہے۔ جو سرائے پل (Sar-i-Pul)کے قریب واقع تھا۔ (Cameron1936:41)۔

شاپک(Shāpuk):

کیچ میں شاپک نامی جگہ واقع ہے۔ عیلامیوں کے ایک دیوتا کا نام Sapak تھا۔ شاید یہ Sapak دیوتا، کسائیٹ دیوتا Shipakسے مطابقت رکھتا ہے۔(Cameron 1936:205)اس کے علاوہ 3500 قبل مسیح میں سومیری عہد میں بابل میں ایک Shuruppakنامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔ (Smith 1928:10)تاہم یہ نام سومیری زبان سے متعلق نہیں ہے۔

کوچو:

دشت بیچ کے علاقے میں کوچو نامی جگہ واقع ہے۔ بُزداروں میں فاضلہ کچھ کے علاقے میں کوچو اور ٹھیکر شہر کے جنوب میں کوچو نامی جگہ مشہور ہے۔ غالباً کوچو سرسبز وشاداب جگہ کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔

کاہان:

کوہلو کے علاقے میں کاہان ایک مشہور جگہ ہے۔ ابن حوقل نے کرمان میں ایک جگہ کاہون (Kahoun) کا ذکر کیا ہے۔ (Haukal 1800:144)۔

سامانِ کلات (سامان کا قلعہ):

بلیدہ کے علاقہ میں سامانِ کلات یعنی سامان کا قلعہ مشہور ہے۔ یہ کلات غالباً سامانی حکمرانوں (819-999ء) کی غمازی کرتا ہے۔ اپنے عہد میں یہ ایک وسیع سلطنت رہی تھی۔ جس میں ایران کا بیشتر حصہ، موجودہ افغانستان، ترکمانستان، ازبکستان، قازیکستان اور پاکستان شامل تھا۔ اِس سلطنت کا مرکز خراسان تھا۔

سارونہ:

آشوری تحریروں میں Sa-ru-na نامی علاقے کا حوالہ ملتا ہے۔ (Tallqvist 1914:189) لیکن اِس جگہ کا صحیح تعین نہیں کیا جاسکتا۔ خضدار کے علاقے میں سارونہ نامی جگہ واقع ہے۔

کرخ:

کرخ نامی جگہ خضدار کے علاقے میں واقع ہے۔ سوسہ (Susa) کے نیچے جنوب میں کرکہ / کرخہ (Kerkeh) نامی جگہ واقع تھا۔

رامدونی:

نوشکی علاقے میں ایک جگہ رامدونی مشہور ہے۔ ہمیں اسرحدون عہد کی ایک تحریر میں رمدانی (Ramadani)شہر کا حوالہ ملتا ہے۔ (Cameron 1936:172) یہ شہر صحرائے نمک میں کہیں واقع تھا۔ Zadok کے خیال میں یہ ایک ایرانی لفظ ہے۔ کیونکہ قدیم فارسی میں Ram-dana "آرام کرنے کی جگہ" کہا جاتا ہے (Zadok 2002:108)۔

کرخسہ:

کرخسہ، کوئٹہ کے نواح میں واقع ہے۔ مشرقی میڈیا میں Barikānu علاقے کے ساتھ Karkasi نامی علاقے کا حوالہ ملتا ہے۔ (Luckenbill 1927:105) جبکہ بعض تحریروں میں اِسے Kur-Sa-Ka-a یعنی "ساکا لوگوں کا ڈیرہ" بھی لکھا گیا ہے۔ مشرقی میڈیا کے اِس علاقے کو دُور کے میدوں کا علاقہ بھی کہا جاتا ہے۔ مشرقی میڈیا کے بریکانو (Barikanu) وہی لوگ ہیں جنہیں ہیروڈوٹس نے Paricani لکھا ہے۔ اور انہیں گدروشیا میں آباد ظاہر کیا ہے۔ بلاشبہ یہ موجودہ پرکانی ہیں۔ اس کے علاوہ Kisa(a)Kar نامی ایک جگہ مغربی اناطولیہ میں واقع تھا اور بہت سے حطی ٹیکسٹ میں اس کا حوالہ ملتا ہے (Bryce 2009:368)۔

کپکپار (Kapkapār):

دشت کیچ میں کپکپار نامی جگہ واقع ہے۔ آشوری حکمران اداد-نراری سوئم (80-782:ق م) کی ایک تحریر میں Bel-Kapapi نامی آشوری بادشاہ کا حوالہ ملتا ہے، جو اِن سے پہلے حکمران رہے تھے اور اداد۔ نراری کے مطابق وہ انہی کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں (Luckenbill 1926:264)۔

کشاری:

آواران کے علاقے میں کشاری نامی ایک پہاڑ موجود ہے۔ درمیانہ اور بعد کے کانسی عہد میں شمالی میسوپوٹیمیا میں Kashiyari پہاڑ اور علاقے کا حوالہ ملتا ہے۔ موجودہ عہد میں اِس علاقے کو

طُر ابدین (Tur Abdin) کہا جاتا ہے۔(Bryce 2009:226) یہ علاقہ پہاڑی منطقہ میں شمال میں Nairi اور جنوب میں Kadmuhu کے درمیان میں واقع تھا(Bryce 2009:374)۔

سوراپ:

پنجگور میں سوراپ اور قلات کے علاقے میں سوراب نامی جگہیں موجود ہیں۔ اِس طرح کا ملتا جلتا نام ہمیں خلیج فارس کے ساتھ سوراپی (Surappi) کی صورت میں ملتا ہے۔ جہاں سات سو قبل مسیح میں Gurumu (گرمانی)، Damunu (دامنی)، Bukudu / Pakudu (بگٹی) وغیرہ قبائل رہتے تھے(Luckenbill 1927:129)۔

شہرک

کیچ میں ایک جگہ شہرک کے نام سے مشہور ہے۔ فارس میں بھی ایک شہرک نامی جگہ موجود ہے۔ اِس کے علاوہ فارس میں ایک شہر اکی (شاراکی) قبیلہ رہا تھا جو موجودہ عہد میں متفرق علاقوں میں منتشر طور پر آباد ہیں(مردوخ ندارد:99)۔ شہرک میں بڑے بھاری بھر کم چکی نما پتھر دریافت ہوئے ہیں۔(Huges-Buller1906:58) بعض لوگ انہیں آٹا پیسنے والے چکی خیال کرتے ہیں۔ جنہیں اُونٹوں کے ذریعے چلایا جاتا تھا۔ تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ کسی قدیم زمانے میں یہ بھاری چکی نما پتھر کشتیوں کے لنگر انداز ہونے میں استعمال ہوتے ہوں گے۔

کلاتک:

کیچ میں کلاتک نامی جگہ مشہور ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم کلاتک، کلات کی تصغیری (diminitve) صورت ہو سکتی ہے۔ ہمیں بعد کے ایک آشوری خط میں ذاگروس کے علاقے Ellipa اور Sangibutu میں کچھ شخصی نام مثلاً Shu-Shu-uk، Da-shi-uk دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اِس طرح کے نام ہمیں نوزی کے ناموں میں بھی ملتے ہیں۔ مثلاً Hashuk، Kaltuk، Kizzuk، Naharuk اور Nizuk تاہم ہمیں ان کے لسانی ماخذ کے بارے میں ٹھوس شواہد نہیں ملتے۔(Gelb1944:101) جبکہ بلوچوں میں اب بھی نزوک اور نُورک نام مستعمل ہیں۔

کنگری(Kingri):

ضلع موسیٰ خیل میں کنگری نامی جگہ واقع ہے۔ نئ آشوری عہد میں مغربی میڈیا میں Karhar کے علاقے میں Kingaraku نامی جگہ واقع تھا(Zadok 2002:125)۔

کھرڑ(Khṛar):

بُزداروں کے علاقے میں کھرڑ نامی جگہ مشہور ہے۔ مغربی میڈیا میں Karhar نامی جگہ کا حوالہ ملتاہے۔ اس کو Harhar (ہرہر / خرخر) سے بھی شناخت کیا جاتاہے۔ اس جگہ کو تیسری اُر سلطنت عہد اور قدیم بابلی عہد میں Kār-Sharru-ukin کا نیا نام دیا گیا۔ Vallat کے خیال میں Karhar اور اس کا ملحقہ علاقہ، ذاگروس میں آشوریوں کا براہ راست انتہائی مشرقی کنٹرول کا علاقہ تھا۔ جبکہ Herzfled کا خیال ہے کہ یہ علاقہ مزید مشرق کی طرف نہاوند اور ملیئر (Malayar) کی طرف واقع تھا(Zadok 2002:125)۔

کوشقلات / کونشقلات:

تمپ کے علاقے میں کوشقلات / کونشقلات نامی جگہ واقع ہے۔ غالباً یہ جگہ کوش نامی شخص یا قبیلہ یا علاقہ کی وجہ سے کوش کا قلعہ مشہور ہوا ہے۔ جبکہ اسی نام کے ایک جگہ تربت شہر میں بھی موجود ہے۔ ہمیں مزید اِس کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم ال-طبری کے مطابق ساسانی بادشاہ اردشیر اوّل نے اپنے عہد میں مکران کے بادشاہ سمیت کوشان (Kushān) اور توران (خضدار اور کلات) کو مغلوب کیا۔ (BadalKhan 2013:104) ممکن ہے کہ "کوش قلات" نامی جگہ اِسی کوشان (Kushān) سے متعلق ہو۔ پروفیسر جارج رالنسن کے مطابق کرمان کا مشرقی علاقہ ساسانی عہد تک کُسان (Kusān) کے نام سے جانا جاتا تھا اور یہ موجودہ بلوچستان کا علاقہ ہے جو بلوچ (Belooches) یا بلوص (Belus) لوگوں کا ملک ہے(Rawlinson 1, 1873:44)۔

کولواہ:

ال ادریسی کے مطابق kir یعنی kiz (کیچ) اور ارمائیل (ارمانیل) کے درمیان دو اضلاع ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں۔ ان میں سے ایک راہون (Rāhūn) ہے جو منصورہ پر انحصار کرتا ہے اور دوسرے کا نام کلوان (Kalwān) ہے جو مکران کے تحت آتا ہے۔ (Elliot&Dowson 1979:80) کلوان اصل میں موجودہ کولواہ ہے۔ تاہم ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ال ادریسی نے جس طرح اِسے کلوان لکھا ہے، واقعتاً اس کا یہی نام تھا یا یہ کہ اُس نے کولواہ کو کلوان لکھا۔ زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ اس جگہ کا اصل نام کلوان ہی تھا جو بعد میں کولواہ کی صورت میں سامنے آیا۔

کوہلو (Kohlu):

کوہلو مری بلوچوں کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اگرچہ ہمیں اس کے ماخذ کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم یہ ناممکن نہیں کہ کوہلو، نینوا کے نیچے دجلہ کے مشرقی کنارے پر Kalhu شہر (Tallqvist1914:263) سے ہم مشابہہ نام ہو۔ غالباً Kalhu شہر شلمانصر اوّل (1280 ق م) نے اپنے عہد میں بسایا تھا۔ (Smith1928:282) یا ممکن ہے کہ کوہلو، Kululu نامی شہر سے مماثلت رکھتا ہو۔ یہ شہر لوہے کے دور میں مشرقی اناطولیہ میں Kayseri نامی مقام سے 30 کلومیٹر شمال مشرق کی طرف واقع تھا اور Tabal سلطنت کا دارالخلافہ تھا (Bryce 2009:395)۔

کوئٹہ:

بعض محققین کوئٹہ کو کوہءِ تہا (یعنی اندر پہاڑ) کا مرکب لفظ قرار دیتے ہیں۔ تاہم تگلت پلیسر سوئم کی ایک کہانی میں kuta نامی شہر کا حوالہ ملتا ہے۔ (Luckenbill 1926:282) غالباً یہ جگہ اُراتو کے زیریں کنارے پر Nairi سرحد پر واقع تھا۔ بعد میں ہمیں سرگون دوئم کے عہد میں بھی اس شہر کا حوالہ بطور Kutta/Qutta کی صورت میں ملتا ہے (Luckenbill 1927:92)۔

جبکہ Zadok نے اِسے Qu-ta لکھا ہے۔ (Zadok 2002:141)اِس کے علاوہ میسوپوٹیمیا میں نپر کے دامن میں قدیم اکادی شہر Qu-ut-ta (Zadok 2002:141) یا Kutha بھی واقع تھا۔ غالباً کوئٹہ نپر کے Qu-ut-ta کی بجائے Qutta سے مماثلت کا حامل ہے۔ اِسی طرح نپر کے کوثا شہر کی طرح "ایرانی بلوچستان کے خاش کے علاقے میں "کوثہ "نامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔ (عسکری 74:1996) لیکن یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ ہم یہاں ممکنہ مماثلت اور امکان کی بات کر رہے ہیں۔ یقیناً بہت سی مماثلتیں اتفاقی اور سرسری بھی ہو سکتی ہیں۔

کیل کور:

پنجگور میں ایک ندی کیل کور کے نام سے مشہور ہے۔ عیلامی بادشاہ Shutruk-Nahhunte(1171-1207ق م) کے ایک یادگار تحریر میں Teda، Tahirman کے علاوہ ہمیں Kel نامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔(Cameron 1936:106)غالباً یہ جگہ دیالہ دریا کے منبع کے آس پاس کہیں واقع تھا۔

کیکان / قیقان(Kaikanan, Kaikan):

قیقان موجودہ قلات کا علاقہ تھا جس کا دارلخلافہ قصدار تھا۔ چچ نامہ کے مطابق یہاں ترک لوگ آباد تھے۔ بلاذری کے مطابق کیقان میں جٹ (Jat) آباد تھے۔ (Elliot & Dowson 1979:381-2) ممکن ہے کہ ان کا تعلق " قدیم قبیلہ Bit-Zatti (یعنی Zatti لوگوں کا گھر) سے ہو۔ جو عہد قدیم میں عظیم خراسان شاہراہ کے شمال میں سکونت رکھتے تھے" (Zadok 2002:99)۔

گدر(Gidar):

گدر سوراب کے علاقے میں واقع ہے اداد۔ نراری دوئم نے Kashiari / Kashiyari علاقے میں Gidara نامی شہر میں آرامیوں کے خلاف پیش قدمی کی تھی۔ آرامی اس شہر کو Ratammatu کہتے تھے۔(Luckenbill 1926:112)اِس کے علاوہ عیلامیوں کے ایک دیوتا کا نام Gidar تھا(Cameron1936:90)۔

دُرگ:

ضلع موسیٰ خیل بلوچستان میں ایک جگہ "دُرگ" کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں جعفر نامی قبیلہ آباد ہے۔ اِسی طرح بسیمہ کے علاقے میں بھی ایک "دُرگ" نامی جگہ مشہور ہے۔

گنداواہ:

گنداواہ کچھی کے علاقے میں واقع ہے۔ عرب مورخین نے اِسے قندابیل (Kandabil) لکھا ہے اور اسے توران کا ایک قصبہ بتایا ہے اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ غالباً یہ قدیم نام Kanda اور Bel "آقا" جیسے مرکب لفظ کی عکاسی کرتا ہے۔

گوادر:

اِیرین نے موجودہ گوادر کے علاقے کو Barna جبکہ پٹولمی نے اِسے Badara لکھا ہے۔ ڈاکٹر حمید بلوچ کے مطابق یہ موجودہ گوادر ہے۔ (بلوچ 121:2009) تاریخی اور لسانی طور پر یہ بات درست ہے۔ کیونکہ بلوچی قدیم ایرانی /V/ جدید فارسی /b/ کو /g/ سے بدلتا ہے۔

لدھا:

لدھا نامی جگہ کوہ سلیمان میں ٹھیکر بستی کے مشرق میں واقع ہے۔ اِسی طرح مستونگ میں بھی ایک جگہ "لدھا" کے نام سے مشہور ہے۔

مشکاف:

سبی کے علاقے میں ایک جگہ مشکاف مشہور ہے۔ ہمیں اس کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم ہمیں 2 ہزار قبل مسیح میں Ma-aš-ka-bi نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ جو کہ ایک عیلامی نام ہے (Zadok1987:14)۔

اسکے علاوہ ہمیں اکادی تحریروں میں دیالا علاقے میں Maš-gan-a-bi نامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔ (Gelb 1957:269) غالباً مشکاف بھی مشگان ابی جیسے نام کی مسخ شدہ صورت معلوم ہوتا ہے۔

ماراپ:

سوراب کے علاقے میں ماراپ نامی جگہ واقع ہے۔ ہمیں اس کے بارے میں ٹھوس شواہد دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم ایرانیوں کا ایک قبیلہ ماراپی (Maraphi) کے نام سے مشہور تھا۔ (Olmstead 1948:34)اس کے علاوہ ہمیں ایک مارب(Mariab)نامی شہر کا حوالہ ملتا ہے جو یمن کے مشرق میں واقع تھا۔ اور حکومت سباء کا دارالحکومت تھا۔ 900 قبل مسیح کے کتبات میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

ملیر(Mallir):

کراچی میں ملیر کا علاقہ واقع ہے، یہاں کی اکثریتی آبادی بلوچ ہے۔ مغربی میڈیا میں موجودہ ہمدان صوبے میںMalāyerنامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔

کوہ ماران:

کوہ ماران، سوراب کے علاقے میں واقع ہے۔ کشمیر میں بھی ایک پہاڑ کوہ ماران کے نام سے مشہور ہے۔ ابن حوقل نے ایک مارن نامی پہاڑ کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بقول یہ پہاڑ کرمان کے سرحد کے علاقے سے تعلق رکھتا ہے(Haukal 1800:141)۔

ماوند:

ماوند کا علاقہ کوہلو میں واقع ہے۔ ایران میں ایک جگہ میمند (Meymend) کے نام سے مشہور ہے۔ جو کرمان میں ضلع بابک میں واقع ہے۔اِسی طرح اوستا میں hvanvantنامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔

جو موجودہ عہد میں دماوند کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ ماوند، میمند یا دماوند جیسے نام سے مشابہت کا حامل ہے۔

مستونگ / مُستنگ:

مستونگ کوئٹہ کے جنوب میں واقع ہے۔ سعید دہوار کے مطابق مستونگ کا پرانا نام ماہ استان تھا جو ماہ استان سے ماھتانگ اور پھر مستونگ کی صورت میں سامنے آیا۔ اس کے علاوہ چترال میں ایک مقام مستوج کے نام سے مشہور ہے۔ ممکن ہے کہ مستونگ کا ماخذ Mashduku / Mashdakku جیسے قدیم ایرانی شخصی ناموں سے متعلق ہو۔ Ellipi یعنی مغربی میڈیا میں Andiripatianu شہر کا سربراہ Mashdakku نامی شخص تھا۔ اور اس کے علاوہ اِس علاقے میں Barikānu (ہیروڈوٹس Paricani) کا سربراہ Satarpanu اور Kalambate (کلمت) علاقے کا سربراہ Paianukanu نامی شخص تھا۔ سرگون دوئم نے اپنے عہد میں ان علاقوں کو فتح کیا تھا۔ (Luckenbill 1927:76) Mashdaku غالباً ایرانی مزدا اور مزدک کی غمازی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اہم نکتہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تیسری اُر سلطنت کے عہد میں اُر کیلنڈر کے دوسرے مہینے کا نام $Maš-du-gu_7$ تھا۔ جو ممکن ہے کہ کسی دیومالائی شخصیت کی عکاسی کرتا ہو۔

مشکے (Mashke):

آواران کے علاقے میں مشکے ایک مشہور جگہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم مشکے، آشوری تحریروں کے Amasaki نامی جگہ سے مشابہت رکھتا ہے۔

اداد۔ نراری اوّل (1300 ق م) کی کہانی سے پتہ چلتا ہے کہ اُس نے Lubudu اور Papiku (آرامی قبائل) سے لے کر Eluhat، Shurri، Kahat، Amasaki، Hurra وغیرہ علاقوں کے سمیت تمام Kashiari علاقے کو Eluhat تک فتح کیا تھا۔ (Luckenbill 1926:27)-Bryce کے مطابق Amasku (Masku) شہر شمالی میسوپوٹیمیا میں Hanigalbat سلطنت سے تعلق رکھتا ہے (Bryce 2009:35)۔

ال ادریسی کے مطابق توبران (یعنی توران) فہرج (یعنی پہرہ) کے قریب واقع ہے جو کرمان سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ آگے مزید لکھتے ہیں کہ توبران سے Mustah (ایک اور تحریر میں Maska لکھا

ہو املتاہے) شہر سے تین دن کے فاصلے پر واقع ہے۔(Elliot & Dowson 1979:81) غالباً یہ Maska، مشکے ہے۔

اکادی تحریروں میں دیالا علاقہ سمیت (Gelb 1952:232) مجموعی طور پر آٹھ - Maš gán، Maš-gán-Gal، Maš-gan-a-bi وغیرہ نامی جگہوں کا حوالہ ملتاہے۔

اس طرح کے نام غالباً Maškanu یعنی "آبادی۔ مسکن" کی دلالت کرتے ہیں۔ تاہم مشکے اشتقاقی طور پر اکادی: Mashqu پانی والا علاقہ (CDA203) سے متعلق بھی ہو سکتا ہے۔(Gelb1957:269) نیز ممکن ہے کہ موجودہ ماشکیل مذکورہ مشگان گل اور سبی کے علاقے میں مشکاف نامی جگہ مشگان ابی جیسے ناموں کی ترکیبی ساخت کی غمازی کرتے ہوں۔

اس کے علاوہ ال ادریسی ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ Firabuz (پنجگور) کے لوگ امیر ہیں اور تجارت کرتے ہیں۔ یہاں کے لوگ اپنے قول کے سچے اور فریب اور دھوکہ دہی سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی سخی اور خیرات دینے والے ہیں۔ یہ مکران صوبہ سے تعلق رکھتاہے۔ جس طرح کہ Kir (kiz / کیچ)، Darak (غالباً دزک)، راسک (یہاں کے لوگ شیعہ ہیں) بہہ (گہہ) بند، کسر بند، اسفکا (Asfaka)، Falhafara، Maskan تز (Tez) اور Balbak اِس صوبہ سے متعلق ہیں۔ (Elliot&Dowson 1979:80)۔

جبکہ ابن حوقل یہاں کے کچھ علاقوں کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔ اور انہیں سندھ سے نتھی کرتے ہیں۔ مثلاً وہ الس (Alis) کسر (Kusr)، Fermoun، درک (Derek)، راسک، Kelaaherah، Meshki، Meil، Armaiel (ارمابیل) اور توران کے بستیوں Mehali، Kibarkaman، Sureh اور قندابیل کا تذکرہ کرتے ہیں۔(Haukal 1800:147)۔

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ال ادریسی کا Maskan اور Falhafhra ابن حوقل کے یہاں بالترتیب Meski اور Kelaaherah لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ Maskan اور Meshki موجودہ مشکے ہے۔ جبکہ اسفکا موجودہ لاشار علاقے کا Espaka ہے۔

منگوچر:

منگوچر[20] کی وجہ تسمیہ غالباً "موبدوں کا جد اعلیٰ شاہِ افسانوی منوچہر (منوش چِتر) سے متعلق ہے۔ جو اساطیری خاندان پَردات سے تھا اور وشتاسپ سے بھی زیادہ قدیم تھا۔ اشکانی خاندان سے متلق قارین نامی خاندان کا شجرہ نسب جو طبری نے دیا ہے۔ اس کی رُو سے اس خاندان کا جد اعلیٰ بھی یہی منوش چتر ہے (کرسٹن سین 150:1992)۔

مہمہ:

مہمہ بارکھان کے علاقے میں واقع ہے۔ ہمیں آشوری تحریروں میں Ma-hu-ma-a نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے (Tallqvist 1914:317)۔

منجھیل:

کوہ سلیمان میں بُزداروں کے علاقے میں ایک منجیل یا منجھیل نامی جگہ مشہور ہے۔ جنوب مشرقی گیلان میں ایک جگہ منجیل (Menjil) مشہور ہے جہاں کُردوں کا عمار لو نامی قبیلہ آباد ہے۔

نال:

ضلع خضدار میں نال بلوچستان کا ایک مشہور جگہ ہے۔ بلوچی میں ریتلی علاقے کو "نال" کہا جاتا ہے۔ ایک Nahal نامی جگہ فارس میں واقع تھا (Cameron 1936:196)۔

---

[20]۔ کچھ مورخین کا خیال ہے کہ منگوچر، منگہ چر دراصل مہنگے چات سے اشتقاق ہے۔ مہنگے یا منگو دونوں نام بلوچی میں مستعمل ہیں۔ مہنگے چات یعنی مہنگے نامی آدمی کا کنواں جو بگھڑ کر منگوچر بن گیا۔ منگو پیر کراچی میں بھی ایک جگہ کا نام ہے۔ سنگت رفیق۔

نیمرغ:

نیمرغ نامی جگہ قلات میں واقع ہے۔ اس طرح کا ایک ملتا جلتا نام ہمیں Namrag کی صورت میں ملتا ہے۔ یہ جگہ غالباً Umma کے علاقہ میں واقع تھا۔ جہاں Bur-Sin آشوری بادشاہ کی تحریریں بر آمد ہوئیں۔(Gelb 1944:59)۔

ناگ(Nāg)ناگی در(Nagidar):

بلوچستان میں بسیمہ سے آگے ناگ، زمران میں ایک جگہ ناگ اور تمپ کے علاقے میں ناگی در اور پسنی اور کلانچ میں ناگی جیسے جگہیں موجود ہیں۔ ہمیں ان کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم وسطی ذاگروس میں Balahute کے علاقے میں ہمیں Bit-Nagia یعنی "ناگیا کا گھر" (Cameron 1936:116) کا حوالہ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں Zamua کے اندرونی علاقے میں Ni-ig-de-ra نامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے، جہاں شمشی اداد پنجم نے اپنے عہد میں پیش قدمی کی تھی۔ (Zadok 2002:134)۔

زین:

سوئی سے مغربی جانب تین گھنٹے کے فاصلے پر "زین" نامی جگہ واقع ہے۔ اِسی طرح کوہ سلیمان میں بُزدار کے علاقے میں بھی ایک جگہ "زین" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دونوں جگہیں پہاڑی مقامات ہیں۔ کُردی میں ٹیلہ یا چھوٹی پہاڑی کے لیے "زینی" کا لفظ مستعمل ہے۔

نوشکی Noshki:

بلوچستان میں نوشکی ایک مشہور جگہ ہے۔ ہمیں اس کے ماخذ کے بارے میں شواہد دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم Nusku/Nashkhu آشوریوں کا ایک دیوتا تھا۔ اس کے علاوہ Na-ash-hu-id-ri یعنی "Nashkhu دیوتا میرا مددگار ہے۔" Nashu-qatar یعنی "Nashkhu دیوتا ایک چٹان ہے۔"(Tallqvist 1914:168)

نور گامہ:

زہری کے علاقے میں نور گامہ نامی جگہ واقع ہے۔ ہمیں اِس کے ماخذ کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم درمیانہ کانسی عہد میں شمالی میسوپوٹیمیا میں ایک Nurrugum نامی شہر واقع تھا اور یہ علاقہ دجلہ دریا کے ساتھ بشمول نینوا کے شمال میں Ekallatum تک پھیلا ہوا تھا۔ (Bryce 2009:516)۔

نمرودِ قلات:

اُلفت نسم کے مطابق نمرود کا مرزبوم گوادر کا علاقہ دشت تھا۔ دشت کے مقام پر سُنٹ سر میں اِس کا قلعہ تھا اِس قلعہ کے ایک حصّے میں وہ قلعہ سوختہ بھی موجود ہے جہاں حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا۔ جس کے آثار نمرود قلات اور ستگگیں ڈور کے نام سے آج بھی موجود ہیں (نسیم 2016:30، 86)۔

تاہم ہمیں میسوپوٹیمیائی تحریروں میں نمرود کا ذکر نہیں ملتا۔ البتہ بعض محققین نمرود کو 1250 قبل مسیح کے اشوری بادشاہ توکلتی۔ نن۔ اُرتا اوّل (Nin-urta) سے جوڑتے ہیں۔ یعنی یہی Nin-urta غالباً پہلے Nimurta پھر Namrud کی نمائندگی کرتا ہو۔ مزید یہ کہ ہمیں بابل میں Nin-urta نامی ایک اساطیری دیوتا کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ (Gelb 1944:102) لیکن اس کے ماخذ کے بارے میں جانکاری نہیں ملتی۔ جبکہ مقامات کے حوالے سے ہمیں ایک نمرود نامی جگہ عراق میں Caleh کے مقام پر دیکھنے کو ملتا ہے۔ اِس کے علاوہ شام کے شمال مشرقی علاقہ کماژین میں بھی نمرود داغ نامی جگہ کا حوالہ ملتا ہے۔ (کرسٹن سین 1992:205) سیستان وزابلستان کا علاقہ نیمرود بھی مشہور ہے۔ ممکن ہے یہ نمرود جیسے نام کی غمازی کرتا ہو۔ تاہم نیمروز "جنوب" کے معنوں میں مستعمل رہا ہے۔ ممکن ہے کہ جنوبی جانب واقع ہونے کے باعث یہ اصطلاح سامنے آیا ہو۔

ہپت تلار:

ہپت تلار کو عرب مورخین نے Astálo لکھا ہے۔ میدِ اِسے Astálu کہتے ہیں۔ یہ ایک جزیرہ ہے جو پسنی سے 26 میل دوری پر واقع ہے۔Arrian نے اِسے Nosala لکھا ہے۔ ہندو اِسے Satadip کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جزیرہ کالی دیوی کا مسکن ہے۔ ایک اور کہانی کے مطابق کالی دیوی تام دیویوں سے محترم تھی اِس لیے اس کا مسکن ستادیپ یعنی "سچائی کا چراغ" کہلاتا تھا۔

لیکن مقامی روایات اِس سے مختلف ہیں۔ پسنی کے میدِ اِس جزیرے میں بہت سی جگہوں کو مقدس گردانتے ہیں۔ اور یہاں ایک جگہ کو خواجہ خضر سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ تاریخی طور پر ہپت تلار کے حوالے سے ایک پراسراریت اور افسانوی رنگ نمایاں رہا ہے۔ (Huges-Buller 1906:276-280)۔

بہر حال یہاں نہ تو سات پہاڑ واقع ہیں اور نہ ہی سات جزیرے۔ اس لیے یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے کہ ہپت تلار قدیم میسوپوٹیمیائی اور اناطولیائی دیوی Ḥepet کی عکاسی کرتا ہو۔ کیونکہ "پہلی بابلی سلطنت کے ایک مہر پر Ḥepet لکھا ہوا ملتا ہے۔ تاہم یہ نام حری زبان سے متعلق نہیں ہے۔ اگرچہ بعد میں 1500 قبل مسیح میں حری تحریروں میں حری لوگوں سے وابستہ Hepet نامی ایک دیوی کا حوالہ ملتا ہے۔ تاہم یہی دیوی حطی تحریروں میں Ḥi-pa-tu اور Ḥa-pa-tu کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ " (Gelb 1944:106-7) جبکہ دوسری طرف عرب مورخین کا Astálo اور پٹولمی کا Asthala غالباً Hapt-talār ہی کا مسخ شدہ صورت معلوم ہوتا ہے۔

ہربوئی:

ھربوئی قلات کے علاقے میں نہایت ہی پُر فضا پہاڑی سلسلہ ہے۔ ہمیں ان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں شواہد دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم سکندر اعظم کے حملے کے زمانے میں موجودہ حب کے علاقے میں Arabitae، Arabioi، Arabis لوگوں کا حوالہ ملتا ہے۔ (Elliot & Dowson 1979:468) ممکن ہے کہ ہربوئی پہاڑی علاقے کا اِس سے کوئی تعلق بنتا ہو۔ اس کے علاوہ فرات کے دوسرے کنارے پر Harbē نامی جگہ واقع تھی۔ جہاں توکلتی اُرتا دوئم (884-890ق م) نے اپنے عہد

میں جنگی پیش قدمی کی تھی۔(Luckenbill 1926:129)اس کے علاوہ عیلامیوں کے ایک دیوتا کا نام Hurbi یا Harbe تھا۔(Cameron 1936:34,90) نیز اس طرح کے شخصی نام مثلاً Hurbi-Shenni بھی دیکھنے کو ملتا ہے(Cameron 1926:96)۔

ہڑب:

کوہلو میں ہڑب نامی جگہ واقع ہے۔ عیلامی بادشاہ شلہک انشوشنک (1151-1165ق م) نے اپنی چھٹی جنگی کاروائی میں Balahutaعلاقہ کے 49 مقامات کو قبضہ کیا تھا۔ جس میں Bit-Nagia، Bit-sha' کے علاوہ انہوں نے Bit-Harapنامی علاقہ کو بھی زیر کیا تھا۔ (Cameron 1936:118) غالباً یہ علاقے جنوبی ذاگروس میں واقع تھے ممکن ہے کہ ہڑب کا نام Bit-Harap سے مماثلت رکھتا ہو۔

واشک Washuk:

واشک خاران کے علاقے میں واقع ہے۔ اس طرح کا ہم مشابہہ جگہ ہمیں وشکانی (Waššukkani) کی صورت میں ملتا ہے۔ یہ ایک سوباری علاقہ تھا اور سوباری علاقہ بالائی دجلہ اور تورس (Taurus) کے درمیانی علاقے میں واقع تھا۔(Gelb 1944:46)

سبی:(Sibi):

ضلع سبی بلوچستان کا مشہور جگہ ہے جسے سیبی یا سیوی بھی تلفظ کیا جاتا ہے۔ آشوریوں کے ایک خداوند کا نام(Seven) Sibi تھا۔ توکلتی اُرتا اوّل(1259ق م) نے اپنے عہد میں Bait-ilāni کے قریب اپنے نام پر kur-Tukulti-urta نامی شہر آباد کی اور اِس شہر کے درمیان میں انہوں نے دوسرے دیوتاؤں کے ٹمپل تعمیر کرنے کے علاوہ Seven (Sibi)دیوتا کا ایک ٹمپل بھی تعمیر کیا۔ (Luckenbill 1926:61)۔

سرگون دوئم (705-724)اور سناکریب کے داستانوں میں بھی Sibiنامی دیوتا کا حوالہ ملتا ہے۔(Luckenbill 1927:100,148)رشید اختر ندوی کے مطابق "پری بدھسٹ انڈیا کے

مصنف رتی لال مہتہ اور ویدک انڈکس کے مصنف نے شواہد سے ثابت کیا ہے کہ 12 سو قبل مسیح سے لے کر آٹھ سو قبل مسیح تک ایک سیوی ریاست موجود تھی جو موجودہ جھنگ اور شورکوٹ کا ایک درمیانی علاقہ تھا۔ رتی لال مہتہ کا خیال ہے کہ سیوی بادشاہ کے شجرہ نسب سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ سیوی اور ماد خاندان ایک دوسرے سے منسلک تھے۔" (ندوی، حصّہ اوّل 96:1998) سیوی اور ماد خاندان ایک دوسرے سے منسلک تھے یا نہیں اگرچہ اس کے بارے میں ہم کچھ کہہ نہیں سکتے تاہم مسلم مورخین کی تحریروں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی پچھلے وقتوں میں مید لوگوں کو بالائی پنجاب سے سندھ کی جانب مجبوراً ہجرت کرنا پڑا۔ غالباً 30 سے 20 قبل مسیح کے دوران مید جنوب کی طرف ہجرت کر گئے اور پھر بالاخر انہوں نے بالائی سندھ میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ (Elliot & Dowson:1979:530) کنداابیل یعنی موجودہ گنداواہ کے قریب ایک Budha نامی قبیلہ کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض مورخین نے اِسے Nudha بھی لکھا ہے تاہم ابن حوقل اِسے بُدھا لکھتے ہیں اور مند (مید) کی جتھا بندی میں رکھتا ہے۔ اور انہیں دریائے سندھ کی مغربی جانب بہت سے قبیلوں کا نمائندہ بتاتا ہے۔ اور Budii بھی میدوں کا ایک قبیلہ ہے۔ صوبہ سندھ میں ان دو قبیلوں کی باہمی قربت اور مشابہت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ ایک ہی جتھا کے لوگ تھے جو یہاں ہجرت کر کے آئے تھے (Elliot & Dowson 1979:526)۔

جھنگ اور شورکوٹ کی سیوی ریاست اور سیوی بادشاہوں کا میدوں سے نسلی قرابت اور اِسی طرح دوسری طرف موجودہ گنداواہ اور سبی کے نزدیک Budha لوگوں کا میدی قبیلہ بودی (Budi) سے نسلی قرابت کی کڑیاں اگرچہ باہم ملتی نظر آتی ہیں تاہم اِس بارے میں وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ بلوچستان کی سبی اور جھنگ اور شورکوٹ کی سیوی ریاست جیسے نام آشوریوں کی دیوتا Sibi سے متعلق ہوں، جہاں اِس دیوتا کے نام پر آشوریوں نے ٹمپل تعمیر کر رکھے تھے۔

اُلفت نسیم کے مطابق شکارپور کے ایک جت خاندان نے جو سبی کے قدیم باشندے رہے ہیں۔ اپنی خاندانی روایت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ سبی نام کا تعلق سیوی یا سیوا وغیرہ سے نہیں ہے بلکہ سبی کو آباد کرنے والے جت تھے جو ایرانی بلوچستان کے علاقہ "سِب" سے ہجرت کر کے یہاں آئے تھے اور یہاں آکر آباد ہوئے ہو گئے تھے اور یہ علاقہ "سب" کی نسبت سے "سبی" مشہور ہوا۔ (نسیم 54:2008)۔

وندر:

لسبیلہ میں وندر ایک مشہور جگہ ہے۔ جبکہ بُزداروں کے علاقے میں بندر (Bindar) کے نام سے ایک جگہ مشہور ہے۔

رونجھان:

بلوچ علاقہ ڈیرہ غازیخان اور بلوچستان میں بہت سے گاؤں اور شہر رونجان / رونجھان کے نام سے مشہور ہیں۔ مثلاً روجھان جمالی اور روجھان مزاری۔ مشکے کے علاقے میں بھی ایک جگہ رونجان کے نام سے مشہور ہے۔

روبدار:

تحصیل منگچر کے علاقے میں ایک جگہ روبدار کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ نام "رودبار" کی تقلیبی صورت ہو۔ کرمان میں بھی ایک جگہ "رودبار" کے نام سے مشہور ہے۔

سفے کوہ (سفیث کوہ) سفید کوہ:

بُزداروں کے علاقے میں ایک پہاڑی سفیث کوہ کے نام سے مشہور ہے۔ مشکے کے علاقے میں بھی سپیت کوہ نامی پہاڑ واقع ہے۔ ایران میں بھی ایک پہاڑ سفید کوہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس طرح کے نام فارسی اور بلوچی زبان سے متعلق ہیں۔ یعنی سفید رنگ کا پہاڑ۔

سوران

ایرانی بلوچستان سراوان کے علاقے میں ایک جگہ کا نام سوران ہے۔ بلوچستان میں کچھی کے رندوں کے ایک علاقے کا نام سوران / سنی سوران مشہور ہے۔ اس کے علاوہ کھیتران کا علاقہ بارکھان میں "سوران" اور کردستان میں بھی ایک جگہ سوران کے نام سے مشہور ہے۔

کراچی/کلاچی/کلانچ:

خیال کیا جاتا ہے کہ کراچی کا نام کلاچ سے کلاچی اور پھر کراچی کی صورت میں سامنے آیا۔ اِس میں شک نہیں کہ شروع میں بستی "کلاچی" کی بستی کہلاتی تھی۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی کلاچ نامی علاقہ موجود ہے جو سُہراب خان دودائی کے آبائی علاقہ مکران میں واقع "کلانچ یا کلاچ" سے نسبت رکھتا ہے۔ اِس کے علاوہ سندھ میں بلوچوں کا ایک قبیلہ کلاچ سے تعلق رکھنے کے باعث کلاچی کہلاتا ہے۔ کپر، کلاچ اور کلمت کے لوگوں کی بارہویں صدی عیسوی میں ان علاقوں میں آبادی کے ٹھوس شواہد موجود ہیں۔ (کلمتی 31:2014)۔

کلچات:

راجن پور کے بلوچ علاقے میں ایک کلچات نامی جگہ مشہور ہے۔ بلوچستان میں ناگاؤ پہاڑی سلسلہ میں ایک جگہ کلتاچ (کلچات) مشہور ہے (نسیم 117:2016)۔

کلگری:

پنجگور میں ایک تفریحی اور خوبصورت جگہ "کلگری" کے نام سے مشہور ہے۔ اِسی طرح بُزداروں کے علاقے کوہ سلیمان میں ایک جگہ "کالے گڑی" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دونوں نام ایک دوسرے سے مشابہت کے حامل ہیں۔

اسپلنجی/اسپلنگی

مستونگ کے علاقے میں اسپلنجی اور قیصرانی بلوچوں کے علاقے میں ایک جگہ "اسپلنگی" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دونوں علاقائی نام سے ایک دوسرے سے مشابہت کا حامل ہیں۔

9

بلوچی اسماء کا جائزہ (Onomastics)

اسلام کے آنے اور اسلامی اثرات کے بعد اگرچہ بلوچوں میں بہت سے اسلامی نام مستعمل نظر آتے ہیں۔ تاہم اسلام سے پہلے ڈھائی ہزار سال تک مسلسل ایرانیوں کے قریب ترین ہمسائے ہونے اور ایرانی تہذیب کے غلبہ کے باوجود بلوچی میں ایرانی نام مثلاً بہمن، اسفندیار، افراسیاب، فریدون، آذر، ابہرسام، اُردشیر، بامداذ، پابگ، مہروراز، ہُرمزد، گوچہر، جاماسپ / زاماسپ، قباد / کواذ ہوشنگ، اُردوان، جمشید، منوچہر، اردلان، کیکاؤس، ارمین، کیقباد، ایتین، بیژن، سُہراب، مازیار، نوشیروان، نریمان، گشتاسپ، سیامک (ماقبل سرگون عہد کا اکادی بادشاہ Za-muk یا Sa-mu-uk) وغیرہ دیکھنے کو نہیں ملتے۔

اگرچہ بلوچوں میں چند اِکادُکا ایرانی نام مثلاً گوہرام (فارسی: بہرام، اوستا: وہرام) نورنگ (نیرنگ)، بنگل (فارسی: بُنگل "پھول، کلی") یا عربی: بہکل "(جواں مرد")، کیاّ، مبارک، نوروز، راوت، بیزن (فارسی بیژن) سالار، پیروز (فارسی: فیروز)، گہنور / گاور (فارسی: گوہر) گامن، گہہ مرد (فارسی گاؤمرت)، جلُو (فارسی: جلوہ؟)، ریحان وغیرہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ تاہم کچھ بلوچوں کے نام یقینی طور پر عربی اسماء کے حامل نظر آتے ہیں۔ مثلاً حمل (عربی: حمل "بکرا") جلب یا جلب (عربی: جلب) بیرگ / بیورگ (عربی: ابی بکر) مہلب (عربی: محلب)، جلاب (عربی: جلاب)، ہانی (عربی: حانی) اور اِسی طرح سنجر اور گزین جیسے نام شاید تُرکی سے متعلق ہوں۔ تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ سنجر حطی کے Sangar سے متعلق ہو۔ اور گزین ممکن ہے کہ عربی کے غزن سے متعلق ہو۔ کیونکہ عربوں میں ایک قبیلہ غزن کے نام سے مشہور ہے۔

بہرحال بلوچوں کے خالص نام مکمل طور پر ایرانی اور آریائی ناموں سے مختلف ہیں مثلاً جاڑو، ہدے، مزار، شیہک، دودا، بوہیر، دیحان، جئیند، نتھا، گہنو، گہنا، نوتک، گاہی، گاجی، ہوُران، بیڑا، گُدا، گِدو، سوبا، سوبان، ہارین، مندو، لونگ، لدھا، زباد، نوہک، بلیل، باہڑ، حسو، لکمیر، پیری، بِنگو، عالی، واجو،

وہارو، شوران، کٹے، بالاچ، رحملی، توکلی، شامیر، شاہلی، سمائل، شوعلی، سرگا، ایلتیاز، حمر، نہال، کلا، نودو، رزمان، بجار، غیبی، شادین، دلیلان، للہ، شمبے وغیرہ۔

اِسی طرح خواتین کے نام مثلاً سمی، سومری، سیمک، سہتی، راجی، سابو، شلی، شاری، مُدی، ازگل، ھلو، بسی، ھوُری، گلاں، راشی وغیرہ بھی ایرانی اور آریائی ناموں سے مکمل طور پر مختلف ہیں۔

بلوچ لوگوں کے بہت سے نام اور ان کا نظامِ تسمیہ (Nomenclature) واضح طور پر اکادی، آشوری، سومیری، عیلامی اور مغربی سامی ناموں سے مماثلت کے حامل ہیں۔ اِس کے علاوہ ایرانی بلوچستان سے لے کر کوہِ سلیمان تک جہاں جہاں بلوچ آباد ہیں۔ ہزاروں سالوں کے گزرنے اور ہمسایہ لوگوں سے اثرپذیر ہونے کے باوجود بھی ان کے ناموں کی برقراریت اُسی طرح دیکھنے کو ملتی ہے۔

ازگل:

بلوچوں میں خواتین کے لیے یہ نام مستعمل ہے۔ بلوچی میں ازگند نامی جڑی بوٹی کے پھول کو "اِزگل" کہا جاتا ہے۔ تاہم اِس کے برعکس بابل میں مردوک کا ٹمپل Esagila تھا۔ یہ صرف بابلی ناموں میں مستعمل تھا۔ (Tallqvist 1914:255) اِس کے علاوہ گرگناڑی قبیلہ میں ایک طائفہ Azghal(zai) کے نام سے مشہور ہے۔ نیز کرمانشاہ میں ایک Azgala نامی گاؤں کا حوالہ ملتا ہے۔ جہاں کردوں کا قبادی (Qobadi) قبیلہ سکونت پذیر ہے۔ (Towfiq 2011:10) اِس کے علاوہ امادونی دھواروں کا ایک قبیلہ بھی "ازغل زئی" کے نام سے مشہور ہے۔

المش:

بلوچوں کے شجرہِ انساب میں المش رومی نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ ہمیں اِس کے بارے میں زیادہ تفصیلات دستیاب نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ نام کسی قدیم شخصیت کی عکاسی کرتا ہو جو بلوچوں کی مجموعی حافظے میں محفوظ چلا آتا رہا ہو۔

بہر حال اگادہ میں E-ul-mash یا Ulmash عشتار (Ishtar) یعنی Innana کا ٹمپل تھا۔ اور یہ نام بابلی ناموں کے لیے مستعمل تھا۔

مثلاً E-ul-mash-Nāṣr (Tallqvist 1914:77,255) اس کے علاوہ اس سے ملتا جلتا نام Elulumesh ہے جو ایک گوتی حکمران تھا۔(Cameron 1936:44)۔

امریز:

اگرچہ امریز نام بلوچوں میں مستعمل نہیں ہیں۔ تاہم Tabal کے بادشاہ خُلی (Khulli) کے بیٹے کا نام Ambaris تھا۔(Tallqvist 1914:20,22)۔

ایدل:

بلوچوں میں ایدل جیسے نام مستعمل نظر آتے ہیں۔ ہمیں اسرحدون کے زمانے سے Edi'al نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔(Luckenbill 1927:266) اِس کے علاوہ ہمیں اسرحدون سے قبل تگلت پلیسر سوئم کے زمانے میں Gurumu (گرمانی)، Rahihu (ریکی)، Damunu (دامنی) جیسے آرامی قبائل کے ساتھ Adile نامی آرامی قبیلہ کا حوالہ ملتا ہے(Luckenbill 1926:283-4)۔

باجی / باجھی:

بلوچوں میں باجی (خان) جیسے نام مستعمل ہیں۔ ممکن ہے کہ اس کا ماخذ "باج" ہو۔ بلوچی میں اس کا مطلب "فتح، کامرانی" ہے۔

ایلتیاز:

ریاست قلات کے ایک حکمران کا نام میر ایلتیاز خان تھا۔ یہ نام غالباً لیڈیا کے حکمران Alyattes (745-759ق م) سے مطابقت کا حامل ہے۔

باغ علی:

ممکن ہے کہ یہ نام دو غلا نام ہو۔ اِس کا پہلا حصّہ "باغ" غالباً ایرانی -Baga جبکہ اس کا دوسرا حصّہ "علی" غالباً بابلی ili، ilu "خداوند، آقا" سے تعلق رکھتا ہے۔

بھاگو:

یہ نام اگرچہ بلوچوں کی بجائے سندھی ناموں میں زیادہ مستعمل ہے۔ یہ بھی قدیم ایرانی Baga- سے متعلق ہے۔

بالاچ:

بالاچ نام ممکن ہے کہ عیلامی (Cameron 1936:87,98) Bala-ishshan کی غمازی کرتا ہو۔ چند اشکانی بادشاہ وولاگاش (بلاش) جیسے ناموں کے حامل تھے (کرسٹن سین 39:1992)۔

باہر (خان) Bahir:

بلوچوں میں باہر نام مستعمل نظر آتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ بابلی نام Bel-upahhir یعنی "بعل نے طاقت دی ہے"، (Tallqvist 1914:62) کی ایک مسخ شدہ صورت ہو۔ اس کے علاوہ اکادی / بابلی Upahhir "طاقت، قوت، حوصلہ" بلوچی میں اوپار (Upār) کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

باہی / بائی:

باہی یا بائی نام غالباً "Ba- ḫi-i اور Bahiānu "باہی کا گھر / جگہ" سے متعلق نظر آتا ہے۔" (Tallqvist 1914:50)۔

اِس کے علاوہ ہمیں شلہک انشوشنک کے عہد میں عیلام کے سرحد پر دجلہ دریا کے ساحل پر Reshu (Rasi) قبیلہ کے ساتھ Bit Bahi (یعنی باہی لوگوں کا ڈیرہ یا بستی) کا حوالہ ملتا ہے۔ (Cameron 1936:116)۔

بدل(خان)

ممکن ہے کہ بلوچوں میں بدل خان جیسے نام Budu-il سے مطابقت کا حامل ہوں۔ جو "بیث امون" کے بادشاہ کا نام بھی تھا۔ (Luckenbill1927) تاہم یقینی طور پر بدل خان جیسے ناموں کا موجودہ عربی یا فارسی کے "بدل" سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بسی:

بلوچوں میں خواتین کے لیے یہ نام مستعمل ہے عبرانی میں خواتین کے لیے Basya "دیوی کی بیٹی" جیسے نام مستعمل ہیں۔

بشام:

Bur-Sin (2225-2217) کے عہد میں ہمیں Simanum کے علاقے میں Busham نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے، جو اس علاقے کا گورنر مقرر کیا گیا۔ (Cameron 1936:53)۔

بوہیر:

بلوچوں میں بوہیر نام مردوں کے لیے مستعمل ہے۔ یہ نام بنیادی طور پر اکادی Behiru سے متعلق ہے۔ جو دانا، زیرک اور ماہر کے معنوں میں مستعمل ہے۔ کردوں میں یہ "بویر" یعنی بہادر اور دلیر کی صورت میں مستعمل ہے۔

بشکیا:

بلوچوں میں بشکیا، بکشو، بکشی یا بخشو جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ غالباً اس طرح کے نام Bel-ikisha کی مسخ شدہ صورت کی عکاسی کرتے ہیں۔ اسرحدون کے زمانے میں Gumbulu (گبول) قبیلے کے ایک سربراہ کا نام Bel-ikisha تھا۔ (Luckenbill 1927:215) اِس کے علاوہ ممکن ہے کہ اِسی طرح کے نام قدیم فارسی Baga bukhsha یا عیلامی shu-pak-(Adda) سے متعلق ہوں (Tallqvist 1914:48)۔

بلخشیر (Balkhsher):

بلخشیر واضح طور پر Bel-ah-Usir "اے بعل بھائی کی حفاظت فرما" یا Be-la-a-A-Šir "آشور (دیوتا) کا خوف" (Tallqvist 1914:54,64) سے متعلق ہے۔ Belah-Ašir کی ایک صورت Belšazzar بھی ہے۔

بلیل / بلیلان:

بلیل (Balēl) غالباً Bēl-ilāni (Bel "آقا" + ilu "دیوتا، خداوند" + ni "جمع کا لاحقہ") یعنی "دیوتاؤں کا آقا" (Tallqvist 1914:267) سے متعلق ہے۔

پہردین:

قدیم بلوچ شجروں میں پہردین جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جبکہ پشتونوں میں یہ نام پارادین مستعمل ہے۔ ہمیں بابلی تحریروں میں سین۔مالک ولد Pa-ḫa-ar-She-en کا حوالہ ملتا ہے۔ (Zadok 1987:22) پہردین واضح طور پر پہرشین کی عکاسی کرتا ہے۔

پاندی (Pandi):

بلوچوں میں پاندی نام مستعمل نظر آتے ہیں۔ غالباً یہ Pa-di-i، Padia، Pa-an-di جیسے مغربی سامی ناموں (Tallqvist 1914:178,302) سے متعلق ہے۔

پلیا:

بلوچوں میں پلیا اور پلو (خان) نام مستعمل ہیں۔ غالباً یہ نام بابلی Pulu "پتھر" سے متعلق ہے۔ تگلت پلیسر چہارم کا بابلی نام Pulu تھا۔ اس طرح آشوری بادشاہوں کی فہرست میں Pu-lu یا Pu-lu-lu جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (Tallqvist 1914:182) اس کے علاوہ ہمیں Pa-li-ia نامی شخص کا بھی حوالہ ملتا ہے۔ غالباً یہ متنی مسخ شدہ نام ہو۔ (Tallqvist 1914:179)۔

پنوں:

بلوچوں میں اگرچہ پنوں نام مستعمل نہیں ہیں۔ تاہم ہمیں پنوں ہوت کا حوالہ ملتا ہے۔اس کا اصل نام دوستین ہوت تھا۔ تاہم پنوں غالباً فارسی Pouneh "پھول" سے مطابقت کا حامل ہے۔ یاسنسکرت کے Punya (مبارک، سعد، خوبصورت، راست باز، نیکوکار) سے متعلق ہے۔ (MacDonell 1893:164)۔

پیری/پیرک:

بلوچوں میں پیری، پیرک، پیرا جیسے نام ملتے ہیں۔ تگلت پلیسر اوّل کے ایک عہدیدار کا نام Pirhu-lishir تھا، جو آشور ٹمپل کا ٹیکس مقرر کرنے کا فریضہ سرانجام دیتا تھا۔ (Luckenbill 1926:100) اِس کے علاوہ قدیم بابلی میں Pi-ir-ir-ri یعنی Piri جیسا نام دیکھنے کو ملتا ہے۔ (Zadok 1991:232) اِس کے علاوہ ہمیں Parihia نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے جو میدی سربراہ Gagi کا بیٹا تھا۔(Luckenbill 1927:328) جبکہ ساسانی عہد میں ہمیں "پیرگ مہران" نامی شخص کا حوالہ بھی ملتا ہے(کرسٹن سین 1992:360)۔

تُوتا:

کلمتی قبیلے کا ایک سردار کا نام ملک تُوتا تھا۔ (کلمتی 71:2014) خاران میں ایک قبیلہ توتازئی کے نام سے مشہور ہے۔(Marri Baloch 1974:361) ہمیں آشوری تحریروں میں Ta-tu اور Ta-ta جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (Tallqvist 1914:231) اس کے علاوہ ایشیائے کوچک میں Tuta، Tuti-i اور Tu-tu جیسے نام مستعمل تھے۔ غالباً یہ نام حطی سے متعلق ہیں۔(Tallqvist 1914:311)۔

تور(خان):

بلوچی میں تور خان جیسے نام مستعمل ہیں۔ پشتو میں کالا یا کالے رنگ والے کو "تور" کہتے ہیں۔ اس کا پشتو سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تاہم سناکریب نے اپنے عہد میں کالدی اور آرامی قبائل کے خلاف پیش قدمی کی تھی۔ اِس پیش قدی کے دوران ایک Bit-Taura یعنی "تؤرا کا گھر یا ڈیرہ" کا حوالہ ملتاہے۔(Luckenbill 1927:131) اس کے علاوہ ہمیں سرگون اور تیسری اُر سلطنت کے عہد میں ماری کے مقام پر دریافت ہونے والے ایک تحریر میں Tu-ra-Da-gan نامی شخص کا حوالہ ملتاہے۔ یہ ایک اکادی نام ہے۔(Gelb 1957:293) اس میں Dagan کالاحقہ "دیوتا" کے طور پر مستعمل ہے۔ یعنی "تورا۔ دیوتا"۔

توکلی:

بلوچوں میں توکلی جیسے نام مستعمل نظر آتے ہیں۔ مست توکلی بلوچی کے نامور شاعر ہیں۔ ان کا نام واضح طور پر آشوری Takālu "توکل، بھروسہ، یقین" سے متعلق ہے۔ غالباً توکلی دوآشوری لفظوں Tukulti-ilu یعنی "خداوند پر میرا توکل ہے" کی ایک ترکیبی صورت ہے۔ ہمیں Tukulti-Ashur "آشور پر میرا توکل ہے" نامی آشوری بادشاہ کا حوالہ بھی ملتاہے۔ اس کے علاوہ Tukulti-lu-Ashur نامی شخص کا بھی حوالہ ملتاہے۔(Tallqvist 1914:234) توکلی یقینی پر Tukulti-ilu کی مسخ شدہ صورت ہے۔

جاڑو (Jāṛu):

Gam-bu-lu(گبول) قبیلے کا سربراہ کا نام la'iru تھا۔(Tallqvsit 1914:91) lairu کو yaru بھی پڑھا جاسکتاہے۔ غالباً جاڑو اس کی ایک تبدیل شدہ صورت ہے۔

جلّو(Jallū)

بلوچوں جلّو نام مستعمل رہے ہیں۔ اشتقاقی طور پر یہ نام غالباً اشوری ū-lu-ia (Tallqvist 1914:91) مطابقت رکھتا ہے۔ موجودہ عربی یعلو یا یعلی بھی اِسی سے متعلق ہیں۔ بعض تحریروں میں اِسے lahallu(Luckenbill1927:464) بھی لکھا گیا ہے۔

جلمب

بلوچوں میں جلمب (Jalamb) جیسے نام مستعمل ہیں۔ رند عہد میں ایک بلوچ ہیرو اور شاعر جاڑو جو جلمب نامی شخص کا بیٹا تھا۔ ہمیں تیسری اُر سلطنت کے عہد میں Za-Za-، Za-Lum Lum جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں (Gelb 1957:308-9)۔

جونگو/جونگل:

بلوچوں میں جونگو اور جونگل نام ملتے ہیں۔ بُزداروں میں ایک قبیلہ جونگلانی کے نام سے مشہور ہے۔ ہمیں بابلی تحریروں میں ایک دیوتا Zu-gal-li-it کا حوالہ ملتا ہے۔ (Zadok 1987:7) اور یہ میسوپوٹیمیائی نام ہے۔ غالباً جونگل zu-gal کی کوئی صورت ہے۔

حسو:

بلوچوں میں حسو نام مستعمل ملتے ہیں۔ ہم اس کے لسانی ماخذ کے بارے میں وثوق سے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ تاہم ہمیں حری لوگوں میں ایک حُشک (Hashuk) نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ (Gelb 1944:101) نیز حطی زبان میں Hassu "بادشاہ" کے معنوں میں مستعمل تھا۔

حمر(Hamar):

تگلت پلیسر سوئم نے اپنے عہد میں دوسرے آرامی قبائل Rahihu (ریکی)، Gurumu (گرمانی)، Damunu (دامنی) وغیرہ قبائل کے ساتھ حمرانی (Hamrani) نامی قبیلہ کو بھی شکست دی تھی۔ (Luckenbill 1926:283) ممکن ہے کہ بلوچی حمر، حمرانی سے مطابقت کا حامل ہو۔

دُرا:

دُرانامی غالباً آشوری تحریروں کے (Tallqvist 1914:71) Du-ra-u-a سے مطابق کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ آشوری میں Dur اور Duru "مضبوط گڑھ یا حصار" کے لیے مستعمل ہوتا تھا۔ اور یہ عنصر ناموں کے ساتھ استعمال ہوتا تھا۔ مثلاً Dur-Ashur "آشور ایک حصا رہے" (Tallqvist 1914:71)۔

دلیلان:

دلیلان نام غالباً Dalā-ilu "خداوند نے بچایا ہے" (Tallqvist 1914:68) کی بگڑی ہوئی صورت معلوم ہوتا ہے۔ آشوری میں Dala بچانے اور محفوظ ومامون رکھنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ بلوچی میں اِس کے لیے در (dar) کا لفظ مستعمل ہے۔ مثلاً در برگ "بچانا، حفظ وامان میں رکھنا" جو یقیناً آشوری dala سے متعلق ہے۔

داد علی / داز علی:

داد علی واضح طور پر آشوری Da-di-ilu یعنی "Dadi خداوند ہے" (Tallqvist 1914:67) سے متعلق ہے۔

دودا:

دودا نام غالباً آشوری اور بابلی Dūdu، (Tallqvist 1914:71) Du-du-u-a سے متعلق ہے۔ اکادی سلطنت کے ایک بادشاہ کا نام Dudu تھا۔ (Smith 1928:76)۔

رامین:

بلوچوں میں رامین نام ملتے ہیں۔ غالباً یہ آرامی طوفان کا دیوتا رامان (Ramān) سے متعلق ہے۔ آشوری اور بابلی ناموں مثلاً Būr-Raman، Shumma-Raman جیسے ناموں Raman کا عنصر دیکھنے کو ملتا ہے۔ اِس کے علاوہ آشوری میں رامو (Rāmū) "محبت" کے معنوں میں مستعمل تھا۔

مثلاً Ashur-Rāmū (Tallqvist 1914:259,305) جبکہ قدیم فارسی میں رمنا "مسرت اور خوشی" کے معنوں میں مستعمل تھا۔(Tallqvist 1914:305)۔

رحملی:

مری بلوچوں میں رحملی نامی ایک شخص بڑے شاعر ہو گزرے ہیں۔ یہ نام واضح طور پر اکادی نام Ra-ma-ilu اور (Tallqvist 1914:185) Ra-me-ilu سے متعلق ہے اس کے علاوہ بلوچوں میں رحمت علی جیسے نام مستعمل نہیں ہیں۔ تاہم رحمت علی واضح طور پر Rimut-illi یعنی "خداوند کی رحمت" (Tallqvist1914:188) سے متعلق ہے۔

رگام:

بلوچوں میں رگام جیسے نام ملتے ہیں۔ بابلی اور آشوری میں Rikim "گرج اور رعد" کے معنوں میں مستعمل تھا۔ بلوچی میں بھی بعینہٖ "رگام" "گرج، رعد اور بادل" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ عیلامی بادشاہ شلہک انشوشنک (1151-1165 ق م) نے غالباً زیریں ذاگروس میں آرامی قبیلہ Rashi کے ساتھ Bit Rikim Adad یعنی "اداد کے رعد و گرج کا گھر" وغیرہ کو تاراج کیا تھا (Cameron 1936:116)۔

زباد:

زباد کا ماخذ سومیری Zibatum سے ہے۔ سومیری میں اس سے مراد "کسی خاص قسم کی لکڑی کی خوشبو" ہے۔ بلوچی میں بھی "زباد" خوشبو کے معنوں میں مستعمل ہے۔

زربانو:

بلوچوں میں خواتین کے لیے زربانو نام مستعمل ہیں۔ جسے عام طور پر زر اور بانو کا مرکب نام خیال کیا جاتا ہے۔ تاہم جدید اشوری میں ایک دیوی Zerbanitu "بیج پیدا کرنے والا" اور مردوں کی بیوی کا حوالہ ملتا ہے۔ اور یہ Zeru "بیج" اور banu "بنانے والا" کا مرکب ہے۔(CDA 440,445)۔

سمائل:

سمائل غالباً قدیم بابلی Su-mu-la-ilu "تحقیق Sumu خداوند ہے۔" اِسے Su-mu-li-el بھی لکھا گیا ہے۔(Tallqvist 1914:204)۔

سپر / سفر خان

بلوچوں میں سپر خان یا سفر خان نام نہایت ہی ایک قدیم نام ہے۔ سرگون دوئم نے اپنے عہد میں خلیج فارس کے علاقے میں نُوحانی علاقہ اور Pukudu قبیلہ کے علاوہ Sapharru نامی ایک سربراہ کو شکست دی تھی۔(Luckenbill 1927:16)۔

سمند (خان):

سمند نام غالباً عیلامی دیوتا (Luckenbill 1927:310)Shumudu سے مطابقت رکھتا ہے۔

سمی / سمو(Sami):

سمی یا سمو خواتین کے نام ہیں۔ غالباً یہ قدیم بابلی Samu, Sa-mu-um سے متعلق ہیں۔ اِس کے علاوہ آشوری میں Sam-mi-ia "سیاہ رنگ" کے لیے مستعمل ہے۔ (Tallqvist 1914:192) اس کے علاوہ شمشی ادد کی بیوی اور ادد نراری سوئم کی ماں کا نام Sammuramat تھا، جسے Semiramis بھی لکھا جاتا رہا ہے۔(Luckenbill 1926:260) غالباً سومیرا جیسے خواتین نام اِسی Semiramis سے متعلق ہیں۔

سنجر(Sanjar):

سنجر نام غالباً حِطی سے متعلق ہے۔ کیونکہ ایک حطی بادشاہ کا نام Sangar تھا۔ (Luckenbill 1926:165)۔

سوبا/سوبان:

سوبا(خان) یا سوبان جیسے بلوچی نام، بلوچی "سوب" فتح، کامرانی سے متعلق ہیں۔ غالباً یہ لفظ اکادی:Subbu "کسی منصوبہ کا سرانجام دینا، کارروائی میں لانا، ختم کرنا، قتل کرنا" (CDA340) سے متعلق ہے۔

سوالی:

سوالی نام غالباً آشوری تحریروں کے Su-a-li-i (Tallqvist 1914:203) سے متعلق ہے۔ اور آج بھی بلوچوں میں مستعمل ہے۔

سونہارا/سوہارا:

سونہارا غالباً آشوری کے Su-uh-ra سے متعلق ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ اس کا ماخذ دارا کے بہستون کتبہ کے Thukhrahya سے ہو۔(Tallqvist 1914:203) نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نام "سوخرا" سے متعلق ہو۔ اوستا میں "سُخرا" سرخ کے معنوں میں مستعمل ہے، جو بلوچی میں "سُہر" ہے، ساسانی عہد میں سوخرا نامی شخص (جسے زرمہر بھی کیا جاتا ہے) کا حوالہ ملتا ہے۔ جس کا تعلق اشکانی خاندان کے قارین کے اعلیٰ خاندان سے تھا اور یہ صوبہ سیستان کا گورنر بھی رہا تھا۔(کرسٹن لین 1992-386)۔

سہتی:

بلوچوں سہتی خواتین کے ناموں میں مستعمل ہے۔ جسے عام طور پر "سہت" زیور سے مشتق خیال کیا جاتا ہے۔ تاہم نئی آشوری میں صحتور (Ṣahittu) "وہ لڑکی جس کی آرزو کی گئی" جیسے نام خاتون کے لیے مستعمل تھے۔ جس کا ماخذ Ṣahātu چاہنا۔ آرزو کرنا" سے متعلق ہے۔(CDA 332)

سید(خان):

سید خان جیسے نام غالباً آرامی Si-'-edu (Tallqvist 1914:204) سے متعلق ہے۔ سناکریب نے اپنے عہد حکمرانی میں کالدی اور آرامی قبیلوں کے خلاف پیش قدمی کی تھی، جس میں

انہوں نےSadi-ilu نامی سربراہ کے شہر کو بھی تاراج کہا تھا۔(Luckenbill 1927:131)اگرچہ بلوچوں میں سید علی کے نام مستعمل نہیں ہیں۔ البتہ سید خان نام مستعمل ہیں۔ تاہم یہ نام واضح طور پر Sadi-ilu سے مطابق رکھتا ہے۔ البتہ بلوچوں میں سبز علی جیسے نام ملتے ہیں۔ یہ بھیSabz-ilu جیسی ترکیبی صورت کا حامل نام ہو سکتا ہے۔ اِس طرح ہمیں مہر علی جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں جو غالباً Mahir-ilu کی کوئی ترکیبی صورت ہوسکتی ہے کیونکہ آشوریوں کے ایک دیوتا کا نام Mahir تھا۔ (Luckenbill 1926:195)۔

اِسی طرح مہر دین جیسے نام واضح طور پر آشوریMahir-ah-iddin یعنی "مہر (خداوند) نے مجھے ایک بھائی عطا کی ہے" (Tallqvist 1914:123) سے مطابقت رکھتا ہے۔

مہر (Mehir) بنیادی طور پر مغربی سامی لفظ ہے جو "خداوند" کے معنوں میں مستعمل تھا۔ اِسےmi-ri، mi-hi-ir اورme-hir بھی لکھا جاتا تھا۔(Tallqvist 1914:293)۔

شادی/شادیہان:

شادی نام غالباً بابلیShadu "پہاڑ" سے متعلق ہے۔ ہمیں آشوری تحریروں میں Nabu-Sha-di-Dagan، Šhadu جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔(Tallqvist 1914:309) اس کے علاوہ ہمیں دجلہ کے دوسری طرف Shadi-Teshub نامی سربراہ کا حوالہ ملتا ہے، جسے تگلت پلیسر اوّل نے شکست دی تھی۔(Luckenbill 1926:207)۔

شادین:

شادین غالباً Shad-din-nu اور Sha-Adad-ninu یعنی "اداد ہم سے ہیں" (Tallqvist 1914:207) جیسے ناموں سے متعلق ہے۔

شامیر:

شامیر یا شاہ میر جیسے نام غالباً آشوری تحریروں کے Ha-ash-ha-me-ir (Tallqvist:1914:293) سے مشابہت رکھتے ہیں یا ممکن ہے کہ یہ Shamil سے متعلق ہو جو کہ

غالباً کوئی دیوتا تھا۔ اور اِسی مناسبت سے ہمیں Shamil-rāmu جیسے نام بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔(Tallqvist 1914:285,293)۔

شاہلی:

بلوچوں میں شاہلی جیسے نام ملتے ہیں۔ غالباً یہ نام Sha-alli سے متعلق ہے۔ کالدیوں کا ایک گھرانہ Bit-Sha-alli کے نام سے مشہور تھا(Luckenbill 1926:284)۔

شاہو:

شاہو غالباً Shahan "چمکتا دیوتا" سے متعلق ہے(Cameron 1936:135)۔

شراتون:

بلوچوں میں خواتین کے لیے شراتون نام مستعمل ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ (شر "اچھا" + ھاتون "خاتون")یعنی "اچھی خاتون" سے متعلق ہو۔ تاہم بابلی میں Sharrat "ملکہ" کے لیے مستعمل تھا۔ اور Shar "بادشاہ" کے لیے مستعمل تھا۔ Sharrat اصل میں Shar کی تانیثی صورت ہے۔ اس کے علاوہ بلوچی کا "شر" یعنی "اچھا" واضح طور پر قدیم اکادی Isharu "اچھا" سے مستعار نظر آتا ہے۔

شکل:

بلوچوں میں شکل جیسے نام ملتے ہیں۔ بابلی اور آشوری تحریروں میں Sha-kil-ia نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔(Tallqvist 1914:208)اِس کے علاوہ ہمیں Shu-galla نامی ایک شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ جو کہ ایک سوباری نام ہے(Gelb 1944:27)۔

شلی:

بلوچ خواتین کے لیے شلی نام مستعمل ہے۔ عیلامیوں کی ایک دیوی Shala تھی۔ (Smith 1928:302)۔

شمائل:

شمائل نام غالباً کسائیٹ کی دیوی Shumalia "چمکتے پہاڑوں کی دیوی" (Cameron 1936:90) سے متعلق ہے۔ یہ نام مذکر ناموں سے مستعمل تھا۔ مثلاً Amel-Shumalia اِس کے علاوہ ممکن ہے کہ شمائل کا ماخذ Shum-ili یعنی "دیوتاؤں کے نام سے" جیسے نام سے متعلق ہو۔(Tallqvist 1914:261)۔

شمبے(Shambe):

شمبے غالباً عیلامی Shumu-abi سے مشابہت کا حامل ہے۔(Cameron 1936:81)۔

شمس الدین:

اگرچہ بلوچوں میں شمس الدین جیسے نام مستعمل نہیں ہیں۔ تاہم بلوچی شعری روایت میں کرمان میں شمس الدین نامی حکمران کا ذکر ملتا ہے۔ کہ بلوچوں کے ساتھ اُن کا رویہ اچھا رہا تھا۔ جبکہ ان کے بعد جب بدرالدین حکمران ہوا تو انہوں نے بلوچوں پر مظالم ڈھانے شروع کیے۔ تاریخی طور پر واقعہ کتنا صحیح ہے یا کتنا صحیح نہیں ہے اس سے قطع نظر یہ نام واضح طور پر Shamash-iddina یعنی "شمش (خداوند) نے عطا کی ہے" سے متعلق ہے۔ (Tallqvist 1914:210) شمش "سورج کا دیوتا" اکادی لوگوں کا ایک دیوتا تھا۔ یہی شمش کا لفظ موجودہ عربی میں "شمس" کی صورت میں ملتا ہے۔

شوعلی:

تاریخی روایت کے مطابق بُزدار قبیلے کا جد امجد شوعلی نامی شخص تھا۔ ہمیں اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم آشوری تحریروں میں ہمیں Sa-u-li نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے جو A-u-sa-lim کا بیٹا تھا۔ اور یہ شخصی نام مغربی سامی ناموں سے تعلق رکھتا ہے۔ (Tallqvist 1914:194) اِس کے علاوہ ہمیں قبل سرگون اور تیسری اُر سلطنت عہد میں بعینہٖ Šu-e-li (Gelb 1957:35) جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔

شہداد:

شہداد غالباً Ishi-Adad "اداد (خداوند) بہت اونچا ہے" (Tallqvist 1914:103) سے متعلق ہے۔ اکادی Ishi یعنی "اونچا، بلند" بعینہٖ بلوچی میں اشی (ashi) یعنی "بلند، اونچا" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ مثلاً اشی ئیں کوہ یعنی انتہائی بلند پہاڑ۔

شیہک:

شیہک واضح طور پر آشوری اور بابلی Ishshakku "پرنس، حکمران، گورنر" (Tallqvist 1914:272) سے متعلق ہے۔ بابلی اور آشوری سلطنت میں بطور پرنس یا گورنر کام کرنے والے شخص کو Ishshakku کہا جاتا تھا۔

صابو:

بلوچوں میں صابو جیسے نام غالباً آشوری صابو (Ṣābu) "جنگجو" (Tallqvist 1914:260) سے متعلق ہے۔

صدو:

بلوچی خواتین نام صدو غالباً آشوری Shada سے متعلق ہے۔ آشوریوں میں اس طرح کے نام عورتوں کے لیے مستعمل تھے۔ مثلاً Amat-Shada (Tallqvist 1914:260) اِس کے علاوہ سندھ کے معروف صوفی شاہ عنایت شہید جو لانگاہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ اُس کے جدامجد کا نام "صدو" تھا۔

عالی / آلی:

عالی ایک قدیم بلوچی نام ہے۔ مثلاً عالی ڈگار، جام آری (عالی) وغیرہ۔ غالباً یہ نام، آرامی A-a-ila-a یعنی "ya خداوند ہے" (Tallqvist 1914:2) سے متعلق ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں آشوری تحریروں میں A-hal-li-li جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (Tallqvist 1914:14) اِس کے علاوہ

ہمیں منّیا علاقے میں U(-a)-al-li-i ولد Asheri نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ (Tallqvist 1914:238) نیز ہمیں قدیم بابلی میں Ahū-lu اور حطی، متنی میں Ah-li مثلاً Ah-li-Teshup جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں (Tallqvist 1914:266)۔

علم دین:

قدیم بلوچی شاعری میں ہمیں علم دین کا حوالہ ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ مغربی سامی نام Am-ma-la-din (Tallqvist 1914:268) کی کوئی تقلبی صورت ہو۔ تاہم اغلب گمان یہ ہے کہ علم دین نام قبل سرگون عہد کے I-lum-dan (Gelb 1957:27) سے متعلق ہے۔

علی شیر:

علی شیر جیسے نام اگرچہ بلوچوں میں زیادہ مستعمل نہیں ہیں تاہم 2 ہزار قبل مسیح میں گسور (Gasur) کے علاقے Alishar اور Alli-Shar جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ لیکن ان ناموں کے ماخذ کے بارے میں ہمیں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم Gelb کے مطابق یہ حری ناموں سے متعلق نہیں ہیں (Gelb 1944:52)۔

غیبی (خان):

غیبی جیسے نام غالباً Gab-bi-i (ورائٹی: Gab-ē، Ga-bi-i) سے متعلق ہیں۔ مردوک شر۔اُصر کے باپ کے نام Gab-bi-i تھا۔ (Tallqvist 1914:78)

کالو:

اگرچہ بلوچوں میں کالو نام مستعمل نہیں ہیں۔ تاہم ممکن ہے کہ یہ کالو یعنی کالا یا کالے رنگ کی بجائے آشوری قالو (qālu) "التجا، درخواست" سے متعلق ہو۔ کیونکہ آشوریوں میں اس طرح کے نام مستعمل تھے (Tallqvist 1914:304)۔

کٹے:

بلوچوں میں شئے کٹے ایک مشہور بزرگ شخصیت ہو گزرے ہیں۔ براحشی علاقے میں ہمیں Ga-ti جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔(Zadok 1991:230) ممکن ہے کہ کٹے نام Gat-ti سے متعلق ہو۔

اِس کے علاوہ ایشیائے کوچک میں Kata یا ہتا/ختا (Ḫatta) نام مستعمل تھا۔ ممکن ہے کہ یہ حطی نام ہو۔(Tallqvist 1914:285) نیز حطی میں Katti- کا لفظ "بادشاہ" کے لیے مستعمل تھا۔

کلا/کلو:

قدیم بلوچی شعری روایت میں کلا اور کلو جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس طرح کے نام آشوری تحریروں کے Ga-lu-lu(Tallqvist 1914:79) سے مطابقت کا حامل ہوں۔

گاجی:

گاجی ممکن ہے کہ قدیم بابلی Ga-zi-zi (Zadok 1991:232) سے متعلق ہو۔اِس کے علاوہ آشوری تحریروں میں Ga-zi-lu جیسے نام کا حوالہ ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ مغربی سامی نام ہو۔ (Tallqvist 1914:79)۔

اِس کے علاوہ ہمیں Kur-Agazi یعنی "اگازی کی بستی" کا حوالہ بھی ملتا ہے جو Ellipi یعنی مغربی میڈیا میں واقع تھا۔(Zadok 2002:128)۔

گُدا:

بلوچوں میں گُدا(Guda) اور گدو(Gidu) نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ سومیری عہد میں لگش کے ایک پروہت کا نام Gu-de-a تھا۔(Tallqvist 1914:81) اِس کے علاوہ تیسری اُر سلطنت عہد کے ایک شخص کا نام Gu-da-da تھا(Gelb:1957:225)۔

گُرا:

گُرا نام ممکن ہے کہ Gur-ra-a-a(قدیم بابلی :Gur-ru-u-um) (Tallqvist 1914:82) سے مطابقت کا حامل ہو۔

گزین:

بلوچوں میں گزین جیسے نام ملتے ہیں۔ عربوں میں ایک قبیلے کا نام غزن (Ghazan) کے نام سے مشہور ہے۔

گُلاں / گِلو:

بلوچوں میں گلو (Gilu) اور گلاں (gulān) جیسے نام ملتے ہیں۔ ہمیں ان کے لسانی ماخذ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم سومیری اساطیر میں شفا دینے والی ایک دیوی Gu-la "عظیم" کے نام سے مشہور تھی۔ (Tallqvist 1914:255) اور یہ نام مذکر اور مؤنث ہر دو ناموں میں مستعمل تھا۔

گہنا، گہنوں:

بلوچوں میں گیلو یا گہنا (Gahna) اور گہنوں (Gahnun) جیسے نام مستعمل ہیں۔ ہمیں آشوری تحریروں میں Ga-'-u-ni (آرامی: Ga-'-u-ni) جیسے نام ملتے ہیں۔ (Tallqvist 1914:79) اِس کے علاوہ آشوری میں "قربانی" کے لیے ginu کا لفظ مستعمل تھا۔ اور اِس سے متعلق Gi(n)-na-a-a جیسے نام مستعمل تھے (Tallqvist 1914:278)۔

گیاندار:

گیاندار یہ دو مرکب لفظوں گیان "سانس، جان" اور دار "رکھنا" کی ترکیبی ساخت کا حامل ہے۔ کُردی میں جان کے لیے "گیان" کا لفظ مستعمل ہے۔ اگرچہ بلوچی میں بھی سانس اور زندگی کے

لیے "گین" کا لفظ مستعمل ہے۔ تاہم گیان کُردی ماخذ سے تعلق رکھتا ہے۔ بگٹیوں میں ایک قبیلہ گیاندار مشہور ہے۔

لدھا:

ہمیں بلوچی لدھا نام کے ماخذ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ لیکن بلوچی میں اللہ داد جیسے نام موجود ہیں۔[21] تاہم اشوریوں میں Lu-du-u نام مستعمل تھے۔ (Tallqvist 1914:122)اِس کے علاوہ بُزداروں میں ایک طائفہ لدوانی کے نام سے مشہور ہے۔ نیز لدھا نام سے ملتا جلتا سوری لنڈ میں ایک طائفہ لُدانی / لُدھانی(Marri 1974:365) بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔

للہ(Lallah):

للہ بلوچی نام غالباً قدیم بابلی نام E-la-la(Zadok 1991:232) سے مطابقت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ ایشائے کوچک میں Lalla جیسے نام مستعمل تھے(Tallqvist 1914:120)۔

لکمیر(Lakmir):

بلوچوں میں مستعمل لکمیر نام واضح طور پر عیلامی دیوتا Lakmar/ Lagamar (Cameron 1936:12) سے مطابقت رکھتا ہے۔

مدی:

میر چاکر رندؔ کی ماں کا نام مُدی تھا۔ مکران میں مدی خان یا مدیحان اب بھی موجود ہیں۔[22] میدی (Medean) ملکاؤں کو مندانے (Mandane) کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ میدی بادشا استاگس

---

[21]۔ بحوالہ سنگت رفیق۔

[22]۔ بحوالہ سنگت رفیق

(Astyges) کی بیٹی کا نام بھی Mandane بتایا گیا۔ جس کی شادی کمبیسز اول کے ساتھ ہوئی تھی اور یہ خاتون سائرس کی ماں تھی۔ (Cameron 1936:224)۔

مزار:

بلوچوں میں مزار "شیر" نام مستعمل ہیں۔ اور ایک قبیلہ مزاری کے نام سے مشہور ہے۔ عربوں میں بھی ایک قبیلہ مزاری کے نام سے مشہور ہے۔ ایک مید کا نام Mazares تھا۔

مسو (Massu):

بلوچوں میں مسو خان جیسے نام مستعمل ہیں۔ کسائیٹ لوگوں کے ایک دیوتا کا نام Mashu تھا۔ ایک عیلامی نام Ma-ashu-dah-li میں بھی Mashu کا عنصر دیکھنے کو ملتا ہے۔ (Zadok 1987:17)۔ اس کے علاوہ سومیری میں Mas-Su کا لفظ "رہنما، سربراہ" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ ہمیں سومیری میں Lugal Mas-Su جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔

مندو:

اِس کی تفصیلات "مندوانی" کے ضمن میں ملاحظہ کریں۔

مینگلا (Mangla):

بلوچی مینگلا نام غالباً ابتدائی سومیری کِش سلطنت کے بادشاہ Ma-gal-gal-la (Smith 1928:27) سے مطابقت کا حامل ہے۔

میر، میرا، میرو، میرانی:

بلوچوں میں میران (غالباً میرہان) میرا اور میرو جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ میر بلوچی میں آقا، بڑا اور معتبر کے معنوں میں مستعمل ہے۔ مغربی سامی میں Mi-hi-ir، Me-hir، Ma-hir اور Mi-ir "خداوند" کے معنوں میں مستعمل تھے۔ (Tallqvist 1914:293) اس کے علاوہ

آرامی میں مار (Mār) "آقا" کے مفہوم میں مستعمل تھا۔ -Mari عنصر کے ساتھ Ma-ri-id-di (iddi یعنی (Adad) میرا آقا ہے۔ (Tallqvist 1914:244) جیسے نام بھی ملتے ہیں۔

اس کے علاوہ حُری اشرافیہ طبقہ کو Marrianna یا Marriannu کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ (Gelb 1944:71) تاہم قرین قیاس یہ ہے کہ مغربی سامی کا Mahir، Mihir "خداوند" بلوچی میں میر (Mir) اور موجودہ عربی میں امیر کی صورت میں سامنے آیا۔ اس کے علاوہ قدیم اکادی میں رہنما، سربراہ کے لیے Mu'erru کا لفظ مستعمل تھا (CDA214)۔

نُوردین:

بلوچی میں نُوردین جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ غالباً یہ اکادی زبان کے Nūr "روشنی" سے متعلق ہیں۔ اکادی اور بابلیوں میں Nūr-Sin (چاند کی روشنی) ,Nūr-ili (خداوند کی روشنی) (Tallqvist 1914:177) جیسے نام مستعمل تھے۔ موجودہ عہد میں نوردین اور نور علی جیسے نام واضح طور پر Nur-Sin اور Nur-ili کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔

ننگر:

بلوچی میں ننگر "سخی، مہربان" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ غالباً یہ لفظ سومیری دیوی Nin-Gal "عظیم خاتون" سے متعلق ہے۔ اکادی میں اِسے Nikkal پڑھا اور لکھا جاتا تھا۔ یہ مذکر اور مؤنث ہر دو ناموں کے ساتھ بطور لاحقہ یا سابقہ مستعمل ہوتا تھا (Tallqvist 1914:285-9)۔

نہال:

بلوچی میں نہال غالباً آشوری تحریروں کے Niharu سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہ شخص اسرحدون کے عہد میں صحرائے نمک میں Gapāni شہر کا بادشاہ تھا۔ (Luckenbill 1927:209) حضرت عمرؓ کے عہد میں بنو تمیم سے تعلق رکھنے والے ایک عرب جنگجو Nial کا ذکر ملتا ہے۔ جنہوں نے ایرانی جنرل شہریار کو قتل کیا تھا (Marri 1974:85)۔

نوشابہ:

اگرچہ بلوچوں میں یہ نام مستعمل نہیں ہے۔ تاہم فارسی میں نوشابہ "آب حیات، خوش مزہ پانی اور ملک بروح کی شہزادی کا نام" کے طور پر مستعمل ہے۔ تاہم غالباً یہ نام سومیری دیوتا Nidaba (Kamer 1963:64) سے متعلق ہے۔

نوناصر دین:

قدیم بلوچی شجرہ انساب میں نوناصر دین نامی شخصیت کا حوالہ ملتا ہے۔ غالباً یہ نام آشوری نبو۔ناصر (Nabu-Nāsir) (Tallqvist 1914:31) جیسے نام کی کوئی بگڑی ہوئی صورت ہے۔

نوہک:

بلوچی میں نوہک نام کے علاوہ نوہکانی قبیلہ کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کے عہد میں زیاد بن ابوسفیان نے المنظر بن ال جراد ال عبد کو 664ء کے لگ بھگ ہندوستان کے سرحد پر تعینات کیا، تو اُس نے نوکان Nukan اور کیقان (Kaikan) اور پھر قصدار پر حملہ کر کے قبضہ کیا تھا۔ (Elliot & Dowson 1979:117-8) خراسان میں بیر جند اور طبس کے علاقے میں بلوچ نوقانی (Nūqani) قبیلہ کے علاوہ وہاں براہوئی اور دیہہ مُرد اکے لوگ بھی آباد ہیں (Towfiq 2011:15)۔

وہارو:

مری علاقے میں وہارو نامی ایک بزرگ ہستی ہو گزرے ہیں۔ غالباً وہارو کا ماخذ بلوچی واہر یعنی "مدد، کمک" سے ہے۔ تاہم حطی زبان میں بھی Warr- "مدد، کمک" اور warri "مددگار، کمک کار" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ یہ نام واضح طور پر حطی warri اور بلوچی واہر سے متعلق ہے۔

ہارو/ہارین:

ہارو اور ہارین جیسے نام بلوچی میں مستعمل ہیں۔ بلوچی میں "ہار" سیلاب کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ہنگری زبان میں بھی آر (ār) "سیلاب" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ تاہم ایک مصری دیوتا Hārاور Hūruبھی مشہور ہے(Tallqvist 1914:256)۔

حانی:

بلوچوں میں خواتین کے لیے حانی نام مستعمل ہیں جبکہ عربوں میں "حانی" مردوں کے لیے مستعمل ہے۔ تاہم آشوریوں کے ایک دیوتا کا نام Hani تھا۔(Luckenbill 1927:188) شلمانصر سوئم کے عہد میں ایک حانی (Hāni) نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔(Luckenbill 1926:215)۔

ہدے(Hade):

قدیم بلوچی ناموں میں ہدے ایک مشہور نام ہے۔ اس کے ماخذ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم اموریوں کے ایک دیوتا کا نام Hadad یعنی "طوفان کا خداوند" تھا۔ آشوری اور بابلیوں میں یہ Adad کے نام سے مشہور تھا اور Ha-di، Ad-di اور Ad-da-a کی صورت میں بھی مستعمل ہوتے ہوئے ملتا ہے(Tallqvist 1914:350)۔

کسائیٹ لوگوں کا ایک دیوتا Hudha تھا۔ غالباً یہ آرامیوں اور آشوریوں کی Adad دیوتا سے متعلق ہے(Cameron 1936:90)۔

سرگون دوئم (705-722 ق م) کے عہد میں ایک A-da نامی حکمران کا حوالہ بھی ملتا ہے (Zadok 1984:133)۔

ہوتی (Hoti):

بلوچوں میں ہوتی جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ آشور بنی پال (626-668 ق م) کے عہد میں ہمیں عرب کے Uaite نامی بادشاہ کا حوالہ ملتا ہے۔ (Luckenbill 1927:131) غالباً یہ U-a-a-te- 'عربی" اوتیح" سے مماثلت کا حامل ہے (Tallqvist 1914:88)۔

ہؤران (Hauran) ہؤری (Hauri) :

بلوچوں میں مردوں کے لیے ہوران اور خواتین کے لیے ہؤری (Hauri) جیسے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ بلوچوں میں ہور "بارش" کو کہتے ہیں۔ تاہم ہمیں Gasur الواح میں ناموں کے حوالے Ewar- عنصر دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس کے بعد کے Nuzi کے الواح میں بھی Ewari کا عنصر Ewar-kari، Ewar-Kali اور Ewarā Kali کی صورت میں ملتا ہے۔ (Gelb 1944:52) ممکن ہے کہ بلوچوں کا مذکورہ نام اِسی عنصر سے مطابقت رکھتے ہوں۔

ہَوی (Hawwi) :

بلوچوں میں خواتین کے لیے ہوی یا حوی اور حوا نام مستعمل ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ بی بی حوا سے متعلق ہوں۔ تاہم عبرانی میں خواتین کے لیے Ahava نام مستعمل ہیں۔ عبرانی میں اس کا مطلب "پانی" ہے تو ممکن ہے کہ یہ نام اوستا: Apa بلوچی: آپ، آف، آوا اور کردی: آو سے متعلق ہو۔

ہلّو (Hallu):

بلوچوں میں خواتین کے لیے ہلو نام مستعمل ہیں۔ کُردوں میں بھی خواتین کے لیے ہلو نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔

10

مذہبی و ثقافتی مظاہر

1۔10: مذہبی خدوخال:

عہد قدیم میں بلوچوں کے مذہبی عقائد اور رجحانات کیا رہے ہیں یا کیا نہیں رہے ہیں۔ ہمیں اِس بارے میں شواہد دستیاب نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ ماضی میں سومیری، اکادی، آشوری اور عیلامیوں کے زیر اثر رہنے کے باعث بہت سے خداوندوں کے حامل اور Polytheist رہے ہوں۔ 2 ہزار قبل مسیح میں ایران میں ایرانیوں کی آمد اور ان کی مذہبی اثرات اور بعد میں 660 قبل مسیح میں زرتشتی مذہب کے فروغ اور پھیلاؤ سے اگرچہ بلوچ متاثر ضرور رہے ہوں گے تاہم بلوچوں کی تمدنی زندگی اوران کے مجموعی حافظے میں زرتشتی مذہبی عقائد (Relgious Cult) کے اثرات کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔ طبری (23 ھجری) کے مطابق بلوچ، فارسی زبان میں "کفچ" جانے جاتے تھے۔ اور وہ کرمان میں آباد تھے۔ اور عربوں کے خلاف یزدگرد کے کمانڈر کا بلوچوں سے حمایت اور مدد کی درخواست یہ ثابت کرتی ہے کہ بلوچ اِس عہد میں نہ تو ابھی تک مسلمان ہوئے تھے اور نہ ہی وہ ساسانیوں کے ہم مذہب یعنی زرتشتی تھے۔ (MarriBaloch1974:78) اگر بلوچ زرتشتی ہوتے تو وہ اپنے ہم مذہب اور ہم مشرب ساسانیوں کے مقابلے میں عربوں کی حمایت کیونکر کرتے؟ کیونکہ یہ کوئی انفرادی اور سیاسی معاملہ نہیں تھا بلکہ یہ جنگ سیاسی ہونے سے کہیں زیادہ مذہبی نظریات کی جنگ تھی۔ تو بلوچ مجموعی طور پر اپنے ہم مذہب اور ہم مشرب ساسانیوں کو چھوڑ کر کس طرح عربوں کی حمایت کر سکتے تھے؟ تاہم بلا کسی ٹھوس جواز کے اگرچہ چند محققین یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچ زرتشت کے پیروکار رہے ہیں، لیکن بلوچ متھالوجی، زبان اور کلچر میں ایسے ٹھوس شواہد دستیاب نہیں ہیں کہ جن کی بنا پر ہم یہ مفروضہ قائم کر سکیں کہ بلوچ مذہبی طور پر زرتشتی رہے ہیں۔ قدیم ایرانی خصوصیات رکھنے کے باوجود بھی بلوچی میں زرتشتی مذہبی اور اس کے رسوم وروایات دیکھنے کو نہیں ملتے، جبکہ قدیم فارسی، اوستا، پہلوی اور جدید فارسی میں متعدد زرتشتی مذہبی اصطلاح دیکھنے کو ملتے ہیں۔

البتہ چگھا بُزدار کی ایک نظم میں ایک جگہ "آہر" کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ مثلاً "نور شنز اَنت آہرء"۔ ممکن کہ یہ آہر (Ahur) زرتشی "آہورمزدا" کی دلالت کرتا ہو۔

تاہم جمعدار غلام قادر بُزدار کے خیال میں "آہر" کا مطلب بنیادی یا ازلی نور ہے۔ جسے چگھا بُزدار نے اپنی شاعری میں برتا ہے۔

بہر حال مذہب کے حوالے سے عمومی طور پر بلوچوں کا رویہ اور رجحان نہایت ہی معقول، مناسب اور معتدل رہا ہے۔ اسلام کے قبول کرنے کے بعد بھی بلوچ مذہبی تنگ نظری، فرقہ واریت اور متعصبانہ رویوں کی بجائے مذہبی رواداری، بردباری اور شائستہ رویوں کے حامل نظر آتے ہیں۔ اِس لیے یہ گمان کیا جاسکتا ہے۔ کہ بلوچ عہد قدیم میں شاید فطرت پرست رہے ہوں۔

قدیم عہد میں بلوچوں کے مذہبی خدوخال کے بارے میں اگرچہ ہمیں معلومات دستیاب نہیں ہیں تاہم یہاں چند ایسے الفاظ کا تجزیہ نامناسب نہ ہو گا کہ جس میں غالباً قدیم دیومالائی عنصر کا سراغ دیکھنے کو ملتا ہے۔

واژہ:

بلوچی میں واژہ "آقا، مالک محترم" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ E.Burrow کے مطابق آشوری Wašha-nini اور Wašhuru جیسے ناموں میں غالباً پروٹو حطی Wašhaw "دیوتا، خداوند" کا عنصر شامل ہے۔[23]

اگرچہ بلوچی کے مغربی لہجے میں واژہ کی بجائے "واجہ" مستعمل ہے، جسے عام طور پر فارسی کے "خواجہ" سے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ لیکن قرین قیاس یہ ہے کہ بلوچی "واجہ" کے معاملے میں فارسی "خواجہ" ایک جدید پیش رفت ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اوستا Vohuni بلوچی میں "ہون" کے طور پر مستعمل ہے جبکہ جدید فارسی نے اِسے "خون" سے بدل دیا ہے۔ اِسی طرح اوستا hvato فارسی میں "خود" جبکہ بلوچی میں یہ "وت" کے طور پر مستعمل ہے۔ یعنی فارسی "خ" کی بجائے "و" قدیم عنصر کی عکاسی کرتا ہے۔

---

[23] . Nov. 2016. http://about . Jstore. Org/terms downloaded on thu.17.

میر:

بلوچی میں "میر" آقا، بڑا اور محترم کے معنوں میں مستعمل ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا تعلق مغربی سامی Ma-hir، Me-hir اور Mi-ir "خداوند" (Tallqvist 1914:293) سے ہو۔ اِس کے علاوہ آرامی میں مار (Mār) آقا کے مفہوم میں مستعمل تھا۔ مثلاً Mari- "خداوند" کے عنصر کے ساتھ Mari-iddi (اداد میرا آقا ہے) جیسے نام مستعمل تھے۔ (Tallqvist 1914:244) غالباً مغربی سامی Mi-ir یا Ma-hir بلوچی میں "میر" اور موجودہ عربی میں امیر کی صورت میں مستعمل دیکھنے کو ملتا ہے۔ اسی طرح "میر بل" "خداوند بل" سے منسوب ہے بُل خداوند موجودہ معنوں میں سب سے بڑا "میر"[24]

آشور(Ashur):

آشوریوں کا قومی دیوتا آشور (Ashur) کے نام سے مشہور تھا، جسے آشوری "اچھا اور جنگ کا دیوتا" کہتے تھے[25] بلوچی میں بھی جنگ کے لیے شارو (Sharu) کا لفظ مستعمل ہے یا ممکن ہے کہ یہ اکادی Šāru "دشمنی، عداوت" (CDA362) سے متعلق ہو۔ مثلاً شئے مرید ایک جگہ کہتے ہیں۔

e۔ چاکر گبرے زیادہ نہ اِنت	میر چاکر مجھ سے چونی بھر بھی اہم نہیں ہے۔
سرداریءِ نام ئی پر اِنت	اُنہیں فقط سرداری کا اعزاز حاصل ہے۔
من ھم بدیں مردے نیاں	میں بھی کوئی غیر اہم شخص نہیں ہوں۔
ہر جاہ کہ شاروئے رُدیت	جہاں بھی کوئی شورش ہوتی ہے۔
من گوں کمیتءِ حاضراں	میں اپنے گھوڑے پر سوار موجود ہوتا ہوں۔

24۔ بحوالہ سنگت رفیق۔

25۔ http://www.2000- names. Com/mode-assyrian-names.html.

Innana

Innana دیوی جسے Eshtar دیوی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سومیریوں کی زرخیزی، محبت اور جنگ کی دیوی تھی اور اس کا معبد Ulmash کے نام سے مشہور تھا۔ (Kramer 1963:63)۔

لسبیلہ میں بی بی نانی (جسے ہندو ماتا دیوی کہتے ہیں) کے علاوہ سریاب اور بولان میں بی بی نانی کے نام سے زیارت گاہیں موجود ہیں۔ بی بی نانی نامی جیسی زیارت گاہیں واضح طور پر سومیری Innana دیوی کی عکاسی کرتی ہیں۔ اِس کے علاوہ Nanna نامی بابلی دیوی تھی جو "چاند دیوی" کہلاتی تھی اور یہ "Uruk کی خاتون" کے طور پر معروف تھی (Smith 1928:111,206)۔

اس کے علاوہ تاریخ ایران کے ایک اہم ماخذ "وقائع شہدائے ایران" میں ایک دیوی ننایاننائی کا ذکر ہے، جو غیر ایرانی اصل ہے۔ اِس کی تصویر انڈو سکیتھین سکوں پر بھی پائی جاتی ہے۔ (کرسٹن سین 1992:206) یہ دیوی انہی مذکورہ دیویوں کی عکاسی کرتی ہے۔

دنگ (ding):

بلوچی میں دو مہینے اول دنگ، دومی دنگ یعنی "پہلا اور دوسرا دنگ کا مہینہ" کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ سومیری میں "خداوند" کے لیے Dingir کا لفظ مستعمل تھا۔ لیکن اِسے پڑھا Dingi جاتا تھا۔ اس کے آخری "ر" کو تلفظ نہیں کیا جاتا تھا۔ جبکہ مرکب صورتوں میں اِسے مکمل طور پر پڑھا جاتا تھا۔ (Kramer 1963:298) بلوچی دنگ کے مہینے واضح طور پر اِسی Dingir سے متعلق ہے۔ Gain Pietro Basello اپنے مضمون Babylonia and Elam: The evidence of Calendars میں لکھتے ہیں کہ سوسہ کے مقام پر دریافت ہونے والے اکادی لوح پر Dingir-Mah کا حوالہ ملتا ہے۔ جو ایک سوسہ مہینے کا نام ہے۔ سوسہ کے علاوہ اِس کی تصدیق "ہفت تپہ" سے بھی ہوئی ہے۔ دنگ بلوچی میں زورآور (مابعد الطبعیاتی) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کہ جی۔ آر ملا کا یہ شعر ہے۔ ماوت ءِ دنگ ءُ بلاہے کت نہ کت۔[26] یاد رہے کہ سوسہ ابتداء میں بابلی اثرات کا حامل رہا ہے۔

---

[26]۔ بحوالہ سنگت رفیق۔

بابلی اثرات کے کم ہونے کے بعد یہاں عیلامی اثرات گہرے ہوتے گئے۔ بہر حال Dingir-Mah مطلب ہے "بڑا خداوند "یعنی یہ مہینہ بڑے خداوند کے نام سے موسوم تھا۔

رپل:

بلوچی میں کسی کو بد دُعا دینے یا قہر میں مبتلا کرنے کی خاطر "رپل" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً پلانی ءِ "رپل" بہ جنات۔ یعنی فلاں شخص کو "رپل" مارے۔ خیال رہے کہ یہ "رپل" رائیفل سے متعلق نہیں ہے۔[27]

خسرو دوئم کی وفات کے بعد جب ایران میں شاہی خاندان کا زوال شروع ہوا تو صوبوں کے گورنروں نے مختلف صوبوں پر اپنا قبضہ جمالیا۔ اِس عہد میں سیستان کے حکمران کا لقب روتبیل تھا۔ (کرسٹن سین 676:1992)بلوچی "رپل" غالباً اِسی روتبیل کی عکاسی کرتا ہے۔ کیونکہ ہمیں 697 عیسوی میں کابل کے ایک حکمران رتبیل (Ratpil)کا حوالہ بھی ملتا ہے(ڈاہیا277:2007)۔ اس کے علاوہ سرگون اور قبل سرگون ہر دو عہد میں ہمیں Ra-bi-iL(Gelb 1957:28) جیسے شخصی نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس طرح کے نام کا کوئی جابر شخص بلوچوں کے حافظے میں محفوظ ہو گیا ہو۔

لکمیر(Lakmir):

بلوچی میں مستعمل نام غالباً عیلامی دیوتا Lagamar یا Lakamar کی دلالت کرتا ہے۔(Smith 1928:121,205)۔

---

[27]۔ "رپل" کے حوالے سے میں پروفیسر سنگت رفیق کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے میری توجہ اِس جانب دلائی اور میری معلومات میں اضافہ کیا۔

iduBu: بھوت:

بلوچی اور براہوئی میں یہ سومیری idu bu ہمیں بوہانٹو اور بوسانٹو "نیند میں سانس کا بند ہونا" کی صورت میں مستعمل دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس کے علاوہ عہد اشکانی کی پہلی صدی عیسوی میں وندیداد میں ایک دیو کا نام "بُوشیستا" ہے جو بے ہوشی اور نیند کی چُڑیل ہے۔ (کرسٹن سین 1992 : 39) بھی ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے۔ جبکہ اِس کے برعکس "ہفتان بوخت" اژدھا جیسے اردشیر پابگان نے اس کے منہ میں پگھلی ہوئی دھات ڈال کر مار دیا تھا۔ (کرسٹن سین 123:1992)۔ شاید یہ بوخت سومیری Buidu سے مماثلت رکھتا ہے۔

گلا۔ پروہت (Gala-Priest):

سومیری معاشرت میں معبدوں کے گائیک کو گلا۔ پروہت کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ معبد گاہوں میں گائیکی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ دستکار طبقہ، نابینا اور دوسرے کام کرنے والوں کے علاوہ ٹمپل کے گائیکوں کو بھی راشن الاٹ کیا جاتا تھا۔ (Kamer 1963:82)۔

سومیری میں گلا کا مطلب گانا گانے اور ستائش کرنے والا تھا جو بلوچی میں بعینہٖ گلائیگ یعنی "تعریف کرنا، ستائش کرنا" کی صورت میں مستعمل ہے۔ اس کے علاوہ بلوچی معاشرے میں بھی قومی شاعر جس کو "ریزوار" کہا جاتا تھا، اُس کی کفالت کا ذمہ دار بھی قبیلہ ہوتا تھا۔

نرگل (Nergal):

سومیری کے ایک دیوتا کا نام نرگل تھا جو طاعون، جنگ اور سورج (تباہی کی طاقت) کا دیوتا کہلاتا تھا۔ بلوچی میں "نرگل" کا لفظ بدمعاش، لڑاکا اور جنگجو کے معنوں میں مستعمل ہے۔ ممکن ہے بلوچوں نے یہ تصور سومیری نرگل دیوتا سے لی ہو۔

گُدا(Guda):

یہ سومیریوں کا ایک مخصوص پروہت کا ٹائیٹل تھا جو لینن کپڑے کا مخصوص لباس پہنتا تھا۔ غالباً بلوچی "کُہدا" اِسی سے متعلق ہے،، جسے عام طور پر فارسی کے "کتخدا" سے جوڑا جاتا ہے۔ براہوئی اور بلوچی میں "گودی" مالکن کے معنوں میں مستعمل ہے۔ ممکن ہے کہ یہ لفظ guda کے ساتھ تانیثی لاحقہ "ای" لگانے سے مؤنث کی صورت میں سامنے آیا ہو۔

2۔10 ثقافتی مظاہر (Cutural Phenomenon):

بلوچ قومی ساخت:

راج:

بلوچوں اور براہویوں کی (زبان بولنے والی) قومی ساخت یا تشکیل میں بہت سے قبیلے یا تمن مل کر بلوچ اور براہوئی قومیت کی تشکیل کرتے ہیں۔ بلوچوں اور براہویوں میں قوم کے اصطلاح سمیت راج اور "اُلس" کا اصطلاح بھی مستعمل ہے۔ اگرچہ قوم اور اُلس دونوں اصطلاح بالترتیب عربی اور ترکی سے متعلق ہیں۔ تاہم "راج" کا اصطلاح واضح طور پر قدیم اکادی rihṣitu "نسل، خاندان، نطفہ" (CDA304) سے متعلق ہے۔ جو جدید عربی میں "رہط" مستعمل ہے۔ جبکہ کُردی میں "رگز" کے طور پر مستعمل ہے۔ کُردی کا "رگز" اصل میں رز (Raz) ہے۔ کیونکہ کردی میں بہت سے الفاظ میں "گ" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً بلوچی اور فارسی یازدہ، دوازدہ اور پانزدہ کردی میں بالترتیب یانگزہ، دوانگزہ، پانگزہ کی صورت میں مستعمل ہیں جبکہ دوسری طرف اوستا میں قوم اور قبیلہ کے لیے Zantu کا لفظ مستعمل ہے۔ یہ اصطلاح بلوچ، براہوئی اور کردوں میں مفقود ہے۔ کُردوں میں قبیلے کے لیے زُم کا اصطلاح بھی مستعمل ہے جو Zūma سے مشتق ہے۔ (Towfiq2011:2) ابن حوقل نے فارس میں دوسرے قبائل کے علاوہ "زم بروحی" کا ذکر کیا تھا۔ (Haukal 1800:92) جو براہوئیوں سے متعلق

سب سے قدیم ترین حوالہ ہے۔ اس کے علاوہ اکادی تحریروں میں جس Barahshum کا حوالہ ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ Barah کے ساتھ shum کا لاحقہ بھی "قبیلے" کے مفہوم کی غمازی کرتا ہو۔ جو کُردی کے Zuma سے مطابقت رکھتا ہے۔

بلوچی، براہوئی "راج" اور کُردی "رگز" (بلوچی رگ) کے اصطلاحوں سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بلوچوں میں قومی ساخت کا تصور نہ صرف ایرانیوں سے یکسر مختلف ہے۔ کیونکہ ایرانیوں میں اِس طرح کی اصطلاحیں یکسر ناپید ہیں۔ بلکہ یہ واضح طور پر قدیم اکادی سے مطابقت اور مماثلت کا حامل بھی ہے۔ جو ان کی قدیم موجودگی، ان کی انفرادیت اور ان کے ایک ہونے کا ناقابل تردید ثبوت بھی ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ "راج" سے ہم مشابہہ انگریزی لفظ race اصل میں 1560ء میں فرانسیسی razza سے انگریزی میں دخیل ہوا جو انگریزی میں ایک نئی پیش رفت ہے اور کوئی ایک صدی تک اس کے ماخذ کے بارے میں بحث ہوتا رہا ہے لیکن کوئی مستند نتیجہ برامدنہ ہو سکا۔ جبکہ دوسری طرف فرانسیسی razza بنیادی طور پر اٹالین کے ایک مقامی لفظ razza سے متعلق ہے کہ جس کے اشتقاقی ماخذ کے بارے میں کسی کو علم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بختیاری یالُر بُزرگ لوگوں میں طائفہ کے لیے "بولک" کا لفظ مستعمل ہے۔ (Towfiq 2001:8) بلوچوں میں بھی "بولک" کا اصطلاح مستعمل ہے۔

سیال / سیاد:

اِسی طرح قدیم بابلی میں خاندان، کُنبہ اور قبیلہ کے لیے سلاتو (Salātu) کا لفظ مستعمل تھا۔ (CDA 313) جو بلوچی اور براہوئی میں معمولی فرق کے ساتھ بغیہ یہ سیال اور سیاد کی صورت میں مستعمل ہے۔

مار(Mār)

براہوئی میں "مار" بیٹا اور لڑکا کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اصل میں براہوئی "مار" قدیم اکادی / بابلی Māruاشوری Mār، mār, u یعنی "بیٹا، لڑکا، اخلاف، گھرانہ"(CDA 199)سے متعلق ہے۔ اشوریMār Sangura سنگورا کا لڑکا(Tallqvist 1914:300)۔

دیوان:

بلوچوں کی ثقافتی اور تمدنی زندگی میں دیوان یعنی "کونسل، اجلاس، باہمی مشاورت" کو نہایت ہی اہمیت حاصل ہے۔ یہ اصطلاح عربی سے متعلق ہے جبکہ ایرانیوں میں "دیوان" شعری مجموعہ کو کہا جاتا ہے۔ یا مالیات وغیرہ کے رجسٹروں اور ان کے ریکارڈ کو دیوان کہا جاتا تھا۔

باوٹ / باہوٹ:

بلوچی میں باوٹ / باہوٹ کا لفظ "پناہ اور پناہ گیر" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ بلوچ معاشرے میں" باوٹ" کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کی جاتی ہے۔ باوٹ کا لفظ واضح طور پر اکادی اباتو(Abātu)"بھاگ جانا، کہیں سے بھاگ جانا، چھوڑ کر چلے جانا" سے متعلق ہے۔ جبکہ بابلی اور درمیانہ اشوری زبان میں یہ لفظ "سیاسی پناہ گیر" کے معنوں میں مستعمل تھا(CDA2)یہی اکادی "اباتو" پہلے مرحلے میں "باتو" اور پھر باوٹ / باہوٹ کی صورت میں بلوچی میں مستعمل نظر آتا ہے۔اصل میں یہ اصطلاح "ایک جگہ سے بھاگ کر یا علاقہ چھوڑ کر کہیں پناہ لینے" کے تصور کی غمازی کرتا ہے۔

جرگہ:

قومی کونسل اور مشاورت کو جرگہ کہا جاتا ہے۔ اگرچہ ایرانیوں، ترکوں وغیرہ میں بھی یہ اصطلاح مستعمل ہے تاہم یہ اصطلاح سومیری galga سے متعلق ہے جو ہماری زبانوں میں جرگہ کی صورت میں سامنے آیا ہے۔

میل / میڑہ:

بلوچوں میں اہم فیصلوں کے حوالے سے میڑہ یا میل کا عمل دخل نمایاں ہے۔ جہاں قبائلی رہنماؤں اور معتبر شخصیات کا وفد یا اکٹھ مخالف فریقین کے درمیان صلح صفائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اس اکٹھ کو میل یا میڑہ کہا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر میل یا میڑہ سومیری Malga اور اکادی Melku سے متعلق ہے۔

تورا:

بلوچوں میں سماجی اور اخلاقی دستور و قوانین کے لیے "تورا" خاص طور پر "سیستانی تورا" یعنی "سیستانی رواج و آداب" کا اصطلاح بہت مقبول ہے۔ کیونکہ عہد قدیم ہی سے سیستان بلوچوں کا مرکز چلا آرہا ہے۔ تورا موجودہ عربی میں توراۃ کے طور پر مستعمل ہے۔ غالباً اس کا بنیادی ماخذ حضرت موسیٰ کے توراۃ "قانون" سے متعلق ہے۔

دود:

بلوچوں میں "دود" کا اصطلاح دستور، رسم ورواج اور سماجی آئین کے لیے مستعمل ہے۔ غالباً یہ بلوچی میں مستعمل واحد ایرانی سماجی اور معاشرتی اصطلاح ہے جو اوستا کے Data "قانون" سے متعلق ہے جبکہ جدید فارسی میں یہ اصطلاح مستعمل نہیں ہے۔

باروٹی:

بلوچ معاشرے میں "باروٹی" کا اصطلاح باغی اور سرکشی کے معنوں میں مستعمل ہے۔ یہ اصطلاح واضح طور پر اکادی: bāru بغاوت کرنا" اور بارتو (bārtu) بغاوت، سرکشی (CDA39) سے متعلق ہے۔

تپو (Tappu):

بلوچوں میں گروہ کے لیے تپو کا لفظ مستعمل ہے جو واضح طور پر بابلی Tappu "ساتھی، ہمراہی" (Tallqvist 1914:311) سے متعلق ہے جدید فارسی میں غالباً یہ تیپ "گروہ، دستہ" کی صورت میں مستعمل ہے۔

جنگی اصطلاحات:

بلوچوں میں جنگ اور ہتھیاروں سے متعلق اصطلاحات ایرانیوں کی بجائے حیران کن طور پر عربی سے متعلق ہیں۔ مثلاً بلوچی میں "تلوار" کی بجائے "زحم" کا لفظ مستعمل ہے جو عربی "صمصام" سے متعلق ہے۔ تیر کے لیے بلوچی میں "سُہم" مستعمل ہے جو عربی کے "سُہم" سے متعلق ہے۔ اِسی طرح تیر کش کے لیے بلوچی میں "جابہ" مستعمل ہے۔ جو عربی کے "جعبہ" سے متعلق ہے۔

لباس:

قدیم عراق میں سومیری لوگ بھیڑ کا کھال پہنتے تھے۔ جو گُھٹنوں تک ہوتا تھا۔ جب سوتی کپڑے کا چلن شروع ہوا تو بابلی لوگ ایک سوتی کُرتا پہنتے تھے جو ایڑیوں تک پہنچتا تھا اور ایک مختصر سا سفید جامہ اوپر پہنتے تھے۔ اِس عہد میں میسوپوٹیمیا کے تمام لوگ اِسی طرح کا لباس استعمال کرتے تھے۔ ہیروڈوٹس کے مطابق فارسیوں کے قبضہ کے وقت میسوپوٹیمیا کے درباری اشرافیہ اور سپاہی لوگ پاجامہ پہنتے تھے۔ فارسیوں نے لباس کا یہ انداز میدوں سے مستعار لیا۔ سائرس نے بھی میدوں کا لباس منتخب کیا اور اشرافیہ کو بھی یہی لباس پہننے کا مشورہ دیا (Nardo:2007:76)۔

قدیم عہد میں بلوچوں کے لباس کے بارے میں اگرچہ ہم وثوق سے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ تاہم بلوچ بھاری بھرکم لباس بالخصوص کُھلا کُرتا اور بڑے شلوار (Baggy Trouser) پہننے کے عادی ہیں۔ پندرہ سو قبل مسیح میں متنی اور حطی شاہی افراد بھاری بھرکم لباس پہنتے تھے۔

پاگ:

اگرچہ بلوچی میں پگڑی کے لیے "پاگ" کا لفظ مستعمل ہے۔ جو ہندی میں پاگ اور پنجابی میں "پگ" کے طور پر مستعمل ہے۔ اس کے علاوہ بلوچی میں اِس کے لیے پٹکا اور پڑکا / پڑ کہہ کے الفاظ بھی مستعل ہیں۔ اصل میں یہ تمام الفاظ اکادی (CDA268)Paskāra(u) سے متعلق ہیں۔ کیونکہ کہیں اکادی Paskāra مختصر ہو کر Paska سے پٹکا یا پڑکا بنا ہے تو کہیں پگڑ، پگڑی، پاگ اور پگ کی صورت میں سامنے آیا ہے۔۔ تاہم قدیم عہد میں بلوچی میں پگڑی کے لیے بر (Barr) کا لفظ بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ جو واضح طور پر اکادی (Gelb1957:101)Barr(um) سے متعلق ہے۔

جنگی کُلاہ:

بلوچوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ماضی میں وہ لڑائی اور جنگ کے وقت ایک کلغی نام تاج یا کلغی نما جنگی کلاہ استعمال کرتے تھے۔ فارسی میں لفظ بُلوچ (Boloch) کا مطلب تاج خروس، مرغ کا تاج یا مرغ کی کلغی ہے۔ بعض لوگ بلوچ کے ماخذ کو اِسی سے متعلق سمجھتے ہیں۔

تاہم آشوری جنگجو بھی ایک قسم کی دھاتی خول پہنتے تھے، جس پر ایک طُرہ لگا ہوتا تھا (سینسلیس 2017:134:135)۔

داڑھی:

ماضی میں بلوچ لمبے بال رکھتے تھے۔ جن کی لمبی لٹیں شانے کے دونوں جانب پیچدار صورت میں لٹکی ہوتی تھیں۔ اور بعض بلوچ اپنی داڑھیوں کو ٹھوڑی کے نیچے لے جا کر خمدار (Curled) رکھتے تھے۔ اور اب بھی بہت سے بلوچ اپنی داڑھیوں کو خمدار رکھتے ہیں۔ اگرچہ بابلی لوگ بھی داڑھیوں کو خمدار رکھتے تھے تاہم ان کی داڑھیاں اُن کی ٹھوڑی پر خمدار ہوا کرتی تھیں۔ اور وہ سر کے بال بھی لمبے رکھتے تھے (Rawlinson IV,1884:37)۔

آشوری لوگوں کی داڑھیاں چھلے دار ہوتی تھیں جبکہ کالدی لوگوں کی داڑھیاں عام طور پر لمبی اور سیدھی ہوتی تھیں اور سر کے بال بھی لمبے رکھے جاتے تھے یا گردن کے پیچھے اکٹھے جوڑے جاتے تھے

یا لچھے دار رکھے جاتے تھے۔ (Rawlinson I,1873:74)اِس طرح پار تھی اشرافیہ میں بھی متھر دات (مہر داد) اوّل کے زمانے سے پار تھی بادشاہوں کے سکوں پر بادشاہ کی تصویریں سر اور داڑھی کے بال چھلے دار دکھائے گئے ہیں (کرسٹن لین 22:1992)۔

آٹھ سو قبل مسیح کے بعض شبیہوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ذاگروس میں آباد قدیم مقامی اور ایرانی لوگ یکساں دکھتے تھے۔ اُن کے بال کٹ ہوا کرتے تھے۔ اگرچہ عام طور پر بال خمدار رکھے جاتے تھے اور انہیں سُرخ سر بند یا پٹی سے بندھا جاتا تھا اور چھوٹی داڑھیوں کو بھی خمدار رکھا جاتا تھا (Cameron 1936:152)۔

سوگند:

سچائی کے لیے عیلام میں مقامی سربراہ اور حاکم کی قسم کھائی جاتی تھی تھیں۔ (Cameron 1936:74) بلوچوں میں بھی درمیانہ عہد میں سردار کی سر کا قسم مروج تھا۔ تاہم یہ وطیرہ فیوڈل طرز معاشرت سے متعلق ہے۔ قدیم عہد میں بلوچ سوسائٹی میں سردار کی بجائے "میر" کا لقب مستعمل تھا۔ اور ہر وہ بلوچ جو بلوچی روایات واقدار کی پاسداری کرتا، وہ میر کہلاتا تھا۔ بلوچوں میں ایک ضرب المثل ہے کہ " پیر بوتگ ئے بلے میر نہ بوتگ ئے "یعنی پختہ عمر ہونے کے باوجود بھی آپ "میر" نہ بن سکے۔ باالفاظ دیگر آپ بلوچ نہ بن سکے یا بلوچ ہونے کے صحیح مرتبہ ومقام پر فائز نہ ہو سکے۔

نل / نڑ:

بلوچوں کا قدیم ساز غالباً نل (Nal) یا نڑ ہے، جیسے فارسی میں نئے کہا جاتا ہے۔ اغلب خیال یہ ہے کہ اس کا اصل ماخذ نار (Nar) ہے جو بعد میں "نل" کی صورت میں سامنے آیا۔ نل کے بجانے والے یا گائیک کو ناڑی یا نل جنوک کہا جاتا ہے۔ یہ نل واضح طور پر سومیری Nar اور اکادی نا روم (Nār(um یعنی "گائیک" سے متعلق ہے۔

Gelb کے خیال میں سومیری Nar اکادی Narum سے مستعار ہے (Gelb 1957:193)۔

زیمر (Zemar):

سومیری میں موسیقی کے لیے Zami اور اکادی میں Zamaru کا لفظ مستعمل ہے۔ بلوچی زیمر واضح طور پر سومیری اور اکادی سے متعلق ہے۔ جبکہ موجودہ عربی میں یہ زمر کے طور پر مستعمل ہے۔

سُگڑ:

بلوچی میں سُگڑ "قاصد، مغنی اور مطرب" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ یہ اصطلاح سومیری Sukallu "گھریلو ملازم، قاصد" سے مستعار نظر آتا ہے۔ آشوریوں میں Sukallu rabu بادشاہ کے مالی امور اور جائیداد وغیرہ کی نگرانی کرتا تھا۔ جبکہ قبل سرگون عہد میں یہ وزیر جیسے فرائض سرانجام دیتا تھا (Smith 1928:222-3) ۔ بہرحال بلوچی میں سُگڑ کا تصور آشوری اور قبل سرگون عہد کے برعکس سومیری تصور سے مطابقت کا حامل ہے۔

3-10: کیلنڈر:

سب سے پہلے غالباً سومیریوں نے قمری کیلنڈر کا تصور پیش کیا۔ انہوں نے سال کو 12 مہینے اور مہینے کو 29 یا 30 دنوں میں تقسیم کیا۔ اِس طریقے سے اُن کے سال کے 354 دن بنتے تھے۔ اور ان کے مہینے کا آغاز چاند کی رویت سے شروع ہوتا تھا لیکن ان کا قمری سال، شمسی سال کی نسبت کم پڑتا تھا تو انہوں نے ان میں مطابقت پیدا کرنے کی خاطر ہر چار سال بعد ایک مہینے کا اضافہ متعارف کرایا۔

میسوپوٹیمیا میں بہت سے کیلنڈر مثلاً نپر کیلنڈر (2311-3000 ق م) سرگون کیلنڈر (2100-2350 ق م) شُلگی کیلنڈر (2004-2112 ق م) اکادی، اموری، قدیم بابلی، ماری اور آشوری کیلنڈر مستعمل تھے۔ یہ کیلنڈر مذہبی، موسمیاتی اور تہواری (Festival) نوعیت کے تھے۔

بلوچوں میں دو طرح کے کیلنڈر قمری اور موسمیاتی / تہواری مستعمل ہیں۔ اگرچہ ان کا قمری کیلنڈر اسلام کے نفوذ کے بعد موجودہ عربی کیلنڈر کا آئینہ دار نظر آتا ہے۔ تاہم اس میں دو مہینے اولی دنگ اور دومی دنگ کسی قدیم مظہر کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ دو مہینے بالترتیب جمادی الاول اور جمادی لثانی سے

مطابقت رکھتے ہیں۔[28] اور انہیں "سیمی گہار / جاڑ یعنی تیسری بہن" اور چارمی گہار / جاڑ "چوتھی بہن" بھی کہا جاتا ہے۔ بلوچوں کے یہاں یہ دونوں مہینے بھاری تصور کیے جاتے ہیں۔ اور یہ دونوں مہینے ایک طرف واضح طور پر سومیری دیوتا Dingir کی عکاسی کرتے ہیں تو دوسری طرف دو ہزار قبل مسیح سے بھی پہلے کے سوسہ مہینہ Dingir-Mah سے متعلق ہیں۔ جس کا تفصیلی تذکرہ پچھلے صفحات میں آ چکا ہے۔

یہاں بر سبیل تذکرہ نیر کیلنڈر کے تیسرے مہینے کا نام Sig-ga بلوچی میں سک، (عربی سیہک فارسی: تہک، کردی، زخ، گوربتی: ساگہ، توروالی اور اُشو: سیگل، یدغا: سیغیو) یعنی مٹی اور ریت کے معنوں میں مستعمل نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں آرامی مہینوں کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم تاریخی ریکارڈ سے ان کا آٹھواں مہینہ Kinun یا Kanun "آتش دان" (Langdon 1935:27-8) کا پتہ چلتا ہے۔ جو بلوچی میں کنور یا کن وری یعنی "آتش دان" کے طور پر مستعمل ہے۔

بلوچی قمری کیلنڈر میں چار مہینے اوّلی گہار / جاڑ "پہلی بہن" دومی گہار / جاڑ "دوسری بہن"، سیمی گہار / جاڑ "تیسری بہن" اور چارمی گہار / جاڑ "چوتھی بہن" بالترتیب عربی کے ربیع اوّل، ربیع الثانی، جمادی اوّل اور جمادی الثانی سے مطابقت رکھتے ہیں۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ بلوچی کے علاوہ یہ مہینے براہوئی، توروالی، گاوری، پشتو، قاشقاری اور اُشو زبانوں میں بھی اِسی مستعمل مفہوم ہیں۔

بلوچی	براہوئی	گاوری	قاشقاری	توروالی	اُشو	عربی	معنی
اوّلی گہار	اوّلیکو ایڑ	پھوری اشپو	اوّلو اس پی سر	اول شو	۔	ربیع اوّل	پہلی بہن
دومی گہار	ارٹمیکو ایڑ	دوئم اشپو	ژوو اس اس پی سر	۔	۔	ربیع الثانی	دوسری بہن
سیمی گہار	مسٹمیکو ایڑ	شئ اشپو	ترویو اس پی سر	۔	۔	جمادی اوّل	تیسری بہن
چہارمی گہار	چار میکو ایڑ	چٹ اشپو	چوروا س پی سر	چھوٹم اشپو	چارمو نگی سس	جمادی الثانی	چوتھی بہن

[28] ۔ دنگ مہینوں کے تعین سے متعلق معلومات میں نے کوہ سلیمان کے شاعر خدا بخش خان دُزکانی بُزدار سے حاصل کئے۔

جبکہ محرم کو بلوچ حضرت امام حسینؓ کی نسبت سے حسینی ماہی یا حسینی ماہ، رجب کو حدائی ماہ یعنی خدا کا مہینہ، توروالی میں بھی یہ "خدیئی تعالیٰ سی ماہ" کہا جاتا ہے۔ جو فارسی "ماہِ خُدا" سے مطابقت رکھتا ہے۔ شعبان کو بلوچ رسول ﷺ ماہ یعنی "رسول پاک ﷺ کا مہینہ" کہتے ہیں۔

بلوچوں میں دوسرا کیلنڈر موسمیاتی اور تہواری (Festival) صورتحال کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ موسمیاتی کیلنڈر نو مہینے کا ہوتا ہے۔ اور ہر مہینہ چالیس دن بمع زائد نصف دن پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو اکادی، عیلامی، ایرانی اور ہندی کیلنڈر سے یکسر مختلف ہے۔ تاہم بلوچی کا ایک مہینہ کرائی غالباً آشوری Qarrate (qarru کا جمع) سے مماثلت کا حامل ہے۔

اِسی طرح قدیم سجستان (سیستان) کا ایک مہینہ کریشت (البیرونی 109:2002) بھی غالباً آشوری Qarrate کی دلالت کرتا ہے۔ اور یہ تینوں ایک ہی ماخذ کی عکاسی کرتے ہیں۔

آشوری qarru مہینہ اکادی کے Adar کے ہم مطابق ہے۔ اس کے علاوہ آشوریوں کا Kuzalli مہینہ، سبزی "کدو" سے متعلق ہے۔ (Cameron 1936:117) غالباً بلوچی کو ہیچ یعنی "کدو" اِسی سے متعلق ہے۔ آشوری چونکہ شروع سے زراعت سے منسلک تھے۔ اِس لیے اُن کا کیلنڈر زراعتی سرگرمیوں کی عکاسی کرتا ہے۔ بہرحال بلوچی کیلنڈر کا متعدد ایرانی کیلنڈر (زرتشتی، قدیم فارسی، پارتھی اور ساسانی کیلنڈر) اکادی، عیلامی وغیرہ سے کوئی مطابقت دیکھنے کو نہیں ملتا۔ تاہم موجودہ عہد میں بعض بلوچ، بلوچی کیلنڈر کو پہلوی درمیانہ فارسی کے مہینوں مثلاً فراوردین، اردوہشت، خرداد، تیر، اُمرداد، شحریور، مہر، اسپند، بہمن وغیرہ مہینوں سے جوڑنا چاہتے ہیں جو تاریخی حقائق کے منافی ہے۔

4-10۔ دنوں کے نام:

قدیم ایرانی تحریروں میں ایرانی دنوں کے نام ریکارڈ نہ ہو سکے۔ چینی ٹیکسٹ میں جن اِیام کا حوالہ ملتا ہے۔ وہ اصل میں سنسکرت کا ترجمہ ہیں۔ مثلاً سُغدی مہرروز (Day of Sun) ماہ روز (Day of moon) بہرام روز (Day of Mars) تزور (Mercury) اور مزد روز (Jupiter) ناہید روز (Venus) اور جیان یا کیوان روز "ہفتہ" کے لیے مستعمل ہیں۔

ہمیں شاہنامہ فردوسی میں صرف ہفتہ اور چار شنبہ کا حوالہ ملتا ہے۔ بہرحال موجودہ فارسی دنوں کے نام بنیادی طور پر جدید ہیں جبکہ قدیم فارسی میں اس طرح کے نام مستعمل نہیں تھے۔ فارسی شنبہ

اور بلوچی شمبے بنیادی طور پر آشوری سبو(Sibu)"ساتواں" سے متعلق ہیں۔ جو موجودہ عربی میں اُسبوع (Usbū)کے طور پر مستعمل ہے۔ ممکن ہے کہ آشوری "سبو" بنیادی طور پر سومیریSebu یعنی "ساتواں" سے تعلق رکھتا ہے۔

سلیمانی لہجہ خاص طور پر بزداروں میں ہفتہ کے لیے گڈیا مستعمل ہے۔ شاید یہ اصطلاح گُڈ، گڈی یعنی آخر یا آخری دن کے تصور کا حامل ہو۔ جبکہ فاضلہ کچہ کے علاقے میں اس کے لیے "بُڈا" مستعمل ہے۔ ممکن ہے کہ یہ "بُڈا" کشمیری "بٹہ" سے مماثلت کا حامل ہو؟

اگرچہ موجودہ عہد میں بلوچی میں بھی جدید فارسی کے دنوں کے نام مروج ہیں تاہم بلوچی میں مستعمل گنجان / گنجی، جتی، مولم، سوبان اور شاید ساکم / سکانی جیسے نام مکمل طور پر منفرد اہمیت کے حامل ہیں۔ بلوچی آدینک فارسی کے آدینہ اور شیکر سنسکرت کے (Vara)Shukra"جمعہ سے متعلق ہے جبکہ بلوچی میں یہ "جمعرات" کے لیے مستعمل ہے۔

بلوچی گنجان "ہفتہ" غالباً سومیری Gulgalanna"سوموار کی مسخ شدہ صورت ہے اور جتی غالباً سومیری Utu"اتوار" سے متعلق ہے جو غالباًUtu سے ati اور پھر Jati کی صورت میں سامنے آیا ہو گا۔ یہاں سومیری، بلوچی، بابلی اور ایرانی دنوں کا چارٹ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ سومیری دنوں کے نام مختلف دیوی اور دیوتاؤں سے متعلق ہیں۔

بلوچی	بابلی	سومیری	ایرانی
گنجان / گنجی۔ گڈیا	Ninurta	Ninurta	ہفتہ / شنبہ
جتی	Shamash	Utu	یک شنبہ
مولم	Sin	Nanna	دوشنبہ
سوبان	Nergal	Gugalanna	سہ شنبہ
ساکم / سکانی	Nabu	Enki	چہار شنبہ
شیکر	Marduk	Enlil	پنج شنبہ
آدینک	Ishtar	Innana	آدینہ / جمعہ

5-10۔ سمتوں کے نام

بلوچی سمتوں کے نام فارسی سے مختلف ہیں۔ موجودہ عہد میں جدید فارسی میں سمتوں کے نام عربی سے مستعار ہیں۔ چند بلوچی اور کُردی سمتوں کے تشکیلی اور اشتقاقی ہیئیت یکساں صورتحال کی غماری کرتے ہیں۔ مثلاً "مشرق" کے لیے بلوچی، رودرآھت "سورج کا نمود" کردی میں بھی روزھلات یا خورھلات کی صورت میں اِسی تصور سے وابستہ ہے۔ فارسی میں بھی خراسان یا خورآسان اِسی تصور سے متعلق ہے۔ قدیم اکادی میں بھی یہ صورتحال دیکھنے کو ملتا ہے۔

اِسی طرح مغرب کے لیے بلوچی میں رو ایرشت یا رو برکت "سورج کے غروب ہونے کا سمت" کا اصطلاح مستعمل ہے۔ کُردی میں بھی اِسی تصور کے تحت خور نشین، روژآوا اور خوراوا جیسے الفاظ مستعمل ہیں۔ شمال کے لیے کُردی میں باکور جبکہ بلوچی میں گوریچاں کا اصطلاح مستعمل ہے۔ کردی باکور ساسانی فارسی " ابہاختر " سے متلق معلوم ہوتا ہے جو اوستا میں apaxtar "پچھلی جانب اور شمال" کے معنوں میں مستعمل تھا۔ اِس اباختر کا پہلا حصّہ سرائیکی میں اُبھا "شمال"، سندھی میں اوبھر "مشرق یعنی پچھلی طرف " جبکہ اس کا آخری حصہ " ختر " پنجابی، ہندی اور سندھی میں اُتر " کی صورت میں مستعمل ہے۔ ایران کا قریبی ہمسایہ ہونے کے باوجود بلوچی میں یہ اصطلاح مستعمل نہیں ہے جبکہ سندھی، ہندی، پنجابی اور سرائیکی میں یہ عنصر موجود ہے۔

جبکہ دوسری طرف بلوچی میں مغرب کے لیے روایرشت کے علاوہ ایک اور اصطلاح روچ (برکت) بھی مستعمل ہے۔ یہ برکت واضح طور پر قدیم اکادی barartu/barārītu یعنی "شام، اندھیرا، سورج غروب ہونے کا وقت" (CDA 38) سے متعلق ہے۔ غالباً سنسکرت Pratīcī "مغرب" اکادی کے مذکورہ لفظ سے متعلق ہے۔ بلوچی میں شمالی ہوا کے لیے بھی گوریچ کا لفظ مستعمل ہے۔ ممکن ہے کہ بلوچی میں یہ تصور سومیری gur "شمالی سرد ہوا" سے لی گئی ہو۔ جبکہ سومیری میں عام طور پر شمال کے لیے Sisa کا اصطلاح مستعمل ہے۔ جنوب کے لیے کردی میں باشور جبکہ بلوچی میں نمبیان، زربار اور جاندم کے الفاظ مستعمل ہیں۔ اگرچہ "زر" بلوچی میں سمندر کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اور یہ ایک ایرانی لفظ ہے۔ تاہم زربار اور جاندم کے اشتقاقی ماخذ کے بارے میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔

10-6: سمندری اصطلاح (Sea Terms)

بلوچی میں مستعمل سمندری اصطلاح اور سمندری سمتوں کے نام نہ صرف انتہائی اہمیت کے حامل ہیں بلکہ ایرانی زبانوں میں ان کی کوئی توجیہہ دیکھنے کو نہیں ملتی۔ جبکہ دوسری طرف ان اصطلاحات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ قدیم عہد میں بلوچوں کا سمندری زندگی اور اس کی سرگرمیوں سے نہایت ہی گہرا تعلق رہا ہے۔ بعض بلوچی سمندری اصطلاحات، سمندری ہواؤں اور ان کا رُخ اور سمتوں کی عکاسی کرتے ہیں۔

تاہم انتہائی کوشش کے باوجود ان سمندری اصطلاحات کی عقدہ کشائی ممکن نہ ہو سکی۔ یہاں ذیل میں سمندری اصطلاحات کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

	گوَر۔ سیارو		جنوب مشرق
سرگوات	گوَر، ایرگوات۔ نمبیان		جنوب
کوس (kaus)		شمال	
گوریچ			
گوریچان			
	گوَر۔ ساتان		جنوب مغرب
	ساتان۔ گری۔ سرگوات		مغرب
	روش ایرشف / ایرشت		
کوس سیارو	کوس۔ ساتان	شمال مشرق	شمال مغرب
دے ٹک، شیری			
روش، سیارو	مشرق	(Mayer 1909:217)	

ممکن ہے کہ کوس سیارو اور گوُر۔ سیارو میں مستعمل سیارو کا لفظ اکادی (sharu(m) "ہوا" سے مماثلت رکھتا ہو۔ اِسی طرح بلوچی میں "گورپچ" شمال اور شمال کی تند و تیز ہوا کے معنوں میں مستعمل ہے۔ مکران میں شمال (سمت) کے لیے گوریچان جبکہ شمالی ہوا کے لیے گورپچ مستعمل ہیں جنوب کے لیے زربار اور نمبیان مستعمل ہیں۔[29]

جبکہ سومیری میں بھی شمالی ہوا، طوفانی ہوا کے لیے gur کا لفظ مستعمل ہے۔ اس کے علاوہ بلوچی میں کشتی کے چپو کے لیے سُکان کا لفظ مستعمل ہے جو کہ واضح طور پر سومیری Zigan "چپو" سے مماثلت اور مطابقت کا حامل ہے۔ جبکہ موجودہ عربی میں سُکان کا لفظ کشتی کا دنبالہ" کے معنوں میں مستعمل ہے۔

[29]۔ بحوالہ سنگت رفیق۔

11

لسانی جائزہ

اگرچہ بلوچی ایک ایرانی زبان ہے اور اس میں قدیم ایرانی خصوصیات کی موجودگی ماہرین لسانیات کے لیے انتہائی دلچسپی کا حامل رہا ہے۔ تاہم قدیم ایرانی خصوصیات کے علاوہ بلوچی میں ایک ایسا عنصر بھی نمایاں ہے جو قبل ایرانی (Pre-Iranian) یا غیر ایرانی (Non-Iranian) ہے۔ لیکن ماہرین لسانیات کی توجہ اس جانب مبذول نہ ہو سکی۔ اگرچہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ زبانوں میں علاقائی ربط و تعلق کے نتیجے میں دوسری زبانوں کے متعدد الفاظ جگہ پاتے رہتے ہیں۔ لیکن بلوچی زبان میں قدیم میسوپوٹیمیائی زبانوں سومیری، اکادی، آشوری اور حتی سمیت 1800 سو قبل مسیح کی قدیم انڈریورپی زبان سے متعلق، حطی (Hittite) زبان کی ایک ایسی تہہ بھی موجود ہے جسے محض علاقائی ربط و تعلق کا شاخسانہ قرار دے کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ کثیر لسانی تہہ چند ایک الفاظ کی بجائے نہایت ہی وسیع اور ہمہ گیر خصوصیات کا حامل ہے۔

اگرچہ وثوق کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے تاہم اس غیر ایرانی تہہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بلوچوں کی ابتدائی زبان غالباً ایرانی نہیں تھی، کیونکہ سطح مرتفع ایران میں ایرانیوں کی آمد کا سلسلہ اگرچہ دو ہزار قبل مسیح کی ابتدائی سالوں میں عمل میں آیا تھا، تاہم ایران پر ان کی مکمل گرفت اور غلبہ نو سو قبل مسیح کے بعد ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔

ایرانیوں سے پہلے ذاگروس میں غیر ایرانی قبائل کسائیٹ، حری اور گوتی لوگ رہتے تھے۔ 3 ہزار قبل مسیح میں عیلام میں عیلامی اور عیلام سے نیچے جنوب میں سمشکی اور بمپور میں براحشی یا براہ خی لوگ آباد تھے اور ان کی زبانیں بہت حد تک ایک دوسرے سے مختلف تھیں اور بہت سے لہجے مستعمل تھے۔

شمالی عراق میں آشوری، سوباری اور حری رہتے تھے۔ عراق کے جنوب مشرقی دلدلی علاقہ، خلیج فارس کے مغربی ساحل تک، اور دجلہ دریا کے مشرقی جانب آرامی اور کالدی قبیلے رہتے تھے۔ سات

سو قبل مسیح میں بابل پر قبضہ کرنے کے بعد ہمیں کالدی اور آرامی قبائل بابلی شہروں میں آباد دیکھنے کو ملتے ہیں۔

اگرچہ قدیم عیلامی، حُری، سوباری اور کسائیٹ زبانوں کے بارے میں زیادہ تفصیلات دستیاب نہیں ہیں تاہم بلوچی، کردی اور براہوئی زبانوں میں سومیری، اکادی اور آشوری زبانوں کا ایک بڑا ذخیرہ الفاظ نمایاں ہے جو قدیم فارسی، اوستا اور میدی جیسے قدیم ایرانی زبانوں میں یکسر مفقود ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بلوچوں کی ابتدائی زبان ایرانی نہیں تھی، لیکن ایرانیوں کے غلبہ کے نتیجے میں ان کو اپنی ابتدائی اور قدیم زبان سے محروم ہونا پڑا اور مرورِ ایام کے ساتھ اس کی جگہ موجودہ ایرانی زبان بلوچی نے لے لی۔

بلوچوں کی ابتدائی زبان کیا تھی؟ اس بارے میں ٹھوس شواہد دستیاب نہ ہونے کے باعث قطعیت کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ بلوچوں کی ابتدائی زبان ملوحہ کی زبان سے تعلق رکھتی تھی۔ لیکن بدقسمتی سے ملوحہ کی زبان کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں۔ تاہم یہاں ذیل میں بلوچی میں موجود غیر ایرانی عنصر کا ایک مختصر سا جائزہ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

1-11۔ سومیری۔ بلوچی

تاریخی اعتبار سے قدیم میسوپوٹیمیا (عراق) کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یعنی شمالی، وسطی اور جنوبی عراق۔ شمالی حصّے کو آشور (Assyria) وسطی کو (Akkad) اور جنوب کو سومیر (شومیر) کہا جاتا تھا۔ سومیر کی سرزمین جنوبی عراق اور دریائے فرات اور دجلہ کے درمیان میں واقع تھی۔ بعد میں یہ علاقہ بابل (موجودہ جنوبی عراق تا خلیج فارس) مشہور ہوا۔ (بُزدار 136:2008)

سومیری لوگ سب سے پہلے 4500 قبل مسیح اور 4 ہزار قبل مسیح کے دوران یہاں آکر آباد ہوئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سومیریوں سے پہلے 5 ہزار قبل مسیح میں یہاں عبیدی (Ubaidians) لوگ رہتے تھے (Goets 1985:383-4) قدیم میسوپوٹیمیا میں سومیریوں کی آبادکاری کے بعد سامی زبان بولنے والے اکادی لوگ یہاں آکر آباد ہوئے۔ سومیری اور اکادی لوگ ایک ہزار سال تک اکٹھے

میل جول کرتے رہے۔ اس میل جول کے نتیجے میں سومیری لوگ اور ان کی زبان دو ہزار قبل مسیح میں مکمل طور پر اکادی کے ساتھ خلط ملط ہوئی اور بالاخر سومیری زبان مکمل طور پر متروک ہوئی اور اس کی جگہ اکادی زبان نے لے لی۔ (بُزدار 304:2017) ہم یہاں ذیل میں بلوچی اور سومیری زبان کے ذخیرہ الفاظ کی مماثلت کے لیے سومیری زبان کی لغت Sumerian Lexicon سے مثالیں پیش کریں گے۔ جسے John A, Halloran نے مرتب کی۔

سومیری	اُردو	بلوچی
:ala,ul	خوشی، مسرت	ہل(hal)
:am	وہی	ام، ہم
:ahatu	بہن	اڈّی (Addi)(اکادی:Akhatu، مغربی آشوری Hotho، عربی:اُخت)
:adi	جب تک	ہدیں، آدیں
: a-dah	مدد، ساتھی	اڈھ:سہارا، مدد
: an-na	ہاں، اثبات	ہان
: alme	حملہ	حلمہ(halma) کردی:حلمت جدید فارسی:حملہ
: alik	حملہ	الگار(فارسی:یلغار)
: adaru	خوف، خطرہ	حتر(عربی:خطر)
: a-de	تازہ	ہجگ؟
: ed	بنانا	اڈ(aḍ)، اڈ دیگ:بنانا
: ezezu	خوف	ہژم، ہجم
: umun	خیال، نظریہ، سوچ	اومان:خیال، یاد، فکر
: ul	جذبہ	ہُل(hul)
: ul	جلدی	ہلاّ، ہلّہ
: uru	گرج	ہورو، ہُورا(Hūra)

: ulla	گزرا ہوا مبا عرصہ	اہل: بیتی ہوئی لمبی مدّت (کردی: احل)
: umun	خام، کچا	ہام
: uzuzzu	کھڑا، ایستادہ	اوشت: کھڑا، اُستوار
: ubar	عورت کی چھاتی	گوئر: سینہ، چھاتی
: u-sug	میلا، حائضہ	خازگ: مئیل، مئیلا
:epru, :parim	خاک	پُر: راکھ، خاک (اکادی : epiru، مغربی آشوری : Pro) ہنگری: Pol کردی: Polk
: urbarra	بھیڑیا	گرک: بھیڑیا (اوستا: vehrka)
: in-nu	نہیں	انّاں (Innan)
: inga	دوبارہ	انگا (anga) اب تک، پھر بھی
: utag	گڑھا	اوٹگ: (پانی کا گڑھا، تالاب
: ur_5	دل، روح	ارواہ (عربی: روح)
:uten,utena	صُبح، صبح کی روشنی	اوتان: سورج کے نکلنے اور دوپہر سے پہلے کا درمیانی وقت
: urmah	شیر	خرما: گُرکّ، بھیڑیا
: ulul	باندھنا، ٹانکنا، زنجیر	اڑل
: bun	نیچے	بُن
: bun_2	روشنی، لیمپ، چمکنا	بُن، بُن دیگ: جلانا
: bad	کھولنا	پَٹّ-پچ (اکادی: Patu کھولنا، عربی: فتش)
: bir_6	توڑنا	بُر، بُرگ: کاٹنا بورینگ: توڑنا (براہوئی: بِرنگ، بر: جُدا کرنا)
: bir_9	شعلہ بھڑکنا، جل اُٹھنا	بیر: آسمانی بجلی
: bir-aka	ہل کے بغیر بکھیر	بُرکغ: پھینکنا، بکھیرنا

	کر بیج بونا	
: bi,be	چیخنا، چلنا	بابا، بابا کنگ: چیخنا، چلانا
:bir	بکھیرنا	پھینکناaka: کرنا)
: bad	دیوار	بہت(Bhit): دیوار (سندھی: بھت)
: bar	تقسیم کرنا	(bahr): تقسیم، حصہ (فارسی: برخہ)
: bar	طرف، جانب	بَر، بھر
: bar	اُڑنا	بال: پرواز
: barag	تھیلا	برزی، بڑگو(Baṛgo)
: bar	باہر	بَرّ: جنگل، باہر (عربی: بر)
giš bardil	کام کرنے کا ایک اوزار۔	برد
	giš: لکڑی۔ کسی او زاری لفظ سے پہلے سومیری میں سابقہ کے طور پر "گِش" لگایا جاتا ہے۔	
:bur	حصّہ، ٹکڑا	بُور، بھور: چھوٹا ٹکڑا
: $buru_{14}$	توڑنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا	بُرگ: کاٹنا بورینگ: توڑنا
: biz	پانی کا ٹپکنا، رسنا	بُزہ: پانی کا چشمہ (اکادی: ba, saa, su: ٹپکنا، رسنا)
: bulug	بڑا ہونا، نشوونما کرنا	پال، پالگ(Pālag) فارسی: بالیدن
: $buru_{7}$	پھل	بَر

: bi-za	مینڈک	پگل (آشوری:Paqru) کردی: باقہ، قورباقہ سامی: qeru(Tallqvist 1914:304) قورباقہ کا لفظ bizaاورqeruکا مرکب ہے۔
: bar-e-de	بٹنے کالیور	دَیک، بریسگ ءِ دیک
: bid	مقعد	بُدی(budi):عورت کی شرمگاہ
: buru	قئے کرنا	بڑاک: قئے، اُلٹی
: bil,belu	جلنا، گرم کرنا	بَلگ: جلنا، روشن ہونا، چمکنا
: bala	باری	ویلہ (Velah) عربی: وہلہ (پنجابی: ویلھا)
: ban	دس لٹر کا برتن، ایک پیمانہ	پان ایک پیمانہ (سندھی: پنڑکی) بان: برتن
: dagrim	کھیت، میدان	ڈگار
: dug	برتن	دُنگ (فارسی: تنگ)
: dall-e	چمکنا، ظاہر ہونا، واضح ہونا	درا(dara) (کردی: دیار، اوستا:tarasca
: diri	تیرنا	ترغ(Tirigh)
: Dumu	بیٹا	قوم: بیج، نسل (اوستا: Tauxman، قدیم فارسی: tumaجدید فارسی: تخم۔
:dar_4,$dara_4$	تاریک	تہار، تار: تاریک، اندھیرا
dih	ڈنگ مارنا	دجگ (اوستا:dahka)
: dudittu	زیور	سہت (اکادی:Zannat)
:dar-ra,da-ri	موڑنا	تڑگ: واپس ہونا، مُڑنا
: duru	دیوار	دیوال (عربی: جدار)
: da-ri-a	ہانکنا	تراگ: ہانکنا (براہوئی: ڈِری: چرواہے کا جانوروں کو

		ہانکنے کی آواز دینا۔)
: duru$_5$	گیلا	تر: گیلا (براہوئی: دیر: پانی)
: du-ul	ڈھیر	دل(dal)زیادتی، کثرت
: dugud	بھاری	دُگ(dug)موٹا
	مشکل، سخت	دُک: مشکل، تکلیف (سندھی: دُکھ)
: dab(2,4,5)	پکڑنا، چھیننا	ژپ، ژپگ: پکڑنا، چھیننا
:duggal	مٹی کا ڈھیر	ڈوک:(dok)بڑا پتھر، پتھروں کا ڈھیر
: gada	کپڑا	گُد(gud)
: gud	گھونسلا	کُدو(kudu)
:gud	چھوٹا	گُنڈ(gund)
: gal	بڑا، لمبا، طاقتور، سربراہ، کثرت	گُل: زیادہ، کثیر
: gu	گردن	گوخ، گوک: گردن، گردن کا پچھلا حصہ
: gu-aka	جُھکنا، اطاعت کرنا	گوکو: جھکا، جھکا ہوا گوکو کنگ: جھکتے ہوئے چلنا
: gu-du	مُقعد	گانڈ (کردی: گاندر)
: giri	بجلی کی چمک	گروک
: gu$_4$ud	جست لگانا، ناچنا	کُڈغ (سندھی: کڈن)
: gu-ra(-ra)	چلانا، چنگھاڑنا	گُرّگ
: gu-nida	گندم، بہترین گندم	گندیم
: gug	سمت کا تعین	گیگ: موقع، موزوں
: gu$_4$	بیل	گوک: گائے
: giš-mar,gar	ہل کا پھالہ	کمیر

gur :	بیل	کائیر
gur_4 :	بھاگنا، دوڑنا	گُڑ: بھاگ، دوڑ گڑ کنگ: بھاگنا، دوڑنا
gur_8,$guru_8$:	گہرا، اونچا	گر: گہرا (عربی: قعر)
$giri_{17}$:	ناک، ناک کا تنھنا	گرانز: ناک، ناک کا نتھنا
giri,kar :	قبضہ کرنا	گرگ: لینا، قبضہ کرنا، پکڑنا
gin,gan, gana :	مانند، طرح	گونگ / گیگان
gur :	شمالی ہوا	گور یچ: شمالی ہوا
$guru_7$:	اناج	گلہ گندیم (فارسی: غلہ)
guz :	کاٹنا	گس، گسگ: دانتوں سے کاٹنا (فارسی: گُزیدن)
garim :	تالاب	گر (gar):
gun :	علاقہ، جگہ	کُن (kun): علاقہ
giš giš :	کاشت کرنا	کِشگ: کاشت کرنا
giš :	درخت کی نئی شاخیں، کونپل	گچ (کردی: وچ)
halqu :	ختم ہونا	ھلگ: ختم ہونا
hul :	تباہ کرنا	ھول، ھول کنگ: تباہ کرنا
hara :	برتن	ہیران
hara :	پیسنا، کُوٹنا، ذرہ، پیسنے کی چکی	آرت: آٹا، آرت کنگ: پیسنا، کوٹنا، کُوٹ کر آٹا بنانا (کردی: ہارا: پیسنے کی چکی)
hur :	پیسنا	ہُورت (کنگ): پیسنا، کوٹ کر ذرّہ کرنا۔
kir :	گائے	کائیر: بیل
kirum :	باغ	کیارا: زمین کا چھوٹا قطعہ

: ki kal-la	خالی زمین، بنجر (ki: زمین -kal: :la)خالی	ہالی:خالی
: ku-la	حساب کا بے باق کرنا	کور(کنگ):حساب کا بے باق کرنا۔ حساب کا نمٹانا
: ki-ag	دوست، محبوب	کیگد(Kegad)
: $ki-de_6$	(ki: زمین de:لانا، جاری رکھنا)	کڈ(کنگ):دفن کرنا
: ku-n	نزدیک ہونا	کنک:نزدیگ
: ki-dur	جانوروں کے رہنے کے لیے غار نما جگہ	گیڈ:غار، سوراخ
: ki-la	خیال کرنا، توجہ کرنا	حیال:توجہ، خیال(عربی:خیال)
: ka-al	گڑھا	کل:سوراخ
: kila	کھودنا	کل(کنگ):کھودنا(فارسی:کلیدن:کھودنا)
: kanu	گناہ	گناہ(عربی:جناح)
: kaspam	کرنسی	گاز(gaz)ایک قسم کا سکہ، کرنسی
: kir, gir	چولہا	کور، کورہ:آگ جلانے کی جگہ، چولہا
: kur	ٹوکری	کھاری
: $kuš_8$	میٹھا	وش:میٹھا(فارسی:خوش)
: $kur_7, kuru_7$	دیکھنا، جاسوسی کرنا	کُوکڑو:دیکھنا، چھپ کر دیکھنا
: kaskal	راستہ	کِشک:راستہ(براہوئی:kasar)
: kad	اکٹھے باندھنا، جوڑنا، ٹانکنا	گنڈ، گنڈگ:باندھنا، جوڑنا، ملانا
: kud	کاٹنا، علیحدہ کرنا	گُڈ، گُڈگ:کاٹنا، علیحدہ کرنا

kin :	بنیاد، اساس	کین(kīn):بنیاد، اساس، پیچھے، مقعد
kal :	تعریف کرنا	گلائیگ:تعریف کرنا (سومیری:ga-la)
kun :	دُم	کون(Kūn)دُم، مُقعد
kir, ki-ri :	کُھرچنا	کرّ، کرّگ:Kar (r) ag
kir4, 6 :	ندی(Ki:زمین ri:انڈیلنا	کور(عربی:خور)
kur :	پہاڑ، اونچی جگہ	کرگ(karg):بلند، اوپر(اوستا:gar پہاڑ)
kaš :	منہا کرنا	کش، کشگ:نکالنا، منہا کرنا
kisi :	پیالہ	کاسگ(عربی:قصعہ اکادی:Kasu)
Kaš	تیز چلنا، بھاگنا	کش(کنگ):تیز چلنا
kušu :	کچھوا	کسیپ(عربی:کشف)
kir_{11} :	مادہ بچھڑا	کُرّگ:بچھڑا(فارسی:کُرہ)
Kuš-esir :	جوتے	کوش(فارسی:کفش)
kuku :	اندھیرا، تاریک	گُگ(gug)سندھی:کھکو
$kurku_2$:	زیادہ، کثرت	کور، کھوڑ(عربی:کور، سندھی:کھوڑ)
lal-ḫar :	جھیل	لہڑ:ندی
lud :	چھوٹا پیالہ	لوت:تھیلا
luga :	بُرا، نقص، غلطی	لُگا:بیکار، فضول، دیوالیہ(فارسی:لُک)
laḫ :	چمکنا	لہکغ:چمکنا
lal :	لٹکانا	لڑونج:لٹکا ہوا:لاڑ:ٹیڑھا، خم، جھکا(کردی:لار)
mud :	اندھیرا، تاریکی، مدہم	مُج:کُہر، دُھند، اندھیرا
maš :	بکری کا بچہ	میش:بھیڑ

: mer	غصہ ہونا	مِڑ: لڑائی، جھگڑا (کردی: مشت و مر، عربی: مراء، میرہ)
: mur	گردن کا پچھلا حصہ	مُر (mur)
: mah	گائے	میہی: بھینس
: mahasu	کُوٹنا، مارنا، ضرب لگانا	مہٹغ (mahtagh)
: mi,mu	عورت	مائی (mai)
: na,nu	نہیں	نہ
: nimur	چیتا	نہار: بھڑیا (اکادی: nimrum)
: na–zu	نازان، نازانت	
: nam– šita	دُعا، عبادت	نماش: نماز (اوستا: namah سنسکرت namas :)
: napistum	نفس، سانس	نپس (Napas) عربی: نفس
: nir,niru	جُوا	نیل: زنجیر، ہتھکڑی (کردی: نیر: جُوا)
: ninda	روٹی	نان
: peš	کھجور کا پتا	پیش (pirš)
: Peš	موٹا، گاڑھا	بَز (Baz)
: pad	ظاہر کرنا، دکھانا	پدر (Padar) ظاہر: پیدارگ: ظاہر کرنا۔ فارسی پدیدن
: pad	دانتوں سے کاٹنا	پٹگ: کھودنا، دانتوں سے کاٹنا، اُدھیڑنا
: pad	تلاش کرنا، ڈھونڈنا	پٹگ: ڈھونڈنا، تلاش کرنا
: pad	قسم اُٹھانا	پَت: اعتبار، یقین
: $pirig_3$	شیر	پُلنگ / پرنگ (pulang) چیتا
: patu	علاقہ	پٹ (paṭ): میدان، علاقہ
: penu	ٹانگ	پِنی: گھٹنے سے نچلا کا حصہ

pazur(2,4,5) :	بچاؤ	پہاز(pahaz)
palil :	رہنما، فوج کا ہراول دستہ	پلیا، بلیل: بلوچوں کے مشہور نام
Qabu :	بات، بول	گپ(gap)
Qatiya :	فتح کیا	کٹ، کٹنگ: فتح کرنا، حاصل کرنا
Qannu :	سینگ	کانٹ(اکادی:garnu، عربی: قرن)
redum :	سپاہی	اُرد(urd)سپاہی، فوج، لشکر
ri :	رکھنا	ایر(er)ایر کنگ: رکھنا
ru :	بھیجنا	رائی(rai)رائی کنگ: بھیجنا
rim :	دوڑ	رُمب(rumb)فارسی:رم
giššibir, Šibir:	چرواہے کی لاٹھی	شیپانک:لاٹھی، چھڑی
šipad, šuba, šipa :	چرواہا	شُپانک(šupank)، شپانک(šipank)
šupa$_6$, sub :	چاٹنا	چُوپگ، چوپ
šu-taka$_4$:	بھیجنا(šuہاتھtaka دھکیلنا)	ششگ
šen :	صاف، روشن	شین: صاف، روشن
šu-us :	بھیجنا(šu:ہاتھus پہنچنا)	ششتگ
saplu :	نیچے، ڈھلان، نشیب	شیپ
sim :	ٹپکنا، رِسنا	سِم، سمگ: ٹپکنا

sun :	ٹھوڑی	سُنٹ: ٹھوڑی
sa :	اندر	تہا(Taha)
samu :	نہ بجھنے والی پیاس	ہوشام(موجودہ عربی:صوم،صیام)
šab :	تنا	شمب:شاخ
saḫar :	ریت،خاک	ساکار:سنگ ریزے،پتھریلی زمین
sigga :	جنگلی ریچھ	شگال:گیدڑ
šir :	گانا،نغمہ	شیئر:گانا،شعر(عربی:شعر)
šaku :	سئور	ہوک(جدید فارسی:خُوک)
ši,za,zi :	سانس،زندگی	ساہ(Sāh)
sun :	ویران	سُن(Sun)
šembi :	سرمہ وغیرہ سے بناؤ سنگھار کرنا	سمبہگ:بناؤ سنگھار کرنا
šubur :	محروم	زبہر
še-er :	چمک،چمکدار	شروک
ša-zi-ga	خوشی،مسرت (ša:دلzi:ابھرنا، اُٹھناga:اضافی حالت)	شات،شاتیگ
šag(2,3) :	بکھیرنا،پھیلانا	شِنگ
sal :	شرم گاہ	سار(جدید فارسی:زہار)
šakira :	دودھ بلونا، دودھ بلونے کا آلہ	جگڑا:دودھ بلونے کا آلہ
šumur :	خوف زدہ ہونا، غصہ	سراہم:خوف(اکادی:šamru)؟

	ہونا	
sar :	ہانکنا	سر(دیگ):ہانکنا
šum,sum :	لہسن	تُوم(عربی:ثوم)
Taru :	واپسی	تر:واپسی(اکادی:TaruواپسیTaaru:واپس ہونا)
Taka,Ta :	طرف،جانب	تک(tak)
tup :	بُخار	تپ(Tap)
tab :	گرم کرنا	تاپ:حرارت، گرمی تاپینگ: گرم کرنا
tal :	پھیلانا،بڑھانا	ٹال(tal)تالان:بچھانا،بڑھانا
tuku :	طاقت	سیک، سیخ،سیہہ
tag:	مِس کرنا	ڈک:مَس،ڈگ:مس کرنا، مس ہونا،نزدیک ہونا
tag :	ضرب،مار	دہک/ڈھک(dahk)
til :	زندہ رہنا	تیر(ter)
til-la :	زندگی بسر کرنا	تیر کنگ:بسر کرنا
tul :	نشیبی جگہ	تل(tal)
tur :	بچہ، جانور کا بچہ، نوزائیدہ	تُول(tūl):نسل،بچہ
tar :	جُدا،علیحدہ	تار،تارپتار:پھیلا ہوا،منتشر
tir-an-na :	قوس و قزح (tir:جنگل an:آسمانna: اضافی حالت)	درین(drin)
ziz :	فصل کو کھانے والا کپڑا	شش:جُوں، شش مور:چیونٹی کی ایک قسم
zag :	پہلو،کنارا	تک(tak):طرف

zag- šĕ :	طاقت	سگ(sag)،زگت
zur$_4$, sur$_8$:	ٹپکنا،رسنا بہنا	چُر،چُرّگ(کردی:چوریان)
zeh :	بکری کا بچہ	زہ،زہ گل(zahgal): بکری کے بچے
zal :	زیادہ ہونا، کثرت	دل(dal)
zami :	موسیقی	زیمر
zigan:	کشتی کا چپو	سُکان(sukān)

2-11۔اکادی۔بلوچی

بلوچی اور اکادی کے مابین مشابہت کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ ہم یہاں مُشتے از خروارے" کے طور پرOlivier Lauffernburger کے آن لائن Akkadian Dictionary سے کچھ مثالیں پیش کریں گے اِس کے علاوہGelb کے مرتب کردہGlossary of Old Akkadian سے حوالے دیں گے۔ حوالے کے لیے اختصاری طور پر Gelb کے لیے=Gاور اس کے آگے صفحہ نمبر درج کریں گے۔

بلوچی	اُردو	اکادی
آبوس:	گندم کے سبز خوشے جنہیں کاٹ کر آگ پر بھونا جاتا ہے۔	abuhš (imo) گندم یا دیگر اناج کے تازہ اور سبز خوشوں کی کٹائی
آسن	آہن،لوہا	hassin(u):کلہاڑا(جدید فارسی: آہن
اڑ،اڑیک:	ضد،ضدی، سرکش، باغی اَڑک: وہ بیل جو ابھی تک ہل چلانے کے وقت ضد	Erxu:بدمزاج، سرکشی، باغی(قدیم فارسی:arik)

کرتا ہو یا سرکشی کرتا ہو۔

اُش (کنگ):	سُننسنا	uznu:کان، فہم، توجہ
اگم، اَغم، گم:	رنج، غم	agam(u):غمگین ہونا، غصہ کرنا
الم، الی:	ضروری، یقینی	Allami, allu:یقینی (CDA13)
اوُڑا:	گھر، مکان، جگہ	uru:مالی مویشیوں کی جگہ (سومیری: ur مکان، جگہ، شہر) براہوئی:ura
اوشتگ	: کھڑا ہونا، رہنا، رکنا	izzuzu: کھڑا ہونا، رہنا، کھڑا کرنا (فارسی: ایستادن)
اہد:	قول و اقرار	adu:ede (جدید عربی: عہد)
ءُ:	اور	u (عربی: و)
بالگ	جلانا، روشن کرنا	Belu (سومیری: Belu)
بڈ:	کندھا، بوجھ، پُشت پر کسی چیز کو لاد کر اُٹھانا	Budu: کندھا
بکال:	ہندو تاجر	Baqqalu: اناج اور سبزی کا سوداگر (عربی: بقال)
بنا:	آغاز، شروعات	Banu: بنانا، مکان کا تعمیر کرنا
بوکگ:	مال مویشیوں کا چلانا	Baxu: رونا، چلانا (جدید مغربی آشوری: Boxe سومیری: Baku: رونا، کردی: باقانن)
بوہیر:	ہیرو، مشہور بلوچی نام	مغربی آشوری: Behiru ماہر، جانکار کردی: بویر: بہادر
بید، ابید:	بغیر، سوا	Balat (عربی: بید)
پاچ:	کُھلا	Patu (عربی: فتاح، فنیقی: Path، فارسی: باز)
پاہار:	دہواں، بُخارات	Buxru (عربی: بُخار)
پچ:	کُھلا	Petu
پُٹ:	بال	pertu: سر کے بال (جدید فارسی: پت: بھیڑ

بکریوں کے بال)

کردی: پُورت

پٹاٹہ:	آلو	Batatu(عربی: بطاطہ)
پَٹگ:	تلاش کرنا، جانچنا	Patu: کسی چیز کو کھولنا
پَٹگ:	کھورنا، کھود کر ظاہر کرنا	pata(xu): کھورنا، سوراخ کرنا(سومیری: Pad، عربی، فتش)
پُر:	راکھ، خاک	ipru,epru,eperu: خاک، گرد
پُراپ:	گائے کا بچھڑا	xurap(u):) بکری کا نوجوان بچہ(عربی: خروف: بکری، خرگوش کا بچہ، چھ ماہ کا بچھڑا)
پروشنگ:	توڑنا	Paras(um): توڑنا
پُشک، پشی:	بلی	Pushxu: چُوہا
پُلنگ(پرنگ):	چیتا	Pirrigg(u): شیر
پونز:	ناک	سومیری: appu: ناک، ippusma: مُنہ (فارسی: بینی)
پوک:	مقعد	Puqu: سوراخ: مقعد کا سوراخ
پیل:	ہاتھی	Pirru, Pilu(عربی: فیل)
تَراہگ:	ہانکنا، بھگانا	Taradu: ہانکنا، بھگانا، روانہ کرنا
ترپش:	تلخ، نمکین، کڑوا	Sarpish: تلخی، تلخی کے ساتھ، سختی کے ساتھ
تَرگ:	گھومنا، پھرنا، واپس ہونا، مڑنا	Taru: واپس ہونا، مُڑنا
تک:	خیال، خیال داری	Taknu: خیال داری، مہربان، مہربانی، آسودہ
تُوت:	شہتوت کا درخت	tuttu(فارسی: تُود)
تنور، تندور، ترین:	تندور	tinuru
تورگ:	تولنا، وزن کرنا	tegal

تہار، تار:	اندھیرا	(a)daru
ٹُل:	پہاڑ کی چوٹی، بلندی، بلند جگہ	Tilla: پہاڑ، ٹیلہ (جدید عربی: تَل)
جارو:	جھاڑو	Saru
جژن:	جشن	Issinu
جگڑا:	دودھ بلونے کا آلہ	Shakirru
جول:	گرمی لگنا، لُو لگنا	Qaliu
چارینگ:	مال مویشیوں کا چرانا	Xara(tu)
چبہ، چُبو:	جوتا	Shepu: پاؤں
چہر، چرّگ	چکر، چکر کرنا	Saxarena چکر کرنا، انتظار کرنا اوستا، Skarena, carana سومیری: Sar
چورہ، چورَو:	لڑکا	sexru: چھوٹا، نوجوان، نوجوان بھائی Serru: بچہ (G225)
دار:	لکڑی، درخت زار	dar(u): لکڑی درخت زار، دن، سال
دارگ:	رکھنا، باقی رہنا	daru: باقی رہنا، ہمیشہ رہنا
درزی:	درزی	darzigu (مشرقی آشوری: darzi)
دُژمن:	دشمن، بدخواہ	dasu: خراب طریقے سے پیش آنا، بے شرمی سے پیش آنا۔ اوستا: dush: خراب، بُرا
دروہ:	جھوٹا، فریب	Saru: جھوٹا۔ جھوٹ
دگ:	راستہ، سڑک	فنیقی: darik (عربی: طریق، کھیترانی: تڑ)۔ اُردو: سڑک

دلہ، دلو:	گھڑا، پانی کا برتن	dalu: کنوئیں کا ڈول
دمب:	دُم	Zibb(atu)(عربی: ذنب)
دِہک:	دھکہ، ضرب	dak(u): مارنا، کوٹنا، قتل کرنا
ڈن:	زور، طاقت، زبردستی	dan(anu): طاقت، زور
ڈُنگ:	چور، رہزن، ڈاکو	Dugelta
ڈؤلا:	بازو	durau: جانوروں کا اگلا ٹانگ
ڈیرہ، دیرہ:	ڈیرہ، جگہ	daru: جگہ، مقام (عربی: دہرہ) قدیم بابلی: Duruڈیرہ، حصار
رادینگ:	خوبصورت کرنا	redu: خوبصورت ہونا
رامگ:	رام کرنا، پیار کے ذریعے مانوس کرنا	ramu: محبت کرنا، پیار کرنا، دوست
راہ:	راستہ	Urhu
رکیب:	رکاب	Rakabu: سوار ہونا، سوار کر کے لے جانا
رگام:	بارش کے آثار، بادل اور گرج	Rigim(adad): گرج، اداد، دیوتا کا گرج
زپت:	سبق کا یاد کرنا۔ ضبط کرنا، مہارت حاصل کرنا	Sibtu: پکڑنا، کسی چیز کو پکڑ کر رکھنا۔ (عربی: ضبط)
ذگر:	خالص، اصل	Zaku: صاف، صاف ہونا، خالص
زمانگ، دمانگ	زمانہ، عہد	Simanu: زمانہ، عہد
زنوک:	ٹھوڑی	Zingu: داڑھی (جدید فارسی: زنخ)
زہر:	تلخ، غصہ، تلخی	Zeru: غصہ کرنا، بُرا ماننا
زیمر:	موسیقی	Zamaru مشرقی آشوری: Zamer)
سائیگ:	کوٹنا، پیسنا	dakaku عربی: ساحق

سَپارگ:	سپرد کرنا	Shaparu(جدید فارسی: سُپردن)
سپاہ:	فوج، سپاہی	Sabu: سپاہ، سپاہی، ہجوم، بہت سے لوگ
سر، سروک:	رہنما، رہبر، بڑا شخص سربراہ	Sharru: بادشاہ
سرمب:	جانوروں کے سُم	Samrutu: ناخن، کانسی دھات کا پنجہ (فارسی سُم)
سُریت	لونڈی۔ کنیز	Assirtu: یہ لفظ Assir "قیدی" کی مؤنث ہے یعنی قید اور گرفتارہ شدہ عورت، کنیز۔
سک:	سخت، مشکل، دشوار	Siaqu: شکل، سخت کسی چیز کا سخت اور ٹھوس ہونا۔
سما:	شعور، احساس	Shamu: سُننا، توجہ دینا، معلوم کرنا (عربی: سمع)
سُنج:	ویران، بنجر، تباہ	sunq(u): قحط، تباہی (سومیری: Sun)
سہت:	زیور	Duditu
سیر:	آباد، خوشحال، آسودہ	etteru(مغربی آشوری : etera مشرقی آشوری: etiro)
شاپگ:	مارنا، پیٹنا	shaba(tu): مارنا، قتل کرنا
شار، شہر:	شہر:	Selu: مُلک۔ علاقہ
شارو:	جنگ، لڑائی	Selu: جنگ، جھگڑا
شام:	شام، عصر کا وقت	Daamu
شر:	اچھا، بہتر، خوب	Isharu: اچھا۔ خوب۔ سیدھا۔ eshru: اچھا ہونا۔ ٹھیک ہونا۔
شش، شژ:	کرم، کیڑا، جُوں	zizu: کرم، کیڑا
شل:	تیر	shil(tahu): (سومیری: selu: تیز، تیز نوک)
شِنک:	بکری کا بچہ	Sanu,Senu: بکرا
شیپ:	نشیب، ڈھلوان	Shap(atu)
کاپر:	چھپر	Supuru: بھیڑ بکریوں کا چھپر

کاسگ	کاسہ، پیالہ	kasu:(سومیری:Kisi)، عربی:قصعہ
کانا:	نرسل	qanu
کانٹ:	سینگ	qarnu:(سومیری:qannu عربی: قرن)
کُپ، کونپ:	کمر کا کُبڑاپن	kapapu: ٹیڑھا، ٹیڑھا کرنا، جُھکنا، تاب دینا۔
کَپّ:	بُوڑھا، کہن سال	kepu: کُند، سُست
کپگ:	گرنا	qapu: گرنا(جدید فارسی:افتادن)
کُپہ:	تیل یا گھی رکھنے کا برتن	xuppu:ایک قسم کا برتن
کُتگ:	ختم ہونا، باقی نہ رہنا	qatu :
کُدو، کُدام:	گھونسلہ	qinu:(سومیری:gud فارسی : کنام)
کریہہ:	کرایہ	agaru
کُرم:	اناج رکھنے کا گودام	karmu:انبار، گودام Bit karmu:غلّہ کا انبار
کروچگ:	کھودنا	garu,Xaru:کھودنا، معدنیات کا کھودنا
کُس	عورت کا شرمگاہ	kuz(bu):عورت کا شرمگاہ، خوبصورتی (سومیری:xash)اوستا:xushuuaepa:دُم
کلوہ:	پیغام	Kallu: قاصد، پیغام رسان(CDA142)
کنور:	آتش دان، چولہا	kanunu
کُورہ:	آتش دان، چولہا	kuru: آتش دان، لوہے اور شیشے کے پگھلانے کا بھٹی۔
کوری:	اندھاپن	kur inni:بینائی کا کم زور ہونا، تنگ نظری ممکن ہے کہ یہ ایک مرکب لفظ ہے۔ کیونکہ اکادی میں enu لفظ آنکھ کے لیے مستعمل ہے۔
کوڈی:	ایک قسم کا برتن	kutu:شراب پینے کا برتن۔ ایک قسم کا برتن (اُردو: کٹورا)

کون، کین:	مقعد	qinutu(سومیری:kunدُم)
کَہل:	گندم کو ایک خاص طریقے سے پکانا	qul(itu)
گالگ:	پکانا، بہت زیادہ پکانا، گلانا	kalu: جلانا، پکانا، بہت زیادہ پکّ کر ختم ہو جانا۔
گپ:	آواز، گفتگو	qabu: کہنا، گفتگو کرنا
گُد:	کپڑا	kuz(ipu): کپڑا، پوشاک(سومیری:gad)
گڈّ:	پہاڑی بکری	gadu:ایک سے دو سال کا نوجوان بکری
گڈ، گڈوڈ:	خلط ملط	gadu:ساتھ، ہمراہ(جدید فارسی:کاتی)
گُراگ:	کوا	qaribo:(جدید عربی:غُراب، فارسی:زاغ)
گُرانڈ:	مینڈھا	gurrutu:
گسگ:	دانتوں سے کاٹنا، چُبانا	kasasu:دانتوں سے کاٹنا، کاٹنا
گل:	ہجوم، گروہ	kal:کل، تمام(سومیری:kal:جمع کا لاحقہ)
گلائیگ:	تعریف کرنا	kalu:مغنی، گویا(سومیری:ga-la تعریف۔ستائش)
گلِٹ:	غدود	xilt(u)
گِلگ	کولہے کی ہڈی	gilshu:کولہے کی ہڈی
گوش:	کان	xaisa:(اوستا: gaosha قدیم فارسی:gausha) پشتو:غوشانو، جدید فارسی: گوش
گیش:	نوجوان بکری	kizzu: بکری کا نوجوان بچہ
لال:	لعل	leru:سونے کا پیسٹ
لیس:	گوندھنا، آٹے کا گوندھنا	lashu: گوندھا ہوا آٹا،lishu: آٹے کو گوندھنا
مٹ:	علاقہ، جگہ	matu:ملک، وطن، سرزمین
مجّ:	دماغ، مغز	Muxxu: دماغ۔ کھوپڑی۔ اُوپر
مُچ	کثرت، زیادتی	Masi, Madu(سومیری:

Me-sh::جمع کا لاحقہ)

مچگ:	چُوسنا، بچے کا دودھ چوسنا	Mazaqu:چُوسنا(عربی:مزاق)
مرکب:	گھوڑے کی سواری	Markabtu:گھوڑا گاڑی(عربی:مرکب
مشک:	چمڑے کا مشکیزہ	Mashak:چمڑا
مُشگ:	مَلنا	Messu(جدید مشرقی آشوری:Mashesh) عربی:معش، براہوئی:مشنگ
من:	40 کلوگرام	Manu:500 کلوگرام
منڈی:	کُتیا	Miranu:جوان کُتا
مہشگ:	مَلنا، رگڑنا	Maxasu:مارنا، پیٹنا، قتل کرنا
مہلا:	پہلے	Maxra:پہلا، آگے
موزگ:	موزہ	Meshenu:موزہ
مُول:	ایک قسم کا کیڑا	Muru:جوان جانور، جوان بیل، گدھا، گھوڑا، ایک قسم کا کیڑا
میرو:	ایک قسم کا جوں جو بھیڑ بکریوں میں پایا جاتا ہے۔	Muru:ایک قسم کا کیڑا
موہری:	پہلا، پہلے	Maxri:پہلے، آگے
میل، میڑھ:	جرگہ، کونسل	Mil(ku):جرگہ، ہجوم، کونسل
ناس، ناسینگ:	تباہ کرنا	Nusxu:اکھاڑنا، جڑ سے اکھاڑنا
ناخو:	اجنبی شخص، باہر کا شخص	Nakru:باہر کا شخص، دشمن
نپس:	سانس، نفس	Napashu:سانس، سانس لینا(عربی:نفس)
نیش:	اونٹ اور درندوں کے دانت	Nasaku:سانپ، کتے اور چوہے کا کاٹنا۔
نیل:	ہتھکری، زنجیر	Niru:جُوا

وٹگ:	کسی چیز کا بٹنا مثلاً رسی وغیرہ	Patalu:(عربی:فتیلہ)
پتائگ:	کسی چیز کا لپٹنا	Patalu
ودگ:	زیادہ ہونا، اضافہ ہونا	Wataru:اضافہ ہونا، اضافہ کرنا
وسگ:	آباد ہونا، آبادی ہونا، خوشحالی	Washabu:آباد ہونا، مسکنت اختیار کرنا
ویہہ:	زہر، تلخ، کڑوا	Bishu:خراب، بُرا، بدشرف (اوستا: Vaeshah:زہر)جدید فارسی:خام)
حام:	خام، ناپختہ	xamu
حان:	ہاں	annu:
ہتا:	خطا، قصور، جرم	xatu:(عربی:خطا)
ہد:	پاس، طرف، جانب	iddu:نزدیک، جانب
حر:	گدھا	imeru:(عربی:حمار)
حراب:	بُرا، خراب	xarabu:ویران ہونا، ویران کرنا (جدید فارسی: خراب، خرابہ)
حرجین:	خُرجین	Zurzu
ہژم:	خوف، غصہ	ezzum:(اوستا: aesema، جدید فارسی: خشم) براہوئی:ہیجنگ
ہُشتر:	اُونٹ	udru:باختری اونٹ، دوکوہان کا اونٹ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اکادی نے یہ لفظ وسطی ایشیاء سے اپنالیا۔
ہشّر، اشر:	مل کر کام کرنا، مل کر کام کو سرانجام دینا۔	asharu:اکٹھا ہونا، خیال رکھنا (عربی:حشر)
ہل، ہلو:	عقاب	iru

ہَلگ:	ختم ہونا	xalqu
ہمبل، امبل:	دوست، ساتھی	Awilu:مردم۔ شخص
ہُود:	اچھا، خوب	xudu:خوشی۔ مسرت
ہوشام:	پیاس	Summu:پیاس۔ طلب۔ غرض (عربی: صوم۔ صیام: روزہ یعنی پانی وغیرہ نہ پینا)
ہید:	پسینہ	xailu:بہنا۔ پانی کا ٹپکنا (فارسی: خوی۔ براہوئی: خید)
یار:	دوست	اُبارو (ubāru)(G14)
انّی:	اب	anni (G 43)
شَوش، شَوشگ:	بیچنا	Šuṣu’(um) (G 69)
بُلو:	چھوٹا، چھوٹا بچہ	Burum, buru:جوان جانور (G91)
بِرنگ (براہوئی)	جدا کرنا، علیحدہ کرنا، منتخب کرنا	bi’arum:چُننا، منتخب کرنا bi-ru منتخب (G 91)
بَرَ (Barr)	پگڑی	barru:سر پر پہننے کی چیز (G101)
خولم (براہوئی)	گندم	ḫal ḫallum :ایک قسم کا اناج، غلہ (G126)
کہ:	کہ	kih (G 136)
کَٹم (kuṭum)	خاندان	Kimtum (G 138) سنسکرت۔ Kutumba
نِکمبوخ، نخمبوخ:	لحاف۔ کمبل وغیرہ ڈھانپنے کی چیز	Nak(t)amtum:کور، ڈھانپنے کی چیز (G155)
مہلا:	پہلے	Mahr:پہلے (G173)
موہری:	پہلا، ابتدائی، اولین	Mahri:ابتدائی، پہلا (G173)
مشک:	مشکیزہ	mašḫu ایک برتن (G185)
نازینگ:	تعریف کرنا	Na’adu (G 188)
پندہ:	مسافت، فاصلہ، راستہ	padanu:سڑک، راستہ (G 212)

		اوستا:PaΘa
باہڑو:	گائے کا بچھڑا	Puhadu: بچھڑا(G 212)
پوہڑ:	جوان بکرا	Bu-ha-du:مال مویشیوں کا بچہ(G212)
چورو:	چھوٹا بچہ، بچہ	Šerru :بچہ(G 225)
کاٹم(براہوئی)	سر	qaqqadum:(G 226)
کراڑا:	سخت، ٹھوس	qurādu:سخت، مضبوط
ریج:	زرخیزی، زرخیز زمین، پانی سے سیر اب شدہ زمین	raḫājum:زرخیز کرنا، پانی دینا (G 235)
سُک:	بُند	Sukkuku:بہرا(G238)
شارو:	جنگ، لڑائی	Ša' āru :جنگ کرنا، لڑائی کرنا(G 261)
جُک، جُلگ:	جُھکنا، نیچے ہونا	Šuka'nu :جُھکنا(G 266)؟
شکون:	نگوں، نیچے، اُلٹا	Šuka'nu :(G 266)؟
کاک:	انگاروں پر پکائی ہوئی روٹی	kuku: روٹی، ایک قسم خاص قسم کی روٹی (Zadok 1987:24)
پُسگ:	بیٹا	Pit-qu:بیٹا
پُگل:	مینڈک	آشوری pa-aq-ru-ru (Tallqvist 1914:80)
ڈیمبو:	ایک خوبصورت قسم کا مکھی جو مکڑی جتنا ہوتا ہے۔	آشوری:zu-un-bu: "ایک قسم کی مکھی (Tallqist 1914:249)"
بڑ، بڑھ:	طاقتور، مضبوط	مغربی سامی: abāruمضبوط ہونا، طاقت ور ہونا (Tallqvist 1914:264)
تُوبے (براہوئی):	(تو"چاند"+بے"روشنی" "چاند کی روشنی"	آشوری:i-ba-a:چمکانا، صفائی (Tallqvist 1914:264) ایرانی:با(-bā) چمکنا

(Zadok1975: 245)

پوہڑ:	جوان بکرا	آرامی:Brhu: بکرا(Tallqvist1914:276)
گبرو:	نوجوان، طاقتور نوجوان	مغربی سامی: gabbaru:مضبوط (Tallqvist 1914:277)
گاڑا:	جھگڑا، لڑائی	گارو (Gāru): جھگڑا، تضاد(Tallqvist 1914:280)
منڈ:	دوست، محبوبہ، پیاری لڑکی	Mu-da-da,Mudadu: محبوب۔دوست (Tallqvist 1914:278)
دَورَگ:	بہت باتیں کرنا، فضول باتیں کرنا	دبابو(dabābu):بولنا،اعلان کرنا (Tallqvist 1914:278)
سر:	اُونچا،بلند	صیرو(Ṣiru):بلند،اُونچا(Tallqvist 1914:303)

3-11۔ حطی-بلوچی

حطی(Hittites) لوگ قدیم انڈویورپی لوگ تھے۔ جو 2 ہزار قبل مسیح میں کے اوائل میں اناطولیہ میں نمودار ہوئے۔ حطیوں سے پہلے وسطی انا طولیہ میں غالب آبادی حتی (Hattian)اور حُری(Hurrian)لوگوں کی تھی۔ 1700 قبل مسیح میں حطیوں نے شمالی وسطی اناطولیہ میں اپنی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ حطی بادشاہت دو بڑے ادوار پر مشتمل ہے۔ ان کی پہلی سلطنت 1650 سے لے کر 1500 قبل مسیح تک جاری رہی۔ جبکہ نئی حطی سلطنت 14 سے لے کر 1193 قبل مسیح تک جاری رہی۔ حطیوں کی زبان قدیم پروٹو۔ انڈویورپی زبان تھی جو کہ بعد میں اناطولیہ میں جزوی طور پر محفوظ ملی۔ یہاں ذیل میں حطی الفاظ ملاحظہ کیجئے[30]۔

-ak:	مرنا	براہوئی: کیہنگ
-akkisk:	مرنا	براہوئی: کیہنگ ماضی: کسک
-akuwakuwa:	مینڈک	بلوچی: پگل، براہوئی: پُعنٹ، کردی، (مکران کے بعض علاقوں میں پگل کو پعنٹ کہا جاتا ہے)[31] قور (باقہ) آشوری: qrur
allaniya:	میٹھا ہونا	براہوئی: ہنین "میٹھا"
-anna:	ماں، مادر	بلوچی: امّے / اماح اکادی: ummu (براہوئی: لُما)
-aniya:	عمل کرنا، پیدا کرنا، حاصل کرنا، پرورش کرنا (پودے کا)	براہوئی: اَنگ "ہونا، حاصل ہونا"
-ara:	دوست، ساتھی۔ رفیق	بلوچی: یار آشوری: ubaru

---

30 . http.//www.premium wanadoo.com/cuniform.languages/en-lexique_hittite.htm 09/10/2013

31۔ بحوالہ پروفیسر سنگت رفیق۔

-arāi:	اُٹھانا، بغاوت کرنا، روکنا	براہوئی: ہرفنگ
-ark:	کاٹنا، توڑنا	براہوئی: ھرّنگ
-asant:	وجود، ہستی	بلوچی: است
āsma :	پہلا، پہلے	براہوئی: اسٹ(as-it)"ایک": پہلا
atis:	کلہاڑا	بلوچی: تش۔ فارسی: تیشہ
ep:	لینا، پکڑنا	براہوئی: ہیف
-hant:	پیشانی	بلوچی: انیچگ
-happar:	تجارت	بلوچی: باپار
-her:	پکڑنا، تھامنا، ہونا	براہوئی: ھلنگ / ہرفنگ براہوئی: ارے: "موجود"
-hara(n):	عقاب	بلوچی: ءِل، ءِلو اکادی: iru
-haster:	ستارہ	بلوچی: اِستار
-hastāi:	ہڈی، طاقت	بلوچی: اِستک "کٹھلی، ہڈی" فارسی: استخوان
-hatk:	بند کرنا	بلوچی: ہَٹک: ممنوع، ممانعت روک
-haz:	خشک کرنا	بلوچی: ہُشک
-huis:	رہنا، زندہ رہنا	بلوچی: است، ہست
huiswant:	زندہ	بلوچی: است وند (حطی لاحقہ: want-) بلوچی: وند، مند، فارسی: وند
-hūmant:	سب، تمام، ہر ایک	بلوچی: ہُمک
-ya:	اور	بلوچی: ءُ اکادی: u فارسی: و
innarah:	صحت مند بنانا	بلوچی: نروا "صحت مند" فارسی: نیرو
-irha:	طرف، پہلو، کنارا	براہوئی: رَیّا
-ishizziya:	غصہ ہونا، برہم ہونا	بلوچی: ہژم، ہجم براہوئی: ہجنگ
-istamas:	سُننا، سیکھنا، توجہ دینا،	اکادی: Šemū بلوچی: سما "خیال، توجہ"

اطاعت کرنا۔

-istandāi:	ٹھہرنا، باقی رہنا، انتظار کرنا، رُکنا	بلوچی: اوشتگ فارسی: ایستادن، انگریزی: Stand
-kakkapi:	کبک	بلوچی: کبگ براہوئی: ککو
-kalles:	بُلانا۔ بات چیت کرنا	بلوچی: گالی (بَنیگ): بات چیت کرنا۔ ملنا
-kant:	گندم	بلوچی: گندیم فارسی: گندم اکادی: hant
-kappi:	چھوٹا، نوجوان،	بلوچی: کپ: چھوٹا ٹکڑا، ٹکڑا
kappi:	ایک برتن	بلوچی: کوپ "پیالہ" عربی: کوب
-kark:	غائب ہو جانا، گم ہونا	بلوچی: گار (بَنیگ): غائب ہو جانا۔ گم ہو جانا
karū:	گذشتہ، پچھلا	براہوئی: کُو (KU)
karūili:	قدیم، کہن	بنیادی طور پر یہ لفظ karu اور ili کا مرکب لفظ ہے۔ یہ ili–کا لاحقہ موجود عہد میں اُردو، سندھی وغیرہ زبانوں میں "والا" اور "والی" کی صورت میں مستعمل ہے۔
-kurka:	بچھڑا	بلوچی: کُرّگ۔ آرمینی: kurak (weeks1985:27)
kast-	بُھوک	بلوچی: گژن۔
genu-	گُھٹنا	بلوچی: کونڈ
kinun	اب، ابھی	بلوچی: نون / نی، انوں فارسی: اکنوں
-kuask-	مارنا، قتل کرنا	بلوچی: کُشگ براہوئی: کسفنگ
-kuen-	مارنا، قتل کرنا	بلوچی کُشگ براہوئی: کسفنگ، سندھی: کوہنڑ
kuis	کوئی ایک شخص، کوئی ایک	بلوچی: کس
guen(ant)-	بیوی، عورت	بلوچی: جن

-kutt	دیوار	بلوچی، کوٹ: قلعہ سندھی: کندھ
-lahha	جنگی پیش قدمی، لڑائی	بلوچی: لاہ کنگ
-lāla	زبان، گفتگو، افواہ	بلوچی: لِلک
-lalakuesa	چیونٹی weeks	بلوچی: لُولک: کیڑا (1985:29)
-luk	روشن ہونا، روشنی کرنا	بلوچی: روک "روشنی"۔
-mi	میرا، میری	بلوچی: مئی، میئں
mekki	زیادہ، بہت	بلوچی: مُچ
-malla	پیسنا	بلوچی: مالگ "ملنا، رگڑنا" فارسی: مالیدن
-mazas	مدّت کرنا۔	بلوچی: مدّت فارسی: مدد
meni	چہرا weeks	براہوئی: مون (1985:34)
mehur	وقت	بلوچی: بار، وار، عربی: مُر
mene-	چہرہ	براہوئی: مون
-mes	نشوونما کرنا، پروش پانا	بلوچی: مزن (بیئگ): بڑا ہونا، نشوونما کرنا، فارسی: مہہ
-nahsariya	خوف زدہ ہونا، خوف زدہ کرنا	بلوچی: نہر (دیئگ): خوف دلانا، ڈانٹنا
natta	نہیں، نیست	بلوچی: نیست کھیترانی: ناتھ
-newa	نیا	بلوچی: نوک فارسی: نو
nu	اب، ابھی	بلوچی: نوں
pahhur	آگ	بلوچی: پاھار دُھواں۔ بُخارا کادی buxru: عربی: بُخار
palhatar	چوڑائی	پہنات، پہناز فارسی: پہنا
palhi	چوڑائی	بلوچی: پہلو، پلو "کنارا، جانب، پاس"
panku	تمام۔ سب	بلوچی: پانچ
parā	آگے، دُور	بلوچی: پار اُردو: پرے پنجابی: پریں انگریزی: far

partāwar	پر، بازو	بلوچی: پر
-pata	پاؤں	بلوچی: پاد فارسی: پا
-pēda	ہانکنا، بھیجنا	بلوچی: پُجائینگ "بھیجنا، پہنچانا"
pir	گھر، مکان	مصری: pir
piddāi	بھاگنا، دوڑنا، جلدی کرنا	بلوچی: پِد دئیگ "بھاگنا"
-punus	پُوچھنا، تجربہ کرنا	بلوچی: پُرسگ
-salliya	پگھلنا، حل ہونا	بلوچی: سڑگ
-sanh	تلاش کرنا، کوشش کرنا، تحقیق کرنا	بلوچی: شون دئیگ "دکھانا، بتلانا، سکھانا"
sarā	اُوپر، اوپر کی طرف	بلوچی: سَر آشوری: صیرو (siru) "اونچا"
sāru	لوٹ مار، شکار	بلوچی: شارو "جنگ، لڑائی" اکادی: Ša`āru
sawātar	سینگ (ایک موسیقی کا آلہ)	بلوچی: ستار
-sek	جاننا	بلوچی: سئ، سہیگ (بیگ): جاننا، معلوم ہونا
sumēs	آپ	بلوچی: شُما
-summi	تمہارا (جمع)	بلوچی: شمئے
sūwa-	سوجن ہونا	بلوچی: سیئنگ
-ta	تم-تو	بلوچی: تُو
damai-	دوسرا	بلوچی: دومی
tapassa-	بُخار	بلوچی: تپ
dapiya	سب، تمام	بلوچی: تپو "گروہ" آشوری: tappu "ساتھی۔ ہمراہی"
dariyanu	بُلانا، بات چیت کرنا	بلوچی: درائینگ: بات کرنا فارسی: درانیدن
taru	لکڑی	بلوچی: دار
tekan	فرش، زمین	بلوچی: سک: ریت

tekusssāi-	ظاہر ہونا، دکھانا	بلوچی: روچ ءِ ٹِک دیگ: سورج کا ظاہر ہونا۔ سورج کا طلوع ہونا۔
tesha-	نیند، خواب	براہوئی: تَغ
uda-/uwate	لانا	براہوئی: اَتنگ
uttar	حرف، لفظ، بات گفتگو	براہوئی: ہیت پشتو: اترے اکادی: awātu
uwa-	آنا	براہوئی: بننگ "آنا" با، برک: آؤ
uwate-	لانا	براہوئی: اَتنگ
warra-	مارنا، حملہ کرنا	بلوچی: ول (دیگ): مارنا، کسی چیز سے مارنا، پیٹنا
warra-	مدد، کمک	بلوچی: واہر
warri-	مدد، مددکار	بلوچی: واہری
was/wes-	لباس	بلوچی: ویس
wātar-	پانی	براہوئی: دیر سومیری: badur
wek-	خواہش کرنا، تمنا کرنا	بلوچی: واہگ
ur-	جلنا	بلوچی :ور: گرمی۔ تپش آشوری: urru، ūru "روشنی"
war-	جلنا	بلوچی: ور: گرمی۔ تپش آشوری: ūru روشنی
:wesi-	چراگاہ	بلوچی: گریشہ، گریشگ: گری۔ تپش جنگل، چراگاہ

شمار (Numbers)

-as	ایک، اکیلا	براہوئی: اسے، اس۔ اِٹ
as-etta	اکھٹے	براہوئی: اَسٹیا
-el	دو	براہوئی: اِرا، اِرٹ

4-11 حتی۔(Hattian)۔بلوچی

حتی قدیم لوگ تھے جو وسطی اناطولیہ میں حتی(Hatti)علاقے میں آباد تھے۔ آثار قدیمہ کے ذرائع سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حتی تہذیب ایک غیر انڈو یورپی تہذیب تھی۔ انڈو یورپی حطی (Hittites)لوگوں کے قبضہ کے بعد 1500 سے 1200 قبل مسیح کے دوران بتدریج ان کی زبان اور کلچر کا خاتمہ ہوا اور یہ لوگ حطی لوگوں میں ضم ہو کر اپنی زبان اور کلچر سے محروم ہو گئے۔

ہم یہاں دستیاب حتی ذخیرہ الفاظ کا بلوچی زبان سے موازنہ پیش کریں گے۔ حتی ذخیرہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے متعدد الفاظ حطی لوگوں کے غلبہ کے باعث انڈو یورپی سے متعلق ہیں[32] تاہم چند حتی اور بلوچی الفاظ حیران کن حد تک ایک دوسرے سے مطابقت کا حامل ہیں۔

fehaku:	شام	بلوچی:	بیگاہ
bah:	پانچ	بلوچی:	پنج
fäš:	پاؤں	بلوچی:	پاد، حطی:-pata
as	از-سے	بلوچی:	اچ
doba:	خطا، جرم	بلوچی:	دوبہ، ڈوبہ: "جرم، خطا، الزام، بہتان"
dober:	خطاکار، مجرم	بلوچی:	ڈوبارگ: الزام لگانا، خطاوار ٹھہرانا، ملامت کرنا
šada:	خوشی، مسرت	بلوچی:	شات "خوش" شاتی: خوشی، مُسرت
kapua:	سر	بلوچی:	کوپر۔کامپول "سر، کھوپڑی" فارسی: کوپلہ
popuz:	ایڑی	بلوچی:	پیز، پونز
kram:	گرم، گرمی	بلوچی:	گرم
mader:	اُونچا	بلوچی:	مستر "بڑا، اُونچا"
zom:	مکان	کُردی	زوم: قبیلہ
kašt:	بھوک	بلوچی:	گُژن

[32] . foroya. Homeserve. Com/word list 2 english. Php? Lex=hattic 28/03/17.

jiva	زندگی	بلوچی:	جی
luh	روشنی	بلوچی:	روک "روشن"
maša:	چاند	بلوچی:	ماہ
mäsar:	ماں	بلوچی:	مات۔ماس
muš:	چوہا	بلوچی:	مُشک فارسی: مُوش
choža	گردن	بلوچی:	چُگ "گردن کا پچھلا حصّہ"
nafuc	نواسا	بلوچی:	نباسگ (نپتگ)
Na	نہیں	بلوچی:	نہ
nahu:	نہیں، نیست	بلوچی:	نیست
nu:	اب، ابھی	بلوچی:	نوں
Šur	سوَر	اُردو:	پنجابی، سندھی: سوَر
Vol	طاقت، قوت	بلوچی:	بڑ؟ مغربی سامی: bu-ru آشوری: abāru طاقت ور ہونا، مضبوط ہونا۔
pataz:	تلاش، تحقیق	بلوچی:	پٹّ، پٹ (ءُپول)
pātak:	تلاش کرنے والا	بلوچی:	پٹوک
katte:	بادشاہ	بلوچی:	(شئے) کٹے "ایک معروف بزرگ ہستی کا نام"
prash:	چیتا	بلوچی:	پُلنگ
wet:	نمکین، کٹھا	بلوچی:	واد "نمک"
the:	بنانا، تعمیر کرنا	بلوچی:	ٹاہینگ سندھی: ٹاھڻن
kun:	دیکھنا	براہوئی:	خننگ
kiluh:	قاصد، پیام	بلوچی:	کلوہ "پیغام"

5-11۔کسائیٹ۔بلوچی

کسائیٹ زبان کے الفاظ نہایت ہی کم دستیاب ہیں۔ ہم یہاں ذیل میں Amaud forurnet کے مضمون kassite langauge سے چند کسائیٹ الفاظ کا احاطہ کریں گے۔

bu-na	غلام	بلوچی:	بانہہ سندہی: بانہہ
burra	غلام	حُری:	burami توروالی: باریہ
*Xan-	جننا	حُری:	han براہوئی: ختنگ
*xaz-	سُننا	حُری:	haš بلوچی : اش (کنگ) : سُننا اکادی : uznu "کان"
*gadi-	بادشاہ	حُری:	Katti بادشاہ
*kun-	گھٹنے ٹیکنا	حُری:	kunz بلوچی: کونڈ: گُھٹنا
meli	غلام	بلوچی:	مولد" نوکرانی" عربی : مولا" نوکر، غلام " مولاۃ: نوکرانی
burni-	مضبوط، محکم	حُری:	buru آشوری: bu-ru بلوچی: بڑّ
*ul-	تباہ کرنا	حُری:	-ul بلوچی: ہُول

12

جینیاتی رپورٹیں

1. Molecular analysis of HLA allele frequencies and Haplotypes in Baloch of Iran compared with related population of Paksitan.

اس رپورٹ کے مطابق "ایرانی بلوچوں اور پاکستان کے دوسرے چھ نسلی گروہوں کے باہمی رشتہ و تعلق جو کہ نقشہ نمبر 1 میں دکھایا گیا ہے۔ جیسے کہ اس سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایران کے بلوچ، پاکستان کے بلوچ اور براہوئی لوگوں سے انتہائی قربت رکھتے ہیں۔ اور یہ تینوں گروہ، پاکستان کے دوسرے نسلی گروہوں سے واضح طور پر علیحدہ ہیں۔ اور یہ نتائج نقشہ نمبر 2 کے حوالے سے واضح ہیں۔"(P.585

"یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ ایران کے بلوچ، پاکستان کے بلوچ اور براہوئی لوگوں سے انتہائی قریب ہیں۔ جیسا کہ نقشہ نمبر 1 میں دکھایا گیا ہے۔ یہ تینوں گروہ Phylogentic شجرہ کے ایک ہی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ نقشہ نمبر 2 کے تجزیاتی نتائج بھی اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ براہوئی اور پاکستان کے بلوچ ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہیں اور یہ دونوں پاکستان کے جنوب مغرب میں صوبہ بلوچستان میں رہتے ہیں کہ جس کی سرحدیں ایرانی بلوچستان کے صوبہ سے منسلک ہیں۔ (دیکھئے نقشہ نمبر 3)

2. HLA Polymorphism in Six ethnic groups from Paksitan

خلاصہ: پاکستان کے چھ نسلی گروہوں بلوچ، براہوئی، سندھی، بروشو، کلاشا اور پٹھان کے HLA Polymorphism کے نتائج سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بلوچ اور براہوئی آپس میں انتہائی قربت رکھتے ہیں جبکہ سندھی اپنے ہمسایہ بلوچ اور براہوئی لوگوں کی نسبت پٹھان اور بروشو آبادی سے زیادہ قریب ہیں۔ اور یہ بات پاکستان کے شمالی اور جنوبی آبادی کی مخلوط صورتحال کی نشاندہی کرتی ہے، جہاں یہ آپس میں خلط ملط ہوئے ہیں۔ پاکستان کی آبادی میں تین لوکس ہپلوٹائپ (Three-Locus Haplotype) پائے گئے ہیں جو کہ کاکیشیائی اور مشرقی (Oriental) آبادی کے اثرات کی نشاندہی

کرتے ہیں۔ پاکستان کے نسلی گروہوں میں خاص نوعیت کی اورینٹل ہیپلو ٹائپ کی موجودگی ممکن ہے برصغیر پاک وہند میں منگول حملہ آوروں کی باقیات کا نتیجہ ہوں۔

براہوئی وہ واحد دراوڑی زبان ہے جو پاکستان میں بولی جاتی ہے۔ جس طرح کہ خیال کیا جاتا ہے کہ براہوئی لوگ وادی سندھ کے اصلی باشندوں کے اخلاف میں سے ہیں۔ تاہم بلوچ (غیر دراوڑی) اور براہوئی (دراوڑی) دونوں باہم ہم جمعیت ہیں۔ اور یہ ہم گروہی اس بات کو مزید تقویت دیتی ہے کہ مائیکرو گرافک مطالعہ میں زبان اور جین (Gene) ایک دوسرے سے ہم واسطہ و ہم وابستہ نہیں ہیں۔ جنوبی سندھی آبادی کا شمالی پٹھان آبادی سے جتھابندی غیر متوقع ہے۔ تاہم پٹھان اور سندھی آبادی ایسے خطوں میں رہتی ہے جہاں آریا، یونانی، ایرانی اور عرب حملوں کے نتیجے میں آبادی نسلی طور پر مخلوط ہوئی ہے۔ اور یہ مشترک اخلافی سطح اور صورتحال یہاں نظر آتی ہے۔ اور یہ اس دعویٰ کی نفی کرتا ہے کہ پٹھان یک نسلی اسلاف سے متعلق ہیں۔

بلوچ اور پٹھان سامی نسل سے متعلق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن یہودیوں سے تقابل کے نتیجے میں وہ کسی بھی یہودی گروہ سے جینیاتی رشتہ نہیں رکھتے"

یہاں اس رپورٹ میں یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ جس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک زبان بولنے والے نسلی طور پر بھی اُسی گروہ سے متعلق ہوں۔ یعنی دراوڑی زبان سے چند مطابقت کی بناپر براہوئی لوگوں کی زبان تو دراوڑی سے مماثلت رکھتی ہے۔ لیکن زبان کے اِس اختلاف کے باوجود براہوئی لوگ، بلوچ لوگوں کے ساتھ جینیاتی جتھابندی کرتے ہیں۔

3. Southwest Asian mt DNA Phylogeography

اس رپورٹ میں Correlation of Genes and Langaugs in the Southwestern Asian Corridor کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ کہ دوسرا الگ تھلگ لسانی گروہ براہوئی آبادی ہے۔ یہ وسطی بلوچستان میں رہتے ہیں جو کہ ہندوستان سے باہر دراوڑی بولنے والوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ تاریخی ریکارڈ انہیں مغربی ایشیا کے ترکو۔ ایرانی قبائل سے نتھی کرتے ہیں (Huges Buller 1991)۔ موجود عہد میں دراوڑی زبان جنوبی ہندوستان اور سری لنکا میں بولی

جاتی ہے۔ جبکہ میک الپن (McAlpin 1974,1981) کی پروٹو عیلامی۔ دراوڑی مفروضہ دراوڑیوں کو ایران کے صوبہ عیلام سے متعلق گردانتے ہیں۔

براہوئی آبادی مغربی یوروایشیائی mtDNA کی اعلیٰ شرح 55 فیصد سے متصف ہے اور اس خطہ کی ہپلو ایم گروپ کی کمتر شرح 21 فیصد ہے۔ جبکہ اس کے برعکس ہندوستان کے دراوڑی بولنے والے گروہ میں یہ مشترکہ طور پر 61 فیصد ہے۔ جیسے کہ پی سی اوّل PCI (تصویر نمبر 6) میں دکھایا گیا ہے کہ براہوئی لوگ ایران اور وادی سندھ کی آبادیوں کے درمیان گجراتی لوگوں سے بعید جبکہ دراوڑی زبان بولنے والے ہندوستانی گروہوں سے بعید تر پوزیشن کے حامل ہیں۔ (نتائج دکھائے نہیں گئے) مشابدات اس امکان کو خارج کرتے ہیں کہ بلوچستان میں دراوڑی لوگوں کا وجود ہندوستان سے کسی دراوڑی بولنے والوں کے حالیہ حملوں کا نتیجہ ہوں۔

اور یہ کہ براہوئی لوگوں کی مادرانہ جین پول (Gene Pool) جنوب مغربی ایشیائی کوریڈور کے انڈوایرانی زبان بولنے والوں کی جین پول سے مماثلت ومشابہت رکھتی ہے۔

تاہم موجودہ براہوئی آبادی، ہندوستان کے کسی قدیم بولنے والوں کی نمائندگی کر سکتی تھی کہ جو پاکستان میں آکر دوبارہ آباد ہوئی اور مقامی آبادی سے مخلوط ہوگئی۔ لیکن تاریخی شواہد اس مفروضہ کی تائید نہیں کرتے۔ اس لیے یہ ظاہر کرتی ہے کہ براہوئی لوگ وسیع وعریض دراوڑی بولنے والے خطے کی وہ آخری شمالی باقیات ہیں۔ جو آریاؤں کی آمد سے پہلے یہاں آباد تھے۔ اور یہ پروٹو عیلامی۔ دراوڑی مفروضہ کو تقویت دیتی ہے۔ (McAlpin 1974,1981) یہاں اِس رپورٹ میں براہوئی اور دراوڑی لسانی حوالے سے براہوئی لوگوں کے بارے میں حسب سابق اُسی مفروضہ کی جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ براہوئی لوگ دراوڑیوں کی وہ شمالی باقیات ہیں جو کہ آریاؤں کے حملے سے پہلے یہاں آباد تھے اور بقیہ دراوڑی جنوبی ہندوستان کی طرف منتقل ہوگئے۔ تاہم mtDNA کے مشاہدات تو واضح اور غیر متنازعہ ہیں کہ براہوئی لوگوں کی مادرانہ جین پول گجراتی اور دراوڑی لوگوں کے برعکس جنوب مغربی ایشیائی پٹی کے انڈوایرانی بولنے والے لوگوں سے مطابقت اور مشابہت رکھتی ہے۔

تاہم اِس کے برعکس بلاخ (Bloch 1924:1-21)، ایمنیو (Emeneau 1962:27) ہاک (Hock 1975:88)، ایلفنبئین (Elfenbein 1987:229) اور کرشنا مورتی

(Krishnamurti 2003:175-176) لسانی شواہد کی روشنی میں وسطی ہندوستان سے بلوچستان کی طرف براہوئی لوگوں کی آمد کو آٹھویں صدی کے بعد کا زمانہ قرار دیتے ہیں۔ (جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے اور اِس نقطہ نگاہ کے بارے میں پچھلے صفحات میں اس کی وضاحت کی گئی ہے)

اسی طرح پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ دراوڑی بولنے والے جنوبی ہندوستان کے مقامی لوگ ہیں۔ وہ شمال سے یا مغربی ایشیاء سے یہاں نہیں آئے۔ تاہم تازہ ترین تحقیق اور mtDNA کا جامع تجزیہ اِس بات کی دلالت کرتا ہے کہ دراوڑی زبان مغربی ایشیاء ہی سے یہاں ہندوستان میں متعارف ہوا۔ (Palanichamy et al.2015)

4. The Congruence between matrilineal gentic (mtDNA) and geographic diversity of Iranians and the territorial Populations.

جینیاتی ٹائپ ہپلو گروپ کے نتائج بتاتے ہیں کہ تمام ایرانی مشترک مغربی یوریشئین ہپلو گروپ (West Eurasion Haplograups) کے حامل ہیں۔ خاص طور پر بہ لحاظ تین اہم H، J، اور U، mtDNA ہپلو گروپ کے۔ تاہم ان خاندانوں میں شرح اور تناسب کے اعتبار سے فرق و اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ ہپلو گروپ H اور J کا شرح ماسوائے ایرانی بلوچوں اور ایرانی زرتشتیوں کے تمام ایرانیوں میں مشترک ہے۔

ایرانی بلوچ اور ایرانی زرتشتیوں کا نمایاں ہپلو گروپ ماڈل بالترتیب M اور R ہے۔ جبکہ اِس کے برعکس تمام مشرقی آبادی افغانستان، پاکستان، ازبکستان اور ترکمانستان کی آبادیاں جنوبی ایشیاء کے ہپلو گروپ M سے متعلق ہیں۔ یہ خاندانی عنصر ایرانی بلوچوں، ترکمان اور کرمان کے نمونوں میں بھی موجود ہے جو کہ جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے اپنے مشرقی ہمسایوں کے قریب ہیں۔

Fsr جینیاتی دوری کے تجزیے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایرانی آذری، ایرانی قاشقی اور تُرکی آپس میں قربت اور نزدیکی کے حامل ہیں۔ جبکہ نمایاں طور پر دوسری ایرانی نسلی گروہوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ایرانی آبادی نمایاں طور پر ہمسایہ مشرقی آبادی سے بہت حد تک اختلاف اور دوری رکھتی ہے۔ ماسوائے ایرانی بلوچوں کے جو کہ پاکستانی براہوئی سے قربت رکھتے ہیں۔ افغانی، ہزارہ،

ازبکستان، ترکمنستان نیز کرمان کے نمونے بھی براہوئی لوگوں سے قربت رکھتے ہیں۔ جبکہ تُرکی نمونے، ایرانیوں کے قریب اور مشرقی آبادی سے بہت دوری کے حامل ہیں۔

ایرانی، قاشقی، کرمان، آذری آبادی مغربی یورایشیئن سے متعلق ہیں۔ اگرچہ ان میں افریقی، جنوب ایشیائی اور مشرقی یورایشیئن عنصر بھی بہت کم شرح میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

مشرقی آبادی میں دو پاکستانی گروہ براہوئی اور پارسی مختلف mtDNA نسلی خاندان کے حامل ہیں۔ مشرقی آبادی میں مغربی یورایشیئن اجزاء پاکستان کے پارسیوں میں (70.5٪) اور براہوئی میں (71٪) ہے۔ جبکہ پاکستان کے دوسرے مشرقی آبادی میں یہ عنصر (50٪) ہے۔ ازبکستان میں 64٪ اور ترکمانستان میں یہ 38٪ ہے۔ جبکہ اس کے برعکس جنوب ایشیائی اجزا دوسری آبادیوں کی نسبت ان دو نسلی گروہوں میں کم اہمیت کا حامل ہے۔ اور مشرقی یورایشیئن کے اجزاءِان میں سرے سے ناپید ہیں۔

براہوئی آبادی موجودہ عہد میں جنوب مشرقی ایران، صوبہ سیستان و بلوچستان، پاکستان میں رہتی ہے۔ ان کے لسانی ماخذ کے بارے میں مختلف مفروضے ملتے ہیں جیسے کہ پروٹو۔ عیلامی۔ دراوڑی مفروضہ۔ یہ مفروضہ قدیم عیلامی صوبہ کوان کا ماخذ ٹھہراتا ہے۔ براہوئی آبادی U7 ہپلو گروپ (0.105) پاس کرتا ہے جو ایرانی لُروں (0.118) سے مطابقت کا حامل ہے

جیسے کہ PCO پلاٹ (شکل 3) میں دکھایا گیا ہے کہ براہوئی، ایرانی اور مشرقی ہمسایہ آبادیوں کے مابین درمیانی پوزیشن کا حامل ہے اور پاکستانی آبادی سے ان کی پوزیشن بعید تر ہے۔ سابقہ جائزوں کے مطابق براہوئی کی مادری جین پول، جنوب مغربی ایشیائی کوریڈور کی انڈو ایرانی بولنے والوں سے مشابہت رکھتی ہے۔

5. Ancient Migratory Events in the Middle East: New clues from the Y-Chromosom variation of Modern Iraninans.

بنیادی ہپلو گروپوں کی فریکوئنسی اور تغیراتی تقسیم کاری اور ان کے نیٹ ورک کے تجزیے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایرانی سطح مرتفع سے براستہ قفقاز / ترکی سے یورپ کی طرف ماقبل زرعی پھیلاؤ عمل میں آئی۔ اس کے علاوہ نسبتاً ایک نیا پھیلاؤ ایشیائے کوچک / قفقاز (J1-M267* ; J2- M92)،

وسطی ایشیاء اور جنوبی میسوپوٹیمیا (J1-page 08)اور مغربی یورایشیا سے (R1b-L23)اور غالباً (R1a-M198)کا جزو ایران کے علاقے میں عمل میں آیا۔

المختصر ایرانی جین پول مختلف عہد میں مشرق قریب اور یورایشیئن Y کروموسوم کا وسیلہ بنا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مختلف ہجرتی واقعات کے نتیجے میں بہت سے تغیراتی اثر و نفوذ سے فیض یاب بھی ہوتی رہی۔PCA(Principal Components Analysis)کے مطابق سیستان اور بلوچستان کی آبادی اپنے ہم سایہ پاکستان سے جتھا بندی کرتا ہے۔

AMOV (Analysis of Molecular Variance)کے مطابق گروہی جتھا بندی کے اعتبار سے بلوچ ایران کے جنوب مشرقی علاقے میں رہتے ہیں۔ شمال مغربی ایران کے دوسرے ایرانی بولنے والے گروہ سے یہ جدا ہیں جو جغرافیائی دوری کی اہمیت کو اُجاگر کرتا ہے۔

موجودہ ایران کی نسلی آبادی پندرہ مختلف ہپلو گروپ سے متعلق ہیں۔ تاہم ان میں G,R, J اور E نمایاں ہپلو گروپ ہیں۔ ہپلو گروپ **J** ایران میں نمایاں گروپ ہے جہاں اس کے دو ذیلی گروو (Sub-Clades)یعنی J2-M172 اور M267- J1 دیکھے جاسکتے ہیں۔ اِس کا بلند تر شرح بحیرہ خزر کے جنوب-مغربی ساحلوں اور ذاگروس پہاڑیوں کے کنارے دیکھنے کو ملتا ہے۔ سیستان اور بلوچستان کے بلوچوں میں اس کا بلند تر شرح نمایاں ہے۔ جو ان کے مرزبوم بحیرہ خزر کی غمازی کرتا ہے۔

ہپلو گروپ **J** مشرق وسطی کا مقامی ہپلو گروپ ہے اور اس کے دو ذیلی شاخیں J1-M267 اور J2-M172 ہیں۔ جو ذاگروس پہاڑ کے دو اطراف پر باالمقابل تقسیم کاری کی عکاسی کرتے ہیں۔ جو پہلے عراق اور سعودی عرب کی آبادی دوسرا ایرانی سطح مرتفع، اناطولیہ اور جنوبی یورپ میں نفوذ کرتا نظر آتا ہے۔

اِسی طرح J1-M267 دلدلی عرب-Y کروموسوم اِس بات کی غمازی کرتا ہے کہ عراقی دلدلی عرب (یعنی عراق کے جنوب اور مشرق میں دجلہ۔ فرات دلدلی علاقہ) کا ماخذ شمالی میسوپوٹیمیا ہے۔

6. Genetic Links in the Indus valley.

ماہرین آثار قدیمہ نے مہر گڑھ میں 3300-7000 قبل مسیح میں بتدریج ابتدائی زرعی پیش رفت کو دریافت کیا ہے جو کہ بعد میں 1300-3300 قبل مسیح میں ایک وسیع کانسی تہذیب کی صورت میں وادی سندھ یا ہڑپا تہذیب کی صورت میں سامنے آیا۔ مہر گڑھ تہذیب کے خلیج فارس، وسطی ایشیاء، میسوپوٹیمیا سے وسیع تجارتی تعلقات قائم رہے۔ ممکن ہے کہ اس کے تجارتی تعلقات مصر اور Minoan Creteتک قائم رہے ہوں گے۔

Autosomal STR کے کوائف سے یہ نتائج سامنے آئے ہیں کہ بعد کے حجری عہد سے شمالی ہندوستان میں نسلیاتی عنصر کے حوالے سے ہمیں دو بڑے نسلی تعلق کا پتہ چلتا ہے۔ جن کا تعلق ہندوستانی برصغیر میں واقع دوسرے علاقوں سے ہے۔ جن میں مشرقی ہندوستان کی آبادی کے شرح 35.4 فیصد ہے جبکہ جنوبی ہندوستان کا شرح 22 فیصد ہے۔ اس کے علاوہ یہ نتائج 27.4 فیصد میسوپوٹیمیا ئی نسلی عنصر کی بھی نشاندی کرتا ہے۔

شمالی ہندوستان کے نسلیاتی جائزہ کا سب سے اہم اور نمایاں عنصر یہ ہے کہ پاکستانی بلوچوں میں جنوبی ہندوستان کے نسلی عنصر کا شرح 35.6 فیصد ہے جبکہ براہوئی میں یہ اس سے بھی کم یعنی 33.3 فیصد ہے۔ کیونکہ مفروضیاتی طور پر کبھی براہوئی لوگوں کو دراوڑی باقیات قرار دیا جاتا رہا ہے تو کبھی دسویں صدی عیسوی میں جنوبی ہندوستان سے یہاں بلوچستان میں آکر آباد ظاہر کیا جاتا رہا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو براہوئی میں جنوبی ہندوستان کی نسلی عنصر کا شرح زیادہ ہونا چاہیئے تھا۔ تاہم براہوئی میں یہ نسلی عنصر یہاں کے دوسرے تمام نسلی گروہوں کی نسبت سب سے کم ہے جبکہ یہ شرح پنجاب آرائیں (56.4٪)، سندھی (52.7٪)، بروشو (47.9٪) کلاش میں (39.6٪) ہے۔

اِسی طرح جنوبی ہندوستان کے نسلی عنصر کا پھیلاؤ ترکمانوں، تاجک میں بھی ملتا ہے۔ تاہم ان میں اس کی شرح کم ہے۔ جبکہ ہندوستان کے گجرات، کرمی، مینا، کشتریا اُتر پردیش میں بہت ہی زیادہ ہے۔

اِن نتائج کا دوسرا اہم نسلی عنصر کا کیشیا-اناطولیہ علاقے سے متعلق ہے۔ کاکیشیائی-اناطولیائی عنصر کا شرح مغربی آبادی میں سب سے بلند تر ہے یعنی یہ بلوچوں میں 61.9 فیصد اور براہوئی میں

59.8 فیصد ہے۔ آرائیں پنجاب میں 43.6٪، سندھی 44.8، پاکستانی پشتون 51.0 اور بروشو میں 40.6 فیصد ہے۔

کاکیشیائی - اناطولیائی نسلی عنصر کا شرح وسطی ایشیائی آبادی میں بہت زیادہ ہے۔ مثلاً ترکمانوں میں یہ شرح (72.5٪) اور تاجکوں میں (57.2٪) ہے۔ لیکن یہ نسلی جزو مشرقی علاقوں میں بہت کم شرح میں ملتا ہے۔ پاکستانی بلوچوں میں عرب شرح 1.2 فیصد جبکہ براہوئی میں یہ 4.6 فیصد ہے۔ جبکہ مکران آبادی میں 8.3 فیصد ہے۔ منگولین عنصر بلوچ اور براہوئی میں ناپید ہے۔ ہندوستان میں کاکیشیائی - اناطولیائی نسلی عنصر مغربی ایشیاء سے پھیلاؤ کی غمازی کرتا ہے۔ جو 6 ہزار قبل مسیح اور 4500 قبل مسیح کے درمیانی عہد میں آخری حجری عہد کے خوراک پیدا کرنے والے کلچر کو جنوبی ایشیاء میں لے آیا۔

ممکن ہے کہ اس مغربی ایشیائی پھیلاؤ نے انڈو یورپی زبانوں کو یہ موقع فراہم کی ہو جو کہ غالباً ابتدائی فراتی (Euphratic) تہہ سے متعلق ہے جو کہ ابتدائی جنوبی میسوپوٹیمیا کی زبانوں میں محفوظ ملتی ہے۔

اِس کے علاوہ جیسے کہ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ شمالی ہندوستان میں 27 فیصد میسوپوٹیمیائی نسلی عنصر ملتا ہے۔ جو شمالی ہندوستان میں مغربی ایشیاء سے متعلق ایک اہم نسلی تعلق کی نشاندی کرتا ہے۔ یہ تعلق بعد کے حجری عہد میں مغربی ایشیاء سے خوراک پیدا کرنے والے کلچر کے پھیلاؤ کا پتہ دیتی ہے جو 6 ہزار اور 4500 قبل مسیح کے دوران یہاں وقوع پذیر ہوا اور ممکن ہے کہ یہ پھیلاؤ اپنے ساتھ ابتدائی سنسکرت سے متعلق آبادی کو جنوبی ایشیاء میں لے آئی۔ کیونکہ آثاراتی شواہد اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ ہڑپا اور میسوپوٹیمیا کے درمیان تجارتی تعلقات رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مغربی ایشیاء کے متنی (Hurrian) اور کسائیٹ کلچر میں ویدک کلچر کے تاریخی شواہد موجود ہیں۔

ابتدائی حجری یا تانبا عہد کے پھیلاؤ کے یہ نسلی شواہد ممکن ہے کہ انڈو یورپی زبانوں سے وابستہ پھیلاؤ کی غمازی کرتے ہوں گے۔ یہ لسانی پھیلاؤ ممکن ہے کہ کہیں وقوع پذیر ہوا (اور اِس نے اپنے نسلی نشانات قرب وجوار کے علاقوں میں نقش کی ہوں جیسے کہ شمال مغربی یورپ)۔ ایک امکان یہ بھی ہے کہ یہ نسلی تعلق یورپ اور ایشیاء کے کسی دور دراز علاقہ سے متعلق ہوں اور جس کے قدیم اسلاف کسی ایسے قدیم آبادی سے متعلق ہوں جو موجود نہیں ہے۔ یا اب تک اِس کی نمائندگی STR کوائف کے حوالے سے دستیاب نہیں ہیں۔ (جیسے کہ بحیرہ خزر اور شمالی کاکیشیائی آبادی)"

یہ جائزہ اصل میں "ویدک یلغار نظریہ" کی نفی کرتا ہے۔ کیونکہ اس جائزہ کے مطابق "ہڑپا کے آثاراتی شواہد کے باوجود یہاں ہڑپا زبان (یا زبانوں) کے بارے میں معلومات میسر نہیں ہیں اور نہ ہی انڈس مہروں کی تفہیم ممکن ہو سکی۔ کھدائی کے بعد جب ہڑپا شہروں کی دریافت عمل میں آئی تو مغربی سکالروں نے اپنے تئیں یہ مفروضہ قائم کیا کہ ہڑپا کلچر کو 1300-1700 قبل مسیح میں یورایشیئن مرغزاروں اور وسطی ایشیاء سے آنے والے حملہ آوروں نے تباہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور وسطی ایشیاء سے آنے والے یہ نئے حملہ آور رگ وید اور ویدک لٹریچر کے خالق لوگ تھے۔ یلغار کا نظریہ ماقبل ہندوستان کی تاریخ کے حوالے سے ایک روایتی علمی ماڈل کے طور پر اس لیئے قائم رہا کیونکہ جزوی طور پر سنسکرت، یونانی اور لاطینی کے درمیان مشابہت کا عنصر پایا گیا۔ تاہم ماہرین آثار قدیمہ کو ایسے شواہد دستیاب نہ ہو سکے کہ اس عہد میں یورایشیئن اور وسطی ایشیاء کے کلچر نے جنوبی ایشیاء کو متاثر کیا ہو یا اس پر اپنے اثرات مرتب کی ہوں۔

اس کے علاوہ اِس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ رگ وید میں کہیں بھی باہر سے شمالی ہندوستان میں مہاجرت کا ذکر نہیں ہے۔ جبکہ اس کے برعکس وسطی ایشیاء اور مغربی ایشیاء کے زرتشتی متنوں میں ایک ابتدائی وطن سے ہجرت کا حوالہ ملتا ہے (غالباً ہندوکش کے پہاڑوں کے قریب)۔ جبکہ اس کے برعکس آثاراتی شواہد جنوبی ایشیاء میں دو بڑے پھیلاؤ کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔

1۔ ایک بعد کا حجری عہد (Neolithic) پھیلاؤ جو غالباً 4500-6000 قبل مسیح کے درمیانی عہد میں مغربی ایشیاء سے یہاں کی جانب عمل میں آیا۔

2۔ دوسرا لوہے دور کا پھیلاؤ جو غالباً 200-800 قبل مسیح کے درمیانی عہد میں یہاں عمل میں آیا۔ یہ دوسرا پھیلاؤ ساکا لوگوں کی تھی جو وسطی ایشیاء سے یہاں وارد ہوئے۔ انہوں نے ہندوستان میں بدھسٹ کلچر پر اپنے اثرات مرتب کیے۔ مثلاً سنسکرت کے سکالر Michael Witzel نے ساکا لوگوں کے رسموں میں وسطی ایشیاء کے عنصر کی بات کی۔ جس میں مدفنوں کا سٹوپا طرز و طریق اور بدھسٹ لٹریچر میں زرتشتی تصورات کا پایا جانا شامل ہے۔

آثاراتی شواہد اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ بعد کے حجری عہد سے جنوبی ایشیائی تہذیب ایک مقامی پیش رفت تھی۔ ہڑپائی تہذیب ایک لمبے عرصے کے دوران تشکیل پذیر ہوئی اور اس لمبے عرصے میں جنوبی ایشیاء میں کسی بڑے پھیلاؤ کا ثبوت نہیں ملتا۔ ویدک متن (جو کہیں باہر سے کسی مہاجرت کی

وضاحت نہیں کرتے) اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ ہڑپا تہذیب اور سنسکرت ویدک متن جنوبی ایشیائی کلچر سے وابستہ مقامی اظہار یہ ہیں۔

بہر حال STR اور SNP پر مبنی جینیاتی تجزیے ایک طرف وادی سندھ اور ہندوستانی برصغیر کی اندرونی اور مغربی ایشیاء کے درمیان اہم نسلی تعلق کی نشاندہی کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف بلوچ اور براہوئی کی جینیاتی نزدیکی اور قربت کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔

7. Map of Pakistan; The Genetic Jurney of Pakistan.

براہوئی Y-DNA ہپلو گروپس کی ایک ورائٹی کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہپلو گروپ R1a1a-M17 (35 تا 39 فیصد) ہے۔ یہ وسطی اور جنوبی ایشیاء کی آبادی میں ملتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ابتدائی مشرقی ہجرت کرنے والے انڈو ایرانی خانہ بدوشوں میں بھی ملتا ہے۔

ہپلو گروپ J جو کہ دوسرے جنوبی ایشیاء کی آبادی میں دیکھنے کو ملتا ہے، جس کی شرح 28 فیصد ہے۔ دوسرا نسبتاً معمولی، کمتر فریکوئنسی ہپلو گروپس E1b1a,L,G اور N براہوئی میں ملتے ہیں۔ یہ ہپلو گروپس ظاہر کرتے ہیں کہ براہوئی آبادی جینیاتی طور پر دوسرے انڈو ایرانی بولنے والوں سے امتیازی فرق واختلاف نہیں رکھتی بالخصوص بلوچ لوگوں سے۔

براہوئی دوسرے انڈو یورپی پاکستانی آبادی کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ ان میں تجزیہ کردہ ہندوستانی دراوڑی گروہ کی آمیزش نہیں ملتی۔ ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ براہوئی محض ایک ثقافتی (لسانی) برقراریت کی عکاسی کرتا ہے۔ جبکہ یہ نسلی اعتبار سے ایک انڈو ایرانی گروپ ہے جو کہ دراوڑی گروہ سے متعلق ایک زبان بولتے ہیں۔

جبکہ ہم گزشتہ صفحات میں McAlpin اور Southworth کے حوالے سے یہ بتا چکے ہیں کہ براہوئی زبان کا دراوڑی گروہ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ماہرین لسانیات نئے لسانی شواہد کی روشنی میں براہوئی کو پروٹو دراوڑی کے بجائے پروٹو عیلامی سے متعلق خیال کرتے ہیں۔ پروٹو عیلامی اور پروٹو دراورڑی دونوں اگرچہ پروٹو ذاگروسی سے متعلق ہیں۔ تاہم براہوئی پروٹو دراوڑی گروہ کی بجائے پروٹو عیلامی شاخ سے تعلق رکھتی ہے۔

13

ماحصل(Conclusion)

بلوچوں کی تاریخ اور نسلی آثاریت و شناخت (Ethno-Archaelogy) کے حوالے سے بلوچ شخصی ناموں (Onomasties)، نسلی ناموں کا جائزہ (Anthroponyms)، بلوچستان کے علاقوں اور مقامات کے ناموں کا جائزہ (Toponyms) جینیاتی (Genetic) اور لسانیاتی شواہد سمیت مختلف تہذیبی اور ثقافتی عوامل کے تجزیہ پر مشتمل اِس Inter Disciplinary مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بلوچ جینیاتی طور پر انڈو ایرانی گروہ یا انڈو ایرانی کمپوزیشن (Composition) سے مطابقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ بہت سی جینیاتی خصوصیات کے اعتبار سے وہ ایرانی mtDNA کے باہر (Outlier) نظر آتے ہیں۔ ہپلو گروپ H تمام ایرانی گروہوں میں نہایت ہی موثر اور متواتر ہم نسلی شاخ (Clade) ہے۔ جبکہ بلوچوں، یہودیوں اور یسوج کے لُروں اور زرتشیتوں میں یہ clade سرے سے ناپید ہے۔ (Farjadin et al. 2011)۔

ایرانی گروہ سے مختلف بلوچوں کا منفصل پوزیشن (Outlier Position) ہپلو گروپ W اور جنوبی ایشیاء کا (M Clade) ہے۔ جنوبی ایشیاء کا M Clade متوقع طور پر ایران کے جنوبی صوبوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ (Derenko et al. 2013) مجموعی طور پر ایرانی گروہوں میں جنوب ایشیائی نسلی عنصر کا تناسب 2.5 فیصد ہے جبکہ بلوچوں میں اِس کا شرح 11.3 فیصد ہے۔ (Farjadin et al. 2011)۔

بلوچوں کا حصہ دار بنیاد گزار اسلافی ہپلو ٹائپ (Haplotype of lineage) W جس کا جغرافیائی پھیلاؤ، تقسیم کاری اور اس کے جذب و اتصال کا زمانہ زیادہ تر ہپلو گروپ U7 کے ساتھ باہم متراکب (Overlap) رہا ہے۔ اور براہوئی آبادی بھی ہپلو گروپ U7 پاس کرتا ہے۔ جو بلوچ اور براہوئی لوگوں کی آپس میں نسلی مطابقت اور قربت کی واضح دلیل ہے۔ (Farjadin et al. 2011) U7 نسلی ارتقاء (Phylogeny) کا تجزیہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ انڈیا، ایران میں ایک جینیاتی مشابہت کی عکاسی کرتا ہے اور یہ بات ان دونوں علاقوں میں جین (Gene flow) کی پھیلاؤ کو تجویز کرتا ہے۔ (Derenko et al. 2013) براہوئی آبادی (0.105) U7 ہپلو گروپ پاس کرتا ہے جو ایرانی لُروں

(0.118) سے مطابقت رکھتا ہے۔(Bahmanimehr 2015) جبکہ بلوچوں میں موجود mtDNA W ہپلو گروپ کے ممکنہ ماخذ کی جگہ مغربی ایشیاء ہے۔ آج سے 23900 سال پہلے یہ ہپلو گروپ وجود میں آیا۔ اور یہ ہپلو گروپ N_2 کے نسل سے ہے۔ یہ ہپلو گروپ یورپ کا مشرقی آدھا حصہ، شمالی قفقاز، مغربی ایشیاء اور جنوبی ایشیاء میں ملتا ہے۔ یہ کمتر تعدد (Low Frequencies) کی صورت میں شمالی پاکستان میں بھی ارتکاز کرتے نظر آتا ہے۔ شمالی پاکستان میں اس کا شرح 8 فیصد ہے۔ جبکہ بلوچوں میں اِس کا اعلیٰ شرح 24.2 فیصد ہے اور گیلکی میں اس کا شرح 13.0 فیصد ہے (Farjadin et al . 2011)۔

اِسی طرح ہپلو گروپ J مشرق وسطی کا مقامی ہپلو گروپ ہے۔ غالباً 45 ہزار سال پہلے اِس کا آغاز ہوا۔ اس کے دو ذیلی نسلی شاخیں (Clades) J1-M267 اور J2-M172 ہیں۔ یہ Clades وہاں سے نئ حجری عہد (Neolithic) میں پہلے شمالی افریقہ، سوکوٹرا، افریقہ کا نہایت ہی مشرقی حصّہ (Horn of Africa)، قفقاز، جنوبی یورپ، مغربی ایشیاء اور مشرقی ایشیاء میں پھیلا۔

اِس ہپلو گروپ کا بلند تر شرح بحیرہ خزر کے جنوب مغربی ساحلوں اور ذاگروس کے پہاڑیوں کے کنارے پر ملتا ہے۔ سیستان اور بلوچستان کے بلوچ علاقوں میں اِس کا بلند تر شرح نمایاں ہے۔ جو ان کے مرزبوم بحیرہ خزر کی غمازی کرتا ہے (Grugni, Plosone 7:e 41252) اگر ایسا ہے تو نئ حجری عہد یعنی 8 ہزار قبل مسیح میں بلوچ لوگ سیستان اور بلوچستان میں آباد تھے۔

اِس کے علاوہ جیسے کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ جنوب ایشیائی ہپلو گروپ M ایران کے جنوبی صوبوں میں (2.5 فیصد) کم تر تعداد جبکہ اِس کے مقابلے میں بلوچوں میں (11.3 فیصد) تعداد میں ملتا ہے (Farjadian et al. 2011)۔

اس کے ممکنہ ماخذ کی جگہ جنوبی ایشیاء، جنوب مغربی ایشیاء یا مشرقی افریقہ ہے۔ غالباً اس کا آغاز 50 یا 65 ہزار سال پہلے ہوا تھا۔ " بلوچوں میں اس جینیاتی عنصر کی موجودگی اور مہر گڑھ تہذیب (2000-7000 ق م) کی دریافت اور انکشافات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ موجودہ بلوچوں کے بہت سے mtDNA جینیاتی سلسلہ براہ راست نئ حجری عہد (Neolithic) کے خواتین سے متعلق ہیں۔ (Farjadian et al.2011)۔

بہر حال مختلف جینیاتی شواہد سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک نسلی سرحد پاکستان کی مغربی آبادی کو وادیِ سندھ کی مشرقی اور شمالی آبادی سے جدا کرتی ہے۔ "جینیاتی شواہد اس بات کی دلالت کرتے ہیں کہ ایران کے بلوچ، پاکستان کے بلوچ اور براہوئی ایک دوسرے سے انتہائی مطابقت رکھتے ہیں اور یہ تینوں گروہ Phylogenetic شجرے کے ایک ہی گروہ سے متعلق ہیں"(Farjadian et al. 2004)۔

اِس کے علاوہ بلوچی اور براہوئی میں موجود میسوپوٹیمیا کے قدیم زبانوں کے لسانی عنصر اور شواہد اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ بلوچ اور براہوئی چار ہزار قبل مسیح میں ان کے ساتھ ربط و تعلق میں رہے تھے۔ تاہم تاریخ میں پہلی بار بحثیت بلوچ اور براہوئی ان کی شناخت کب اور کیسے عمل میں آیا۔ اس بارے میں اگرچہ سر دست مستند شواہد دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم عیلامی، اکادی اور آشوری دستاویزات کی روشنی میں جو بات انتہائی وثوق سے کہی جا سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بارہویں اور گیارہویں قبل مسیح میں مختلف بلوچ اور براہوئی قبائل آرامیوں اور کالدی قبائل کے اتحادیہ میں شامل تھے۔ جو سندھ سرحد پر موجودہ مشرقی بلوچستان سے لے کر، ایک طرف میسوپوٹیمیا کے انتہائی جنوب کے دلدلی علاقوں، خلیج فارس کے ساحل اور Uknu دریا تک آباد تھے تو دوسری طرف وہ دجلہ کے مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ اوپر زیریں ذاب (Lower Zab) یعنی ایران کے شمالی مشرقی پہاڑیوں تک آباد تھے یا متحرک تھے۔ اس کے علاوہ بابل اور اسیریا پر آرامیوں اور کالدیوں کے غلبہ کے نتیجے میں بلوچ اور براہوئی قبائل شمالی میسوپوٹیمیا کے علاقوں بالخصوص بابل اور نینوا کے مختلف شہروں میں بھی آباد یا متحرک دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جبکہ بگٹی قبیلہ تو دو ہزار قبل مسیح سے ایک ہزار قبل مسیح میں عیلام کے سرحد کے ساتھ ساتھ دجلہ دریا کے مغربی کنارے تک آباد دیکھنے کو ملتا ہے(Bryce 2009:566)۔

جبکہ مری غالباً سرگون اوّل کے عہد میں مشرقی ماگان اور ملوحہ کے درمیانی علاقہ Marri سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور غالباً یہی لوگ بعد میں ہمیں تگلت پلیسر اوّل (1068-1098 ق م) کے زمانے میں Marri اور Parak-Marri کے نام سے مشرقی دجلہ کے ساحل پر آباد دیکھنے کو ملتے ہیں۔

نویں صدی قبل مسیح سے لے کر ساتویں صدی قبل مسیح کی آشوری تحریروں میں آرامی اور کالدی لوگوں کے ساتھ بلوچ اور براہوئی قبائل کا تذکرہ ملتا ہے۔ تاہم آشوری تحریریں ان قبائل کو آرامی اور کالدی قرار دیتے ہیں۔ لیکن اس ضمن میں وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے کہ کالدی اور آرامی قبائل کے

ساتھ بلوچوں کے تعلق کی نوعیت کیا تھی؟ آیا وہ واقعی آرامی تھے یا محض آرامی اور کالدی اتحادیہ کا ایک حصہ تھے۔ سر دست اِس ضمن میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ تاہم قرین قیاس یہی ہے کہ وہ محض آرامی اور کالدی اتحادیہ کا حصہ تھے۔

پروفیسر جارج رالنسن کے مطابق لسانی اور نسلی شواہد سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کالدیہ کی ابتدائی آبادی چار مختلف اقوام یا چار زبان (Arba-lisun) بولنے والے لوگوں پر مشتمل تھی اور یہاں مخلوط نسل کے لوگ آباد تھے جبکہ نشیبی میسوپوٹیمیا کی ابتدائی آبادی خالص آرامی تھی اور آرامی لوگ آشوریوں سے بہت حد تک قریب تھے۔ تاہم سیاسی اعتبار سے ان میں فرق و اختلاف تھا (Rawlinson1,1873:38) سڈنی سمتھ کے مطابق کالدی لوگ میسوپوٹیمیا کے جنوب مشرق میں دلدلی علاقے میں رہتے تھے جبکہ آرامی لوگ ابتدا میں وسطی اور جنوبی عرب کے صحرا میں بود و باش رکھتے تھے جو براہ راست وہاں سے بابل میں نہیں آئے (Smith 1928:222)۔

ان کے خیال میں آرامیوں کی پہلی پیش قدمی سولہویں صدی قبل مسیح میں شمالی جانب فرات اور مغربی شام کی طرف ہوئی جبکہ اُن کی دوسری پیش قدمی تیرہویں صدی قبل مسیح میں دجلہ اور آشور کے شمالی یا جنوبی جانب عمل میں آئی (Smith 1928: 305)۔

نویں صدی قبل مسیح میں بابل میں کالدانی اور آرامی قبائل دجلہ کے ساتھ آباد دکھائی دیتے ہیں۔ بابل کے جنوب مشرق میں خلیج فارس کے دہانے پر کالدی لوگوں کی بہت سی آبادیاں قائم تھیں۔ آرامیوں نے اس عہد میں اپنے آپ کو شمالی بابل اور آشور کے جنوب میں دجلہ کے مفید اور کارآمد علاقوں میں مضبوط کرنا شروع کیا۔

بہر حال آشوری اور عیلامی تحریروں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہاں بلوچوں کی مختلف آبادیاں موجود تھیں اور بہت سی بلوچ آبادیاں ان کے قبائل یا شہریت کے حوالوں سے مشہور تھیں۔ لیکن بد قسمتی سے عیلامی، اکادی اور آشوری تحریروں میں انتہائی جنوب مشرقی علاقوں یعنی بلوچستان کے لوگوں کا تفصیلی حوالہ نہیں ملتا۔ تاہم سکندر اعظم کے حملے کے وقت یہاں گدروشیا یعنی مکران میں پاریکانی (پرکانی) یوتی (ہوت) یونانی طرز نوشت و خواندگی یعنی /S/ کے اضافے کے ساتھ Monaedas (مانداِئی) اور تائی (غالباً تُری)، رحمانائی، Arbitai، گدروسی، تھامنینی (دامنی) لوگوں کا حوالہ ملتا ہے۔

یونانی مورخین کے تھامنینی، پاریکانی، یوتی لوگ بالترتیب آشوری تحریروں کے uta'ete/Itu, Barikanu, Damunu ہیں اور Arbii/ Arbitai لوگ Bit-Arrabii سے متعلق ہیں۔ جو Dumuku(ڈومکی)، Lahiri(لہڑی)، Kibru(کبرانی) وغیرہ قبائل کے ساتھ خلیج فارس میں آباد تھے۔ جبکہ "رہمانائی وہی لوگ ہیں جن کا ذکر جنوبی عرب میں رحمانی طائی کے طور پر کیا گیا ہے" (ندوی 85:2004)۔

اِسی طرح آشوری تحریروں کے Gurumu(گورمانی/ گُرمانی)، Nuhanu(نوحانی) Gambulu (گبول) Tu'muna(تامینی) Rikiku(ریکی) Yadakku (جتک) Ra'sani /Resh-eni(رئیسانی) Nakkabe(نکیب) Mari(مری) اور Rade غالباً موجودہ "رند" ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے دیگر قبائل کا ذکر بھی پچھلے صفحات میں تفصیل سے آچکا ہے۔ تاریخی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ عہد قدیم ہی سے جنوبی عرب اور بلوچستان کی آبادی میں ایک ثقافتی قدر مشترک تھی۔

بلوچستان کے گبر بند اور پانی کو تالابوں میں جمع کرنے کا نظام اور اس کی قدامت کے بہت سے شواہد جنوبی عرب میں موجود ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ تاریخی شواہد جنوبی عرب کے حمیری عہد سے متعلق ہوں۔ پروفیسر جارج رالنسن کے مطابق جنوبی عرب میں 1750 قبل مسیح میں ایک حمیری (Himyaric) سلطنت قائم رہی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب ملک میں قدیم زمانے سے دو نسلیں رہتی تھیں۔ ایک نسل شمالی اور وسطی علاقے میں جو سامی زبان بولتی تھی جو کہ عربی کے نام سے جانی جاتی ہے جبکہ دوسری زبان جنوبی علاقے میں بولی جاتی تھی جو کہ غیر سامی تھی (Rawlinson 1883: 209)۔

سڈنی سمتھ کے مطابق بھی آرامی ابتداء میں وسطی اور جنوبی عرب کے صحرا میں بود و باش رکھتے تھے۔ جس کا ذکر ہم پچھلے صفحات میں کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ سڈنی سمتھ لکھتے ہیں کہ جسمانی خدوخال اور ساخت کے اعتبار سے آرامی- آشوری لوگ عربوں سے مختلف ہیں اور آشوری لوگ بعد کے عہد کے شام سے تعلق رکھنے والے آرامیوں سے قریبی مشابہت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ابتدائی آشوریوں کی زبان بھی بنیادی طور پر سامی نہیں تھی (Smith 1928:III,2)۔

اِس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ نویں صدی قبل مسیح میں عرب قبائل مثلاً Nabatu (موجودہ نبطی)، Kabi (موجودہ کعب)، Uaite (غالباً اوتیح) Ru'a وغیرہ بھی ان علاقوں میں بلوچوں کے ساتھ اکٹھے رہ رہے تھے۔ اِن عرب قبائل کے علاوہ آشوری تحریروں میں کچھ ایسے قبائل بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جو نویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح میں بلوچوں کے ساتھ آرامی لوگوں کے اتحاد یہ میں شامل تھے۔ ان قبائل میں مثلاً Samē Larak, Aburē شامل ہیں (Luckenbill 1927:16,131) جو بالترتیب موجودہ سندھی قبائل ابڑو، لاڑک، سمہ ہو سکتے ہیں۔ جبکہ 325 قبل مسیح میں سکندر اعظم کے عہد میں سندھ میں آباد یونانی مورخین کے موسیکانو اور سبو بالترتیب آشوری بادشاہ ناصر پال کے Musasina اور Sabini ہو سکتے ہیں جو اِس عہد میں دجلہ کے مشرق میں Zamua کے علاقے میں رہتے تھے (Luckenbill 1926: 149, 152)۔

بہر حال آشوری اور بعد کے یونانی مورخین کے ان ذرائع سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ بلوچ اور براہوئی قبائل عہد قدیم سے ہی موجودہ بلوچستان، کرمان، سیستان، خراسان، خلیج فارس، عیلام کے مشرق میں صحرائے نمک اور عیلامی سرحد کے ساتھ اور اس کے اوپر دجلہ دریا کے ساتھ ساتھ ذاب صغیر یعنی ایران کے شمال مشرقی پہاڑیوں تک آباد تھے۔ اور اِس جائزے میں یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ مختلف بلوچ اور براہوئی قبائل ابتداء ہی سے ان علاقوں میں ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے رہ رہے تھے۔

انڈو ایرانیوں کے غلبہ کے باعث ایرانیوں میں ضم ہونے کی بجائے انہیں مزید جنوب مشرق کی جانب پہلے سے موجود بلوچ علاقوں کی طرف بتدریج سکڑنا پڑا۔ جبکہ دوسرے قدیم ما قبل ایرانی لوگ مثلاً عیلامی، گوتی، کیسائیٹ، سمیکی، حُری، سوباری جیسے طاقت ور گروہوں کو بالآخر ایرانیوں کے غلبے کے باعث اپنی زبان، تہذیب اور شناخت سے محروم ہونا پڑا۔

اگرچہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ موجودہ عہد میں بلوچی ہی وہ واحد ایرانی زبان ہے جس میں قدیم ایرانی خصوصیات آج بھی محفوظ ملتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت کے باوجود بھی بلوچی زبان کی مصدری علامت یا اختتامیہ "ن" کی بجائے "گ" ہے۔ حالانکہ بلوچی بولنے والے ایران کے قریب ترین ہمسائے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف پنجابی، سندھی، سرائیکی، اُردو وغیرہ کی مصدری علامت پہلوی، فارسی سے مطابقت رکھتے ہیں۔ بلوچی کی طرح براہوئی کی مصدری علامت "اِنگ"، کلاشا کا مصدری

اختتامیہ "ک، اِک" شنا زبان "اِک"، کھوار "اِک" اور گوربا تی کا مصدری اختتامیہ "اِک" آپس میں مطابقت کے حامل ہیں۔ نیز چند ایک اصطلاح کے علاوہ بلوچی میں زرتشتی مذہبی اصطلاح بھی ناپید ہیں۔ نیز بلوچوں کے شخصی اور قبائلی نام، دنوں اور سمتوں کے نام، سمندری اصطلاحات اور کیلنڈر بھی ایرانیوں سے جدا اور مختلف دیکھنے کو ملتے ہیں۔

قدیم ایرانی خصوصیات کے علاوہ بلوچی میں سنسکرت کے بھی بہت سے قدیم الفاظ ملتے ہیں۔ اسی طرح دوسری طرف سنسکرت میں حیران کن حد تک سومیری اور اکادی کے متعدد الفاظ ملتے ہیں جو بظاہر انتہائی اچنبھے کی بات ہے۔ یہاں چند ایک اہم الفاظ کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ مثلاً

abzu یا apsu جو سومیری، اکادی اساطیر میں "تازہ پانی کا خُدا، دنیا کا میٹھا پانی اور گہرے پانیوں کا سمندر" کے طور پر مستعمل تھا۔ جبکہ اس لفظ کا اشتقاقی صورت (ab/ap: پانی + zu: گہرا) ہے۔

بعینہ سنسکرت میں یہ ab-dhi: "سمندر" (Macdonell 1893:22) کے معنوں میں مستعمل ہے۔

اِسی طرح سومیری Urudu, Urud "تانبا" جو بلوچی میں rod کی صورت میں مستعمل ہے۔ سنسکرت میں یہ rudhira "سرخ رنگ" اور اوستا میں raozita "سرخی مائل" کے طور پر مستعل ہے۔

اِسی طرح سومیری sun "ٹھوڑی، نچلا ہونٹ، "داڑھی" اکادی: zingnu "داڑھی" سنسکرت Singin "داڑھی" (Monier-Willams 1899:1070) مکمل باہمی مشابہت کے حامل ہیں۔ جو کہ بلوچی میں "زنوک" ٹھوڑی کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اس کے علاوہ سنسکرت Kuṭumba "خاندان" واضح طور پر اکادی ki(m)tum "خاندان" سے مماثلت رکھتا ہے۔ جو کہ بلوچی میں بھی کُٹم" کے طور پر مستعمل ہے۔

سومیری، اکادی اور انڈویورپی زبانوں کی بعض باہمی مماثلت کی بنیادی وجہ غالباً یہی ہو سکتا ہے کہ "ابتدائی فراتی (Euphratic) تہہ میں انڈویورپی زبان کا سراغ ملتا ہے جو کہ ابتدائی میسوپوٹیمیا کی زبانوں میں محفوظ ملتا ہے" (DNA Tribes Digest April 2012)۔ اگر ایسا ہے تو پھر یقیناً ان زبانوں میں دوطرفہ اثرات مرتب ہوئے ہوں گے۔ جبکہ دوسری طرف بعض محققین کا خیال یہ بھی ہے کہ ملوحہ (مشرقی بلوچستان) میں سومیری زبان کی ایک زیریں تہہ (substrate) کے شواہد ملتے ہیں۔

وگرنہ تو اس کے برعکس یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ملوحہ کی زبان سومیری سے مختلف تھی۔ کیونکہ تجارتی لین دین کے لیے ملوحہ علاقے کے شو الیشو (Shuilishu)نامی شخص ان کے درمیان ترجمانی کے فرائض سرانجام دیتا تھا(Witzel 1999: 24)۔

لسانی شواہد اِس بات کی تائید کرتے ہیں کہ بلوچی اور براہوئی ہر دو زبانوں میں 3500 قبل مسیح کی سومیری زبان اور قدیم اکادی اور آشوری (Assyrian)زبانوں کا ایک بڑا ذخیرہ الفاظ ملتا ہے۔ جبکہ دوسری قدیم ایرانی زبانوں اوستا، قدیم فارسی اور میدی وغیرہ میں اِن متذکرہ زبانوں کے الفاظ نہایت ہی کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ شاید بلوچوں کی پہلی زبان موجودہ بلوچی نہیں تھی۔ ممکن ہے کہ بلوچوں کی پہلی زبان ملوحہ سرزمین (بلوچستان) میں بولی جانے والی "ملوحی زبان" سے متعلق تھی۔ ملوحہ زبان کے بارے میں Witzel لکھتے ہیں کہ کچھ ایسے اشارے ملے ہیں کہ دراوڑیوں کی ہجرت سے پہلے سندھ میں ایک اور زبان مروج تھی۔ سومیری اور بعد کے میسوپوٹیمیا اور سندھ تہذیب کے درمیان ہونے والی تجارت کے نتیجے میں کچھ ایسے الفاظ ملتے ہیں جو دراوڑی نہیں ہیں۔ اس لیے بہتر ہو گا کہ اس زبان کو "ملوحی زبان" کہا جائے۔ سومیریوں نے اِس ملک کو "ملوحہ" لکھا ہے۔ یہ زبان سومیری یا عیلامی سے بہت حد تک مختلف تھی۔ حقیقت میں مغربی ایرانی بلوچستان کا علاقہ "بمپور" کی براہ۔ شی (Barah-shi)،تپہ یحیٰی کی جنوب مرکزی ایرانی زبان سمشکی (Simishkian)سے مختلف تھی جو کہ جزوی طور پر عیلامی سے تعلق رکھتی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں کہیں موجودہ ایران اور پاکستان کا سرحدی علاقہ اور کسی قدر جنوب کی طرف ایران اور افغانستان کے سرحد کے ساتھ ساتھ لسانی سرحد تھی۔(Witzel 1999:24)۔

اِس ضمن میں Possehl نے واضح کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ملوحہ کا علاقہ بلوچستان کے مرکزی پہاڑی علاقہ میں کہیں واقع تھا جو ابتدائی انڈس تہذیب کے قریب تھا۔ ممکن ہے کہ براہ۔ شی زبان ملوحہ کے علاقے کی زبان تھی(Possehl 1996: 133-208)ہم ممکنہ طور پر براہوئی کو بھی بلوچوں کی پہلی زبان قرار دے سکتے ہیں۔ تاہم دوسری طرف موجودہ براہوئی زبان کے لسانی جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ موجودہ براہوئی اپنی قدیم اور ابتدائی ہیئیت میں باقی نہیں ملتی۔ کیونکہ وقت کے

گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی لسانیاتی اور تشکیلاتی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی رہیں، جس سے اس کی ابتدائی اور قدیم لسانی خصوصیات برقرار نہ رہ سکیں۔

تاہم بلوچی اور براہوئی میں بڑے پیمانے پر سومیری اور اکادی اثرات کی موجودگی کا یہ مطلب نہیں کہ قدیم عہد میں ان کی زبان سومیری یا اکادی تھی۔ ان شہادتوں سے مراد کم از کم 3 ہزار قبل مسیح میں بلوچ اور براہوئی کی موجودگی ہے جو مہر گڑھ سے میسوپوٹیمیا کے ساتھ گہرے ربط و تعلق میں رہے تھے۔

F. Vallat کے مطابق مراحشی / براحشی زبان، سمشکی زبان سے مختلف تھی اور جزوی طور پر یہ عیلامی سے متعلق تھی۔ جبکہ ملوحہ (بلوچستان۔ سندھ) میں کوئی مختلف زبان مستعمل تھی۔ اگرچہ عیلامی کلچر کے اثرات سندھ تک موجود تھے۔ لیکن اس کے باوجود مشرقی علاقوں کے نام نہ تو عیلامی سے متعلق ہیں اور نہ ہی دراوڑی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بات اس چیز کی عکاسی کرتا ہے کہ موجودہ ایران۔ پاکستان میں کہیں لسانی سرحد موجود تھی۔ ممکن ہے کہ یہ سرحد جنوبی جانب ایران-افغانستان تک پھیلی ہوئی تھی۔ جبکہ ملوحہ کی زبان واضح طور پر سومیری اور عیلامی سے مختلف تھی۔ بلوچستان کا علاقہ، سندھ اور عیلامی کلچر کے زیر اثر تھا۔ بلوچستان کے بعد کا کُلی (Kulli) کلچر جو دو ہزار قبل مسیح سے متعلق ہے۔ اس کا مرکز مراحشی / براحشی (بمپور) تھا۔ یہ مشرق میں انڈس اور مغرب میں عیلام کے درمیان اہم مرکز تھا(Witzel 2003: 26-27)۔

یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ جس طرح سے Witzel بلوچستان پر عیلامی کلچر کے اثرات کی نشاندہی کرتے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح واجہ جان محمد دشتی نے اپنی کتاب The Baloch Cultural Heritage میں اِس امکان کا اظہار کیا تھا کہ ممکن ہے کہ بلوچ نسلی طور پر عیلامی (Elamite) لوگوں سے متعلق ہوں(Jan Muhammad 1982:15)۔

ہمارا یہ تاریخی جائزہ بھی اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ بلوچ از منہ قدیم ہی سے یہاں کی مقامی ہونے کے ناطے سے عیلامیوں کے ساتھ ربط و تعلق میں رہے ہیں (جس کا ذکر پچھلے صفحات میں تفصیل سے آچکا ہے) اور جس طرح سے McAlpin اپنے حالیہ تحقیق کے حوالے سے عیلامی اور

دراوڑی زبانوں کے خاندان کو "پروٹو ذاگرسی" سے متعلق خیال کرتا ہے اور وہ براہوئی کو دراوڑی شاخ کی بجائے براہ راست عیلامی خاندان سے منسلک شاخ سمجھتا ہے (McAlpin 2015:551-568)۔

ان کا یہ لسانی تجزیہ، زمانی (Chronology) اور لسانی (linguistic) ہر دو اعتبار سے نہایت ہی مناسب اور بر محل نظر آتا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ براہوئی زبان تو ایک طرف بلوچی اور دراوڑی میں باہمی مماثلت و مشابہت کی سینکڑوں ایسی مثالیں دستیاب ہیں۔ جو براہوئی میں بھی مفقود ہیں۔ اسی طرح دوسری طرف بلوچی، کردی، براہوئی اور دراوڑی زبانوں میں یکساں طور پر اکادی زبان کے ناقابلِ تردید اثرات نمایاں ہیں تو اِس سے پوری صورتحال کھل کر سامنے آتی ہے کہ بلوچی، براہوئی اور دراوڑی زبانوں میں موجود مشترک غیر ایرانی یا ماقبل ایرانی عنصر کا تعلق ایک طرف ممکن ہے کہ "پروٹو ذاگروسی" سے متعلق ہو جو یکساں طور پر ان تینوں زبانوں میں اس لیے ملتا ہے کہ براہوئی، بلوچ، عیلامی اور دراوڑی (یعنی پروٹو ذاگروسی) ازمنہ قدیم ہی سے ایک دوسرے کے ساتھ ربط و تعلق میں رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ زبانیں یکساں طور پر اکادی اثرات سے بھی فیض یاب ہوتی رہی ہیں۔

اگرچہ کچھ محققین کا خیال ہے کہ دراوڑی بولنے والے جنوبی ہندوستان کے مقامی لوگ ہیں۔ وہ شمال سے یا مغربی ایشیاء سے یہاں نہیں آئے اور دراوڑی میں جنوب مغربی ایشیاء کی جینیاتی عنصر کی موجودگی کا سبب غالباً یہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ہندوستان سے وادی سندھ کی طرف پھیلے اور یہیں سے انہوں نے جنوب مغربی ایشیائی جین کے پھیلاؤ سے استفادہ کیا۔ لیکن دراوڑی آبادی میں mtDNA ہپلو گروپس (HV 14 اور Ula) اور Y-Chromosome ہپلو گروپ (L1) کی موجودگی یہ ظاہر کرتا ہے کہ دراوڑی بولنے والے لوگ مغربی ایشیاء سے ہندوستان میں آئے (Sengupta et al.2006) تاہم اس دعویٰ کو خصوصی طور پر زیر غور نہ رکھا جائے کہ دراوڑی آبادی، مغربی ایشیاء میں وجود میں آیا اور پھر وہاں سے جنوبی ہندوستان میں آیا (Senguptaetal. 2006)۔

تاہم اِس کے برعکس تازہ ترین جینیاتی تحقیق کے مطابق ہندوستان کی آبادی میں مغربی یورایشیائی کی mtDNA کا جامع تجزیہ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ دراوڑی زبان مغربی ایشیاء ہی سے یہاں ہندوستان میں متعارف ہوا۔ (Palanichamyet al.2015)۔

بہر حال جس طرح سے Hansman "بلوچ" کے لفظ کو بعد کے آشوری تحریروں کے بلوخو / بلوحو Baluḫḫu یا Balukhkhu (مشرقی بلوچستان) سے متعلق سمجھتے ہیں اور Baluḫḫu کو قدیم سومیری ملوخہ / ملوحہ Melukhkhu/Melu ḫḫu کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ تو یہ ممکن ہے کہ بعد کے آشوری تحریروں کے Balukhkhu/Baluḫḫu جیسے Hansman خیال کرتے ہیں، بعد میں "بلوچ" کی صورت میں سامنے آیا ہو۔

تاہم اکادی میں Baluḫḫu "ایک خوشبو دار پودا" اور ḫīlbaluḫḫu "بلوحو کا گوند" کے معنوں میں برتا گیا ہے اور اِسے سومیری سے مستعار بتایا گیا ہے۔ (CDA 37) لیکن اِس بارے میں وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے کہ آیا واقعی "بلوحو" کسی پودے کا نام تھا یا یہ پودا بلوحو نامی علاقے کی نسبت سے مشہور تھا۔ تاہم اغلب خیال یہ ہے کہ بعد کے ادوار میں Meluḫḫa پہلے مرحلے پر بلوخو / بلوحو اور پھر بلوچ کی صورت میں سامنے آیا ہو گا۔ اور اسی صورت میں ہنس مین کا خیال درست ہو سکتا ہے یا یہ کہ شروع دن سے ہی ملوحہ کے علاوہ یہاں ایک بلوحو علاقہ بھی موجود تھا۔ کیونکہ 1760 قبل مسیح کے بعد ہمیں قدیم دستاویزات میں ملوحہ کا تذکرہ دیکھنے کو نہیں ملتا۔ اس کے علاوہ جیسے کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اکادی تحریروں میں "ملوحہ" نامی شخص کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ اور اس کا تعلق بھی ملوحہ علاقے سے تھا (CDA 206)۔

اس کے علاوہ 1200 قبل مسیح کے عیلامی تحریروں کے Balahute/Balahuta لوگ جو غالباً وسطی ذاگروس میں رہتے تھے۔ (Cameron 1936:116,120) جبکہ Potts کے مطابق غالباً یہ لوگ لُرستان کے علاقے یا زیریں ذاگروس میں ذابِ صغیر (Lower zab) کے نیچے رہتے تھے۔ (Potts 2004: 299) زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ یہ لوگ عیلام کے قریب یا جنوبی ذاگروس میں کہیں رہتے تھے۔

اس امکان کو بہر طور رد نہیں کیا جا سکتا کہ ممکن ہے یہی Balahuta لوگ Balahut اور پھر بعد کے ادوار میں "بلوچ" کے طور پر مشہور ہوئے ہوں گے۔

اس کے علاوہ ہمیں آشوری تحریروں میں بُلوطو (Bul-lu-ṭtu, Bul- luṭ-Tu, Bulluṭu) بُلوط (Buluṭ, Bul-luṭ) اور Bu-luṭ Ša Šepa یعنی "شیپا علاقے کا بُلوط" جیسے نام

دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (Tallqvist 1914: 65) ممکن ہے کہ لفظ "بلوچ" کا ماخذ انہی جیسے ناموں سے مشابہت کا حامل ہو، جو بعد میں "بلوچ" کی صورت میں سامنے آیا ہو۔ اور ممکن ہے کہ اس کا اشتقاقی ماخذ قدیم آشوری بیلُو تو (Bēlūtu)، بلوتو (Be-lu-tu) جیسے الفاظ سے متعلق ہو۔ جو حکمرانی، راج، بادشاہت، حکومت اور بادشاہوں اور دیوتاؤں سے منسوب "عظیم طاقت" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اس کے علاوہ عمومی مفہوم میں یہ "مالک اور آقا" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ (Landsberger 1965:202) Belūtu کے علاوہ یہ Bēlu, Bēltu, Bā' il-tu اور Be'ulātu کی صورت میں بھی مستعمل نظر آتا ہے۔ (Landsberger 1965:199) بہر حال اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ بلوچ کا لفظ بیلُو تو، بِلوتو، بعلوتو، بعلاتو جیسے اشتقاقی الفاظ سے بلوث، بلوص، بلوش اور پھر مرورِ ایام کے ساتھ بلوچ کی صورت میں سامنے آیا ہو۔

نیز Ovid کے بیان کردہ پرشیا کے بانی حکمران Belus اور Julis Africanus کے بیان کردہ آشوریوں کے پہلے خیمہ نشین بادشاہ Belus کو بھی، اگر ان میں کچھ تاریخی صداقت ہو تو لفظ "بلوچ" کے ساتھ ان کی مشابہت کو زیر غور رکھا جا سکتا ہے۔ تاہم اس ضمن میں مزید تاریخی شواہد کی دستیابی اور تحقیق کی ضرورت ہے۔ جبکہ سرِ دست ہمارے پاس ٹھوس شواہد موجود نہیں ہیں۔

جبکہ دوسری طرف براہوئی غالباً بلوچستان کے مرکزی پہاڑی علاقہ (بمپور) کے براحشی (Barah-shi) یا براخ۔ شی (Barakh-shi) سے متعلق ہیں۔ یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ قدیم بمپور کا علاقہ ماگان (مغربی مکران) کا ایک اہم مرکز تھا۔ جس کے قدیم آثارات لگ بھگ 3 ہزار قبل مسیح پرانے ہیں۔ یہاں اکادی بادشاہ Naram-sin (2255-2291 ق م) نے ماگان کے حکمران منوئی (Manui) کو شکست دے کر قتل کیا تھا (Hansman 1973:555,572)۔

اس کے علاوہ 2 ہزار قبل مسیح کے ایک اُر (Ur) دستاویز میں Damu-magan یعنی ماگان سے تعلق رکھنے والے سن۔ گامل (Sin-gāmil) نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے۔ اُر شہر میں اس کی آمد ممکن ہے کہ اس جنوبی شہر اور خلیج کے علاقے کی باہمی تجارت کا نتیجہ ہو۔ (Zadok 1987:16) اس کے علاوہ 17 سو قبل مسیح کے ایک میسوپوٹیمیائی تحریر میں ماکان / ماگان کے Na-du-Be-li نامی شخص کا حوالہ ملتا ہے اور یہ ایک اکادی نام ہے (Zadok 1991:228) اِن دونوں ناموں سے پتہ چلتا

ہے کہ اس عہد میں ماگان (مغربی مکران) میں اکادی نام مستعمل تھے۔ ان ناموں کے مستعمل ہونے کے حوالے سے یہ فرض کر لینا کہ یہاں اکادی زبان مستعمل تھی تو اس ضمن میں وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ تاہم اکادی زبان کے اثرات کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ بلوچستان کے کچھ علاقوں اور جگہوں کے نام اکادی زبان سے بھی مشابہت کے حامل نظر آتے ہیں۔ اسی طرح سومیری زبان میں علاقہ اور وطن کے لیے مستعمل لاحقہ ki–براہوئی میں آج بھی اُسی طرح کی (ki)صورت میں مستعمل نظر آتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف علاقہ اور سرزمین کے لیے مستعمل سومیری لفظ مات (māt)بلوچوں میں مٹ (maṭ)یعنی مٹ چانڈیہ، "چانڈیہ لوگوں کا وطن" مٹ چاکرانی "چاکرانی لوگوں کا وطن" کی صورت میں مستعمل نظر آتا ہے۔

تاہم اغلب خیال یہ ہے کہ بمپور کے براح۔ شی (Barah-shi) جسے بعض تحریروں میں براخ-شی (Barakh-shi) بھی لکھا گیا ہے۔ (Potts 1999) اور غالباً یہی براخ۔ شی لوگ موجودہ براہوئی ہیں جو کہ پہلے براہ خی (Barah-khi) پھر براہ خوئی (Barah Khoi) اور اب براہوئی کے نام سے موسوم ہیں۔ اِس کے علاوہ ہمیں اشوری کونیفارم تحریروں میں براہو (Ba-ra-hu) بروہی (Ba-ru-hi(-ilu) اور بریہو (Ba-ri-hu) جیسے اشوری نام (Tallqvist 1914:52) دیکھنے کو ملتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اشتقاقی طور پر براہوئی انہی اشوری اور اکادی ناموں سے متعلق ہو۔ اکادی میں Burāhu یا Bariḫu, Barāḫu "چمکنا" (CDA38) کے معنوں میں مستعمل ہیں۔ بہر حال اس جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بلوچ اور براہوئی ازمنہ قدیم سے ماگان (مغربی مکران) اور ملوحہ (مشرقی بلوچستان) میں ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے آباد نظر آتے ہیں اور تاریخ کے مختلف ادوار میں ان کے مختلف قبائل ایک دوسرے کے ساتھ مد غم اور متراکب (Overlap) ہوتے نظر آتے ہیں۔

یہاں آخر میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ جس طرح سے جنوب ایشیائی تناظر میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بلوچ باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں۔ حالانکہ بلوچ شروع ہی سے ایرانی پلیٹو (Iranian Plateau) میں رہتے آرہے ہیں۔ اور مجموعی طور پر ایرانی پلیٹو وہ کلیدی جغرافیائی اکائی ہے جو مغربی ایشیاء کے اہم جغرافیائی خدوخال کی تشکیل کے ساتھ ساتھ افغانستان، ترکمانستان، پاکستانی بلوچستان اور

اس کے شمالی جانب مُڑ کر کوہ سلیمان کے پہاڑیوں تک پھیلا ہوا ہے۔ تاریخی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ بلوچ عہد قدیم ہی سے سندھ کے سرحد پر پاکستان اور ایرانی بلوچستان، خلیج فارس، عیلام اور دجلہ دریا کے ساتھ ساتھ زیریں ذاب یعنی ایران کے شمال مشرقی علاقے تک آباد اور متحرک نظر آتے ہیں۔

تاریخی طور پر یہ بات درست نہیں ہے کہ بلوچ گیارہویں یا بارہویں صدی عیسوی میں وسطی سطح مرتفع قلات اور سبی میں آئے تھے۔ کیونکہ نویں صدی عیسوی کے عرب مورخین نے "بلوص ملک" کا ذکر کیا ہے۔ سراج منہاج کے مطابق بیہقی نے باوالس، بالُس، والشتان کے نام سے مکران، قصدار (خضدار) اور طوران کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے۔ مقدسی، البیرونی یعقوبی نے بالُش لکھا ہے۔ حدود العالم میں بھی بالُش لکھا ہے۔ والشتان، بالُس، بالش بلوچستان اور سندھ میں تھے۔ اور اب سیوی سے سیوستان (سہون) کو جو سندھ میں ہے۔ البیرونی نے قانون مسعودی میں سیوی و مستنگ (یعنی موجودہ مستونگ) کو (جو بلوچستان میں ہیں۔ اور سیوان (یعنی موجودہ سہون) کو جو سندھ میں ہے)، والشتان کے شہر بتایا ہے (منہاج سراج 2004:381-382)۔

اس سے قبل عربوں نے جب 644ء میں سیستان پر قبضہ کیا تو قندہار ولایت کے ایرانی صوبے پر ان کا تسلط ہو گیا۔ جو اس زمانے میں رخج یا الرخج کے نام سے موسوم تھا اور جس کو "بلوص" کا نام بھی دیا جاتا تھا۔ (دہوار 250:2007) ان مسلم مورخین کے حوالوں کی رُو سے سردار خان بلوچ لکھتے ہیں کہ قندہار کا علاقہ بشمول وسطی سطح مرتفع قلات اور سیستان کا ایک حصہ Balyūs کے نام سے جانا جاتا تھا۔ Balyūs یا Balūs کا نام کرمان، سیستان، مکران اور افغانستان کے شوراوک کے علاقوں میں بلوچوں کی وجہ سے سامنے آیا (Baluch 1958:16f)۔

اسی طرح جینیاتی شہادتیں ان لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ ہیں جو بلوچوں کو ایرانی یا عرب سے آئے ہوئے لوگ قرار دیتے ہیں جبکہ براہوئی لوگوں کو دراوڑی گروہ سے نتھی کرتے ہیں۔ کیونکہ جینیاتی شواہد کے مطابق بلوچ ایرانی گروہ کے دائرے سے باہر نظر آتے ہیں اور براہوئی، دراوڑی گروہ سے کوئی جینیاتی واسطہ نہیں رکھتے۔

اسی طرح بلوچوں کو حلب (شام) سے متعلق سمجھنے والے لوگوں کے لیے یہ بات بھی لمحہ فکریہ ہے کہ بلوچوں کی نسبت براہوئی لوگوں میں عرب نسلیاتی عنصر چار گنا زیادہ ہے جبکہ بلوچوں میں یہ شرح

براہوئی لوگوں سے بھی کم ہے۔ اس کے علاوہ اِنڈس تہذیب اور وادیِ سندھ میں آباد موجودہ آبادی یعنی سندھی اور آرائیں وغیرہ میں جنوبی ہندوستان کا نسلیاتی عنصر سب سے زیادہ اور نمایاں ہے۔ جبکہ براہوئی لوگوں میں جنوبی ہندوستان کا نسلیاتی عنصر کا شرح سندھی اور پنجابی آبادیوں سے کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ حتیٰ کہ بلوچوں کی نسبت بھی براہوئی میں جنوبی ہندوستان کا نسلیاتی عنصر کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ تاہم مجموعی طور پر بلوچ اور براہوئی وہ لوگ ہیں جو جینیاتی اعتبار سے واضح طور پر ایک دوسرے سے نہ صرف انتہائی نزدیکی رکھتے ہیں۔ بلکہ Phylogenetic شجرے کی ایک ہی گروہ سے متعلق ہیں(Farjadian et al. 2004)۔

تاہم یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ اگر کسی گروہ کے لوگ خواہ وہ ایک ہی جینیاتی گروہ سے متعلق ہی کیوں نہ ہوں، تب بھی اگر وہ اپنے آپ کو الگ اور مختلف سمجھتے ہوں تو یہ اُن کا حق ہے اور اُن کے اِس حق کا احترام کرنا چاہیے۔

باالفاظ دیگر کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو بلوچ، عرب یا ایرانی قرار دینے پر اصرار کرے۔

اس کے علاوہ یہاں آخر میں اس بات کی وضاحت مناسب اور برمحل ہوگی کہ جس طرح سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ماضی میں بلوچ تمدنی اور تہذیبی زندگی سے ناآشنا خانہ بدوش اور منتشر کاروبارِ حیات کے حامل لوگ تھے کہ جن کا طرزِ زندگی نہایت ہی مختصر اور محدود تھی۔

اس طرح کی راے قائم کرنے سے پہلے اگر بلوچوں کی ثقافتی اور تہذیبی اصطلاحات و تصورات سمیت اُن کے سمندری اصطلاحات کو سامنے رکھا جائے تو پھر کوئی بات کی جاسکتی ہے۔

بلوچی زبان میں جہازرانی(Navigation)اور سمندری سمتوں کے حوالے سے اتنے اہم اور منفرد اصطلاحات موجود ہیں کہ جن کی نظیر ہمیں کسی دوسری زبان میں دیکھنے کو نہیں ملتی۔ یہ سمندری اصطلاحات ٹی۔ جے۔ ایل۔ میئر کی مرتب کردہ "انگلش۔ بلوچی ڈکشنری" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ انہوں نے اس لُغت کا مواد سوا سو سال پہلے ڈیرہ غازیخان کے بلوچوں سے اکٹھا کرکے 1909ء میں شائع کیا تھا۔ اس مطالعہ میں بھی ان اصطلاحات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اِن اصطلاحات میں چند ایک کے علاوہ بیشتر سمندری اصطلاحات اتنے قدیم اور منفرد ہیں کہ اب تک ان کی اشتقاقی ماخذ کی تفہیم اور عقدہ کشائی بھی ممکن نہ ہوسکی۔

اب سوال یہ ہے کہ بلوچی میں موجود سومیری اور اکادی زبانوں کے سماجی اور ثقافتی نظام و تصورات کا قدیم ورثہ اور بلوچی زبان میں ہزاروں سال پرانی قدیم سمندری اور جہازرانی اصطلاحات کی موجودگی کیا کسی خانہ بدوش طرزِ زندگی میں ممکن ہو سکتی ہیں؟

کیا سومیری، اکادی، بابلی، کالدی، آرامی اور عیلامی تہذیبوں سے ربط و تعلق رکھنے اور اِن تہذیبوں سے مستفید ہونے والے لوگ تمدنی اور تہذیبی زندگی سے نا آشنا ہو سکتے ہیں؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔

قرینِ قیاس یہی ہے کہ بلوچ اپنی تاریخ کے درمیانہ عہد میں اپنے ہم سایہ بڑی طاقتوں کی رسہ کشی اور اکھاڑ بچھاڑ کے سبب شکست و ریخت سے دوچار رہے ہوں گے اور رفتہ رفتہ وہ اپنی وحدت سے محروم ہو کر بعد کے ادوار میں منتشر ٹکڑیوں کی صورت میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے ہوں گے۔

کتابیات

Asimov, Issac 1968: The Near East, 10,000 years of History, Boston, Houghton Mifflin.

Badalkhan, Sabir 2013: Two Essays on Baloch History and Folklore, Balochistan. Monograph Series v. Universita Degli studi Di Napoli "L" Orientale.

Baloch, M. Sardarkhan 1958, 1977: History of Baluch Race and Baluchistan, Gosha-e-Adab, Quetta.

Bellow, H.W 1891: An Enquiry into the Ethnography of Afghanistan, The oriental University Institute of woking.

Bloch, Jules 1924: "Sanskrit et Dravidian" Balletion de la Society de linguistic de Paris, No. 76, pp. 1-21

Boyajian, vahe 2003: "Towards the interpretation of the term Baloch in the Sahname ", In Carina Jahani and Agnes Korn (eds.) The Baluch and their neighbors: Ethnic and Linguistic contacts in Balochistan in Historical and Modern times, Reichert Verlag, Wiesbaden.

Bryce, Trevor 2009: The people and places of Ancient Western Asia, Routlege London and New York.

Burrow, E. Early History of Assyria to 10000 B.C source: http://about jstore. Org/terms, 17 Nov.2016, UTC.

Burstein, Stanley Mayer 1978: The Babylonica of Berossus, sources and Monographs sources from the ancient Near East, vol. 1, Fascicle 5.

Burton, R.C 1877: Sind and Races and Histories; Sind Revisited, London.

Cunningham, Alexander 1871: Ancient Geography of India, 1; The Buddhist Period.

Cameron, George G. 1936: History of Early Iran, the University of chicago Press chicago Illinois.

CDA Balack, Jeremy & others 2000: A Concise Dictinary of Akkodian 2nd (corrected) printing, Harrasowitz Verlag. Wiesbaden.

Dames, L.W. 1904: The Baloch Race: A historical and Ethnological Sketch, The Royal

Asiatic Society, London.

_____1988: Popular Poetry of the Baloches, Balochi Academy Quetta. (First printed in 1907)

Dashti, Naseer 2012: The Baloch and Balochistan, Trafford publishing, USA

Delforooz, Behrooz Barjasteh 2008: " A Sociolinguistic Survey among the Jadgal in Iranian Balochistan" in Jahani, Carina; korn, Agens; Tituspaul Brian (eds.) The Baloch and others perspectives on pluralism in Balochistan. Wiesbaden: Richert verlag. PP.23-44

Derakhshani, Jahanshah2001: Some Erliast Traces of the Aryan: Evdence from the 4th and 3rd millennium B.C. In: Iran and the Caucasus, val.5, PP.7-26

Drews, Robert 1965: Historia: Zeitschrift fur Alte Geschichte. Bd.14.2, PP.129-142.

Eggermont, P.H.L 1975: Alexander's campaign in Sind and Baluchistan And the seige of the Brahmin Town of Harmatelia, Leuven university Belgium.

Elfenbein, J.1987: "A peripuls of the Brahui problems" studia Indo-Iranica, No.16.2.

Elliot, H.M., and Dowson, John 1979: The History of India As told by its own distorians, vol.1, Islamic book service Lahore.

Emeneau, M.B. 1962: Brahui and Dravidian comparative Grammar, University of California Publication in Linguistic, vol.27, University of California Press.

Encyclopaedia of Brctinica 11th and 15th ed. vol.111, 1971, PP.62-63.

Fair service, W.A. 1997: The Harappan civilization and the Rigveda In: M. Witzel (ed.) Inside the texts, Beyond the texts. New Approaches to the study of the Vedas. (Harvard oriental series, opera minora2,) Cambridge pp.61-68.

Frye, R.N. 1965: The Heritage of Persia, Mentor Books, Toronto.

Frye, R.N. 1961: Remarks on Baluchi History, central Asian Journal, No. 6, pp. 44-50.

Fournet Arnaud 2014: The Kassite language in a comparative Perspective with Hurrian and Urartean, the Macro-comparative journal, vol.2, No.1. Source: https:// scholar. Googl.com .

Gankovsky, Yuri 1971: The people of Pakistan: An Ethnic History, peoples publishing House Lahore.

Gelb, I.J. 1944: Hurrians and Subarians, the University of Chicago press, Chicago. Illinois

Gelb, I.J 1952: Sargonic Texts from the Diyala region, The university of Chicago Press, Chicago, Illinois.

Gelb, I.J. 1957: Glossary of old Akkadian, the University of Chicago press, Chicago, Illinois

Gelb, I.J. 1970: Makkan and Meluhha in early Mesopotamian Sources, Revue D Assyriology Et D'archeology orientate, vol. 64, No.1

Goedegebuure, Petra 2008: Central Anatolian Language and Language communities in the colony period: A Luwian- Hattites symbioses and the independent Hittites, OAAS vol.3, Leiden.

Goets, Philip. And others (eds.) "Sumer, Sumerian language" In : The New Encyclopedia Britannica, vol.11, 15th ed.

Halloran, John, A. Sumerian Lexicon Version 3.0.Source: http:// www. Sumerian-org.

Hamilton, J.R. 1972: Alexander among the Oritae, Historian: Zeitschrift fur Alte Geschichte, vol. 21, No.4.

Hamori, Fred. Meds and Scythian Links, source: http/users.cwnet. com/mikenia/medscyth.htm.

Hansman John 1973: A "periplus" of Magan and Meluhha source: Bulletin of the school of oriental and African studies. University of London, vol.36, No. 3, pp. 554-587.

Haukal, Ebn 1800: The Oriental Geography. Printed, at the Oriental Press, by lvilson & co.(Translated by Sir William Ouseley, Knt. LL.D.)

Herzfled, Ernst 1968: The Persian Empire, Studies in Geography and Ethnography of the Ancient Near East, Published by F.Steiner, Wieshaden.

Herodotus 1858-60: History Translated by George Rawlinson (written 440B.C)

Hislop, Alexander 1857: The Two Babylons; OR, The Papal worship Proved to be the worship of Nimrod and His wife. Edinburgh: James wood, 130, George street London: Houlston and wright. MDccclxll. Linguistic Science vol. 5, No.2

Holdich, T.H. 1892: The Indian Borderland 1880-1900, London, Methuen co.(2nd Edition, Asian Education Service, New Delhi 1996)

Huges, Buller; R 1906: Balochistan District Gazetter Series Vol. VII. Makran, Text and Appendies, Bombay, Printed at the time Press.

Iranian Peoples: Source: http.//en.Wikipedia org.wiki/Iranian Peoples accessed on 10/9/2009)

Jan Muhammad 1982: The Baloch Cultural Heritage. Royal Book Company Karachi.

Kent, R.G.1953: Old Persian Grammar, Texts, Lexicon, 2nd reced. New Haven.

Korn, Agnes 2003: "Balochi and the concept of North-Western Iranian" in Carina Jahani and Agnes Korn (eds). The Baloch and Their Neighbors: Ethnic and Linguistic Contact in Baluchistan in Historical and Modern Times. Wiesbaden

Kramer, Samual, Noah 1963: The Sumerians, Their History, Culture and Character, University of Chicago Press, Chicago &London.

Landsberger, Benno, A. Leo Oppenherim, Erica 1965: The Assyrian Dictionary vol.2. The Oriental Institute of the University of Chicago. Illinois, USA. 4th Printing 1998.

Langdon, S. 1935: Babylonian Menologies and the Sematic calendars, London, British Academy, oxford university Press.

Levine, L. 1974: Geographical studies in the Neo-Assyrian Zagros 11, Iran 12, PP.99-124

Luckenbill, Daniel David 1924: The Annals of Sennacherib, The University of Chicago Press, Chicago, Illinois. ed. by James Henry Breasted.

_____1926: Ancient records of Assyria and Babylonia, vol.1, The University of Chicago Press, Chicago, Illinois. ed. by James Henry Breasted.

_____1927: Ancient Records of Assyria and Babylonia, vol.2, The University of Chicago Press, Chicago, Illinois.

MacDonnell, Arthur A, 1893: A Sanskrit- English dictionary, Oxford Printed at the Clarendon Press.

Marqurat, J. 1933: A Catalogue of the Provincial capitals of Eranshar, In: Johan Hansman, A "Periplus" of Magan and Meluhha. BOAS, vol.36, no.3, (1973) PP.554-587.

Marri Baloch 1964: The Balochis Through centuries History versus Legend. Islamic Electric press Quetta.

_____1975: Searchlights on Baloches and Balochistan, Royal Book company Karachi.

Mayer, T.J.L. 1975: English- Baluchi dictionary, Sheikh Mubarak Ali publishers and Book sellers, Lahore (first published in 1909).

McAlpin, David W. 1975: Toward Proto-Elamo-Dravidian, no.1, Linguistic society of America.

_____2015: Brahui and Zagrosian hypothesis, Journal of the American oriental society, vol. 135, no.3 (July-September 2015) PP.551-568.

McConaghey, A.1907: Gazetter of the Sibi District, Vol. III, printed at the Time Press, Bombay.

Minchin, C.F. 1907: Balochistan District Gazetter Series, Loralai District, Vol. II, Printed at the Pioneer Press, Allahabad.

Minchin, C.F. 1986: The Gazetteer of Baluchistan (Lasbela), Gosha-e-Adab Quetta.

Minchin, C.F 1907: Balochistan District Gazertter Series, Las Bela, Vol. VIII, Printed at the Pioneer Press, Allahabad.

Mieroop M, Van De 2006: A History of the Ancient Near East Ca. 3000-323 B.C. Blackwell publishing.

Mockler, Major E. 1895: Origin of the Baloch, journal of the Royal Society of Bengal, Calcutta, Vol. 64, part 1.

Monier-Williams, 1899: A Sanskrit- English Dictionary, Etymological and philological arranged, Motilal Banarsidas New Delhi.

Nardo, Don, Robert.B.Kebric (ed.) 2007: The Green havenEncyclopedia of Ancient Mesopotamia, Greenhaven Press, Gale Cengage Learning.

Olmstead, A.T. 1948: History of the Persian Empire, The University of the Chicago Press, Chicago and London.

Ovid, Varro and Castor of Rhodes: The Chronological Architecture of the Metamorphoses, Thamas Cole, Harvard Studies in classical Philology, vol. 1.102,2004, PP. 355-422

Parpola, Simo 1970: Neo-Assyrian Toponyms, Alter Oriental und Altes Testaments 6, Kevelaer.

Peterson.J.H. 1995: Dictionary of most Avesta words.

Source: www.Avesta.vedic/ardict. htm

Petrie, Cameron A.2013: Ancient Iran and its Neighbors : The state of play, in: Ancient Iran and its Neighbors: Local Developments and Long-Range interactions in the Fourth Millennium B.C. British institute of Persian studies Archaeological Monograph Series 3, oxbow Books.

Possehl, G.L.1996: Meluhha in the Indian ocean in antiquity: Red.

Julian (ed.) Kegan Paul international, London, PP.133-208.

_____2003: The Indus Civilization: A contemporary Perspectives, Newyark: Alta Press.

Pottinger, Sir Henry 1815: Travels in Baluchistan and Sindh accompanied by A Geographical and Historical account of those countries, London.

Potts. D.T. 1999, 2004: The Archeology of Elam, Formation and Transformation of the ancient state, Cambridge University Press.

_____(ed.) 2012: A Companion to the Archaeology of the ancient Near East.vol.1, Wiley-Blackwell publishing Ltd.

Qureshi, I, H.1988: A Short History of Pakistan, University of Karachi.

Rawlinson, George 1873: The Seven Great Monarchies of the Ancient Eastern World, vol.1 (of 7): Chaldea eBook Book Rags, Inc. Gale group. Inc.

_____1873: The Seven Great Monarchies of the Ancient East World, vol.3. Media: John Lowell Company Newyork.

_____1885: The Seven Great Monarchies of the Ancient Eastern World, bol.4, Babylon, John Lowell Company Newyork.

_____1883: The origin of Nations, On Early civilization on Ethnic Affinities, Etc. New York: Charles Scribners, Sons.

Rawlinson, H. Creswicks 1861: Translation of Assyrian Inscription, Journal of the Royal Asiatic Society, vol.18, PP.77-105.

Rapson, E.J.1987: The Cambridge History of India, Vol.1, S. Chand &, co. Ltd. New Delhi (First published in 1922).

Rashidvash, Vahid 2016: Iranian people and the Races of people called in Iranian Plateau, International Journal of Humanities & Social studies, vol.111 issue 1, Indian.

Reade, J.E. 1978: Kassites and Iranians in Iran: Iran (6) pp. 173-93

Risley, Herbert 1915: The people of India, London. (2nd edition, edited by W. Crooke, Asian Educational Service, New Delhi 1999.)

Shendge, Malati J. 1997: The language of the Harappans: From Akkadian to Sanskrit, Shakti Abhinar Publications, New Delhi.

SkjaervØ, Prods Oktor 2002: An introduction to Old Persian revised and expanded 2nd version. Source: www.fas-harvard edu/~/ Iranian/old Persian

Smith, Sidny 1928: Early History of Assyria to 10000 B.C. London Chatto & Windus.

Smith, Vincent A. 1967: The Early History of India, from 600 B.C. to the Muhammadan Conquest including the invasion of Alexander the Great, oxford.

Smith, William. Dictionary of Greek and Roman Geography, (vol.2) Source: http://www.ebooksread.com/authors-eng/drayton-grittin-and-Smith/dictionary-of-greek-and-Accessedon 4/6/2010

Speisor, E.A. 1948: "Hurrians and Subarians" Journal of the American oriental Society, vol. 68, No.1 (Jan-Mar) pp.1-13

Spooner, Brian 1989: Baluchistan, 1: Geography, History and Ethnography in: Encyclopedia Iranica, vol. 111, Routledge and Kegan Paul, London-New York.

South Worth Franklin 2912: Rice in Dravidian, Published online; 18 January 2012© Springer Science+ Business media, LLC 2012.

Stark, Freya 1937: The Southern gates of Arabia: A journey in the Hadhramaut, Pairis, and Bologna.

Strabo 1924 H.L.Jones (Ed) "Strabo: The geography" Lacuscurtius Translated by Jones.

Syncellus, George 1826: Preserved by George Syncellus, Found in Cory's Ancient Gragments 1826.

Tallqvist, kunt L.1914: Assyrian Personal Names, Acta Societatis Scientiarum Fennicae Tom, XL III, No. 1, Helsingfors, Printed by August Pries, Leipzig.

Towfiq, F. 2011: A ŠAYER, Encylopaedia iranica, available online at. Http://www.Iranicaonline.Org/articels/ašayer-tribes accessed on 11/19/2019

The New Encylopadia of Britaica, vol.7, 15th ed. 1985.

Vincent, William 1807: The Commerce and Navigation of the ancient Indian Oceans, vol. 1, London, T.cadell and W.Davies. London.

Waddell, L.A. 1929: The Makers of civilization in Race and History.

Weeks, David Michael 1985: Hittite vocabualary, PhD. Dissertation, University California Los Angeles.

Witzel, Michael 1999: Substrate Languages in Old- Aryan (Rigvedic, middle, and Late vedie), (EJVS) 5-1.

_____2003: Lingustic evidence for Cultural Exchange in Prehistoric western central Asia. Sino-Platonic papers, 126, Deptt. Of East Asian Languages and Civiliations, University of Pennsylvania, Philadelphia, USA.

Vidale, Massimo 2004: Growing in a Foreign World: for a History of the " Meluhha Villages" in Mesopotamia in the 3rd Millennium B.C. in Melammu Symposia 4: A. Panaino and A. Prias (eds.) School of oriental Studies and the development of Modern Historigraphy. Milan: Universtia di Bologna & Islao. PP. 261-80.

Zadok, Ran 1975 Iraninan Names in Late Babylonian Documents, Indo-Iraninan Journal 17, PP. 245-247.

_____1984: Elamite Onamasties= Suppli. 40 to 44 Annaali (Instituto Universitario orientale di Napoli.)

_____1987: People From the Iranian Plateau in Babylonia during the second Millenium B.C.

_____1991 Elamite onamastics, studi Epigrafici Linguistici, 8 PP.225-237.

_____ 2002: The Ethno-Linguistic Character of Northwestern Iran and Kurdistan in the Neo-Assyrian Period . Iran, vol. 40, British Institue of Persian stadies(2002), PP.89-151.

البیرونی، ابوریحان 2002: آثار الباقیہ، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد (اُردو ترجمہ: ڈاکٹر سید علی رضا نقوی)
بزدار، واحد بخش 2008: بلوچی زبان: لسانی تاریخ و ارتقاء، غیر مطبوعہ پی ایچ ڈی مقالہ، بلوچستان سٹڈی سنٹر، یونیورسٹی آف بلوچستان کوئٹہ۔
————2017: براہوئی—دراوڑی اور سندھ تہذیب، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ۔
بُزدار، کے۔بی کمال: طبقات بلوچ (قلمی نسخہ)
بلوچ، ڈاکٹر حمید 2009: مکران عہد قدیم سے عہد جدید تک، سید ہاشمی ریفرنس لائبریری کراچی۔
بلوچ، فاروق 2012: بلوچ اور ان کا وطن، فکشن ہاؤس لاہور۔
پیکولین۔م۔ک 2000: بلوچ، تخلیقاقت لاہور (اُردو ترجمہ: ڈاکٹر شاہ محمد مری)
جامعی، سید خالد / عمر حمید 2004: "ابوالجلال عبدالمغنی ندوی۔ آثار و افکار" جریدہ، شمارہ نمبر 23، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی۔
حنیف، ابن 1998: دنیا کا قدیم ترین ادب، بیکن بکس ملتان۔
دہوار، ملک محمد سعید 2007: تاریخ بلوچستان، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ۔
ڈاہیا، بی۔ایس 2007: جاٹ، سنگت پبلیشرز لاہور (اُردو ترجمہ: صاحبزادہ عبدالرسول)
رگام، شئے 2015: بادشاہ، حاوندوت ات، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ۔
سراج منہاج 2004: طبقات ناصری، جلد اوّل، اشاعت دوئم، اُردو سائنس بورڈ لاہور۔ (اُردو ترجمہ: غلام رسول مہر)
سلیمان ندوی مولانا سید 1992: تاریخ ارض القرآن، نیشنل بک فاؤنڈیشن۔ اسلام آباد۔
سینولیس 2017: تاریخ اقوام عالم قدیم، بک فورٹ ریسرچ پبلیکیشنز لاہور (اُردو ترجمہ: سید محمود اعظم فہمی)
شیدائی، مولائی 1996: سرزمین بلوچستان، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ۔
عسکری، ناصر 1996: سیستان و بلوچستان۔ ایک تعارف، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ (اُردو ترجمہ: غوث بخش صابر)
فریدی، نور احمد خان 2014: بلوچ قوم اور اِس کی تاریخ، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ۔
قاضی، تورا کینہ ؟: سائرس اعظم، شاہکار بک فاونڈیشن کراچی
کرسٹن سین، آرتھر 1992: ایران بہ عہد ساسانیان، انجمن ترقی اُردو پاکستان کراچی (اُردو ترجمہ: ڈاکٹر محمد اقبال)
کلمتی، غلام رسول 2014: کراچی: قدامت، واقعات، روایات، سید ہاشمی ریفرنس لائبریری کراچی۔

———2018: رندلاشار جنگ ایک نظم، سید ہاشمی ریفرنس کتابجاہ کراچی
گنجابوی، قاضی نور محمد 1990: جنگ نامہ تحفتہ النصیر، پاکستان سٹڈی سنٹر جامعہ بلوچستان کوئٹہ۔
گینکوفسکی، یوری 2000: پاکستان کی قومیتیں، فکشن ہاؤس لاہور۔ (اُردو ترجمہ: اشفاق بیگ)
مردوخ، حضرت آیت اللہ شیخ؟: تاریخ مردوخ، تاریخ کُردو کردستان، جلد اوّل، چاپ سوئم؟
ملک، ڈاکٹر مظفر حسن 2003: نسلیات پاکستان، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد۔
ندوی، رشید اختر 1996: پاکستان کی قدیم رسم الخط اور زبان، قومی ادارہ برائے تحقیق و ثقافت قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد۔
———1998: تاریخ ارض پاکستان، جلد اوّل و دوئم، سنگ میل پبلیشرز لاہور۔
ندوی، ابوالجلال 2004: سندھی مہریں" مشمولہ: سید خالد جامعی (مرتب)، جریدہ لسانیات نمبر، شمارہ نمبر 22 شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی۔
نسیم، اُلفت؟: راجد پتری چیدگ، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ۔
نسیم، اُلفت 1994: کمبران، رئیس آنی پبلیشرز کوئٹہ۔
نسیم، اُلفت 2008: چند تاریخی گوشے، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ۔
نسیم، اُلفت؟: تاریخی اغلاط نامے، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ۔
نسیم، اُلفت 2016 بلوچ ایک توضیحی مطالعہ، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ۔
نصیر، میر گل خان 1999: کوچ و بلوچ، گوشہ ادب کوئٹہ۔
نصیر، میر گل خان 2000: تاریخ بلوچستان، قلات پبلیشرز کوئٹہ۔
ہاشمی، سید ظہور شاہ 1986: بلوچی زبان و ادب کی تاریخ، سید ہاشمی اکیڈمی لیاری، کراچی۔

جینیاتی رپورٹیں

Bahmanimehr A., Eskandari Gh., Nikmanish F., 2015: The Congruence between Matrilineall Genetic (mtDNA) and Geographic diversity of Iranians and the Territorial populations Iran J Basic Med Sci 2015; 18: 30-37.

Derenko et al 2013 Derenko M, Malyarchuck B, Bahmanimehr A. 2013 complete mitochondrial DNA diversity in Iranians PLOS one 8:e80673.

Farjadian et al 2004: Molecular analysis of HLA allele frequencies Aaplotypes in Baloch of Iran Compared with Populations of Pakistan. Tissue Antigens 2004:64:581-587, printed in Denmark.

Farjadian et al 2011, Farjadian S, M. Sazzini, S. Tofanelli, L. Castri, L. Taglioli, D. Pettener, A. Ghaderi, G. Romeo, D. Luislli 2011: Discordant.

Variation in Iraninan Ethnic groups. Et: www.karger. Com/hhe, Published on line September10, 2011.

Genetic Links in the Indus Valley- Source: DNA Tribes Digest April 2, 2012.http://dnatribes.com/libraty.html.

Genetic Map of Pakistan; The Genetic Journey of Pakistanis.Source: https://defence.PK/Pdf/threads/genetic-map-of

Grugni V, Battazalia v, Hooshiar Kashani B, Ancient Migratory Events in the Middle East: New Clues From The Y-Chromosome Variation of Modern Iranians. Plos ONE July 2012, Vol. 7, Issue 7, e41252. Source: www.Plosone.org.

Mohyuddin et al 2002 HLA Polymorphism in Six ethnic groups from Pakistan Tissue Antigens 2002:59:492-501, Printed in Palanichamy et al 2015 Palanichamy Mallinya gounder, bikas Mitra, Cai-Ling Zhang, Monojit

Debnath, Gui-Mei Li, Hua-Wei Wang, Suraksha Agrawa, Tapas .Kumar Chaudhri, ya-Ping Zhang 2015: west.Eurasian mt DNA lineages in India: An insight into the spread of the Dravidian Language and the Origins of the Caste System. Published online: 02 April 2015.

Quintana-Murciet al 2004 Southwest Asian mtDNA phytogeography. The American Society of Human Genetics 2004.

Sengupta et al 2006 Senguptas, Zhivotovsky LA, King R, Mehdi SQ,

Edmonds CA, Chow CE, et al 2006: Polarity and Temporality of high-resolution Y-chromosome distributions in Inida identify both Indigenous and Oxogenous expansions and reveal minor gentic influence of Centeral Asian Pastrolists. AJM Human Genetics 78(2): 202-2.